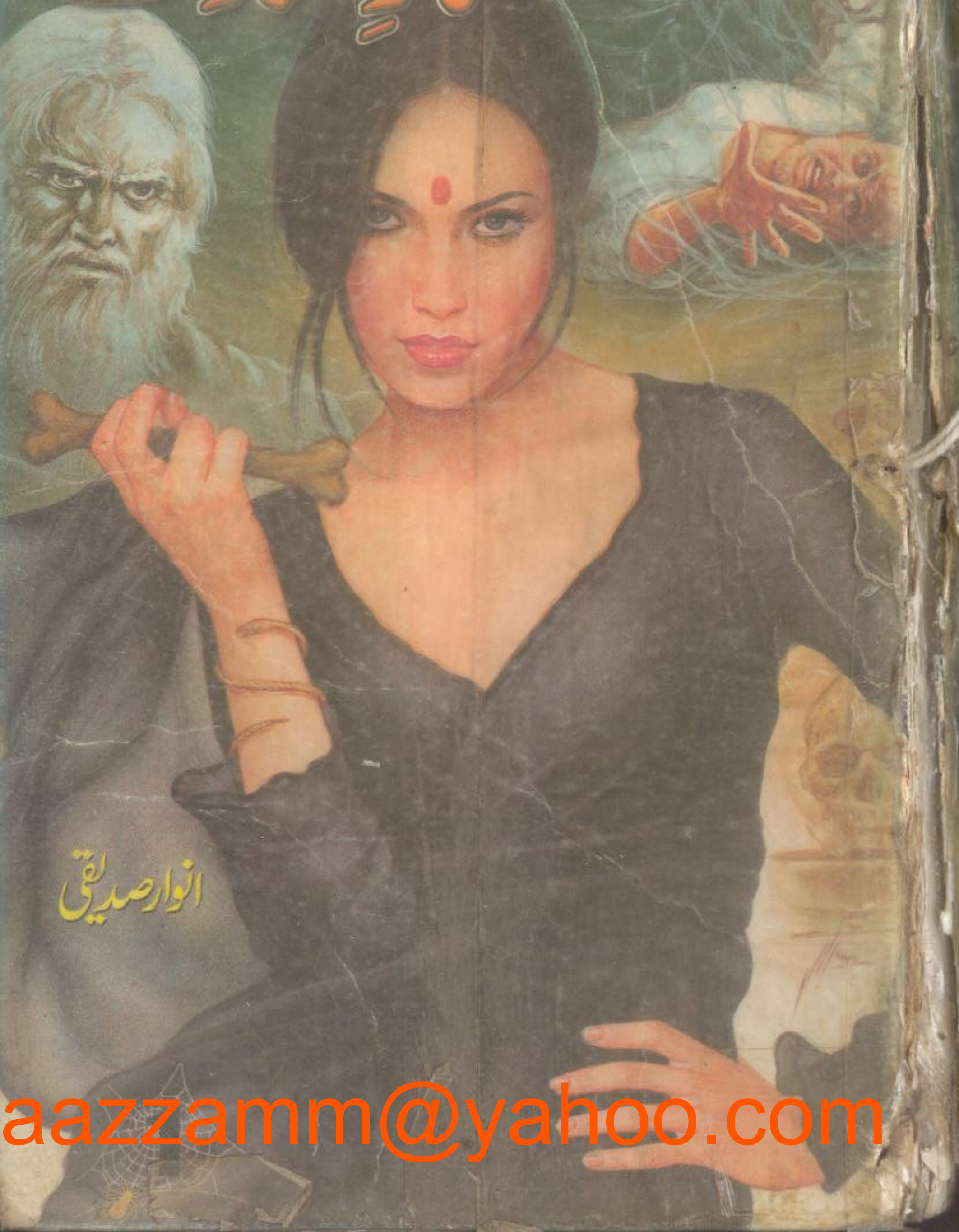
خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثر انگیز داستان

تارِ عنکبوت



خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی ایک اثر انگیز داستان

خیر و شر کی ازلی کشمکش سے جنم لینے والی
ایک اثر انگیز داستان

(دوئم)

تارِ عنکبوت

انوارِ صدیقی

اسٹاکسٹ:-
مکتبہ القریش سرکلر روڈ
اُردو بازار، لاہور۔ ۲

باراوّل	:	2002ء
ناشر	:	محمد علی قریشی
مطبع	:	نیراسد پریس لاہور
سرورق	:	ذاکر
کمپوزنگ	:	وسیم احمد قریشی
قیمت	:	200/- روپے

اس کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا' اسے یاد آ رہا تھا کہ وہ سب ایک ساتھ تھے' کے سفر کے دوران انہیں کسی قسم کی مزاحمت یا دشواری پیش نہیں آئی تھی لیکن غار کے دوسرے سرے پر پہنچنے کے بعد ہی انہیں جانوروں کی طرح پکڑ لیا گیا تھا' وہ جال اتنا وزنی تھا کہ وہ اس سے نجات حاصل کرنے میں دشواری محسوس کر رہے تھے' چٹان کے اوپر کچھ سیاہ مقامی باشندے موجود تھے جو ان کی بے بسی پر قہقہہ لگا رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کچھ کہا تھا اس کے بعد ان پر کسی قسم کا اسپرے کیا گیا شنکر اپنی میں اسے دم سادھنے کا مشورہ دیا تھا' شاید وہ بے ہوشی کی کوئی دوا تھی جو انہیں بے دست و پا کرنے کی خاطر ان پر چھڑکی گئی تھی' اس نے شنکر کی ہدایت کے مطابق اپنا سانس لیا لیکن زیادہ دیر تک وہ خود پر قابو نہ پا سکی۔ دوبارہ سانس لیتے ہی اسے محسوس ہوا جیسے کوئی سریع الاثر نشہ آور خوشبو تیزی سے اس کے وجود کی گہرائیوں میں سرایت کرتی چلی ہو' اس نے پلٹ کر شنکر کی جانب دیکھا وہ جال میں پھنسا ہونے کے باوجود بڑا مطمئن رآ رہا تھا لیکن فیصل اور تیمور لڑکھڑا رہے تھے پھر اس نے سب سے پہلے جاوید کو کسی کٹے ئے شہتیر کی مانند جال میں الجھ کر گرتے دیکھا اس کے بعد اس کا اپنا ذہن بھی تاریکی میں وبتا چلا گیا اس نے سنبھلنے کی خاطر موٹی رسیوں کو پوری شدت سے تھامنے کی کوشش کی تھی لیکن جال کے ساتھ خود بھی زمین بوس ہو گئی تھی۔

ذہن سے غنودگی کے بادل چھٹنے میں کتنی دیر لگی اس کا مطلق اندازہ نہیں تھا لیکن وہ وس کر رہی تھی کہ اس کا جسم کچی زمین پر پڑا ہے وہ جال کی قید سے آزاد ہو چکی تھی لیکن قرب و جوار میں ہونے والی آہٹ اس بات کی ترجمانی کر رہی تھی کہ وہ جہاں بھی تھی تنہا نہیں تھی شاید وہ اس کے دوسرے ساتھی تھے جو سرگوشی میں گفتگو کر رہے تھے اس نے آنکھ کھول کر ماحول کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن پھر ایک نووارد کی تیز آواز سن کر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا' وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کسی لڑکی سے مخاطب تھا۔

"لڑکی .... اگر تو نے یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کی تو تیرا انجام ہولناک

ہو گا۔"

"تت .... تم لوگ کون ہو؟ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

روبا نے لڑکی کی آواز پہچان لی' اسے یہ جان کر مسرت ہوئی کہ مونیکا ابھی زندہ ہے لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہے' روبا بدستور آنکھیں بند کئے بے سدھ پڑی رہی۔

"حکم کی تعمیل........" بولنے والے نے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ تم کمبا کو دیکھ چکی ہو .... وہ مقدس شوالا کے اشاروں پر چلتا ہے' شکر کرو کہ شوالا نے تمہیں پسند کر لیا ہے ورنہ ...."

"ورنہ کیا........" مونیکا کی سہمی ہوئی آواز ابھری۔

"تمہیں مقدس شوالا کے ساتھیوں کے حوالے کر دیا جاتا پھر یا تو تمہیں دیوتاؤں کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جاتا یا کمبا کو بطور انعام بخش دیا جاتا .... کیا تم یہ جان کر خوشی محسوس کروگی کہ کمبا درندوں سے بھی زیادہ وحشی اور خونخوار واقع ہوا ہے" انسانی جسم کو پھاڑ کر آنتیں کھانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔"

"نہیں........" مونیکا نے سسکتے ہوئے کہا۔ "اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے ایک ہی مرتبہ جان سے مار دو .... میں گھٹ گھٹ کر نہیں مرنا چاہتی۔"

"یہاں موت اور زندگی دونوں شوالا کے ہاتھ میں ہیں .... وہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گا"۔

"تم .... تت .... تم نے ابھی کہا تھا کہ شوالا نے مجھے پسند کر لیا ہے۔"

"ہاں .... میں نے ٹھیک ہی کہا تھا۔"

"پھر .... اس نے جنون کی حالت میں مجھے زخمی کیوں کیا........"

"ایک مقامی لڑکی نے اس کے ساتھ دغا کی تھی شوالا نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا' ایک اور لڑکی نے مقدس شوالا کے پیار کو ٹھکرانے کی کوشش کی ہے' شوالا نے اپنا غصہ تم پر اتار دیا .... وہ عظیم قوتوں کا مالک ہے اسے عقرب دیوتا کی حمایت حاصل ہے قبیلے کا کوئی شخص شوالا سے آنکھیں ملانے کی جرات نہیں کر سکتا........"

"پھر........ وہ لڑکی........"

"وہ قبیلے کے سردار عظیم شاکا کی بیٹی ترشولی ہے۔ شوالا اسے پسند کرتا ہے .... وہ اسے ہر قیمت پر حاصل کرے گا۔"

"اور .... یہ لڑکی .... یہ کون ہے۔" اس بار مونیکا نے غالباً" روبا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"تم ہماری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوششیں کر رہی ہو۔" بولنے والے کی آواز میں سفاکی تھی" "کیا تم اس سے واقف نہیں ہو؟"

"صرف اس حد تک کہ ہم بحری عقاب میں ہم سفر تھے۔" مونیکا نے جلدی سے کہا۔

"میں اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی۔"

"تمہیں کیا معلوم ہے اور کیا نہیں اس کا علم ہمیں بہت جلد ہوجائے گا' شوالا کی پراسرار قوتیں اسے آنے والے کل کا احوال بھی بتا دیتی ہیں۔"

"ہم تمہارے جزیرے پر اپنی مرضی سے نہیں آئے تھے۔"

"مجھے معلوم ہے........" بولنے والے نے حقارت سے کہا۔ "تم شاید اسے طوفان کی زیادتی قرار دو گی لیکن ہم جانتے ہیں کہ جب دیوتاؤں کو بھینٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو اجنبی لوگ راستہ بھٹک کر مقدس دیوتاؤں کے اشارے پر کھینچے چلے آتے ہیں۔"

"کیا تم نے اس لڑکی کے باقی ساتھیوں کو پکڑ لیا ہے؟" مونیکا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا "میرا خیال ہے کہ ان کی تعداد کل چھ افراد پر مشتمل تھی کمبا نے ان کے ایک ساتھی کو ہلاک کر دیا تھا۔"

"لڑکی .... تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو۔" اس بار بولنے والے کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

"کیا .... کیا مقدس شوالا مجھے معاف کر دے گا۔"

"یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا .... شوالا کی دشمنی تمہیں سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی اس کے عتاب سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ تم اس کے ساتھ کبھی فریب کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

"کیا میں تمہارا نام دریافت کر سکتی ہوں؟"

"میں مقدس شوالا کا ایک ادنیٰ ملازم ہوں .... تمہیں اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔"

پھر قدموں کی آواز ابھر کر دور ہوتی چلی گئی روبا خاصی دیر تک آنکھ بند کئے پڑی رہی پھر اس نے پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کر کے دیکھا۔ وہ ایک مختصر سی جھونپڑی تھی' مونیکا ایک کونے میں سمٹ سمٹا کر بیٹھی تھی کمرے میں صرف ایک ہی دروازہ تھا جسے لکڑی

اور سرکنڈوں کو جوڑ کر بنایا گیا تھا جانے والا غالباً" اسے باہر سے بند کر گیا تھا۔ اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ جھونپڑی نما کمرے میں اس کے اور مونیکا کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے وہ آہستہ سے اٹھی۔ مونیکا نے اسے اٹھتا دیکھا تو لپک کر تیزی سے اس کے قریب آ گئی۔

"تم ...... خدا کا شکر ہے کہ تم زندہ ہو ورنہ میں یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید ...."

"مجھے یہاں آئے کتنا عرصہ ہوا؟" روپا نے مدھم آواز میں پوچھا۔

"کیا تمہیں کچھ یاد نہیں......"

"نہیں ...... میرا خیال ہے کہ جن لوگوں نے ہمیں پکڑا تھا انہوں نے کوئی بے ہوشی کی دوا سپرے کر دی تھی۔" روپا نے کہا پھر مونیکا کے چہرے پر خراشیں دیکھ کر چونکتے ہوئے بولی۔ "یہ تمہارے چہرے پر نشانات کیسے ہیں؟"

"یہ مقدس شوالا کی پسند کا پہلا ثبوت ہے۔" مونیکا سرد آہ بھر کر کہا۔ "اتفاق ہی سمجھو جو اسے مجھ پر رحم آگیا ورنہ اسے جنون کی حالت میں دیکھ کر مجھے اپنے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔"

"پریشان مت ہو"۔ روپا نے اسے تسلی دی ...... "ہمیں ہمت سے کام لینا ہو گا۔"

"تمہارے باقی ساتھیوں کا کیا بنا ...... کیا شنکر اور پرنس فیصل بھی......"

"ہاں......" روپا بولی۔ "ہمیں ایک ساتھ ہی جانوروں کی طرح جال میں ڈال کر پکڑا گیا تھا اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"کیا شنکر کی پراسرار قوتیں اور اس کی جیوتش ودیا بھی تمہارے کسی کام نہیں آتی؟"

"اس نے ہمیں خطرے سے آگاہ کیا تھا لیکن ہمارے لئے آگے بڑھنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"

"کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ تمہیں اپنے ساتھیوں سے الگ کیوں رکھا گیا ہے؟" مونیکا نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"میں ابھی تمہارے اور کسی اجنبی کے درمیان ہونے والی باتیں سن رہی تھی۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ مقدس شوالا نے مجھے بھی اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس اپنے بچاؤ کا ایک ہی ذریعہ ہے......"

"خودکشی ...... دوسری صورت میں ہمیں جو زندگی نصیب ہوگی وہ موت سے بھی زیادہ بدتر اور اذیت ناک ہوگی......" مونیکا کے لہجے سے مایوسی ٹپک رہی تھی۔ روپا اسے تسلی دینے کی خاطر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور کپونا اچھلتا ہوا اندر آیا' دروازے کے قریب رک کر اس نے مونیکا کو غصیلی نظروں سے دیکھا اور دانت کھول کر غرانے لگا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس پر اچانک حملہ کر دینے کے بارے میں غور کر رہا ہو ....

روپا حیرت بھری نظروں سے بندر کی حرکتوں کا جائزہ لے رہی تھی ......!!

○

شاکا کی قہرآلود نظریں ان کے چہروں پر منڈلا رہی تھیں' انگروا اس کے ساتھ کھڑا کسی گہری سوچ میں غرق تھا لیکن اس کی نگاہیں بھی بار بار فیصل کی جانب اٹھ رہی تھیں۔

قبیلے کے آٹھ تنومند افراد ان کے پیچھے نیزہ تانے کھڑے شاکا کے ایک اشارے کے منتظر تھے' حالات نے اچانک جو رخ اختیار کیا تھا اس نے فیصل' جاوید اور تیمور کو بھی بوکھلا دیا تھا لیکن ننکا اس وقت بھی پرسکون نظر آرہا تھا' ابھی تک اس نے مقامی لوگوں پر اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا کہ وہ ان کی زبان سے واقف ہے چنانچہ ان کے درمیان جو گفتگو ہو رہی تھی وہ سب سمجھ رہا تھا لیکن بظاہر انجان بنا ہوا تھا۔ راگھو نے انہیں شاکا کے روبرو پیش کرتے وقت کہا تھا۔

"مقدس شاکا کا اقبال بلند ہو ...... یہ اجنبی لوگ ہیں جو غار کے خفیہ راستے سے ہمارے قبیلے میں داخل ہوئے ہیں لیکن عظیم شوالا اپنا ذہن اور آنکھیں کھلی رکھنے کا عادی ہے' اس نے بروقت مجھے ان کی آمد کی اطلاع دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ انہیں جال میں پھانس کر سردار کے روبرو پیش کر دیا جائے......"

"میں جانتا ہوں کہ شوالا اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتا ...... وہ صحیح معنوں میں میرا نائب ہونے کا مستحق ہے۔" شاکا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا سردار واقف ہے کہ یہ لوگ کون ہیں؟"

"تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو۔" شاکا نے راگھو کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"یہ شخص جو دوسرے نمبر پر کھڑا ہے یہ فیصل ہے۔"

راگھو نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "سردار کوشاید علم ہوگا کہ ترشولی نے اسی نوجوان کے چکر میں آکر عظیم شوالا کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے"۔

"تمہیں یہ بات کس نے بتائی تھی؟" شاکا نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

"عظیم شوالا نے۔" راگھو تیزی سے بولا۔ "وہ لازوال اور پراسرار قوتوں کا مالک ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ سردار اس نوجوان کے حق میں کوئی ایسا فیصلہ صادر کرے جو عظیم شوالا کے وقار کو اور بلند کر دے۔"

شاکا نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے تیور بدلتے جا رہے تھے۔

"فیصل کے سیدھے ہاتھ پر جو شخص کھڑا ہے یہ شنکر ہے۔" راگھو نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "عظیم شوالا کا خیال ہے کہ یہ شخص دوچار منتر جانتا ہے اور اب تک یہی فیصل کی پشت پناہی کرتا رہا ہے .... اس شخص نے چونکہ عظیم شوالا کے دشمن کی مدد کی ہے اس لئے یہ بھی سردار کے شدید عتاب کا مستحق ہے۔

"کیا شوالا کو شبہ ہے کہ میں اپنے قبیلے کے رسم و رواج کو توڑنے کی کوشش کروں گا؟" شاکا نے سرد آواز میں پوچھا۔

"اس کا جواب عظیم شوالا ہی بہتر طور پر دے سکتا ہے۔" راگھو نے لاپرائی کا مظاہرہ کیا۔" مجھے جو حکم دیا گیا تھا میں نے پورا کر دیا۔"

"ٹھیک ہے .... تم اب جا سکتے ہو۔" شاکا کی تیوری پر بل آ گئے۔ "شوالا سے کہنا کہ شاکا نے انصاف کے معاملے میں اپنے اندر کبھی لچک نہیں پیدا ہونے دی' آئندہ بھی وہی ہوگا جو اب تک ہوتا چلا آ رہا ہے۔"

راگھو کے جانے کے بعد شاکا قہر آلود نظروں سے شنکر' فیصل ' جاوید اور تیمور کو گھورنے لگا پھر اس نے انگروما سے کہا "تو نے دیکھا .... شوالا نے مجھے راگھو کے ذریعے کیا پیغام بھیجا ہے۔"

"میں مقدس شاکا کو صبر اور سکون کا مظاہرہ کرنے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں تجھے ان چاروں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔" شاکا بولا۔ "بول .... تو ان کے لئے کیا سزا تجویز کرتا ہے؟"

"دستور کے مطابق ان میں سے ایک بڑے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کیا جائے گا .... وہ خوش نصیب کون ہوگا اس کا فیصلہ ابھی ہو جاتا ہے۔"

انگروما نے کہا پھر اس نے اپنے گلے سے ہڈیوں کی ایک مالا اتار کر زمین پر رکھ دی۔ "مقدس شاکا کا جانتا ہے کہ یہ مالا قبیلے کے کاہن اعظم کی حیثیت سے میرے گلے میں ڈالی گئی تھی .... میں ان چاروں کو اس مالا کو اٹھانے کی دعوت دوں گا' جس نے سب سے پہلے مالا کو ہاتھ لگایا وہی بڑے دیوتا کے قدموں میں قربانی کا حقدار ہوگا۔"

"تو واقعی دوراندیش اورانصاف پسند ہے انگروما ... . مجھے تیرا فیصلہ پسند آیا لیکن تو نے ایک بات کو نظرانداز کر دیا"۔

"وہ کیا......."

"اگر مالا کو ترشولی کے محبوب نے اٹھا لیا تو کیا ہوگا......."

"میں سردار کا مقصد نہیں سمجھا۔"

"ترشولی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس نوجوان کو شوالا سے مقابلے کا ایک موقع فراہم کروں اور میں نے......۔"

"نہیں......." انگروما تیزی سے بولا۔ "ترشولی کی درخواست دیوتاؤں کی مقدس بھینٹ سے زیادہ اہم نہیں ہو سکتی .... ہاں' اگر یہ نوجوان بچ گیا تو پھر تجھے اختیار ہے......."

"اگر تیرا یہی فیصلہ ہے تو پھر جو دیوتاؤں کو منظور ہے وہی ہوگا۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

انگروما نے اپنی توجہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کی طرف مبذول کرلی' چند لمحے وہ انہیں سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کہا۔

یہ مالا تمہارے سامنے پڑی ہے .... اس کے کچھ دانوں پر زندگی اور کچھ پر موت کے نشانات درج ہیں' میں تمہیں قسمت آزمانے کا موقع فراہم کرتا ہوں .... تم میں سے جو چاہے وہ پہلے اپنی قسمت آزما سکتا ہے' انکار کی صورت میں تمہارا انجام موت سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔......"

"انگروما......." شاکا نے کاہن اعظم کو ٹوکا۔ "کیا تو انہیں زندگی کا فریب دے کر موت کے قریب لانا چاہتا ہے ...."

"یہ مقدر کا کھیل ہے شاکا"۔ انگروما زہرخند سے بولا۔ "وہ جو زندگی کی لالچ میں موت کو فراموش کر دیتے ہیں ان کا انجام ہمیشہ عبرتناک ہوتا ہے' میں نے اسی لئے انہیں زندگی کا فریب دینے کی چال چلی ہے .... ہوگا وہی جو دیوتا چاہے گا......."

"شنکر......" جاوید نے سرگوشی کی۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ ان کے درمیان کیا گفتگو ہو رہی ہے؟"

"نہیں ...... اس وقت میرا کچھ بتانا مناسب نہیں ہوگا۔" شنکر نے اپنی زبان میں جواب دیا۔

"کیا کوئی ایسی ہی بات ہے جو تم ہم سے چھپانا چاہتے ہو۔" تیمور نے سوال کیا۔

"ہاں ...... مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"ٹھیک ہے......" جاوید نے کہا۔ "پھر سب سے پہلے تم آگے بڑھ کر اپنی قسمت آزماؤ۔"

شنکر نے مسکرا کر جاوید کو دیکھا پھر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ فیصل نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"نہیں ...... یہ سفر میری مرضی پر اختیار کیا گیا تھا اس لئے سب سے پہلے میں اپنی تقدیر آزماتا ہوں۔"

"لیکن میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے اگر موت کے دانے کو چھو لیا تو پھر شوالا سے تمہارا انتقام ادھورا رہ جائے گا۔"

"اگر میری قسمت میں یہی رقم ہے' تو تم تقدیر کے فیصلے کو کس طرح تبدیل کر سکتے ہو۔"

"کچھ بھی ہو ...... تم اس مالا کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

پھر پہل میں کرتا ہوں' تیمور نے کہا اور قدم اٹھاتا ہوا مالا کے قریب چلا گیا اس نے جھک کر اس کے دانوں کو غور سے دیکھا جس پر مختلف نشانات اور عجیب و غریب نقش و نگار بنے تھے چند ثانئے تک وہ دانوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے دھڑکتے ہوئے دل سے ایک دانے پر انگلی رکھ کر انگروما کی جانب دیکھا۔

"تم نے موت کے دانے کو ہاتھ لگایا ہے اس لئے سب سے پہلے ہم تمہیں اپنے مقدس دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھائیں گے۔" انگروما نے فیصلہ کن لہجہ اختیار کیا تو تیمور کے چہرے پر موت کی پرچھائیں لرزنے لگیں' اس نے پلٹ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن انگروما کے اشارے پر دو نیزہ برداروں نے برق رفتاری سے لپک کر اسے اپنے آہنی شکنجوں میں جکڑ لیا۔ جاوید نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو باقی نیزہ برداروں نے ان تینوں کو

اپنے گھیرے میں لے لیا' ان کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے۔

"تمہاری قسمتوں کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔" شاکا نے فیصل اور اس کے ساتھیوں سے کہا پھر اس نے اشارہ کیا تو تیمور کو زبردستی گھسیٹ کر باہر لے جایا گیا' وہ موت سے چھٹکارا پانے کی خاطر بری طرح تڑپ تڑپ کر انگروما اور شاکا سے زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا اور جاوید ...... وہ کینہ توز نظروں سے شنکر کو یوں گھور رہا تھا جیسے تیمور کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی تھی۔

○

اس کا خیال تھا کہ بندر کے پیچھے یقیناً کوئی اور بھی ہوگا جو روپا کا حال معلوم کرنے کی غرض سے آیا ہوگا لیکن باہر سے کوئی دوسری آہٹ نہیں آ رہی تھی' اسے تعجب تھا کہ شوالا نے اب تک روپا کو نظر انداز کیوں کر رکھا ہے جبکہ یہ بات اس کے تجربے میں آ چکی تھی کہ وہ خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں کسی بھوکے بچے سے بھی زیادہ ندیدہ اور جلد باز واقع ہوا تھا' پھر اسکے ذہن میں ایک نیا خیال ابھرا' ممکن ہے پرنس فیصل کے آ جانے کے بعد شوالا زیادہ مصروف ہو گیا ہو ترشولی کے معاملہ میں وہ بہت زیادہ جذباتی تھا اور ایسی صورت میں اس کا پرنس فیصل کو پہلی فرصت میں اپنے راستے سے ہٹانے کے بارے میں کوئی فوری منصوبہ بنانا اور اس پر عمل کر گزرنا ایک قدرتی عمل تھا۔

مونیکا کا ذہن کام کر رہا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور کبوتا پر جمی ہوئی تھیں جو شوالا کا چہیتا تھا اور اس وقت نہ جانے کیوں اسے گھور گھور کر بار بار دانت نکال کر یوں خرخراہٹ کی آوازیں حلق سے بلند کر رہا تھا جیسے اسے خوفزدہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ممکن ہے شوالا کو انسان کے مقابلے میں اپنے پالتو بندر پر زیادہ اعتماد ہو اور اس نے کبوتا کو ان دونوں کی چوکیداری پر مامور کیا ہو' مونیکا کے ذہن میں یہ خیال بھی بڑی سرعت سے ابھرا لیکن پھر دوبارہ وہ پرنس فیصل کے بارے میں سوچنے لگی' بحری عقاب پر یہ بات اس کے مشن میں شامل تھی کہ کسی بھی طرح فیصل اور جاوید کو سفر جاری رکھنے سے روک دیا جائے اس کے عوض اسے ایک معقول رقم دی گئی تھی' ہڈیوں کے ایک تاجر راڈرک نے اسے اس کام پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن پھر جہاز پر رونما ہونے والے پے در پے واقعات نے اسے اپنے مشن میں کامیابی کا موقع نہیں دیا تھا اس کے بعد اچانک طوفان کی لہروں نے انہیں شوالا کے جزیرے

تک پہنچا دیا' اب وہ ایک ہی کشتی کے سوار تھے اور جزیرے سے واپسی کے خواہاں تھے' فیصل کے علاوہ مونیکا' شنکر کے بارے میں بھی غور کر رہی تھی وہ پراسرار شخصیت کا مالک تھا اور مستقبل کے اندر جھانکنے کی صلاحیت بھی رکھتا تھا لیکن حالات نے اتنی تیزی سے اپنا رخ تبدیل کیا کہ اس کا پراسرار علم بھی دھرا کا دھرا رہ گیا شاید اسے آنے والے کل کے بارے میں غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا یا پھر اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی تھی بہرحال اب اس کی خواہش تھی کہ بحری عقاب کے بچے کچھے مسافر زندہ رہیں' اجتماعی صورت میں وہ فرار ہونے کا موقع تلاش کر سکتے تھے لیکن انفرادی حیثیت میں صرف اذیت ناک موت ہی انہیں نصیب ہو سکتی تھی۔

مونیکا کے علاوہ روپا بھی اس بندر کو بغور دیکھ رہی تھی اس کا ذاتی خیال تھا کہ بندر کے پیچھے کوئی مقامی باشندہ بھی ضرور ہوگا لیکن جب اسے اطمینان ہو گیا کہ باہر قرب و جوار میں کوئی اور نہیں ہے تو اس نے مدھم لہجے میں مونیکا سے دریافت کیا۔

"یہ بندر کوئی ہے؟"

"یہ شوالا کا پالتو بندر ہے جسے کبوتا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

اپنا نام مونیکا کی زبان سے سن کر کبوتا نے غصے میں اچھل کر قلابازی کھائی پھر وہ پلٹ کر روپا کو حیرت اور غصے بھری نظروں سے دیکھنے لگا' انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے پہلے سے وہاں اس کی موجودگی کا مطلق کوئی علم نہیں تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ اپنے نام سے واقف ہے اس لئے ہمیں اس کے بارے میں گفتگو کرتے وقت صرف بندر کہنا مناسب ہوگا۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا پھر بولی۔ "کیا یہ ہماری چوکیداری پر مامور کیا گیا ہے۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی لیکن اتنا ضرور سنا ہے کہ شوالا اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا ہے اس کے علاوہ ایک بن مانس نما درندہ اور بھی ہے جو شوالا کے اشاروں پر پالتو کتوں کی طرح عمل کرنے کا عادی ہے۔"

"وہی جس نے تمہیں غار سے اٹھایا تھا۔"

"ہاں"۔

کبوتا نے اپنی اچھل کود میں شدت اختیار کر لی' اس کے غرانے کا انداز بھی پہلے کے مقابلے میں زیادہ تلخ ہو گیا تھا شاید وہ روپا اور مونیکا کے درمیان گفتگو کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا' روپا اس کی ایک ایک حرکت کو بغور دیکھ رہی تھی پھر اچانک اس کے ذہن میں

ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ شنکر نے پہلی بار اسے ان پراسرار قوتوں کے بارے میں آگاہ کیا تھا جو اس کے اندر موجود تھیں وہ ان قوتوں کو کبوتا پر آزمانے کے بارے میں غور کر رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنے ذہن میں ایک منصوبے کو ترتیب دیتی رہی پھر وہ چوپایوں کی طرح ہاتھ اور گھٹنوں کے بل فرش پر کھڑی ہو کر آہستہ آہستہ کبوتا کی جانب بڑھنے لگی۔

"تم .... یہ کیا کر رہی ہو۔" مونیکا نے تیزی سے کہا۔ "اس سے دور ہی رہو ورنہ یہ خونخوار انداز میں تم پر حملہ بھی کر سکتا ہے۔"

"تم فکر نہ کرو .... مجھے بندروں کو سدھارنے کا طریقہ آتا ہے۔"

"سوچ لو' اگر اسے کچھ ہو گیا تو شوالا تمہیں کسی قیمت پر معاف نہیں کرے گا۔"

روپا نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ آہستہ آہستہ آگے سرک رہی تھی' کبوتا اسے حیرت بھی نظروں سے دیکھ رہا تھا' روپا بھی یہی چاہتی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا رہے اس کے، اور کبوتا کے درمیان فاصلہ بتدریج گھٹتا رہا روپا کی نظروں میں کبوتا کے لئے شدید حقارت اور نفرت کی ملی جلی کیفیت ابھر رہی تھی' وہ پلکیں جھپکائے بغیر کبوتا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے گھور رہی تھی' کبوتا نے اس کی آنکھوں کے سحر سے بچنا چاہا لیکن شاید اسے نادیدہ خطرے کا احساس دیر سے ہوا وہ جست لگا کر روپا کی نگاہوں کی زد سے آزاد ہونا چاہتا تھا لیکن اس کی قوت مدافعت ختم ہو چکی تھی' کوئی طاغوتی قوت پوری طرح اسے اپنی گرفت میں لے چکی تھی۔ پھر اس کی آنکھیں یوں جھپکنے لگیں جیسے وہ شدید غنودگی کی کیفیتوں سے دوچار ہو روپا اب کبوتا سے صرف چار فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گئی تھی اس کی نگاہوں سے نفرت کی چنگاریاں ابل رہی تھیں' کبوتا نے اب ڈگمگانا شروع کر دیا تھا پھر وہ ایک طرف لڑھکتا چلا گیا' اس کی آنکھیں حلقوں کے اندر پتھرا کر رہ گئی تھیں۔

"مم .... میں تمہیں محتاط رہنے کا مشورہ دیتی ہوں۔" مونیکا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر شوالا کو علم ہو گیا کہ تم نے اس کے بندر کو سدھارنے کی کوشش کی ہے تو تمہارے ساتھ ساتھ وہ مجھے بھی اپنے عتاب کا نشانہ بنا ڈالے گا۔"

روپا نے مونیکا کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' وہ پوری توجہ اور انہماک سے کبوتا کو دیکھ رہی تھی جس کا جسم اس کی نگاہوں کے سامنے بے حس و حرکت پڑا تھا۔ شنکر کی ایک بات درست ثابت ہو چکی تھی کبوتا اس کی نفرت کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو چکا تھا اور اب روپا اپنی دوسری قوت کو آزمانا چاہتی تھی اس نے کچھ سوچ کر خود کو کبوتا کے قریب ننگے فرش پر چت لٹا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب اس کے ذہن میں بس ایک ہی خیال

صدائے باز گشت بن کر گونج رہا تھا .... اس کی روح آہستہ آہستہ اس کے جسم سے نکل کر کبوتا کے مردہ جسم میں داخل ہوجائے گی پھر وہ کبوتا کے انداز میں اچھل کود سکے گی۔ وہ اسی ایک نکتے پر پورے دھیان سے غور کرتی رہی پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا وجود برف کی مانند شل ہو رہا ہو' وہ نیند کی شدید کیفیتوں سے دوچار تھی ' اس کا ذہن کچھ دیر کے لئے معطل ہوکر رہ گیا' وہ گھپ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی پھر دوبارہ بیدار ہوئی تھی تو اس کی روح بندر کے جسم میں منتقل ہوچکی تھی وہ تیزی سے پنجوں پر اچھل کر کھڑی ہو گئی' اس نے کبوتا کی نظروں سے اپنے جسم کو دیکھا جو مردہ حالت میں پڑا تھا' شنکر کی دوسری بات بھی ٹھیک ثابت ہوئی 'روپا کو اپنے اندر ایک نئی اور اجنبی طاقت کا احساس ہوا' اب وہ شوالا کے علاوہ ان تمام لوگوں سے مقابلہ کر سکتی تھی جو اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

"روپا .... کیا تم ہوش میں ہو"۔

مونیکا کی آواز سن کر وہ چونکی پھر اس نے پلٹ کر حلق سے خرخراہٹ کی آواز بلند کی تو مونیکا سہم کر خاموش ہو گئی ' اس کے پاس وقت کم تھا' شنکر نے کہا تھا اگر اس نے آدھے گھنٹے سے زیادہ اپنے جسم کو روح سے الگ رکھا تو پھر سارا کھیل خراب ہو جائے گا' اس نے ایک بار پھر خونخوار نظروں سے مونیکا کو دیکھا پھر اچھلتی ہوئی باہر نکل گئی' کچھ فاصلے پر ایک گھنے درخت کے نیچے دس بارہ نیزہ بردار موجود تھے غالباً" وہ جھونپڑی کی چوکیداری پر تعینات تھے' وہ ایک لمحے کو رکی پھر تیزی سے اچھل کر بائیں جانب پلٹی تو اس کا دل دھک سے رہ گیا' جھونپڑی سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر جانورں کو قید کرنے والے لکڑی کے ایک بڑے پنجرے میں اسے اپنے ساتھی نظر آ رہے تھے' تیمور ان کے ساتھ موجود نہیں تھا' روپا نے شنکر کی طرف دیکھ کر اس سے تیمور کے بارے میں دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے حلق سے بندروں جیسی آواز ہی نکل سکی شاید اس لئے کہ اس کی روح ایک بندر کے جسم میں موجود تھی۔ وہ ایک جانور کے جسم پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگئی تھی لیکن انسانی آواز میں اپنے ساتھیوں سے ہم کلام نہیں ہو پا رہی تھی' بے چینی کے عالم میں وہ بار بار شنکر کو دیکھ کر اچھلتی کودتی رہی' قلابازیاں کھاتی رہی لیکن ننکا نے اسے سرسری نظر سے دیکھ کر نظرانداز کر دیا۔

"کبوتا .... کبوتا......." اچانک کسی نے ٹھوس آواز میں اسے پکارا تو اس نے اچھل کود بند کر دی ' پلٹ کر دیکھا تو ایک مقامی باشندہ پورے جاہ و جلال کے ساتھ راگھو کے

ہمراہ کھڑا اسے آوازیں دے رہا تھا۔

"شوالا......." روپا کے ذہن میں شوالا کا نام ابھرا تو اس نے جلدی سے اپنی توجہ دوبارہ پنجرے کی سمت کرلی پھر پنجرے کا ایک چکر کاٹ کر تیزی سے جھونپڑی کی سمت دوڑنا شروع کر دیا' شوالا کی آواز بدستور اس کا تعاقب کر رہی تھی لیکن اس نے رکنے یا پلٹ کر دیکھنے کی حماقت نہیں کی برق رفتاری سے اچھلتی ہوئی جھونپڑی میں داخل ہوئی۔

مونیکا روپا کے بے جان جسم کے قریب بیٹھی اسے آوازیں دے رہی تھی لیکن کبوتا کو دیکھ کر سہم گئی پھر جب اس نے کبوتا کے تیور خطرناک دیکھے تو جلدی سے اٹھی اور دوسرے کونے میں جاکر سمٹ سمٹا کر بیٹھ گئی' روپا نے وقت ضائع کئے بغیر کبوتا کے جسم کو اپنے جسم کے قریب فرش پر لٹا دیا پھر آنکھیں بند کر کے دوبارہ اپنی روح کی منتقلی کے بارے میں پورے انہماک سے سوچنے لگی۔

○

"میرا خیال ہے کہ درمیانہ قد اور مضبوط تن و توش کا وہ شخص جس نے اپنے جسم پر آرائش و زیبائش کے تمام سامان سجا رکھے ہیں اور راگھو کے ساتھ کھڑا کبوتا کو آواز دے رہا ہے یہی قبیلے کا نائب سردار شوالا ہے۔" شنکر نے نہایت مدھم آواز میں فیصل سے کہا۔

"اور اب وہ ہم تینوں میں سے کسی کا انتخاب کرنے آیا ہے تاکہ قربانی کا ایک بکرا اس کی جانب سے بھی کسی دیوتا کے قدموں میں بھینٹ کیا جا سکے۔" جاوید نے تلخ لہجے میں کہا۔ "کیا تم یہی باور کرانا چاہتے ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس وقت ہوشمندی سے کام لینا ہوگا۔" فیصل نے جاوید سے کہا۔ "شنکر کے سلسلہ میں تم اپنے دل کی بھڑاس پھر کسی وقت نکال سکتے ہو۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ طے ہے کہ شنکر نے ہمیں اصل بات بتانے سے گریز کیا تھا۔"

جاوید نے ہونٹ چباتے ہوئے سرگوشی کی۔ "اسے معلوم تھا کہ انگروما نے اپنے گلے سے وہ مالا اتار کر زمین پر کس مقصد سے ڈالی تھی۔"

"ہاں .... میں اس حقیقت سے انکار نہیں کروں گا۔" شنکر نے تیزی سے جواب دیا۔ "اس مالا کے ہر دانے پر صرف ایک ہی پیغام درج تھا .... موت اور قبیلے کا کاہن

اعظم ہر قیمت پر ہم میں سے کسی کو دیوتا کی بھینٹ کے لئے منتخب کرنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے مالا کے دانوں کے ذریعہ موت اور زندگی کے ڈھونگ کی بات کی تھی' میں نے جان بوجھ کر اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا"۔

"اب تمہاری ودیا کیا کہتی ہے" جاوید نے بدستور خشک اور تلخ لہجے میں پوچھا۔ "شوالا ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔"

"تم......" شنکر نے پہلی بار جاوید کو تیکھی نظروں سے گھورا۔ "تم شاید میری ودیا کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"میں کہتا ہوں خاموش رہو۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "ہمیں اس وقت ذاتی رنجشیں بھول کر حالات کا سامنا کرنا ہوگا ورنہ ہم بھی باری باری تیمور کی طرح مارے جاسکتے ہیں۔"

"یہ بات میں نے تمہیں سفر شروع کرنے سے پہلے بھی اور سفر کے دوران بھی بتائی تھی لیکن......" جاوید نے جان بوجھ کر اپنا جملہ مکمل نہیں کیا شنکر کی نگاہیں اب شوالا پر جمی ہوئی تھیں جو بڑے فاخرانہ انداز میں قدم بڑھاتا ان کے قریب آ رہا تھا' اس کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے' اس کی شعلہ بار نظریں کبھی شنکر اور کبھی فیصل کو گھور رہی تھی' پنجرے کے قریب پہنچ کر وہ سینہ تان کر رک گیا۔

"مقدس شوالا کا اقبال بلند ہو۔" راگھو نے تینوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ وہ بدنصیب مسافر ہیں جو بھٹک کر ہمارے قبیلے تک آ گئے ہیں ان میں سے ایک کو بڑے دیوتا کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے کی خاطر کاہن اعظم انگروما نے منتخب کرلیا ہے' ان کا فیصلہ بعد میں ہوگا۔"

"تم"۔ شوالا نے راگھو کی بات نظرانداز کرتے ہوئے جاوید سے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟" "خاکسار کو جاوید کہتے ہیں۔" جاوید نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اور تم......" شوالا نے حقارت سے شنکر کی طرف دیکھتے ہوئے انگریزی میں سوال کیا۔

"میرا نام شنکر ہے۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"شن...... کر......" شوالا زہرخند سے بولا "تو تم ہو شنکر...... تم دوسروں کو میرے عتاب سے بچانے کی کوشش کر رہے ہو...... لیکن کیا خود اپنے آپ کو میرے ہاتھ سے محفوظ کر سکو گے؟"

"کسی نے میرے خلاف مقدس شوالا کے کان بھر دیئے ہیں ورنہ میں......"

"تم...... تم بھی مجھے مقدس شوالا کے نام سے یاد کر رہے ہو...... گڈ...... ویری گڈ" شوالا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تضحیک آمیز لہجے میں کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "میں سمجھ رہا ہوں...... تم عیار اور مکار بھی ہو...... گڈ' حالات کے پیش نظر تم نے نہایت مناسب حکمت عملی اختیار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سنو...... شوالا تمہارے فریب میں نہیں آئے گا...... تمہاری حیثیت میرے لئے اس حقیر چیونٹے سے زیادہ نہیں جسے جب چاہے پیروں تلے اس طرح کچلا جا سکتا ہے' کہ اس کے وجود کا نشان بھی باقی نہ رہے...... کیوں؟ کیا میں غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں۔"

"میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا۔" شنکر نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"میں تمہارے بارے میں بہت کچھ معلومات کر چکا ہوں۔" شوالا سرد لہجے میں بولا۔ "تمہاری قسمت کا فیصلہ اس قبیلے کے دستور کے مطابق عظیم شاکا اور جزیرے کا کاہن اعظم مقدس انگروما کرے گا لیکن اگر وہ فیصلہ میری مرضی کے مطابق نہ ہوا تو پھر شوالا اس میں ترمیم و اضافے کا اختیار رکھتا ہے۔ عقرب دیوتا نے میرے ہاتھ اتنے مضبوط کر دیئے ہیں کہ میں سردار کو بھی اس کے فیصلے بدلنے پر مجبور کر سکتا ہوں۔"

"مقدس شوالا نے میرے لئے کیا فیصلہ کیا ہے۔" شنکر نے اطمینان سے پوچھا کسی فوری حملے کے پیش نظر وہ پہلے ہی ایک آزمودہ منتر پڑھ کر اس طول و عریض پنجرے کے گرد حصار باندھ چکا تھا' جس میں انہیں قید کیا گیا تھا۔

"تم دشمن ہونے کے باوجود شوالا کے قدموں میں جگہ حاصل کرسکتے ہو لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ کیا؟"

"تم ان لوگوں کی پشت پناہی سے منہ موڑ لو جو عنقریب شوالا کے بدترین اور عبرتناک عتاب کا شکار ہونے والے ہیں۔" شوالا نے کن انکھیوں سے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے شنکر سے کہا۔ "بولو...... کیا تم ان کی پشت پناہی سے باز آنے کا عہد کرسکتے ہو۔"

"کیا مقدس شوالا مجھے سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دے گا۔"

"مجھے معلوم تھا۔" شوالا کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "تم اتنی شرافت سے راہ راست پر نہیں آؤ گے۔"

شنکر نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا' شوالا کی نظریں شنکر کے چہرے سے ہٹ

کر فیصل کے چہرے پر مرکوز ہو گئیں' ایک لمحہ تک وہ کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر نہایت حقارت سے بولا۔

"تم .... تم کون ہو"۔

"میرا نام پرنس فیصل ہے۔"

"پرنس فے.............صل" اس نے حقارت سے فیصل کے نام کو چباتے ہوئے کہا۔ تو تم ہو جو ترشولی کو شوالا سے چھیننا چاہتے ہو۔"

"میں تم سے اپنی ماں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔" فیصل نے نفرت سے جواب دیا۔ "مجھے ترشولی سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"تو .... اور شوالا سے انتقام لے گا۔" شوالا نے حیرت کا اظہار کیا پھر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ "ہاہا ....ہاہا .... راگھو کچھ سنا تو نے .... اندھا بہرے کو گولی مارنے کی دھمکی دے رہا ہے .... ہاہا .... ہاہا .... ہاہا' انتقام لے گا۔ یہ موت جس کے سر پر منڈلا رہی ہے .... یہ .... شوالا سے انتقام لے گا .... ہوہو ....ہاہا .... میں تو اسے صرف ترشولی کا چاہنے والا سمجھ رہا تھا۔"

"شوالا!" فیصل نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "اگر تجھے اپنی طاقت پر اتنا ہی ناز ہے تو پھر تو نے ہمیں جانوروں کے پنجرے میں بند کیوں کر رکھا ہے' ہمیں کھول دے پھروقت تجھے بتائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔

"تیری باتیں مجھے اچھی لگ رہی ہیں .... تو شوالا سے انتقام لے گا .... گڈ .... ویری گڈ شوالا نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا' عظیم شاکا کو اپنا فیصلہ سنالینے دے پھر شوالا تیری آزادی کی حسرت بھی ضرور پوری کردے گا لیکن سچ بتا .... کیا تو ترشولی سے پیار نہیں کرتا؟ میں تو تجھے اپنا رقیب سمجھ رہا تھا لیکن تو .... تو میدان چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔"

"میرا نام پرنس فیصل ہے شوالا .... میں مرجاؤں گا لیکن تیرے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا اور یاد رکھ ' تجھے میری ماں کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہو گا .... میں تجھے خارش زدہ کتوں سے بدتر موت سے ہمکنار کروں گا۔"

"زبان کو لگام دو۔" اچانک ہی شوالا کے تیور خطرناک ہو گئے اس نے جھپٹ کر راگھو کے ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ چھین لیا' فیصل کو گھورتے ہوئے سفاک لہجے میں بولا۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری آزادی کی حسرت دل کی دل میں رہ جائے اور شوالا کا عتاب تیرے جسم کو چھید کر رکھ دے۔"

"اگر تو قید میں بند ایک بے بس انسان کو نیزے سے چھیدنا مردانگی سمجھتا ہے تو میں تیری مردانگی پر تھوکنا بھی گوارہ نہیں کروں گا۔" فیصل نے کرخت آواز میں جواب دیا۔

فیصل کا جواب سن کر شوالا آپے سے باہر ہو گیا' اس نے نیزہ بلند کر کے فیصل کا نشانہ لیالیکن پھر توشولی کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"رک جا شوالا........" ترشولی نے جو شاکا کے ہمراہ اچانک نمودار ہوئی تھی شوالا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق تو مجھے اس وقت حاصل کر سکتا ہے جب کوئی دوسرا شخص تجھے مقابلے کی دعوت نہ دے .... لیکن میری خاطر پرنس فیصل تجھ سے مقابلے کو تیار ہے اس لئے تو اسے قبیلے کے لوگوں کے سامنے ہی مقابلے کے دوران مار سکتا ہے۔ اس سے پہلے تو اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔"

"کیوں۔" شوالا نے ترشولی کو گھورنے کے بعد فیصل سے پوچھا۔ "کیا تو ترشولی کی خاطر مجھ سے مقابلہ کرنے کو تیار ہے۔"

"ہاں۔" فیصل نے سینہ تان کر بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"میں تجھ سے زندگی اور موت کی جنگ لڑنے کو تیار ہوں۔"

شوالا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا' اس نے اچانک پلٹ کر ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ پھینک کر مارا تو ایک مقامی باشندہ کراہتا ہوا زمین پر ڈھیر ہو گیا' یہ گویا شوالا نے اپنی طرف سے فیصل کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا تھا پھر اس نے ترشولی اور شاکا کو گھورا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا واپس پلٹ گیا' راگھو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

ترشولی کی نظریں پرنس فیصل کو بڑی اپنائیت سے دیکھ رہی تھیں لیکن شاکا کی کشادہ پیشانی پر غور و فکر کی علامت کے طور پر ان گنت سلوٹیں ابھر کر آپس میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں۔"

روح کی منتقلی کا عمل مکمل ہونے کے بعد وہ ایک بار پھر روپا کی شکل میں آ گئی، اس نے اٹھ کر کبونا کو دیکھا جو اس کے قریب ہی بے حس و حرکت پڑا تھا، اس کے ذہن میں وہ بھاری بھرکم تن و توش کا سیاہ فام مقامی باشندہ ابھرا جس نے اسے کبونا کے نام سے آوازیں دی تھیں، فوری طور پر اس کے ذہن میں شوالا کا نام ابھرا تھا اور پھر اس نے جھونپڑی کی سمت واپسی میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

کبونا کی موت شوالا کے لئے یقیناً صدمہ کا باعث ہوگی، اس نے سوچا یہ بھی ممکن تھا اپنے چہیتے بندر کو مردہ دیکھ کر وہ آپے سے باہر ہو جائے گا اور اپنا غصہ مونیکا اور اس پر اتار دے، وہ تیزی سے اٹھ کر جھونپڑی کے دوسرے کونے میں دبک گئی اور آنے والے لمحوں کا انتظار کرنے لگی۔

اسے خوشی تھی کہ شنکر نے اسے اس کی مخفی قوتوں سے آگاہ کر دیا تھا، کبونا کے روپ میں وہ اپنے ساتھیوں کا انجام بھی دیکھ چکی تھی اور اب وہ بڑی سنجیدگی سے اپنے ساتھیوں کے بچاؤ کے طریقوں پر غور کر رہی تھی، اس کی نگاہوں میں شیش ناگ کا قاتل زہر موجود تھا جس کے ذریعے وہ کسی بھی دشمن کو اپنی نفرت کا نشانہ بنا سکتی تھی، شنکر نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ شوالا بھی پراسرار اور لازوال قوتوں کا مالک ہے پے درپے ساتھیوں کی موت شوالا کو اس کی طرف سے مشکوک بھی کر سکتی تھی۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا وہ اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں بدستور کبونا کے مردہ جسم پر مرکوز تھیں جو کچھ دیر پہلے اس کی ملکیت تھا، کبونا کے روپ میں اس نے شنکر پر اپنی اصلیت کا اظہار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی تھی، اگر کبونا کی جگہ اس نے کسی انسان کے جسم کو اپنایا ہوتا تو شاید وہ شنکر کے کسی کام آ سکتی تھی۔ ابھی وہ اپنے خیالات میں مستغرق تھی کہ مونیکا کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"تم .... کیا تم زندہ ہو ...."

"کیوں؟" .... تمہیں میرے زندہ ہونے پر شبہ کیوں ہو رہا ہے۔" اس نے مونیکا

سے دریافت کیا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تم شاید کبونا کو سدھارنے کی کوشش کر رہی تھیں۔"

"ہاں........" اس نے جلدی سے ایک خوبصورت بہانہ بناتے ہوئے کہا۔ "کبونا کے آنکھوں میں نہ جانے وہ کیا سحر تھا کہ میں اس کے قریب جا کر ڈگمگا گئی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے ذہن پر گہری نیند کے بوجھل اثرات طاری ہو رہے ہیں .... پھر........ شاید میں زمین پر لیٹ گئی تھی اور اس کے بعد .... اس کے بعد غالباً" میری آنکھ لگ گئی تھی .... کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا؟"

"میں نے جو کچھ دیکھا وہ حیرت انگیز ہی ہے۔" مونیکا بولی۔ "پہلے کبونا زمین پر دراز ہوا تھا اس کے بعد تم نے بھی خود کو چت لٹا دیا تھا پھر کبونا کچھ لمحوں بعد اٹھ کر جھونپڑی سے بھاگ گیا تھا۔"

"لیکن یہ تو ابھی تک ...."

"میں بتاتی ہوں تمہیں۔" مونیکا نے کہا "کبونا کے جانے کے بعد میں نے تمہیں متعدد آوازیں دی تھیں پھر اٹھ کر تمہارے قریب گئی۔ تمہارے جسم کو چھو کر دیکھا جو برف کی مانند سرد ہو رہا تھا، میں یہی سمجھ رہی تھی کہ کبونا نے شاید تمہیں موت سے ہمکنار کر دیا ہے، میں تمہیں جگانے کی خاطر آوازیں دے رہی تھی کہ کبونا اچھلتا ہوا جھونپڑی میں داخل ہوا، اسے دیکھ کر میں دوبارہ اپنی جگہ آ گئی اور اس کے بعد ...."

"اس کے بعد کیا ہوا........" روپا نے تیزی سے سوال کیا۔

"کبونا زمین پر لیٹ گیا اور تم .... تم اب مجھ سے ہمکلام ہو اور کبونا۔" مونیکا کے لہجے سے خوف مترشح تھا۔ "کیا یہ سب کچھ حیرت انگیز اور پراسرار نہیں ہے۔"

"تم کہیں میرے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہیں۔"

"نہیں .... لیکن میری آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے میں اس پر یقین بھی نہیں کر سکتی۔"

"ہو سکتا ہے اس میں بھی شوالا کی کوئی خطرناک سازش ہو۔" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

"تم .... تم اب کیا محسوس کر رہی ہو۔"

"میرے ذہن پر ابھی دھند کے اثرات باقی ہیں لیکن کیا تم میرے ایک مشورے پر عمل کرو گی۔"

"کیا ...."

"تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کا تذکرہ کسی قیمت پر شوالا یا اس کے کسی ساتھی کے سامنے نہ کرنا۔" روپا نے اپنے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ مجھے ان تمام معاملات میں کسی جادوگر کا ہاتھ نظر آرہا ہے۔ ممکن ہے اس طرح وہ ہمارے جسم کو ہمارے ہی ساتھیوں کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہوں لیکن اگر انہیں علم ہوگیا کہ ہم ان کی چال سے واقف ہو گئے ہیں تو شاید وہ اپنا طریقہ کار بدل دیں۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ سے بالاتر ہیں........" مونیکا نے دبی زبان میں کہا۔ "بھلا وہ جسموں کو ہماری مرضی کے بغیر کس طرح استعمال کر سکتے ہیں؟"

"کیوں .... کیا تم نے کبھی ایسی کہانی نہیں سنی جب کسی ایک شخص نے اپنی روح کو کسی اور جسم میں منتقل کر کے کوئی سنگین واردات کی ہو اور پھر اس جسم کو موقع واردات پر چھوڑ کر اپنے جسم میں واپس آگیا ہو ...."

"میرا خیال تھا کہ ایسی کہانیاں صرف پراسرار فلموں تک محدود ہوں گی .... عام زندگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے البتہ میں نے یہ ضرور سنا ہے کہ سانپ کی ایک قسم اپنی زندگی کے سو سال مکمل کر لینے کے بعد جو روپ بھی چاہے اختیار کر سکتی ہے۔"

"ہوسکتا ہے کہ کبونا بھی اسی حیرت انگیز سانپ کی کوئی بگڑی ہوئی شکل ہو اور اسے ہمارے خلاف استعمال کیا جا رہا ہو۔"

"ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔" مونیکا نے الجھتے ہوئے کہا۔ "جب ہم پوری طرح ان کی قید میں ان کے رحم و کرم پر ہیں تو پھر انہیں کوئی پیچیدہ راستہ اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس کا جواب تو وہی لوگ دے سکتے ہیں لیکن ہمیں بہرحال اپنی زبان بند رکھنی ہوگی ...."

"کبونا ...." مونیکا نے اثبات میں سر کو جنبش دیتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے کہ' کیا کبونا زندہ ہے؟"

"میں کیا بتا سکتی ہوں۔" روپا سپاٹ لہجے میں بولی پھر کبونا کو دیکھنے لگی۔

" روپا ...." مونیکا نے تھوڑے توقف کے بعد مردہ آواز میں کہا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اپنی مرضی سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیں۔"

"کیا مطلب ...."

"تم نے ابھی شوالا کو قریب سے نہیں دیکھا .... وہ انسان کی شکل میں بھی کسی خونخوار درندے سے زیادہ خطرناک ہے"

"اتنی جلدی مایوس نہ ہو .... ہوسکتا ہے کوئی صورت ہمارے بچاؤ کی پیدا ہو جائے۔"

"کیا تمہیں اب بھی اپنے بچاؤ کی امید ہے؟" مونیکا کی آواز سے بے بسی ٹپک رہی تھی۔

"تم شنکر کو کیوں فراموش کر رہی ہو؟ کیا تم نے بحری عقاب پر اس کی پراسرار قوتوں کا اندازہ نہیں لگایا تھا۔ ممکن ہے شنکر اپنے ساتھ ساتھ ہمارے لئے بھی فرار کی کوئی راہ ڈھونڈ نکالے۔"

"خدا کرے تمہارا خیال درست ہو لیکن اگر حالات نے کوئی سنگین صورت اختیار کی تو میں ...."

پھر باہر سے قدموں کی آہٹ ابھری تو مونیکا نے اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے' روپا کی نظریں بھی دروازے کی سمت اٹھ گئیں' قدموں کی آہٹ بتدریج قریب آ رہی تھی پھر جو شخص اندر داخل ہوا وہ شوالا کے سوا کوئی اور نہیں تھا' راگھو اس کے پیچھے پیچھے تھا' شوالا کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے لیکن روپا کو ہوش میں دیکھنے کے بعد اس کے چہرے کا کھنچاؤ کم ہونے لگا' اس کی نظر ابھی تک کبونا پر نہیں پڑی تھی' وہ روپا کو پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے ...." اس نے ہونٹ پر زبان پھیرتے ہوئے نشیلی آواز میں دریافت کیا۔

"روپا ...."

"شوالا تجھے اپنے لئے پسند کرتا ہے' کیا تو میرے حکم سے انکار کرنے کی جرات کر سکتی ہے۔" شوالا نے برجستہ کہا۔

"مقدس شوالا کا ساتھ میرے لئے بڑا پرسکون ہوگا لیکن ...." روپا نے دور اندیشی سے کام لینے کی کوشش کی۔

"لیکن کیا ...."

"کیا میرے ساتھیوں پر مقدس شوالا مہربانی نہیں کرے گا۔"

"شوالا تیری خاطر اپنی موت کو بھی گلے لگا سکتا ہے لیکن فیصل کو معاف نہیں کر

سکتا" اس کا لہجہ سفاک ہو گیا۔"
کیا تجھے معلوم ہے کہ اس نے شوالا کو مقابلے کی دعوت دی ہے اس کے غیظ و غضب کو للکارنے کی جسارت کی ہے۔"

"اگر فیصل نے یہ حماقت کی ہے تو میں اس کی سفارش نہیں کروں گی۔"

"گڈ...... تو سمجھدار ہے۔" شوالا نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا پھر اچانک اس کی نظر کبوتا پر پڑی تو اس کی پیشانی پر آڑی ترچھی سلوٹیں ابھر آئیں' اس نے راگھو کو گھورتے ہوئے کہا "دیکھ اسے ...... کیا یہ مر گیا......۔"

راگھو نے نیچے جھک کر کبوتا کے اکڑے ہوئے جسم کو دیکھا پھر اس کی موت کی تصدیق کر دی۔

"حیرت انگیز......" شوالا نے کبوتا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی یہ مر کیسے گیا ...... راگھو' کیا تو نے محسوس کیا تھا کہ آج کبوتا نے میری آواز پر توجہ نہیں دی تھی ...... پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا...... آج ایسا کیوں ہوا؟؟"

"شنکر......" راگھو نے دبی زبان میں اپنے شبے کا اظہار کیا۔ "کہیں اس نے مقدس شوالا کو مرعوب کرنے کی خاطر کبوتا کو اپنی کالی طاقتوں کا نشانہ تو نہیں بنا دیا......"

شوالا نے جواب دینے کے بجائے جھک کر کبوتا کو اٹھا لیا' اس کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے کو قریب لا کر کچھ سونگھنے کی کوشش کرتا رہا' اس کے چہرے کے تاثرات بدل رہے تھے' وہ کسی گہری سوچ میں غرق نظر آ رہا تھا پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں' شاید وہ اپنی طاغوتی قوتوں کو آزمانے کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔

روپا اور مونیکا دونوں سہمی سہمی نظروں سے اسے گھور رہی تھیں' شوالا کچھ دیر تک آنکھیں موندے کھڑا رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات ابھر رہے تھے' کچھ دیر وہ خلاؤں میں گھورتا رہا پھر بولا۔

"تعجب ہے ...... کبوتا سے دیوتاؤں کی شان میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟؟"

"میں سمجھا نہیں......" راگھو نے کہا۔

"شوالا بھی نہیں سمجھ سکا لیکن کبوتا کی موت شیش ناگ کے زہر کا نتیجہ ہے اور شوالا جانتا ہے کہ پورے قبیلے کی حدود میں صرف ایک شیش ناگ ہے جسے بڑے دیوتا نے اپنے قدموں میں پناہ دے رکھی ہے۔"

"مقدس شوالا کا اقبال بلند ہو لیکن عظیم دیوتا نے کہیں کبوتا کی موت کے ذریعے اپنی

ناراضگی کا اظہار تو نہیں کیا۔"

"مجھے دیکھنا پڑے گا......" شوالا نے گہری سنجیدگی سے کہا پھر ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "تیس سال میں پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا...... دیوتا کا عتاب بلا مقصد نہیں ہو سکتا ......"

"کہیں اس میں کاہن اعظم کی شرارت کا کوئی دخل نہ ہو۔"

"کیا مطلب......۔"

"ممکن ہے اس نے دیوتا سے مقدس شوالا کے کسی دشمن کی زندگی کی بھیک مانگی ہو۔ راگھو نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"نہیں ...... دیوتا عظیم تر ہے' وہ سازشوں میں شریک نہیں ہو سکتا۔" شوالا نے تیزی سے جواب دیا پھر کبوتا کو اٹھا کر ایک طرف پھینکتے ہوئے بولا۔ "اسے لے جا راگھو' جلا کر راکھ کر دے' جسے دیوتا اپنے عتاب کا نشانہ بنا دے شوالا اسے پسند نہیں کر سکتا لیکن یہ شگون اچھا نہیں ہوا ...... مجھے سوچنا پڑے گا۔ دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر اس کے قدموں میں قربانی پیش کرنی ہوگی۔ پھر اس نے جملہ مکمل کر کے ایک سرسری نظر مونیکا اور روپا پر ڈالی اور تیزی سے پلٹ کر جھونپڑی سے باہر نکل گیا ...... روپا نے اس کے جانے کے بعد اطمینان کا ایک طویل سانس لیا' اسے خوشی تھی کہ ایک خطرہ آتے آتے ٹل گیا تھا......!!

○

رات کے وقت انہیں لکڑی کے پنجرے سے نکال کر ایک جھونپڑی میں منتقل کر دیا گیا' شاکا نے اپنی نگرانی میں انہیں اپنے مخصوص آدمیوں کے ذریعے اس جھونپڑی تک پہنچایا تھا جو غالباً قیدیوں ہی کے لئے مخصوص تھی پھر اس نے اپنے آدمیوں کو محتاط انداز میں کڑی نگرانی کے احکامات دے کر رخصت کر دیا اس کے بعد وہ پرنس فیصل کی طرف پلٹا' اس کی قہرآلود نگاہیں کچھ دیر تک اسے گھورتی رہیں پھر وہ سرد آواز میں بولا۔ "اگر تم نے صرف ترشولی کے اکسانے پر شوالا کو مقابلے کی دعوت دی ہے تو اپنا فیصلہ واپس لے لو ...... تم اس کی قوتوں سے ناواقف ہو' تمہارا انجام تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک اور بھیانک ہوگا۔"

"سردار تمہارا کیا خیال ہے ...." فیصل کے بجائے شنکر نے کہا۔ "کیا

مقابلے کی دعوت واپس لینے کے بعد شوالا ہمیں یہاں سے زندہ سلامت واپس لوٹ جانے کی اجازت دے دے گا......."۔

"تم ...." شاکا نے تیز نظروں سے شنکر کو گھورا۔ "تم شاکا کو فریب نہیں دے سکتے' میں جانتا ہوں کہ اصل فساد کی جڑ تم ہی ہو لیکن تم نے اتنا لمبا چکر کیوں چلایا ہے .... یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آ سکی۔"

" اگر سردار ہماری صحیح و سلامت واپسی کی ضمانت دے تو میں اپنے دوست کو مقابلے کا چیلنج واپس لینے پر رضا مند کر سکتا ہوں" جاوید نے شاکا کو مخاطب کیا لیکن قبل اس کے کہ شاکا کوئی جواب دیتا فیصل نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"کیا شاکا کو اس بات کا علم نہیں ہے' کہ شوالا نے میری بے قصور ماں کو کس اذیتناک موت سے دوچار کیا تھا۔"

"ہاں .... میں جانتا ہوں۔" شاکا نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "ترشولی کو حاصل کرنے کی خواہش نے اسے جنون کی حد تک پہنچا دیا ہے اور محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے۔"

" پھر میرا فیصلہ بھی اٹل ہے۔" فیصل ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "میں شوالا سے اپنی ماں کی موت کا انتقام ضرور لوں گا۔"

"تمہاری موت عبرتناک ہو گی۔" شاکا کا لہجہ درشت ہوگیا۔

"میں سردار سے کسی رحم کی درخواست نہیں کروں گا۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "موت برحق ہے اور اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"تمہاری حماقت ترشولی کا مستقبل بھی تاریک کر دے گی۔"

"مجھے علم تھا .... مقدس شاکا کو اپنی بیٹی کا مستقبل زیادہ عزیز ہے۔"

"میں تمہیں تین دن کا موقع دے سکتا ہوں .... پھر غور کر لو۔" شاکا کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "ایک بار مقابلے کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا تو اسے میں بھی واپس نہیں لے سکوں گا۔" پھر اس نے اپنی بات مکمل کر کے کسی جواب کا انتظار نہیں کیا' انہیں حقارت سے گھورتا ہوا واپس چلا گیا۔

"کیا آپ میرے ایک مشورے پر عمل کریں گے۔" شاکا کے جانے کے بعد جاوید نے خشک لہجے میں فیصل کو مخاطب کیا۔

"میں واپسی کی کوئی بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں واپسی کا خیال بھی ذہن سے نکال دینا چاہئے۔"

"پھر تمہارا کیا مشورہ ہے؟"

"ممکن ہے میری بات تلخ ثابت ہو لیکن خودکشی ہماری پریشانیوں کا بہترین علاج ثابت ہو سکتی ہے۔"

"کیا تمہیں اب میرے ساتھ اس سفر کرنے پر افسوس ہو رہا ہے۔"

"نہیں .... دوستوں کا حساب دل میں ہوتا ہے لیکن میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو بہت دیر بعد بے نقاب ہوئے ہیں۔" جاوید نے شنکر کو گھورتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ "مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ ہمیں کھلونے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے؟"

"میں کسی کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "یہ سفر میں نے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا۔"

"پراسرار اور گندی قوتیں انسان کی مرضی کو بھی اپنی گرفت میں لے سکتی ہیں۔"

"تم میری ماں کی موت کو کیوں فراموش کر رہے ہو"۔

"ہوسکتا ہے کہ وہ حادثہ بھی کسی دشمن کے اشارے پر ہوا ہو ...." جاوید نے کہا۔ "شاکا کے الفاظ ابھی تک میرے کانوں میں صدائے بازگشت بن کر گونج رہے ہیں .... اس نے کھلے الفاظ میں بتایا تھا کہ اصل فساد کی جڑ کون ہے۔"

"میں تمہارا اشارہ سمجھ رہا ہوں میرے متر۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم جو سمجھ رہے ہو وہ بھی ٹھیک ہے اور شاکا نے جو کہا تھا وہ بھی غلط نہیں ہے۔ پرنتو تم یہ بھول رہے ہو کہ شاکا نے ایک بات اور بھی کہی تھی .... میں نے جو چکر چلایا ہے اس کا کارن ابھی تک وہ بھی نہیں جان سکا۔"

"اب تم شاید ہمیں شاکا پر اپنی برتری کا احساس دلانے کی کوشش کر رہے ہو۔" جاوید نے تلخ آواز میں کہا۔

"نہیں ...." شنکر نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا "میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے جو سوچا ہے وہ اوش پورا ہوگا۔ شاکا یا شوالا کی کالی شکتیاں بھی میرا راستہ نہیں کاٹ سکیں گی۔"

"ڈاکٹر اور تیمور کی موت کو تم کس خانے میں شمار کرو گے۔"

"میں نے ان کی زندگی کی ضمانت نہیں دی تھی۔" شنکر بدستور سنجیدگی سے بولا۔ "میں نے کہا تھا کہ روپا بھی حالات کا شکار ہو سکتی ہے۔"

"میرے بارے میں تمہاری ودیا کیا کہتی ہے۔"

"اس کا جواب آنے والا سمے دے گا پرنتو ایک بات میں اب بھی پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں' میں نے پرنس فیصل کے بھوش کے بارے میں جو کہا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاقت میرے کہے کو مٹا نہیں سکے گی۔ میں نے جو پانسہ پھینکا ہے وہ الٹا نہیں ہو سکتا۔"

"کیا تم ہمیں اس طاقت کے بارے میں بتاؤ گے جو ہمیں تمہارے کہنے کے بموجب ملنے والی ہے۔" فیصل نے دریافت کیا۔

"کچھ دن اور انتظار کرلو اس کے بعد سب کچھ تمہارے سامنے ہوگا"۔

فیصل اور شوالا کے مقابلے میں جیت کس کی ہوگی .... کیا تم قبل از وقت اس کی پیشگوئی کر سکتے ہو" جاوید نے سپاٹ انداز میں سوال کیا۔

"دھیرج سے کام لو میرے دوست .... اپنے من کو میری طرف سے کھوٹا نہ کرو۔"

"اگر تم دوستی کا دعویٰ کر رہے ہو تو ہمیں اس طاقت کے بارے میں بتاؤ جو فیصل کو ملنے والی ہے۔" جاوید نے کہا "تم نے کہا تھا کہ اس طاقت کو حاصل کرنے کے بعد ہم بے مثال قوتوں کے مالک ہوں گے .... ہماری زبان سے جو نکلے گا وہ پورا ہو گا۔"

"ہاں .... میں نے یہی کہا تھا' تم اس شکتی کو پراپت کر لینے کے بعد اگر مٹی کو ہاتھ لگاؤ گے تو وہ بھی سونا بن جائے گی۔"

"لیکن تم ہمیں اس کے بارے میں بتانے سے ہچکچا رہے ہو۔"

شنکر نے جاوید کو تیز نظروں سے دیکھا' کوئی جواب دینے کے بجائے ہونٹ چبانے لگا تو جاوید نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا تم اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہو کہ تم براہ راست اس قوت کو حاصل نہیں کر سکتے۔"

"تم .... تم صحیح کہہ رہے ہو۔" شنکر نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔"

"وہ قوت صرف فیصل کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔"

"ہاں ...."

"اور اس کے بعد .... کیا تم اسے ہم سے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرو

گے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے' میں نے اتنے سارے پاپڑ یونہی بیلے ہیں۔" شنکر نے صاف گوئی سے کہا۔ "اس شکتی پر ہم دونوں کا برابر کا ادھیکار ہو گا اور ...."

"اور کیا ....؟" جاوید نے پوچھا۔ "تم خاموش کیوں ہو گئے.......؟"

"اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس شکتی کے کارن ہم ایک دوسرے کے بد ترین دشمن بھی بن جائیں۔" شنکر نے اپنا جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"کیا شوالا یا شاکا کو اس قوت کے بارے میں کوئی علم نہیں۔" فیصل نے پوچھا۔

"نہیں .... وہ ابھی تک اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟"

"تم شوالا کے مقابلے میں میری مدد کا وعدہ کرو .... میں وہ قوت حاصل کرنے کے بعد تمہارے حوالے کر دوں گا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تمہاری بات پر وشواس نہیں کر سکتا۔" شنکر نے تھوڑے توقف سے جواب دیا۔ "کل کیا ہونے والا ہے یہ آنے والا سمے بتائے گا پرنتو ایک بات میں جانتا ہوں' تم اس شکتی کو حاصل کرنے کے بعد آسانی سے گنوانے کی بھول نہیں کرو گے ....

"اگر شوالا کو اس قوت کے بارے میں علم ہو گیا تو" فیصل نے پوچھا۔ "کیا وہ اس طاقت کو حاصل کرلینے کے بعد بھی مجھے زیر نہیں کر سکے گا۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں میرے متر کہ تم اس شکتی کے بارے میں جاننے کے لئے بہت بے چین ہو۔" شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میری اس بات کا وشواس کرو گے کہ وہ مہان شکتی ایک ایسے بالک کی آتما سے تعلق رکھتی ہے جو اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

"اور اس طاقت کا تعلق اسی دنیا سے ہے جو ہمیں ملنے والی ہے۔" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"ہاں .... وہ طاقت ایک ایسی روئی میں بند ہے جسے بچے کے دل کے خون سے رنگا گیا ہے۔" شنکر نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں اس روئی کی تفصیل بتا سکتا ہوں .... اسے حاصل کرنے کی خاطر ایک وشٹ (بے رحم اور ظالم) نے ایک معصوم بچے کو اس کے ماں باپ سے جدا کیا تھا پھر اس بچے کو ایک ایسی کال کوٹھری میں رکھا گیا جہاں سورج کی ایک کرن بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی' کال کوٹھری میں ہلکے لال رنگ کا ایک بلب ٹمٹماتا رہتا تھا....... اس پلید عمل کو پورا کرنے کی خاطر اس بچے کو نمک اور

پانی کی ایک بوند سے بھی محروم رکھنا ضروری تھا .... جس نے معصوم بچے کو اغواء کیا تھا وہ اسے پیٹ بھر بھر کر زبردستی مٹھائی کھلاتا رہا' اگرچہ بچہ مٹھائی کھانے سے انکار کرتا تو وہ اس پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا' بچہ جب پانی کے لئے بلک بلک کر فریاد کرتا تو وہ اسے پانی دکھا کر زمین پر پھینک دیا کرتا تھا اور اسے زمین چاٹنے کی اجازت بھی نہیں دیتا تھا .... بچے کی آتما اس طرح پانی کے ایک ایک قطرے کو ترستی رہی' وہ جس قدر میٹھا کھاتا اس کی پیاس اتنی ہی بھڑک اٹھتی .... گیارہ دن اسی طرح بیت گئے' ویران کال کوٹھری میں اندھیرے اور تنہائی کے کارن اس معصوم کا دم آہستہ آہستہ گھٹتا رہا .... جب بھی وہ ظالم شخص بچے کے پاس جاتا بچہ اس سے رو رو کر پانی کے لئے فریاد کرتا رہا .... بارھویں دن جب وہ کال کوٹھری میں داخل ہوا تو بچہ غم سے نڈھال آخری سانسیں لے رہا تھا اور بے ہوشی کی حالت میں بھی پانی .... پانی .... کی رٹ لگا رہا تھا' بچے کو اس حالت میں دیکھ کر اس دشٹ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی' اس نے بڑی بے دردی سے بچے کو قتل کیا پھر اس کا دل سینے سے باہر نکال کر اسے چھری سے چیرا اور روئی کی اچھی خاصی مقدار کو اس معصوم کے دل کے خون سے رنگ لیا' وہ اس خون آلود روئی کی شکتی کے ذریعے تاریک براعظم کے پوشیدہ خزانوں کو حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی۔....... موت کے سرد ہاتھوں نے اسے دبوچا تو اس کے سپنے بھی اس کے ساتھ ہی نرک(دوزخ) کو سدھار گئے اور اب وہ خون میں ڈوبی ہوئی روئی اس قبیلے میں موجود ہے جسے تم حاصل کرو گے۔" شنکر نے اپنا آخری جملہ ادا کرتے وقت فیصل کو دیکھا۔

"وہ روئی ہمارے کس کام آئے گی؟" فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔

"تم جب بھی اس روئی سے اندھیرے میں کوئی دیا روشن کرو گے تو اس معصوم بچے کی آتما پرچھائیں کے روپ میں روشنی کے ہالے پر چکراتی نظر آئے گی وہ تم سے بھی پانی کی فریاد کرے گی اور تم۔ .... اسے پانی پلانے کا وعدہ کر کے جو بھی معلوم کرو گے وہ تمہیں پل بھر میں بتا دے گی۔"

"اور کیا مٹی کو سونا بھی وہی پرچھائیں بنائے گی۔" جاوید نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"تم میری بات کو شاید مذاق سمجھ رہے ہو لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا ایک ایک شبد (لفظ) سچ ہے۔"

"ہم کیا پرچھائیں کی فراہم کردہ معلومات سے ذاتی حیثیت میں فائدہ اٹھائیں گے۔" فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"تم اگر چاہو تو اس بچے کی آتما کو دوبارہ شریر کا روپ دے سکتے ہو۔"

"کیا مطلب ...." فیصل نے چونکتے ہوئے دریافت کیا۔ "اگر تم اس روئی کے دیئے کو گیارہ روز تک تاریکی میں جلائے رکھو تو بچے کی آتما چھلاوے کے روپ میں تمہاری نگاہوں کے سامنے آ جائے گی پرنتو تمہارے علاوہ اسے کوئی اور نہیں دیکھ سکے گا۔" شنکر نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "پھر تم جو چاہو گے وہ پورا ہوگا .... تم اس کی شکتی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"کیا تم اس روئی کو براہ راست حاصل نہیں کر سکتے۔"

"نہیں ...." شنکر نے جواب دیا۔ "جس شخص نے بچے پر اپنا گندہ عمل کیا تھا اس کا تعلق کسی اور دھرم سے ہے۔"

"میں سمجھا نہیں .... یہ دھرم کا مسئلہ گندے علم کے درمیان کہاں سے آگیا۔"

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے میرے دوست۔" شنکر بولا۔ "وہ جو گندے اور کالے علم کے گھاگ ہوتے ہیں ان کے بھی اپنے اپنے کچھ اصول ہوتے ہیں' تم خود ہی سوچو اگر میں اس روئی کو حاصل کر سکتا ہوں تو اتنا کھٹ راگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"تمہیں اس روئی کے بارے میں اتنی ساری معلومات کیسے ہو گئیں۔"

"میں نے دیوی دیوتاؤں کے لئے بڑے جاپ کئے ہیں' بڑی بیٹھکیں لگائی ہیں' ہزاروں جنتر منتر کئے ہیں تب جا کر کہیں کچھ حاصل کیا ہے۔"

"کیا تمہارے علاوہ کسی اور کو اس روئی کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکتا۔" فیصل نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ کھودا پہاڑ نکلا چوہا والی کہانی پیش آئے' ہم جب اس مقام تک پہنچیں تو معلوم ہو کہ اس پراسرار خزانے کو کوئی دوسرا گروہ اڑا لے گیا۔"

"شنکر اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا عادی ہے میرے متر .... میں پورے وشواس سے کہہ سکتا ہوں کہ شکتی کا وہ خزانہ ابھی تک اپنی جگہ محفوظ ہے۔"

"کیا وہ طاقت کا خزانہ ہمیں شوالا سے مقابلے سے پہلے مل جائے گا۔" جاوید نے پوچھا۔

"نہیں .... ہمیں وہاں تک پہنچنے میں ابھی کچھ سمے لگے گا۔"

"تم نے روپا کے بارے میں اتنی خاموشی کیوں اختیار کر رکھی ہے۔" جاوید نے اچانک گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ "کیا اب تمہیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں رہی؟"

"روپا ...." شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تم اسے کیول ایک سندر نار نہ سمجھو میرے عزیز .... وہ بھی اپنے روپ کے اندر کسی کشش سے کم نہیں، میں نے اس کے بہت سارے روپ دیکھے ہیں .... وہ بھی جو خود اسے بھی نہیں معلوم۔"

"اوراب شوالا اس کے روپ سے اپنا من بہلا رہا ہوگا۔" جاوید زہرخند سے بولا تو شنکر کی تیوری پر بل آ گئے۔

"میں مانتا ہوں کہ وہ بلوان ہے اور اس کے شریر میں شکتی کے خزانے موجود ہیں پرنتو اب ایسا بھی نہیں کہ وہ روپا کے کومل جسم کو میلا کر سکے۔" اس نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں اس کی زندگی اور موت کے بارے میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ روپا کوئی ایسی کچی پکائی کھیریا ترنوالہ بھی نہیں جسے شوالا آسانی سے ہڑپ کر جائے .... وہ اپنی سہائتا آپ کرنے کا گر جانتی ہے۔"

"ترشولی کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے ...." فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

میں منش ہوں، بھگوان نہیں کہ آنے والے کل کے تمام حالات جان سکوں پرنتو میرا حساب یہی بتاتا ہے کہ اس کا انت اچھا نہیں ہوگا" شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر اچانک وہ یوں چونکا جیسے طاغوتی قوتوں نے اسے کسی آنے والے خطرے سے آگاہ کردیا ہو، اس نے اشارے سے فیصل اور جاوید کو خاموش رہنے کی تاکید کی پھر ناک سے شوں، شوں کی آواز نکال کر فضا میں کچھ سونگھنے لگا، اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ کسی نادیدہ خطرے کو دیکھ کر پریشان ہو رہا ہے، جاوید اور فیصل دونوں ہی اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے لیکن پھر وہ دونوں بھی کھڑے کھڑے یوں جھکولے کھانے لگے جیسے یکلخت کسی طوفان کی زد میں آ گئے ہوں .... !

○

ان کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا دشوار تھا، بس وہ اچانک ہی دندناتے ہوئے اندر گھس آئے تھے، ان کے تیور خطرناک تھے انہوں نے اپنے نیزے تان رکھے تھے پھر ان میں سے ایک نے فیصل کی جانب اشارہ کیا، اس کے اشارے پر چار تنومند سیاہ فام حبشی لپکے اور انہوں نے فیصل کو اٹھا لیا، جاوید اور شنکر کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن انہوں نے اپنی جگہ سے

کوئی حرکت نہیں کی، یوں خالی خالی نظروں سے خلاء میں گھورتے رہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہے ہوں۔ خود فیصل کی کیفیت بھی ان سے مختلف نہیں تھی، اس نے دشمنوں سے مقابلے کی ٹھانی تھی لیکن اس کے اندر مزاحمت کرنے کی قوت جیسے مفقود ہو کر رہ گئی تھی، اس کا جسم مفلوج تھا بس وہ کھلی ہوئی آنکھوں سے انہیں من مانی کرتے دیکھ رہا تھا، چار ہٹے کٹے آدمیوں نے اسے گھسیٹ کر اٹھایا، پھر ایک نے بے جان لاش کی طرح اسے اپنے کاندھے پر ڈال لیا، باقی افراد نے نیزے تان کر اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا پھر وہ واپسی کے لئے چل پڑے، دروازے کے قریب پہنچ کر وہ آدمی رک گیا جس نے اپنے ساتھیوں کو فیصل کی طرف اشارہ کیا تھا، اس کی خونخوار نظریں شنکر کو حقارت سے دیکھ رہی تھیں۔

"تم......." اس نے نفرت سے کہا۔ "مقدس شوالا کے سامنے تمہاری حیثیت اس کتے سے زیادہ نہیں جو مسافروں اورراہ گیروں پر حلق پھاڑ کر بھونکتا بھی ہے اور خوفزدہ انداز میں پیچھے بھی ہٹتا رہتا ہے ...."

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا، بس خالی خالی نظروں سے مخاطب کرنے والے کو تکتا رہا۔

"تم کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا لیکن اس وقت تم اپنی زبان ہلانے سے بھی قاصر ہو .... تم صرف اپنی بربادی اوربے بسی کا تماشہ دیکھ سکتے ہو کوئی جوابی کارروائی کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے، اسے بھی مقدس شوالا کی مہربانی سمجھو جو تمہاری آنکھیں کھلی ہیں ورنہ وہ چاہتا تو تمہارے جسم اور ذہنوں کے ساتھ ساتھ تمہاری قوت بصیرت کو بھی معطل کر سکتا تھا۔"

شنکر اور جاوید بدستور تصویر حیرت بنے بیٹھے رہے۔

"کچھ دیر تک تمہاری یہی کیفیت رہے گی پھر تم گہری نیند سو جاؤ گے اورجب تمہاری آنکھ کھلے گی تو تم سب کچھ بھول چکے ہو گئے۔" سیاہ فام نے تضحیک آمیز لہجے میں کہا۔

"شاکا بہت زیادہ انصاف پسند واقع ہوا ہے اس لئے مقدس شوالا نہیں چاہتا کہ تم اس کے سامنے فریاد کر سکو۔"

"اس کے بعد وہ دوبارہ چل پڑے، فیصل کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن ذہن کچھ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھا، اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے اعصاب بالکل ہی معطل ہو گئے ہوں، اس کے ہاتھ پاؤں میں اتنی جان بھی نہیں تھی کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دے سکتا۔

"ان کا سفر تقریباً آدھے گھنٹے تک جاری رہا پھروہ ایک ایسے کمرے میں داخل ہوئے

جہاں تیز روشنی ہو رہی تھی' شوالا کے علاوہ وہاں ایک درمیانہ قد امریکی نژاد باشندہ بھی موجود تھا' شوالا کے اشارے پر فیصل کو کھردری زمین پر لٹا دیا گیا' اس کی نظریں شوالا کو دیکھ رہی تھیں لیکن اس وقت بھی وہ اپنے چہرے سے کسی نفرت یا غصے کے اظہار سے قاصر تھا۔

"تم نے دیکھا میرے دوست۔" امریکی باشندے نے شوالا سے کہا۔ "اس کی کیفیت اس وقت اس چوہے سے مختلف نہیں ہے جس نے کثیر مقدار میں پارہ پی لیا ہو' تم اگر چاہو تو میں تمہارے دشمن کو اسی حالت میں آخرت کے سفر پر بھی روانہ کر سکتا ہوں اور اس دعویٰ کے ساتھ کہ بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی اس کی موت کی وجہ غیر طبعی ثابت نہیں کر سکتا۔"

"راڈرک ......" شوالا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی "تم نے ابھی تک شاید میری طاقت کا اندازہ نہیں لگایا ...... شوالا اپنے حریف کو تڑپا تڑپا کر مارنے کا عادی ہے اور یہ......" اس نے فیصل کو گھورتے ہوئے سفاک آواز میں کہا۔ "یہ تو میرا رقیب ہے' اس نے ترشولی کی جانب نظر اٹھا کر میری غیرت کو للکارا ہے ...... شوالا اسے پورے قبیلے کے سامنے عبرتناک موت سے ہمکنار کرے گا۔"

"دشمن کو حقیر سمجھنا میرے خیال میں دانشمندی کے منافی ہے۔" امریکی باشندے نے جسے راڈرک کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا سنجیدگی سے کہا "جنگ اور سیاست کے میدان میں کامیابی ہمیشہ اس کی ہوتی ہے جو طاقت کے ساتھ ساتھ ایسے ہتھکنڈوں کا استعمال بھی کر سکے جو دشمن کو غلط فہمی اور فریب میں مبتلا کر سکے۔"

"تم مہذب دنیا کی باتیں کر رہے ہو جہاں عیاری اور مکاری کو بھی طاقت کا نام دیا جاتا ہے لیکن ہمارے قبیلے کی رسم مختلف ہے' یہاں کسی لڑکی کے جبری حصول کی خاطر جسے مقابلے کی دعوت دی جاتی ہے اسے پورے قبیلے کی موجودگی میں شکست سے دوچار کرنا پڑتا ہے۔"

"پھر...... تم نے اسے یہاں کس مقصد کے لئے بلایا ہے ......"

"میں تمہاری ایجاد کا تجربہ کرنا چاہتا تھا' شوالا نے مسکراتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا کیا تم اسے کچھ دیر کے لئے اس کی اصلی حالت میں واپس لا سکتے ہو؟

"کیوں نہیں ......" راڈرک نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا پھر قریب رکھے ہوئے ی تھیلے سے ایک سرنج نکال کر کوئی محلول اس میں بھرتے ہوئے بولا "یہ دوا اس کو بیس کے لئے کھوئی ہوئی توانائی واپس کر دے گی لیکن اس کے بعد یہ پھر مفلوج ہوجائے گا

اور صبح ہونے تک اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہوش میں آنے کے بعد یہ تمام باتیں بھول چکا ہوگا۔"

"تم کس بات سے خائف ہو ......"

"راڈرک ......" شوالا نے گرج کر کہا۔ "شوالا سے گفتگو کرتے وقت تمہیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری دوستی تمہاری کسی حماقت کی وجہ سے دشمنی میں تبدیل ہو جائے اور تم ......"

"آئی ایم سوری مائی ڈیئر......" راڈرک نے جلدی سے معذرت کرلی۔ پھر فیصل کو انجکشن لگاتے ہوئے بولا "تم راڈرک کی بات پر یقین رکھو' ہوش میں آنے کے بعد یہ اوراس کے ساتھی سب کچھ بھول چکے ہوں گے بالکل اسی طرح جس طرح عمل تنویم کے درمیان عامل جو مشورہ دیتا ہے معمول ہوش میں آنے کے بعد بھی اسی پر عمل کرتا ہے ......"

شوالا نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کی نظریں فیصل پر جمی ہوئی تھیں جس نے اب آہستہ آہستہ پلکیں جھپکانی شروع کر دی تھیں پھر تھوڑی دیر بعد وہ حیرت انگیز پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس طرح سب کو گھور گھور کر دیکھنے لگا جیسے اسے بات پر تعجب ہو رہا ہو کہ وہ اچانک دشمنوں کے درمیان کس طرح آ گیا۔

"گھبراؤ نہیں پرنس۔" شوالا حقارت سے بولا۔ "میں چاہتا تو تمہیں اس وقت ہی موت کے گھاٹ اتار دیتا جب تم اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے لیکن مطمئن رہو...... میں تمہیں اتنی آسان موت نہیں ماروں گا۔"

"کسی کو بے ہوش کرکے اغواء کرا لینے کو تم کیا کہو گے؟ ...... کیا یہ بھی تمہاری بہادری ہے؟"

"میں تمہیں دکھانا چاہتا تھا کہ تم شوالا کے مقابلے میں کس قدر بے بس حقیر اور لاچار ہو۔"

"تم بزدل ہو شوالا ......" فیصل نے بھڑکتے ہوئے کہا۔ "اگر بہادر ہوتے تو ناپاک اور گندی قوتوں کا سہارا لے کر میری بے قصور ماں کو اپنے انتقام کا نشانہ کبھی نہ بناتے۔"

کمرے میں موجود شوالا کے نیزہ بردار خطرناک ارادے سے لپکے تھے لیکن شوالا نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا' اس کی شعلہ بار نگاہیں فیصل کو گھور رہی تھیں' غصے کی حالت میں وہ اپنی مٹھیوں کو پوری شدت سے بار بار بھینچ رہا تھا اس کے چہرے سے

درندگی جھانک رہی تھی۔

"اتنے سارے حمایتیوں کی موجودگی میں آنکھیں لال پیلی کرنا مردوں کا شیوہ نہیں ہوتا" .... فیصل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اگر مرد ہو تو اپنے ساتھیوں کو درمیان سے ہٹا دو پھر فیصلہ ہو جائے گا کہ کون بہادر ہے اور کون بزدل .... میں موت سے نہیں ڈرتا .... لیکن......."

"بس ...." شوالا پوری شدت سے حلق پھاڑ کر چلایا۔ "خاموش ہوجا' کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے جاں نثار ساتھی غصے سے بے قابو ہوکر تیرا جسم چھلنی کر دیں۔"

"مجھے یہاں لانے کا مقصد کیا تھا۔" فیصل نے بمشکل اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"تو شوالا کا شکار ہے اس لئے میں تیری پیٹھ پر عقرب دیوتا کا نشان داغنا چاہتا ہوں .... کسی کی پشت پر عقرب کا نشان اس کی بدبختی کی علامت سمجھا جاتا ہے' میں چاہتا ہوں کہ جب مقابلے کے دوران ترشولی اور شاکا کی نظریں اس نشان پر پڑیں تو وہ تجھ سے نفرت کرنے لگیں' میری خواہش ہے کہ مقابلے کے دوران ترشولی کی نگاہوں میں تیرے لئے نفرت اور حقارت کا احساس پوری شدت سے جھلک رہا ہو۔"

"کیا تو اس فریب کو بھی بہادری کا نام دے گا ...." فیصل نے سرد آواز میں سوال کیا۔

شوالا نے جواب دینے کے بجائے اپنا نچلا ہونٹ پوری سختی سے دانتوں تلے بھینچ لیا' انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنے غصے کو بڑی مشکل سے دبانے کی کوشش کر رہا ہے پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ آندھی اور طوفان کی طرح فیصل پر ٹوٹ پڑے' اسے زمین پر اوندھا لٹا دیا گیا' دو آدمیوں نے اس کی قمیض اونچی کی اور تیسرے نے عقرب کا وہ دہکتا ہوا نشان اس کی پیٹھ پر جما دیا جو دوسرے کمرے سے لایا گیا تھا .... باقی لوگوں نے اس کے ہاتھ پیر کو پوری قوت سے جکڑ رکھا تھا۔

کمرے میں گوشت کے جلنے کی چراند کے ساتھ ہی فیصل کی کربناک چیخ بھی بلند ہوکر بتدریج حلق میں گھٹتی چلی گئی' اس کا ذہن پھر ایک بار گھپ اندھیروں میں ڈوب کر مفلوج ہو گیا تھا۔

"کیا مقدس شاکا کو اس بات کا شبہ نہیں ہوگا کہ یہ تمہاری حرکت ہے۔" راڈرک نے سنجیدگی سے دریافت کیا' اس کے لہجے سے خوف جھلک رہا تھا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ مقدس شاکا نے اپنے مخصوص آدمیوں کو ان کی نگرانی پر مامور کیا ہے' صبح ان کا بیان یہی ہوگا کہ وہ رات بھر چوکس رہے ہیں' یہ بات کسے یاد آئے گی کہ وہ کتنی دیر تک بے ہوشی سے دوچار رہا ہے" شوالا نے زہرخند سے کہا پھر راڈرک کو گھورتے ہوئے بولا۔ "تم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ہوش آنے پر ان میں سے کسی کو کوئی بات یاد نہیں رہے گی .... تمہیں یاد ہے مائی ڈیئر راڈرک۔"

آخری جملہ ادا کرتے ہوئے شوالا کے تیور اس قدر خطرناک اور سفاک ہو گئے تھے کہ راڈرک بھی ساری جان سے لرز کر رہ گیا.......!!



غار کے دہانے کے قریب پہنچ کر انگروما نے اپنی رفتار مدھم کر دی' اس نے پلٹ کر عظیم شاکا کی جانب دیکھا جو کسی گہری سوچ میں مستغرق نظر آرہا تھا ترشولی اس کے ساتھ ہی موجود تھی لیکن اس کے چہرے سے الجھن یا پریشانی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہو رہی تھی' شاکا کے مقابلے میں اس کے اندر زیادہ اعتماد کی کیفیت نظر آ رہی تھی ....

"عظیم شاکا........" انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "اب بھی وقت ہے' ایک بار پھر غور کر لے' مقدس دیوتا سے آنے والے کل کے بارے میں دریافت کرنا ہنسی کھیل کی بات نہیں' دیوتاؤں کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔"

"ترشولی ...." شاکا نے ترشولی کو ناراض نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تیرا کیا فیصلہ ہے' کیا تو اپنی ضد سے باز نہیں آئے گی .... ایک بات یاد رکھ' تیرا پرنس' شوالا کے مقابلے میں ریت کے اس ٹیلے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا جسے طوفانی ہوائیں پل بھر میں اکھاڑ پھینکتی ہیں' تیری ضد شوالا کو تیرے حق میں اور زیادہ خطرناک کر دے گی' لیکن مقابلے سے قبل اگر تو شوالا کے حق میں فیصلہ کرے دے تو ممکن ہے اس کا غصہ پیار میں بدل جائے۔

"تمہارا کیا خیال ہے ڈیڈ .... کیا شوالا میرے اقرار کے بعد پرنس کو معاف کر دے گا؟"

"تو .... تو شاید اس کے عشق میں دیوانی ہوگئی ہے۔" انگروما ہاتھ ملتے ہوئے درشت لہجے میں بولا! "اپنی زبان کو لگام دے' دیوتاؤں سے انصاف طلب کرنے والے اکثر بڑے عتاب کا شکار ہوتے ہیں۔"

"پھر سوچ لے ترشولی ...." شاکا نے اسے سمجھایا۔

"ایک بار دیوتا کے روبرو پیش ہونے کے بعد ہم اس سے رحم کی بھیک بھی نہیں مانگ سکتے۔"

"میں .... پرنس کا خیال دل سے نکال کر شوالا کو قبول کر سکتی ہوں لیکن ایک شرط

پر ...."

"وہ کیا ...." شاکا نے پرامید انداز میں پوچھا۔

"شوالا مقابلے کے درمیان پرنس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور مقدس شاکا کو یہ عہد کرنا ہو گا کہ وہ پرنس اور اس کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ مہذب دنیا کی جانب واپس روانہ کر دے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" انگروما کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق مقابلے کا فیصلہ کسی ایک فریق کی موت کے بعد ہی ہو سکتا ہے' اس سے قبل کوئی ردو بدل کی صورت نہیں ہو سکتی۔"

"پھر جو دیوتا کو منظور ہو ...." ترشولی نے سپاٹ آواز میں کہا۔

"شاکا ...." انگروما نے سردار کو گھورتے ہوئے کہا۔ "تو نے اپنی ضد کا انجام دیکھ لیا' میں نے تجھ سے اسی وقت محتاط رہنے کی تلقین کی تھی جب تو نے مہذب دنیا کی ایک لڑکی پر ترس کھا کر اسے اپنانا چاہا تھا .... مجھے تیرے عروج کا سورج غروب ہوتا نظر آ رہا ہے۔"

شاکا اپنے ہونٹ چبانے لگا' اس کی پیشانی شکن آلود ہو رہی تھی' اس نے پلٹ کر تیز نظروں سے ترشولی کو گھورا پھر قدم بڑھاتا ہوا انگروما کے ساتھ غار میں داخل ہو گیا' پندرہ منٹ تک وہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے رہے' راستے میں عمر رسیدہ بوڑھے موجود تھے جو اپنے عقیدے کے مطابق عبادت میں مشغول تھے۔ ایک دو جگہ نیزہ بردار محافظ بھی موجود تھے جنہوں نے انگروما اور شاکا کو دیکھ کر احتراماً سر جھکا لئے تھے لیکن وہ بھی کن انکھیوں سے ترشولی کو دیکھ رہے تھے جو سر اٹھائے بڑے پر وقار انداز میں قبیلے کی دو انتہائی اہم شخصیتوں کے درمیان چل رہی تھی۔

پندرہ منٹ بعد وہ ایک کشادہ حصے میں پہنچ کر رک گئے جہاں پیش منظر میں ایک قوی ہیکل دیوتا کا بے ہنگم مجسمہ موجود تھا' غار کے اس حصے میں روشنی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ یہاں بھی عمر رسیدہ بوڑھے سر جھکائے بیٹھے عبادت میں اس قدر مشغول تھے کہ انہیں اپنے آپ کا بھی کوئی ہوش نہیں تھا مجسمے کے سامنے نیم دائرے کی صورت میں انسان اور جانوروں کی کھوپڑیوں کو نہایت سلیقے اور ترتیب سے سجایا گیا تھا' مجسمے کے پس منظر میں غار کی ناہموار دیوار نظر آ رہی تھی جو قدرے تاریک تھی اور اس حصے میں کوئی فرد موجود نہیں تھا۔

قبیلے کا کاہن اعظم انگروما مجسمے کے سامنے پہنچ کر ایک لمحے کو دوانو بیٹھ گیا۔ اس کے

ہونٹ متحرک ہو گئے' شاید وہ دیوتا کی شان میں کوئی مخصوص دعا پڑھ رہا تھا' شاکا اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا' ترشولی اس کے دائیں جانب کھڑی دیوتا کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی' کاہن اعظم اپنی دعا مکمل کرنے کے بعد ادب سے اٹھا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے اونچی آواز میں کہا۔

"اے عظیم المرتبت' قوی' جری اور مقدس دیوتا' آج تیرا ایک حقیر پجاری تیرے سامنے ہاتھ پھیلا کر اپنے قبیلے کی ایک ایسی لڑکی کے حق میں تیرے اشارے کی درخواست پیش کر رہا ہے جس نے ایک نووارد کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنے باپ سے بغاوت کر دی ہے اور قبیلے کے پرانے دستور او رسم و رواج کو بھی اپنی ضد کی بھینٹ چڑھانے کی حماقت کی ہے .... قبیلے کا کاہن اعظم تیرے انصاف کا طلبگار ہے اور تیری مرضی جاننے کا خواستگار ہے .... ہم تیرے پجاری ہیں اور تیرے اشارے پر اپنی زندگیاں بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے .... ہمیں بتا اے مقدس دیوتا کہ ترشولی کی ضد کا انجام کیا ہوگا.......؟"

انگروما اپنے دعائیہ کلمات ادا کرنے کے بعد جیسے ہی خاموش ہوا مجسمے کی پشت سے ایک کربناک چیخ کی آواز بلند ہو کر غار میں گونجنے لگی' عمر رسیدہ بوڑھوں کے ہونٹوں کی حرکت بتدریج تیز ہو گئی' موی شمعوں کی روشنی اس طرح رہ رہ کر مدھم اور پھر تیز ہونے لگی جیسے طاغوتی قوتیں ہر طرف اپنا تسلط جما چکی ہوں انگروما اور شاکا کی آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا لیکن ترشولی کا چہرہ اس وقت بھی اندرونی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیوتا کے چہرے کو دیکھ رہی تھی' جس پر روشنیوں کی تیز کپکپاہٹ کا خوف ناک عکس لرز رہا تھا۔

چیخ کی آوازیں کچھ دیر تک غار کے در و دیوار میں صدائے بازگشت بن کر گونجتی رہیں پھر یکلخت خاموشی طاری ہو گئی روشنیوں کی کپکپاہٹ بھی ختم ہو گئی پھر ایک تیز پھنکار کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ایک شیش ناگ پھن پھیلائے فضا میں لہراتا مجسمے کے عقب سے نکل کر سامنے آ گیا۔ انگروما شیش ناگ کو دیکھ کر ایک بار پھر دوزانو بیٹھ گیا' شاکا نے بھی اس کی تقلید کی تھی لیکن ترشولی بدستور کسی تراشیدہ مجسمے کی مانند اپنی جگہ جمی کھڑی تھی ....

شیش ناگ قوی ہیکل دیوتا کے قدموں کے قریب فضا میں بل کھا رہا تھا' اس کی خوفناک نگاہیں بار بار شاکا' انگروما اور ترشولی کے چہرے پر پڑ رہی تھیں پھر اس نے اچانک لہرانا بند کر دیا اور فضا میں سیدھا بلند ہونے لگا۔

"مقدس دیوتا .... تیرا یہ حقیر پجاری تجھ سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔" انگروما نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ شیش ناگ بدستور فضا میں بلند ہو رہا تھا' اس کی نگاہیں شیشے کی طرح چمک رہی تھیں اور ترشولی پر مرکوز تھیں پھر اس نے اچانک لہرا کر اپنا پھن زمین پر مارا اور پلک جھپکتے میں نظروں سے اوجھل ہو گیا' شاکا اور انگروما کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' شیش ناگ نے سنگلاخ زمین کے جس حصے پر پھن مارا تھا وہاں ہلکی سی ایک دراڑ پیدا ہو گئی تھی اور اس دراڑ سے گاڑھے خون کے قطرے ابل رہے تھے۔

"شاکا .... تو نے دیکھا .... دیکھا تو نے' مقدس دیوتا نے تیری بیٹی کے حق میں کیا انصاف کیا ہے۔" کاہن اعظم نے لرزتی آواز میں کہا پھر قوی ہیکل دیوتا کے مجسمے کے سامنے سر بسجود ہو گیا وہ بلند آواز میں دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر دعا مانگ رہا تھا' شاکا کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی تھی اور ترشولی .... اس نے گھبرا کر اپنی آنکھیں بڑی سختی سے بند کر لی تھیں .... !!

○

شنکر کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا' اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ فیصل کو طاقت کے بارے میں تفصیل بتا رہا تھا پھر اسے اچانک ایسا محسوس ہوا جیسے زہریلی گیس کی تیز خوشبو فضا میں پھیل رہی ہو' اس نے جاوید اور فیصل کو خاموش رہنے کا اشارہ کرنے کے بعد اس خوشبو کو سونگھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے بعد اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوب کر رہ گیا تھا پھر دوسری صبح ہی وہ بیدار ہوئے تھے۔ درمیانی وقفے میں کیا ہوا تھا یہ بات ان تینوں میں کسی کو یاد نہیں تھی اور شنکر اسی درمیانی وقت کے بارے میں بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا۔ طاقت کے خزانے کی تفصیل بیان کرنے سے پیشتر اس نے اپنے اطراف ایسا مضبوط دائرہ کھینچ لیا تھا جسے کوئی دوسری قوت نہیں توڑ سکتی تھی' اسے علم تھا کہ شوالا اور شاکا کی پراسرار قوتیں انہیں تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع نہیں دیں گی اس لئے اس نے اپنے گرد حصار قائم کرتے وقت اپنی آزمودہ قوتوں کا استعمال کیا تھا' اسے توقع تھی کہ شوالا کی کالی طاقتیں اس سے ٹکرانے کی کوشش ضرور کریں گی لہٰذا وہ پوری طرح محتاط تھا مگر بے ہوش کر دینے والی گیس کی وہ تیز خوشبو اس قدر اچانک ان کے اعصاب پر طاری ہوئی تھی کہ کوئی بھی اپنا ذہنی توازن برقرار نہیں رکھ سکا تھا۔

شنکر اس درمیانی وقفے کے بارے میں معلوم کرنے کے لئے حد درجہ بے چین تھا' اس نے اپنی قوتوں کو بھی آزمانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بھی اس کی رہنمائی کرنے سے قاصر تھیں' اس کے ذہن میں سینکڑوں وسوسے سر ابھار رہے تھے ان کے پاس کوئی ایسی قیمتی شے بھی موجود نہیں تھی جس کی چوری کی خاطر شوالا یا کسی اور کو انہیں بے ہوش کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی' یوں بھی وہ ان کے رحم و کرم پر تھے وہ ان کے خلاف جو چاہتے نہایت آزادی اور دیدہ دلیری سے کرسکتے تھے لیکن ایسا نہیں کیا گیا تھا۔ "پھر کسی نے انہیں کس مقصد کے لئے بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار کیا تھا اور اس درمیانی وقفے میں ان کے خلاف سازش کے کون سے جال بنے گئے تھے؟ یہی ایک سوال شنکر کے ذہن میں گونج رہا تھا' اس کی طاغوتی قوتوں نے اسے کامیابی کا یقین دلایا تھا اس لئے وہ محتاط رہ کر قدم اٹھانا چاہتا تھا لیکن حالات کے پیش نظر اب اس کی خاموشی اس کے حق میں نقصان دہ بھی ہو سکتی تھی' وہ اس حادثے کو محض اتفاقیہ سمجھ کر نظرانداز نہیں کر سکتا تھا' جو کچھ بھی کیا گیا تھا اس قدر مہارت اور چابک دستی سے کیا گیا تھا کہ شنکر اسے سمجھنے سے قاصر تھا۔

"تم اس قدر سنجیدگی سے کس سوچ میں غرق ہو۔" فیصل نے دریافت کیا۔

شنکر نے جواب دینے سے پیشتر ایک بار پھر کوٹھری نما جھونپڑی کے گرد مضبوط حصار قائم کیا پھر بولا۔

"کیا تمہیں یاد ہے کہ کل رات ہمارے درمیان کیا باتیں ہو رہی تھیں؟"

"ہاں .... تم ہمیں اس طاقت کے پراسرار خزانے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کر رہے تھے۔"

"اور اس کے بعد ...."

"اس کے بعد شاید میں سو گیا تھا ...."

"نہیں ......" شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں کہ ہم تینوں کی آنکھیں ایک ساتھ نیند کے خمار میں ڈوب گئی ہوں۔"

"پھر......" جاوید نے سوال کیا۔ "تم کیا نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"میں اس میں کسی گہری سازش کا ہاتھ محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم شاید بھول رہے ہو کہ ہم پہلے ہی ان کی قید میں ہیں۔" جاوید نے برا سا منہ بنا کر کہا "انہیں ہمارے خلاف سازش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ "شاکا کا ایک اشارہ ہی ہماری موت کے لئے بہت کافی ہو سکتا ہے۔"

"یہاں صرف شاکا نہیں' شوالا بھی رہتا ہے۔" شنکر نے جواب دیا۔ "کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرو گے کہ شاکا حالات کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گیا ہے' ورنہ وہ شوالا کو پسند نہیں کرتا۔"

"یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے ...." جاوید نے روکھے لہجے میں کہا۔

"اسی اندرونی معاملے نے ان دونوں کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی ہے' اگر صورت حال اس سے مختلف ہوتی اور شاکا اور شوالا کے درمیان اختلافات کی فضا قائم نہ ہوتی تو فیصل اور شوالا کے مقابلے کی ضرورت کیا تھی؟" شنکر نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "وہ باہمی فیصلہ کرنے کے بعد ہی ہم سب کا صفایا کر سکتے تھے۔"

"تمہارا کیا مطلب ہے۔" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا شاکا کو ہماری موت منظور نہیں ہے۔"

"تم خود ہی غور کرو .... اگر شاکا کو بھی ہماری موت منظور ہوتی تو پھر مقابلے کی کیا ضرورت تھی۔"

"مقابلے کی بات ترشولی نے کی تھی .... اس نے شوالا سے یہی کہا تھا کہ دستور کے مطابق اسے پورے قبیلے کے سامنے مجھے زیر کرنا پڑے گا' اس سے پیشتر وہ مجھے نہیں مار سکتا......."

"اور شاکا نے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اگر تم نے محض ترشولی کے اکسانے پر شوالا سے مقابلے کا اعلان کیا ہے تو اس مقابلے سے دست بردار ہو جاؤ۔" شنکر نے کہا۔ "اگر تم حالات اور واقعات پر سنجیدگی سے غور کرو تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ شاکا کو اپنی بیٹی کا مستقبل بھی عزیز ہے اور وہ سرداری کے بھرم کو بھی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شاکا سردار ہونے کے باوجود شوالا سے خائف ہے۔"

"ہاں .... سو فیصد یہی بات ہے' وہ شوالا سے ٹکراؤ پسند نہیں کرتا لیکن ترشولی نے اس کی پوزیشن خراب کر دی ہے۔" شنکر نے کہا۔

"ان باتوں کا گزشتہ رات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔" جاوید نے پوچھا۔

"یقیناً" کوئی ایسا تعلق ضرور ہے جس نے کسی شخص کو ہم تینوں کو ایک ساتھ گہری نیند یا غفلت سے ہمکنار کردینے پر مجبور کر دیا تھا۔" شنکر نے پر خیال لہجے میں کہا۔ "میرے ذہن میں شوالا کا نام ابھر رہا ہے۔"

"ممکن ہے تمہارا قیاس درست ہو .... لیکن ہم تین آدمی ان کے پور۔ نیلے

کے خلاف بھلا کیا کرسکتے ہیں۔" جاوید نے نفرت کا اظہار کیا۔

"شنکر نے زندگی میں اتنی آسانی سے شکست تسلیم کرنی نہیں سیکھی۔" "شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ شوالا کالے علم میں مجھ سے زیادہ سدھ بدھ رکھتا ہو لیکن وہ سفلی کے معاملے میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"مجھے ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں .... میں شوالا سے ہر قیمت پر اپنی ماں کی موت کا انتقام لوں گا۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔

"تم اپنے ارادے پر ڈٹے رہو پرنس اور میں .... میں کچھ دیر کے لئے تم دونوں سے رخصت ہو رہا ہوں' میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ شوالا ہمارے خلاف سازش کے کیا جال بن رہا ہے ...." شنکر نے جاوید کو سرسری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر آنکھیں بند کر کے کسی منتر کا جاپ کرنے لگا اس کے ہونٹ جنتر منتر کا ورد کررہے تھے اور اس کا شیطانی ذہن پوری طرح شوالا کے تصور کو اپنے حصار میں لینے کی کوشش کر رہا تھا' اس کی نگاہوں کے سامنے دھند قائم تھی لیکن وہ اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ اس دھند کا سینہ چاک کرنے میں منہمک تھا پھر اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی اس کی نظروں نے شوالا کو تلاش کر لیا تھا جو اس وقت اپنی خواب گاہ میں روپا سے ہمکلام تھا۔

"تو سمجھدار ہے جو تو نے شوالا کو اپنانے سے گریز نہ کیا ورنہ ...."

"ورنہ کیا ہوتا ...." روپا نے بڑی معصومیت سے دریافت کیا۔

"شوالا خوبصورت چہروں کا دیوانہ ہے لیکن یہی دیوانگی جب حد سے تجاوز کر جائے تو پھر شوالا قہر بھی بن جاتا ہے .... اور قہر جب عتاب بن کر ٹوٹتا ہے تو خوبصورت چہروں کو بھی جلا کر راکھ کردیتا ہے۔"

"کون ہے وہ بدنصیب جو تجھ سے دور رہنا چاہتی ہے۔"

"ایک بدنصیب ...." شوالا نے ہاتھ میں دبے ہوئے مگ سے ایک گھونٹ حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "قبیلے کے سردار کی بیٹی ترشولی جسے اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہے ...."

"کیا وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟"

"ہاں .... وہ تیرے ساتھی فیصل سے پیار کرتی ہے' وہ شوالا کو ٹھکرانے کا خواب دیکھ رہی ہے لیکن میں اس کے غرور کو خاک میں ملا دوں گا' اس نے شوالا کے پیار کی توہین کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔"

"کیا سردار اسے برداشت کر لے گا کہ تو اس کی بیٹی کو ...."

"تو شوالا کو نہیں جانتی......." وہ غراتے ہوئے کرخت لہجے میں بولا۔ "مقدس عقرب کا قرب جسے حاصل ہو وہ سردار سے نہیں ڈرتا اور یوں بھی شاکا کے دن اب پورے ہو چکے ہیں .... اب بہت جلد شوالا یہاں کا سردار ہوگا۔"

"اور سردار ہونے کے بعد تو روپا کو فراموش کر دے گا .... کیوں۔" روپا نے اٹھلاتے ہوئے پوچھا۔

"تو بھولنے کی چیز نہیں ہے روپا لیکن ...." شوالا کچھ کہتے کہتے رک گیا پھر اسے تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ "تو نے پہلی ملاقات میں شوالا سے اپنے ساتھیوں کے لئے رحم کی درخواست کی تھی ...."

"ہاں مجھے یاد ہے ...."

"کون ہے تیرا ساتھی ...." شوالا نے اسے ٹٹولتی نظروں سے دیکھا۔ "فیصل' جاوید یا وہ درازقد دبلا پتلا .... جو اپنے پراسرار علم سے فیصل کو میرے عتاب سے بچانے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"اس کا نام شنکر ہے۔" روپا نے کہا پھر شوالا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی۔ "تیرا خیال غلط نہیں ہے' شنکر بہت سارے گندے علم جانتا ہے لیکن وہ فیصل کی مدد نہیں کر رہا ...."

"روپا .... تو شوالا کو جھٹلانے کی کوشش کر رہی ہے"

"نہیں .... میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" روپا بولی۔ "شنکر دراصل فیصل کو اپنے کسی خاص مقصد کے لئے استعمال کر رہا ہے' وہ مقصد کیا ہے؟ یہ میں نہیں جانتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ شنکر جتنا زمین کے اوپر نظر آتا ہے اتنا ہی زمین کے نیچے بھی ہے۔"

"تو .... شوالا کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"ان باتوں کو چھوڑ شوالا .... کوئی پیار د محبت کی باتیں کر ...." روپا نے ایک ادائے دلربانہ سے کہا پھر دوبارہ شوالا کو دیکھنے لگی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے بھی کبوتا کی طرح شیش ناگ کے قاتل زہر کا نشانہ بنانا چاہتی تھی۔ شوالا نے حسن کو بے حجاب محسوس کیا تو اس کا نشہ دوچند ہو گیا' ایک ہی گھونٹ میں اس نے مگ خالی کر کے فضا میں اچھال دیا پھر نشیلی نظروں سے روپا کی نگاہوں میں دیکھنے لگا' روپا کو اسی لمحے کی آرزو تھی وہ پوری شدت سے شوالا کو اپنے سحر کے فریب میں پھانس کر شکار کرنا چاہتی تھی' اس کی

نگاہوں کے زاویے اور تیور بتدریج تبدیل ہو رہے تھے' شوالا اس کی آنکھوں کے قاتل زہر میں رفتہ رفتہ ڈوب رہا تھا کہ اچانک راگھو کی تیز آواز نے دونوں کو چونکا دیا' روپا نے پلٹ کر راگھو کو دیکھا تو شوالا اس کے سحر سے آزاد ہو گیا۔

"مقدس شوالا ...." راگھو نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں تیرے لئے ایک ضروری خبر لایا ہوں۔"

"کیا مقابلے سے پہلے ہی شوالا کی دہشت سے فیصل کا ہارٹ فیل ہو گیا۔"

"نہیں ...." راگھو نے تیزی سے کہا۔ "مقدس انگروما نے شاکا کے اصرار پر بڑے دیوتا سے ترشولی کے مستقبل کے بارے میں جاننے کی کوشش کی تھی۔"

"پھر .... کیا ہوا۔" شوالا نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "شیش ناگ نے سنگلاخ زمین کو ڈس لیا اور اب وہاں سے خون کے قطرے ابل رہے ہیں۔"

"میں تیرا مطلب نہیں سمجھا .... زمین سے خون کے قطرے ابلنا کس بات کی جانب اشارہ کرتا ہے؟"

"یہ تو کاہن اعظم ہی بہتر بتا سکتا ہے۔"

"انگروما ...." شوالا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"نکل گیا .... ہاتھ سے بچ کر نکل گیا۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں جو دہکتے انگاروں کی مانند لال ہو رہی تھیں۔

"کون نکل گیا ...." فیصل نے پوچھا۔

"شوالا .... وہ روپا کے سحر میں پھنستے پھنستے بچ گیا۔" شنکر نے تھکے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"کیا......." فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔ "کیا تم خیال خوانی کا عمل بھی کر سکتے ہو؟"

"شنکر نے کوئی جواب دینے کے بجائے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کر لیں .... !!

○

انگروما اپنی عبادت گاہ میں آنکھیں بند کئے بیٹھا دیوتاؤں کو راضی کرنے کے لئے کوئی عمل پڑھ رہا تھا' ترشولی اس کے سامنے خاموش بیٹھی کسی گہری سوچ میں غرق تھی' اس کی

نگاہیں کاہن اعظم کے چہرے پر مرکوز تھیں' چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے تاثر اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ اپنے مستقبل کے سلسلے میں فکر مند ہے۔ شیش ناگ کا غضب ناک انداز میں سنگلاخ فرش کو ڈسنا اور پتھر کے سینے سے خون کے قطروں کا ابلنا کس بات کی نشاندہی کرتا تھا؟ یہ اس کی سمجھ سے باہر تھا لیکن انگروما اور مقدس شاکا کو پریشان دیکھ کر وہ اتنا ضرور بھانپ گئی تھی کہ قوی ہیکل دیوتا نے جن علامتوں کا اظہار کیا تھا وہ اس کے حق میں نہیں تھیں' شاکا غار سے نکلنے کے بعد پریشانی کے عالم میں واپس پلٹ گیا تھا اور وہ کاہن اعظم کے ساتھ ساتھ اس کی عبادت گاہ تک آ گئی تھی' وہ جاننا چاہتی تھی کہ دیوتا نے اس کے مستقبل کی خوشیوں کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا' وہ خون جو سنگلاخ زمین سے قطروں کی شکل میں نکل رہا تھا کس کا تھا؟ .... کیا بڑے دیوتا نے ان خون کے قطروں کے ذریعے فیصل کی عبرتناک موت کا اظہار کیا تھا یا وہ قطرے اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ مقدس شاکا کے زوال کا وقت قریب آ رہا ہے .... شاکا کی پریشانی سے اس نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ سردار کی حیثیت سے اب قبیلے پر اس کی حکومت کا دور ختم ہونے والا ہے .... یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ خود اس کا اپنا مستقبل طوفانوں کی زد میں آنے والا تھا جس نے شاکا کی پیشانی کو شکن آلود کر دیا تھا .... وہ کاہن اعظم سے آنے والے کل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی .... خیالات کا ہجوم اس کے معصوم ذہن میں گڈ مڈ ہو رہا تھا' وہ ٹکٹکی باندھے انگروما کو دیکھ رہی تھی' اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پھر جب بڑی دیر بعد انگروما نے آنکھیں کھولیں تو وہ ان آنکھوں میں خون کی سرخی اور آنسوؤں کی نمی دیکھ کر سہم گئی۔ قبیلے کے بوڑھے کاہن اعظم نے ترشولی کو سراپا انتظار دیکھا تو اس کے کپکپاتے ہونٹوں پر ایک بے جان تبسم نے مچل کر دم توڑ دیا پھر اس کی آواز عبادت گاہ کے سناٹے میں آہستہ سے ابھری۔"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا' مقدس دیوتا کے فیصلے کے بعد اب ہم صبر کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے۔"

"میں جاننا چاہتی ہوں اے مقدس کاہن اعظم کہ دیوتا نے میرے حق میں کیا انصاف کیا ہے؟" ترشولی نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"تقدیر کے لکھے کو کوئی نہیں مٹا سکتا .... جو رقم کر دیا جاتا ہے وہ اٹل ہوتا ہے لیکن ایک موہوم سی امید انسان کو سنبھالے رکھتی ہے' میں نے اسی لئے شاکا کو سمجھایا تھا کہ وہ قبل از وقت دیوتا سے کچھ دریافت کرنے کا خیال دل سے نکال دے۔"

"شیش ناگ کے غضب ناک ہونے کا کیامطلب تھا؟" ترشولی نے دریافت کیا۔

"مقدس دیوتا نے اپنی خفگی کا ظہار کیا ہے .... اسے بھی ہماری جلد بازی پسند نہیں آئی۔"

"شیش ناگ نے کس کی خوشیوں کو ڈسا ہے.......؟"

"توغلط سمجھ رہی ہے۔" انگرومانے وضاحت کی۔ "وہ دیوتا کا عتاب تھا جو عنقریب ہمارے اوپر نازل ہونے والا ہے۔"

"اور خون کے وہ قطرے کس بات کی علامت تھے.......؟"

"دو فریق جب میدان میں اترتے ہیں تو ان میں سے ایک کی شکست لازمی ہوتی ہے .... قبیلے کا دستور بھی یہی ہے کہ مقابلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک دو میں سے ایک موت سے ہمکنار نہ ہوجائے لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ تیز ہوا کے جھکڑ جب چلتے ہیں تو معصوم اور کمزور پودوں کو بھی جڑوں سے اکھاڑ دیتے ہیں۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھی۔" ترشولی نے بے چینی کااظہار کیا۔ "میں مقدس شاکا کی پریشانی کا سبب جاننا چاہتی ہوں ...."

"وقت کا انتظار کر ترشولی ...." انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "جو ہونا ہے اب وہ ہو کر رہے گا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ مقابلے کا انجام کیا ہوگا.......؟"

"ہاں .... فیصل' اور شوالا میں سے کسی ایک کی موت ...."۔

"میں جاننا چاہتی ہوں کہ کون زندہ رہے گا اور کون موت سے ہمکنار ہوگا۔"

"نہیں ...." انگروما نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"میں قبل از وقت اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں' وہ جو فیصلے رقم کرتا ہے و، ان میں ردو بدل بھی کر سکتا ہے ...."

"کیا انگروما کا علم اور برسوں کی ریاضت بھی اس کے کسی کام نہیں آ سکتی؟

"چپ ہو جا ترشولی .... تو انگروما کی پراسرار قوتوں کو آزمانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن میں اپنی زبان نہیں کھول سکتا۔"

"مقدس کاہن اعظم .... کیا تم ترشولی کے دل کا بھید بھی نہیں بتا سکتے .... کیا تم جانتے ہو کہ میرا دل آنے والے کل کے بارے میں کیا سوچ رہا ہے؟"

"میں کہتا ہوں خاموش ہو جا .... دیوتاؤں کے مقابلے میں بڑا بول منہ سے نکالنا

گناہ عظیم ہے .... میں تجھے محتاط رہنے کا مشورہ دیتا ہوں۔"

"مقدس شاکا کی قسمت میں کیا لکھا ہے میں نہیں جانتی' شوالا کے ناپاک ہاتھوں سے میرا کیا انجام ہوگا یہ تم بتا سکتے ہو یا تمہارے دیوتاؤں کو علم ہوگا لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ فیصل کے ساتھ قسمت نے جو مذاق کیا ہے وقت اس کا انصاف ضرور کرے گا۔" ترشولی ہونٹ چباتے ہوئے بولی۔ "میرا دل گواہی دیتا ہے کہ شوالا کا سورج گھپ اندھیروں میں غروب ہونے والا ہے۔"

"تو نہیں جانتی ترشولی .... تو کچھ نہیں جانتی اور میں قبل از وقت اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔

"تم اندیشوں سے خوفزدہ ہو لیکن تعلیم کی روشنی نے مجھے طوفانوں میں بھی سربلند رکھنے کا حوصلہ دیا ہے اس لئے میں بڑے وثوق کے ساتھ......."

لیکن ترشولی اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' شوالا اچانک سینہ تانے دندناتا ہوا عبادت گاہ میں داخل ہوا تو انگروما بھی اپنی جگہ سنبھل کر بیٹھ گیا' شوالا نے ترشولی کو خونخوار نظروں سے دیکھا پھر انگروما کو گھورتے ہوئے تیز آواز میں بولا۔

"کیا درست ہے کہ مقدس شاکا نے عظیم دیوتا سے اپنی بیٹی کے مستقبل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں ...."

"اور مقدس کاہن اعظم نے سردار سے اپنی دوستی کا ثبوت پیش کرنے کی خاطر اسے عظیم دیوتا سے رجوع کرنے کا موقع عطا کر دیا۔"

"شاکا اس قبیلے کا سردار ہے' وہ دیوتا سے مستقبل کے بارے میں مشورہ حاصل کر سکتا ہے"۔

"نہیں ...." شوالا نے بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا۔ "موجودہ معاملے میں اس کی حیثیت ایک فریق کی سی ہے اور کسی ایک فریق کے ساتھ جانبداری کا برتاؤ کرنا قبیلے کے کاہن اعظم کو زیب نہیں دیتا۔"

"شوالا .... تو کیا کہنا چاہتاہے۔" انگروما نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا تو میری شخصیت پر الزام لگا رہا ہے؟"

"میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ عظیم دیوتا نے ترشولی کے مستقبل کے بارے میں کیااشارہ کیا ہے۔"

"تجھے میرے بارے میں پریشان ہونے کا کیا حق ہے؟" انگروما کے بجائے ترشولی نے براہ راست شوالا سے کہا' اس کے لہجے میں نفرت کی کاٹ موجود تھی۔

"تو شاید بھول رہی ہے کہ میں نے تیرے حصول کے خاطر فیصل کے مقابلے کی دعوت قبول کی ہے۔"

"لیکن ابھی مقابلے کا فیصلہ نہیں ہوا ......"

"مقابلے کا فیصلہ ......" شوالا نے الفاظ چباتے ہوئے کہا پھر حقارت سے ہنستا ہوا بولا۔ "تو جاننا چاہتی ہے کہ فیصلہ کیا ہوگا ...... کیا تجھے شوالا کی طاقت کا اندازہ نہیں ہے؟ میں بتاتا ہوں تجھے کہ فیصلہ کیا ہوگا ...... تیرا چاہنے والا قبیلے کے لوگوں کے سامنے شوالا کے قدموں میں سر رکھ کر رحم کی بھیک مانگے گا لیکن میں اسے ٹھوکر مار کر باور کرانے کی کوشش کروں گا کہ اس نے شوالا کو للکار کر اپنی المناک موت کی خواہش کا اظہار کیا تھا ...... ذرا سوچ ترشولی ...... اس منظر کے بارے میں غور کر جب فیصل کا کٹا ہوا سر میرے نیزے پر بلند ہوگا اور قبیلے کے چھوٹے بڑے عظیم شوالا کے حق میں نعرے بلند کر رہے ہوں گے اور اس کے بعد ...... اس کے بعد میں طاقت کے زور پر تجھے اپنا لوں گا ...... تو میری ہوگی' صرف شوالا کی ملکیت اور شوالا کو مکمل اختیار حاصل ہوگا کہ وہ تیرے مستقبل کا فیصلہ کر سکے ...... تو نے شاید کمبا کو قریب سے نہیں دیکھا' بن مانس نما وہ درندہ اپنی آغوش میں آہنی طاقت رکھتا ہے ...... تو نے شوالا کے مقابلے میں ایک اجنبی کو ترجیح دی تھی ...... تو نے اپنے مستقبل کو فراموش کر دیا تھا لیکن کمبا ...... انسان نما وہ درندہ تجھے بتائے گا کہ غرور کا سر کس طرح نیچا کیا جاتا ہے ......"

"شوالا ......" انگروما نے اسے سرزنش کی۔ "میں قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے تجھے زبان بند رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں تو مقابلے سے قبل ترشولی یا شاکا کے بارے میں کچھ کہنے کا حق نہیں رکھتا۔"

"اور شاکا دیوتاؤں سے مستقبل کا احوال جاننے کا حق رکھتا ہے ......" شوالا نے انگروما کو حقارت سے گھورا۔

"وہ قبیلے کا سردار ہے ......"

"اور شوالا کو عقرب دیوتا کا قرب حاصل ہے ...... تو یہ کیوں بھول رہا ہے۔" شوالا نے گلے میں پڑی ہوئی عقرب کی مورتی کو فخر سے چومتے ہوئے کہا۔ "کیا تو عقرب کی لازوال قوتوں سے ناواقف ہے ......"

"انگروما سب کچھ جانتا ہے لیکن تجھے مقابلے سے پہلے زبان بند رکھنی ہوگی۔" انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "صرف ایک دن کی بات باقی ہے اس کے بعد فیصلہ ہو جائے گا ......"

"تو شوالا کو بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔" شوالا نے گرج کر جواب دیا۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا جھکاؤ شاکا کی طرف ہے ...... تو نے اسے عظیم دیوتا کے سامنے پیش ہونے کا مشورہ دیا ہوگا اور کیا عجب ہے کہ تیرے ہی اشارے پر مقدس شیش ناگ نے میرے عزیز کبوتا کو ڈسا ہو ......"

"تو .... تو یہ کیا کہہ رہا ہے شوالا۔" انگروما نے چونکتے ہوئے کہا۔ "دیوتا کے قدموں میں پرورش پانے والا شیش ناگ بھلا تیرے بندر کو کیوں ڈسے گا ...."

"اس کا جواب بھی تم ہی دے سکتے ہو لیکن اتنا یاد رکھو کاہن اعظم کہ کل جب قبیلے پر شوالا کا سورج چمک رہا ہوگا اس وقت تمہاری حیثیت کیا ہوگی ...... تم شوالا کے رحم و کرم پر ہو گے اور تب عظیم دیوتا بھی تمہاری فریاد نہیں سنے گا۔"

"ہوش میں آ شوالا ...... تو دیوتا کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔" انگروما نے تنبیہہ کی۔ "کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری شیخیاں دیوتاؤں کو تیرے حق میں اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیں ......"

"تو اپنی نصیحت صرف شاکا اور ترشولی کی حد تک محدود رکھ ...... شوالا اپنی قسمت کا فیصلہ خود رقم کرنے کی طاقت رکھتا ہے' تو شوالا کو اپنے دیوتا سے نہیں ڈرا سکتا ...... میں' میں تجھے بتاؤں گا کہ شوالا کس طاقت کا نام ہے۔" شوالا نے غضب ناک انداز میں چیختے ہوئے کہا پھر ترشولی کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا غصے سے عبادت گاہ سے باہر چلا گیا۔

انگروما کے چہرے سے خوف جھلک رہا تھا' شوالا کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ سہمے ہوئے انداز میں زمین پر سر رکھ کر گڑگڑانے لگا ......!!



قبیلے کے افراد کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر مقابلہ شروع ہونے کا منتظر تھا' ان کا جوش و خروش قابل دید تھا' وہ فیصل اور شوالا کے مقابلے کو تہوار کی حیثیت سے منانے کو جمع ہوئے

تھے' قبیلے کی تاریخ میں ایک طویل مدت کے بعد کسی عورت کے حصول کی خاطر دو مرد ایک دوسرے سے ٹکرانے کو تیار تھے عام طور پر ایسے موقعوں پر ایک فریق دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگانے کے بعد دستور کے مطابق مقابلے کی تاریخ سے دو روز قبل ہی اپنے حق سے دست بردار ہو جاتا تھا' لیکن آج دونوں فریق میدان میں ایک دوسرے کے سامنے سینہ تانے کھڑے قبیلے کے کاہن اعظم انگروما کی طرف سے مقابلہ شروع ہونے کے اعلان کے منتظر تھے اور ترشولی جس کے حصول کی خاطر موت اور زندگی کی خطرناک جنگ لڑی جانے والی تھی ان کے درمیان ایک بلند مقام پر اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ موجود تھی۔ ہجوم کی نظریں بار بار اس کی جانب اٹھ رہی تھیں' قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق آج اسے حسن کو آراستہ کرنے والے تمام جملہ سازوسامان سے سجا بنا کر لایا گیا تھا' وہ پورے طمطراق سے کسی تراشیدہ بت کی مانند اپنے مقام پر ایستادہ تھی' اس کی نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن قبیلے کا جم غفیر شوالا کے حق میں نعرے بلند کر رہا تھا وہ شوالا اوراس کی طاقت سے واقف تھے' ان میں سے بیشتر افراد کی یہی رائے تھی کہ مقابلہ قطعی طور پر یک طرفہ ثابت ہوگا' شوالا اور فیصل کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں تھا۔ شوالا کو عقرب دیوتا اور مقامی لوگوں کی حمایت اور ہمدردی حاصل تھی جبکہ فیصل کے حق میں صرف شنکر اوراس کے گنے چنے ساتھیوں کی دعائیں شامل تھیں۔

شاکا دستور کے مطابق سب سے بلند مقام پر بیٹھا ہجوم کے نعروں کو سن رہا تھا اور ان کے جوش اور ولولوں کو محسوس کر رہا تھا۔ خود اس کا دل بھی یہی گواہی دے رہا تھا کہ شوالا جو فیصل کے مقابلے میں زیادہ قوی اور مضبوط جسمانی ساخت کا حامل تھا با آسانی مقابلہ جیت جائے گا۔ اس کی کوشش تھی کہ کسی طرح فیصل اس مقابلے سے دست بردار ہو جائے لیکن اس نے شاکا کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

اگر بات صرف دو فریق کے درمیان زندگی اور موت کے مقابلے اور جنگ کی ہوتی تو شاکا سردار کی حیثیت سے اس مقابلے میں سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتا لیکن ترشولی کے مستقبل کی فکر نے اس کو پریشان کر رکھا تھا' اسے علم تھا کہ شوالا مقابلہ جیتنے کے بعد بھرے ہجوم میں ترشولی کے نازک جسم کو گھسیٹ کر اپنے کاندھوں پر اٹھا لے گا پھر وہ اس کی ملکیت ہوگی اور اسے ترشولی کے ساتھ ہر قسم کا سلوک روا رکھنے کا مکمل اختیار ہوگا' شاکا نے ترشولی کو حالات کے نشیب و فراز سمجھا کر اسے شوالا کے حق میں ہموار کرنے کی حتی الامکان کوشش کی تھی لیکن ترشولی نے اپنا فیصلہ بدلنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس وقت بھی شاکا کے ہونٹوں پر محض رسمی اورمصنوعی مسکراہٹ کھیل رہی تھی' اندرونی طور پر وہ مقابلے کے بعد رونما ہونے والی صورت حال کے بارے میں فکر مند تھا اس کی نظریں شوالا کوبھی دیکھ رہی تھیں جو مقابلے سے قبل ہی فاتحانہ انداز میں اچھل اچھل کر اپنے مضبوط اور خوبصورت جسم کے جوڑ پٹھوں کی نمائش کر رہا تھا' اس کی نظر ہجوم میں جس طرف اٹھتی لوگ حلق پھاڑ پھاڑ کر اس کے حق میں نعرے بلند کرنے شروع کر دیتے' اس کے برعکس فیصل اپنی جگہ خاموش کھڑا تھا۔

لوگوں کا اشتیاق اورشوالا اوراس کے مخصوص ساتھیوں کا جوش و خروش وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا جا رہا تھا پھرانگروما اپنی نشست سے اٹھا تو ہجوم نے خاموشی اختیار کر لی' ان کی نگاہیں اب انگروما پر مرکوز تھیں جو لوگوں کے ہجوم کو ہاتھ بلند کرکے پرسکون اور خاموش رہنے کی تلقین کر رہا تھا جب مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو اس کی آواز آہستہ آہستہ بلند ہونی شروع ہوئی۔

"تاریک براعظم کے نڈر اور بے خوف بہادرو' تم خوش نصیب ہو جو آج ایک طویل مدت کے بعد ایک خوبصورت لڑکی کے حصول کی خاطر دو جواں مردوں کا مقابلہ دیکھنے کو جمع ہوئے ہو' یہ مقابلہ ہمارے دستور کے مطابق اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ایک فریق موت سے ہمکنار نہ ہو جائے یا اپنی شکست تسلیم کر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی دونوں آنکھیں نہ پھوڑ لے' بینائی سے محروم ہو جانے کی یہ شرط اس لئے ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اس لڑکی کو نہ دیکھ سکے جس کی خاطر اس نے دوسرے نوجوان کو للکارا تھا موجودہ مقابلے کی ابتدا نہتے ہاتھوں ہو گی لیکن اس کے بعد دونوں فریقوں کو اس بات کی مکمل اجازت ہوگی کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر وہ تمام حربے استعمال کرسکتے ہیں جو ان کے اختیار میں ہوں مقابلہ شروع کرنے کا اعلان کرنے سے پیشترمیں تمام لوگوں کو تاکید کرتا ہوں کہ مقابلے کے دوران وہ خود کو قابو میں رکھیں اور جب تک مقابلے کا فیصلہ نہ ہوجائے وہ کسی قسم کے ہنگامے یا جشن سے پرہیز کریں۔

شوالا' انگروما کی تقریر کے دوران بھی اچھل کود رہا تھا اور باربار عقرب دیوتا کی اس مورت کو چوم رہا تھا جو مالا کے اندر پروئی ہوئی اس کے گلے میں جھول رہی تھی' دوسری جانب جاوید شنکر سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے' کیا فیصل نے شوالا سے مقابلے کا اعلان کرکے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا؟"

"دھیرج سے کام لو میرے متر......." شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں نراش نہیں ہونا چاہیے۔"

"ایک بات غور سے سن لو میرے دوست۔" جاوید کا لہجہ تلخ ہوگیا۔ "میں نے اس سفر کا آغاز محض اپنے جگری یار کی خاطر کیا تھا' میں مصیبت اور پریشانی کی حالت میں پرنس کی زندگی بچانے کی خاطر اپنی جان کی بازی لگا سکتا ہوں۔ لیکن اگر پرنس کو کچھ ہو گیا تو شاید میں تمہیں کسی قیمت پر معاف نہ کرسکوں گا۔"

شنکر نے پلٹ کرجاوید کو تیکھی نظروں سے دیکھا لیکن حالات کے پیش نظر خون کا گھونٹ پی کر چپ رہا پھراس نے انگروما پر نظرڈالی جو اپنے سیدھے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک کپڑا پکڑے اسے ہوا میں لہرا رہا تھا' لوگوں کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا پھر اچانک انگروما نے کپڑے کو فضا میں اوپر اٹھا کر یکلخت نیچے گرا دیا یہ مقابلہ شروع ہونے کا اعلان تھا جس کے ساتھ ہی شوالانے فیصل کو مرعوب کرنے کی خاطر فضا میں قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں' ہجوم نے بیک آواز شوالا .... شوالا .... شوالا کا شور بلند کرنا شروع کر دیا تھا' شاکا کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی' ترشولی کی بے چین نظریں بدستور فیصل پر جمی ہوئی تھیں جو ابھی تک اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا شوالا کو کرتب کرتے دیکھ رہا تھا۔ جاوید کے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہو رہی تھیں اور شنکر.......

اس کے ہونٹ بڑی تیزی سے حرکت کر رہے تھے' شاید وہ اپنی طاغوتی طاقتوں کو فیصل کی مدد کی خاطر آمادہ کر رہا تھا۔



شوالا بھاری بھر کم اور تنو مند ہونے کے باوجود ربر کی ہلکی پھلکی گیند کی مانند فضا میں قلابازی کھاتا رہا' فیصل پوری طرح محتاط تھا اور اپنے حریف کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا' وہ محسوس کر رہا تھا کہ شوالا اپنے جسمانی کرتب دکھا کر اور ہجوم کے شورو غوغا کے ذریعے اسے نفسیاتی طور پر مرعوب کرنا چاہتا ہے لیکن اسے ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جسمانی اعتبار سے برتر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پراسرار قوتوں کا مالک بھی تھا' اس نے ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود اس کی بے قصور ماں کو اپنی گندی قوتوں کا نشانہ بنا کر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

ماں کا خیال ذہن میں ابھرتے ہی فیصل کی رگوں میں گردش کرتے خون کی حدت تیز ہو گئی' اس نے محتاط انداز میں اپنے قدموں کو حرکت دینا شروع کیا' اپنی جوابی کارروائی سے وہ شوالا کو باور کرانا چاہتا تھا کہ وہ اس کی بے سروپا اچھل کود سے مرعوب نہیں ہوا' آہستہ آہستہ وہ ایک مخصوص زاویئے سے خود کوشوالا کے قریب کر رہا تھا' اسے زندگی میں دو بدو کسی کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے کا کوئی عملی تجربہ نہیں تھا لیکن انتقامی جذبوں کے تحت وہ پوری طرح شوالا سے ٹکرانے کو تیار تھا۔

"ہا....... ہو ہو.......ہا ہا.......ہو.......او......" شوالا نے اپنی اچھل کود کے ساتھ ساتھ منہ سے آوازیں نکالنی بھی شروع کر دی تھیں پھر اچانک اس نے قلابازی کھاتے کھاتے زمین پر دونوں پیر ٹکا کر جست لگائی اور اڑتا ہوا فیصل پر چھا گیا' فیصل نے خود کو بچانے کی خاطر اسے جھکائی دینے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی' شوالا کا سیدھا پاؤں پوری شدت سے اس کی گردن کی پشت پر پڑا تو وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑا کر زمین پر گرا' اس نے زمین سے اٹھنے میں جلدبازی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی شوالا اس کے مقابلے میں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا' زمین پر قدم پڑتے ہی اس نے حیرت انگیز چابک دستی سے دوسری جست لگائی اور پلک جھپکتے میں اس کی دوسری ٹھوکر فیصل کے چہرے پر پڑی تو اس کے ہونٹ سے خون کی ایک لکیر ابھر کر گردن تک لہراتی چلی گئی' دوسری بار وہ

چکرا کر زمین پر گرا تو شوالا اس کے قریب پہنچ گیا' اس نے ایک ٹانگ فیصل کی چھاتی پر جمادی پھر حقارت سے بولا۔

"کیوں پرنس......کیا تم اب بھی مقابلہ جاری رکھو گے؟"

"میں مرد ہوں شوالا......اور مرد موت سے نہیں ڈرتا۔"

"پاگلوں جیسی باتیں مت کرو......" شوالا نے اس کا مضحکہ اڑانے کی خاطر بلند آواز میں کہا۔ "آنکھیں بڑی نعمت ہیں لیکن زندگی بچانے کی خاطر تم اگر چاہو تو اس نعمت سے دست بردار ہونے کا اعلان کر سکتے ہو...... بینائی سے محروم ہو جانے کے بعد تم مقدس شاکا کی خوبصورت اور حسین بیٹی ترشولی کو نہ دیکھ سکو گے لیکن اس کی آواز شاید تمہارے کانوں میں رس گھولتی رہے...... بولو پرنس' کیا تم شاکا کے سامنے ہاتھ باندھ کر رحم کی درخواست کرنے کو تیار ہو......"

"نہیں......" فیصل نے تلملاتے ہوئے جواب دیا۔ "تم رحم کی درخواست کی بات کر رہے ہو اور میں تمہارے منہ پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کروں گا۔"

فیصل نے پوری قوت لگا کر جھٹکا دیا تو شوالا اس کی چھاتی پر اپنا تسلط برقرار نہ رکھ سکا' فیصل نے اٹھتے اٹھتے پینترا بدل کر پوری شدت سے شوالا کی ٹانگوں پر بھرپور ضرب لگائی تو وہ چکرا کر منہ کے بل زمین پر گرا لیکن گرتے ہیں قلابازی کھا کر دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا اور جوابی کارروائی کے طور پر اس نے اپنی جگہ پھرکی کی طرح چکرا کر فلائنگ کک ماری تو فیصل لڑکھڑاتا ہوا دو قدم پیچھے ہو گیا' اس نے سنبھلنے کی کوشش کی تھی لیکن شوالا نے ایک بار پھر جست لگائی' اس بار اس نے فضا میں بلند ہوتے وقت اپنی ٹانگوں کو قینچی بنا کر اس طرح فیصل کی گردن میں ڈالا تھا کہ جب وہ زمین پر گرا تو فیصل کی گردن اس کی ٹانگوں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی اور وہ خود کو شوالا کی آہنی گرفت سے آزاد کرانے کی خاطر ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

معاً شوالا کو عقرب کے اس نشان کا خیال آیا جو اس نے فیصل کی پیٹھ پر داغا تھا' اس نشان کی نمائش ترشولی کے دل میں بھی فیصل کے لئے نفرت پیدا کر سکتی تھی' کسی کی پشت پر عقرب کا نشان اس کی نحوست کی علامت سمجھا جاتا تھا' شوالا کو اپنی فتح کا یقین تھا وہ اگر چاہتا تو اپنے جسم کو پے در پے دائیں بائیں جھٹکے دے کر فیصل کی گردن کا منکا توڑ سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا' وہ فیصل کو تڑپا تڑپا کر اذیت ناک موت مارنے کے خواب دیکھ رہا تھا' اس نے ہاتھ بڑھا کر فیصل کی قمیص کو ایک جھٹکے سے تار تار کر دیا' اب فیصل کی پیٹھ ننگی تھی

لیکن اس پر عقرب کا داغا ہوا نشان موجود نہیں تھا..... شوالا کے ذہن کو جھٹکا لگا' ایک لمحے کو اس کی ٹانگوں کی گرفت کمزور پڑی تو فیصل بل کھا کر اس کے شکنجے سے آزاد ہو گیا۔

شوالا عقرب کے نشان کو غائب دیکھ کر غضب ناک ہو گیا' اس نے نظریں گھما کر شنکر کی طرف دیکھا' اس کا خیال تھا کہ عقرب کے نشان کو غائب کرنے میں شنکر کی شرارت کو دخل ہے پھر وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اس نے ہجوم میں کھڑے ہوئے راگھو کی طرف ہاتھ پھیلایا تو راگھو نے اپنا نیزہ اس کی جانب اچھال دیا' شوالا کے ہونٹوں پر اب شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی' نیزے پر اپنی گرفت مضبوط کئے وہ فیصل کی جانب آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ وقت ضائع کئے بغیر اپنے حریف کے جسم کو چھلنی کر دے گا لیکن اسی لمحے ترشولی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی' ترشولی نے بلند آواز میں فیصل کو پکارا تھا۔ پھر شوالا نے دیکھا کہ ترشولی نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ایک شخص کا نیزہ چھین کر اسے فیصل کی طرف اچھال دیا۔ ترشولی کو اپنے دشمن کی مدد کرتا دیکھ کر شوالا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"تو نے شوالا کے مقابلے میں اپنے چاہنے والے کی مدد کر کے میرے قہر کو للکارا ہے۔" وہ غصے میں چیخا۔ "عقرب دیوتا کے جلال کی قسم' شوالا تجھے ایسے کربناک حالات سے دوچار کرے گا کہ تیری روح بھی لرز اٹھے گی۔"

"شوالا...... سنبھل۔" راگھو کی آواز اس کے کانوں نے سنی تو شوالا یکلخت سنبھل گیا' فیصل اس پر حملہ کر چکا تھا اگر شوالا کو صرف ایک پل کی دیر ہو جاتی تو فیصل کا نیزہ اس کی پسلیوں کو پھاڑتا ہوا دوسری جانب نکل گیا ہوتا' اس نے خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن نیزے کی انی اس کے جسم سے ٹکرا کر گزر چکی تھی' شوالا نے اپنے پیٹ پر خون کے قطرات ابھرتے دیکھے تو اس کا غصہ دو چند ہو گیا' اس کے ہونٹ تیزی سے حرکت کرنے لگے پھر اس نے ہاتھوں کو جھٹکا تو فیصل کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی' کسی نادیدہ شیطانی قوت نے اتنی شدت سے اس کے شکم پر ضرب رسید کی تھی کہ وہ درد سے تڑپ اٹھا' نیزہ اس کی گرفت سے نکل کر دور جا گرا۔

شوالا نے فیصل کو بے بس دیکھا تو دیوانہ وار قہقہے بلند کرنے لگا لیکن اس کے قہقہے زیادہ دیر جاری نہ رہ سکے' فضا میں آگ کے شعلے لپکتے دیکھ کر وہ تیزی سے قلابازی کھا کر ان کی زد سے دور نکل گیا' اس نے شنکر کی طرف دوبارہ حقارت بھری اور قہر آلود نظروں سے گھورا......

"تو......" وہ گرج کر بولا۔ "کیا تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے گا' جانتا ہے تو کس سے پنجے لڑانے کی حماقت کر رہا ہے؟"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کے ہونٹ بدستور کسی منتر کا جاپ کر رہے تھے لیکن پھر شوالا نے غضب ناک انداز میں اچھل کر زور سے پیر زمین پر مارا تو شنکر کے ہونٹ پتھر بن کر ساکت ہو گئے' اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' اس کا سارا جسم یوں کپکپانے لگا جیسے اسے بجلی کے ننگے تاروں سے باندھ کر ان میں کرنٹ چھوڑ دیا گیا ہو' اس کے جسم کی رنگت بڑی تیزی سے زرد پڑنے لگی' شوالا کے ایک ہی وار نے اسے بے بس کر دیا تھا......

فیصل اپنی جگہ کھڑا درد کی شدت سے تڑپ رہا تھا' اس کی نگاہوں کے نیچے اندھیرے لپک رہے تھے' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ زیادہ دیر نہیں کھڑا رہ سکے گا لیکن اسی لمحے ایک نرم اور ٹھوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"فیصل میاں ...... تم مجذوب کی اس تسبیح کو کیوں فراموش کر رہے ہو جو تمہاری جیب میں موجود ہے۔"

"کیا...... کیا وہ میرے کسی کام آ سکے گی؟" فیصل نے سوچا تو وہی آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی۔

"کفر کی باتوں کو ذہن میں جگہ مت دو ...... ایمان کی طاقت کے آگے باطل کی قوتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں' لیکن ایک بات کا خیال رہے' تم ایک حد سے تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کرو گے......"

فیصل کو اندھیرے میں امید کی ایک کرن نظر آئی تو اس نے جلدی سے سیدھا ہاتھ جیب میں ڈال کر تسبیح کو پوری قوت سے جکڑ لیا۔ پھر اسے شنکر کی بات یاد آئی' شنکر نے بھی یہی کہا تھا کہ "اس مالا کا ایک ایک دانہ تمہاری سہائتا کرے گا" ....وہ تسبیح کے دانوں پر گرفت مضبوط کئے شوالا کو گھورنے لگا جو شنکر کو بے بس کرنے کے بعد اب اس کی سمت خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ایک بار پھر سوچ لو پرنس کو" اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "اگر تم شوالا کے قدموں پر سر رکھ کر زندگی کی بھیک مانگو تو میں تمہاری درخواست پر غور کر سکتا ہوں لیکن ایک شرط پر ...... تمہیں قبیلے کے تمام لوگوں کے سامنے ترشولی کو اس ہاتھ سے محروم کرنا پڑے گا جس نے شوالا سے مقابلے کی خاطر تمہیں نیزہ فراہم کرنے کی جسارت کی تھی۔"

"کسی نہتے آدمی پر ہاتھ اٹھانا میرے نزدیک بزدلی ہے۔ ترشولی نے کوئی گناہ نہیں کیا' اس نے مجھے نیزہ فراہم کر کے میری مدد کی ہے' میں ترشولی کو اس کی بھلائی کا بدلہ برائی سے دوں یہ ناممکن ہے۔"

"تیری حیثیت میرے نزدیک کسی حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔" شوالا نے دبنگ لہجے میں کہا۔ "اپنے دوست شنکر کی جانب دیکھ' میں نے ایک ہی وار میں اس کی زبان پر تالے ڈال دیئے ہیں' تیرا انجام بھی میرے ایک اشارے کا مرہون منت ہے' شوالا کا کہا مان لے' ترشولی کا ایک ہاتھ تیری زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہے ......میں تیرے ساتھ رعایت کر سکتا ہوں لیکن تجھے میری خواہش کا احترام کرنا ہو گا۔"

"تم اگر بضد ہو تو میں تمہاری خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن میری بھی ایک شرط ہے......" فیصل نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔

"بول ......تو شوالا سے کیا چاہتا ہے؟"

"تو اپنی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے پھوڑ لے ....میں نہیں چاہتا کہ تیری میلی نگاہیں ترشولی کی خوبصورتی اور اس کے تقدس کو پامال کریں۔"

"پھر غور کر لے بدبخت' شوالا تجھے زندگی جیسی عظیم شے واپس دینے کو تیار ہے۔"

"تو نے کبھی ترشولی کو شاید غور سے نہیں دیکھا' اسے میری نظروں سے دیکھ شوالا' وہ تجھے زندگی سے زیادہ حسین اور قیمتی نظر آئے گی۔"

"تو........ تو شوالا کے غضب کو للکار رہا ہے ....میں تجھے ایک آخری موقع اور دیتا ہوں۔" شوالا ترشولی کو حقارت سے گھورتے ہوئے تلملا کر بولا۔ "عقرب دیوتا کے جلال کی قسم ..... میں تجھے اور ترشولی دونوں کو عبرت ناک موت ماروں گا۔"

"تو وقت ضائع کر رہا ہے شوالا ..... فیصل نے تسبیح کے دانوں کو اور مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا "آج تک تیرا مقابلہ کفر کی طاقتوں سے ہوا ہے لیکن میرا خدا شاہد ہے کہ میں تجھ سے صرف اپنی ماں کا انتقام لینے کی خاطر یہاں تک پہنچا ہوں۔"

"انتقام ..... اور وہ بھی شوالا سے ..... کیا تو مجھے ہنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"ہاں شوالا ..... ایک بار دل کھول کر آخری بار قہقہے بلند کر لے' ہو سکتا ہے کہ تیری یہ حسرت دوبارہ پوری نہ ہو سکے۔"

جواب میں شوالا نے جھلا کر اپنی انگلیوں کو فیصل کے سامنے کر دیا' اس کے ہاتھوں سے خطرناک شعلے پیدا ہو کر فیصل کی جانب لپکے تھے' موت کا ہولناک تصور اور کربناک

احساس فیصل کی نظروں میں گھوم گیا لیکن پھر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے آگ کے دہکتے شعلوں کو پانی کے قطرے بن کر زمین میں جذب ہوتے دیکھا' اس نے دل ہی دل میں خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کیا جس نے اس کی حفاظت کی تھی۔

شوالا اپنا حملہ ناکام دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا' اس نے پینترا بدل کر دوسرا وار کیا' اس بار فیصل کے سر پر گہرے سیاہ بادل نمودار ہوئے پھر ان بادلوں میں سے بجلیاں کڑکنے لگیں' ہجوم کے چہرے خوف سے تاریک ہو گئے' انگروما اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا' اسے یقین تھا کہ اب فیصل کی موت یقینی ہے لیکن فیصل نے چہرہ بلند کیا اور دل میں خدا کا نام لے کر ایک پھونک ماری تو سیاہ بادل سرخ ذرات میں تبدیل ہو کر تیزی سے آسمان کی جانب بلند ہوئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

لوگوں کے ہجوم میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں' انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' راگھو اور اس کے ساتھی پھٹی پھٹی نظروں سے فیصل کو دیکھ رہے تھے' انگروما کی آنکھوں میں گہرے تفکرات نظر آ رہے تھے' شاکا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کھلی نگاہوں سے کوئی ناقابل یقین خواب دیکھ رہا ہو ..... جاوید تذبذب کی کیفیتوں سے دوچار تھا اور شنکر کی نگاہوں میں امید کی کرن چمکتی نظر آ رہی تھی' ترشولی کی حیرت قابل دید تھی' وہ یوں اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑی فیصل کو گھور رہی تھی جیسے اس کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش اور سانس کی رفتار تھم کر رہ گئی ہو۔

شوالا کے تیور بھی بدل رہے تھے' یکے بعد دیگرے اپنے دو حملوں کی ناکامی نے اسے بھی بوکھلا دیا تھا' اس کی خونخوار نظریں فیصل پر جمی ہوئی تھیں اور وہ دل ہی دل میں اپنی شیطانی قوتوں کی ناکامی کی وجہ پر غور کر رہا تھا' فیصل کی گرفت تسبیح پر تھی اور اس کے جسم کا رواں رواں خدا کے اس جلال و جمال کی مدح سرائی کرنے میں مصروف تھا جس نے اسے شوالا جیسے عیار' مکار' قوی اور پراسرار گندی طاقت رکھنے والے وحشی اور درندہ صفت انسان کے ہاتھوں سے بچا رکھا تھا' اس کے تصور میں اس مجذوب کا خیالی پیکر بھی ابھر رہا تھا جس نے ایک بار اسے خوفناک حادثے سے بچایا تھا اور آج اس کی بخشی ہوئی تسبیح فیصل کے کام آ رہی تھی۔

ہجوم پر سکتے کی کیفیت طاری تھی' انہوں نے فیصل کی طاقت کا جو اندازہ لگایا تھا وہ غلط ثابت ہو رہا تھا' کچھ دیر پہلے وہ شوالا کے حق میں گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرے بلند کر رہے تھے لیکن اب وہ حیرت بھری نظروں سے شوالا کو دیکھ رہے تھے جو کسی گہری سوچ میں غرق تھا'

پہلے وہ مداریوں جیسے انداز میں اچھل کود کر کے قبیلے کے عوام کو اپنی بے پناہ قوت سے محظوظ کر رہا تھا لیکن اب اس کی ساری اکڑفوں نکل چکی تھی' وہ فیصل کو نگاہوں ہی نگاہوں میں تولنے کی کوشش کر رہا تھا' اس کے اندازے غلط ثابت ہو چکے تھے اس لئے وہ جلد بازی میں کوئی قدم اٹھانے سے پیشتر اپنی اور اپنے حریف کی طاقت کا ازسرنو جائزہ لے رہا تھا' کچھ دیر تک میدان میں ایک گہرا سکوت طاری رہا پھر انگروما کی ٹھوس آواز خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔

" شوالا ..... تو رک کیوں گیا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تو مقابلے سے دست بردار ہونے کے بارے میں غور کر رہا ہے؟"

" نہیں....." شوالا کسی زخمی درندے کی مانند تڑپ کر چیخا۔ " تو غلط سوچ رہا ہے کاہن اعظم' شوالا اپنے ہاتھوں سے اپنے وجود کو سینکڑوں ٹکڑوں میں منقسم کر سکتا ہے لیکن شکست قبول نہیں کر سکتا۔"

" یہ سوچنا تیرا کام ہے۔" انگروما نے سپاٹ آواز میں کہا۔ " میں تجھے گزرتے وقت کا احساس دلانا چاہتا ہوں' تو جانتا ہے کہ عظیم دیوتا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے آرام میں کوئی خلل پسند نہیں کرتا اس لئے تجھے یہ مقابلہ ہر قیمت پر سورج غروب ہونے سے پہلے ختم کرنا ہو گا۔"

" تو فکر نہ کر ..... شوالا وقت سے پہلے ہی اپنے دشمن کی زندگی کا سورج غروب کرے گا۔" شوالا نے غضب ناک لہجے میں کہا' اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں' وہ اپنے اگلے اقدام کے بارے میں غور کر رہا تھا۔

" شوالا....." راگھو نے بلند آواز میں کہا۔ " اب اس کھیل کو ختم کر دے .... ہم تیری جیت کا جشن منانے کے لئے بے چین ہیں۔"

" تو قبیلے کا نائب سردار اور ہماری عزت ہے شوالا۔" ایک بوڑھے نے آواز لگائی " ایک نووارد تیرے مقابلے میں سینہ تانے کھڑا ہے یہ ہمیں منظور نہیں .... اسے اپنے قدموں تلے روند ڈال تاکہ پھر کوئی اجنبی ہماری غیرت کو للکارنے کی جرات نہ کرے۔"

" پرنس......" ترشولی نے بوڑھے کے خاموش ہونے کے بعد چیخ کر کہا۔ " تم نے جس ہمت اور بہادری سے شوالا کا مقابلہ کیا ہے وہ قابل تحسین ہے' مجھے یاد ہے' تم نے ایک بار مقدس اور عظیم شاکا کی بیٹی کو تاش کے پتوں میں شکست دی تھی' آج تم زندگی اور موت کی بازی کھیل رہے ہو .... ترشولی کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں .... تمہیں آج

شوالا کے خون سے ہاتھ رنگ کر اپنی ماں کی بے چین روح کو سکون پہنچاتا ہے .... تم حق پر ہو اور ترشولی کا دل گواہی دے رہا ہے کہ عظیم دیوتا تمہارے ساتھ انصاف کرے گا۔"

"تو......" شوالا نے ترشولی کو خونخوار نگاہوں سے گھورا۔ "تو شوالا کے مقابلے میں اس کے دشمن کے لئے دیوتا کا انصاف طلب کر رہی ہے .... اپنے انجام پر نظر کر .... شوالا تجھے بڑی اذیت ناک موت مارے گا۔"

"ترشولی کو اپنی عبرتناک موت منظور ہے لیکن وہ تیرے حق میں اپنا فیصلہ نہیں بدلے گی۔" ترشولی نے حقارت سے جواب دیا۔

"اپنے جملوں کو یاد رکھنا......" شوالا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "میں تجھے بتاؤں گا کہ شوالا کا انتقام دیوتاؤں کے قہر سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔"

شوالا کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' اس نے پلٹ کر فیصل کی جانب دیکھا پھر اس کے ہونٹ متحرک ہو گئے' اس نے کالے جادو کا ایک آزمودہ منتر پڑھ کر زور سے پھونکا تو فیصل ایک لمحے کو گھبرا گیا' اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان بچھوؤں کو دیکھ رہا تھا جو اچانک اس کے چاروں طرف سے نمودار ہو کر دائرے کی صورت میں اس کی جانب بڑھ رہے تھے جوں جوں ان کا گھیرا تنگ ہو رہا تھا ان کا جسم اور ان کی تعداد حیرت انگیز طور پر بڑھتی جا رہی تھی' شوالا کی نظروں میں شیطانی رقص جاری تھا' اس کے ہونٹوں پر ایک بار پھر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل رہی تھی' اس نے غالباً" عقرب دیوتا کے نام پر وہ گندہ عمل کیا تھا' فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں' اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمکنے لگے' بچھوؤں کی کثیر تعداد دیوتاؤں کے روپ میں اسے موت سے ہمکنار کرنے کی خاطر اس کے اطراف میں منڈلا رہی تھی' ان کا جسم قد آدم ہو رہا تھا' وہ خطرناک انداز میں اپنی دم اٹھائے اور ڈنگ پھیلائے اس کے چاروں طرف لپلپا رہے تھے۔

فیصل کے لئے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا' موت کا بھیانک تصور اس کی نظروں میں گھومنے لگا' اس نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرنے لگا' تب اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے سفید ریش بزرگ اس کے پاس موجود ہیں' اس نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں لیکن اس کی نگاہوں کے سامنے موت کا رقص جاری تھا' اسے سینے میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا' شاید طاغوتی قوتیں اسے اپنے چنگل میں جکڑ رہی تھیں۔

"تم ہراساں مت ہو فیصل میاں' میں تمہارے قریب ہی موجود ہوں۔" سفید ریش بزرگ کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی "جو کچھ تم دیکھ رہے ہو وہ محض نظروں کا فریب نہیں ہے .... تمہارے حریف نے تمہاری موت کی خاطر نابکار دیوتاؤں کی فوج کو اکٹھا کر لیا ہے لیکن تم پریشان نہ ہو' جب تک مجذوب کی تسبیح تمہارے قبضے میں ہے گندی اور کالی طاقتیں تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گی۔"

"مجھے اب کیا کرنا چاہئے......" فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوچا۔

"اب بھی وقت ہے میرے عزیز .... تم اگر کہو تو میں پل بھر میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو اس جزیرے سے واپس تمہارے شہر پہنچا سکتا ہوں۔" بزرگ کی آواز نے کہا۔ "تم غالباً" اب سمجھ گئے ہو گے کہ میرا تعلق کس قبیل سے ہے .... میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ جس راستے پر تم نے قدم اٹھائے ہیں وہ انتہائی مخدوش اور پرخطر ہیں لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔"

"مجھے افسوس ہے میرے محترم لیکن میں ہر قیمت پر اپنی ماں کی موت کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔"

"پھر سوچ لو .... اگر یہ ساعتیں بھی گزر گئیں تو پھر تمہاری واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔"

"میں حالات کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں .... تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔"

"میں نے بڑے میاں صاحب سے تمہاری مدد کا وعدہ کیا تھا اس لئے مجبور ہوں .... کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ کل کیا ہونے والا ہے اور حالات کی گردش تمہیں کہاں سے کہاں لے جائے گی۔"

"میری رہنمائی کیجئے میرے محترم۔" فیصل نے خوفزدہ نظروں سے بچھوؤں کو گھورتے ہوئے کہا "شوالا کی موت میری زندگی کا مقصد ہے۔"

"تسبیح کو جیب سے باہر نکال لو......" بزرگ نے کہا۔ "اس کا ایک ایک دانہ کالی قوتوں کے مقابلے میں تمہاری حفاظت کرے گا' تم خوش نصیب ہو جو مجذوب نے تمہیں ایک گرانقدر تحفے سے نواز دیا لیکن میری بات کا خیال رکھنا' تم تسبیح کے مقدس اور متبرک دانوں کو کبھی کسی ناجائز مقصد کے حصول کی خاطر استعمال نہیں کرو گے' ان کو خرچ کرنے میں احتیاط شرط ہے۔"

شوالا کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے' وہ پوری شدومد سے اپنے گندے عمل کا ورد کر رہا تھا' اس کی آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے' وہ فیصل کو حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن جب فیصل نے بزرگ کے مشورے پر تسبیح جیب سے نکالی تو شوالا کے ذہن کو شدید جھٹکا سا لگا' وہ اپنا عمل بھول کر تسبیح کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا۔

" شوالا......" فیصل نے اسے للکارا۔ " اپنے ان متحرک کھلونوں کو واپس بلا لو ورنہ ان کا انجام بھی تمہاری توقع کے خلاف ہو گا۔"

" نہیں ......یہ ناممکن ہے۔" شوالا پر اعتماد لہجے میں بولا۔ " تو عقرب دیوتا کی لازوال قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا' تیری موت یقینی ہے' تجھے دنیا کی کوئی قوت عقرب کے عتاب سے نہیں بچا سکے گی۔"

ہجوم کی نگاہیں موت اور زندگی کے بھیانک کھیل کو دیکھ رہی تھیں لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ ہجوم کے علاوہ شوالا کی توقع کے بھی خلاف تھا' فیصل نے تسبیح کو ہاتھ میں بلند کر کے عقرب کی شکل کے ان گنت بچھوؤں کی سمت لہرایا تو ان کے جسم درمیان سے چرتے چلے گئے پھر ایک شعلہ لپکا اور ان کو جلا کر خاک کر گیا' فضا میں ان کے جلنے کی بو پھیلی تو شوالا کے چہرے پر پہلی بار مایوسی کے تاریک سائے منڈلانے لگے' وہ فیصل کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا پھر یکلخت اس نے جنونی انداز میں چیخ کر "کمبا" کو آواز دی تو بن مانس نما درندہ ہجوم کو چیرتا ہوا سامنے آ گیا۔

" شوالا......" انگروما چلایا " تو مقابلے کی خلاف ورزی کر رہا ہے' کمبا کو درمیان سے ہٹا لے۔"

" تو بھول رہا ہے انگروما کہ تو نے کیا کہا تھا ......تو نے کہا تھا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہم وہ تمام حربے استعمال کر سکتے ہیں جو ہمارے اختیار میں ہوں۔" شوالا نے خباثت سے جواب دیا۔ " کیا تو نہیں جانتا کہ کمبا میرا وفادار ہے اور میرے اختیار میں ہے۔"

" باز آ جا شوالا ورنہ پچھتائے گا ......دیوتا بدعہدی کو پسند نہیں کرتا' تو مقدس عقرب کا انجام دیکھ چکا ہے۔"

" نہیں ......شوالا اپنی شکست تسلیم نہیں کر سکتا۔"

انگروما چلاتا رہا مگر شوالا نے اپنے کان بند کر لئے تھے' وہ کمبا کو فیصل پر حملہ کرنے کو اُکسا رہا تھا' فیصل اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا' اس کے ذہن میں بزرگ کے کہے ہوئے الفاظ گونجے تو اس نے تسبیح کو جیب میں ڈال کر اس کا دھاگہ توڑ دیا اور ایک دانہ باہر نکال

لیا' کمبا موت کے دیو قامت فرشتے کی مانند اپنی چھاتی پیٹتا ہوا خطرناک انداز میں فیصل کی جانب بڑھ رہا تھا' فیصل نے خدا کا نام لے کر تسبیح کے مقدس دانے کو نشانہ لے کر کمبا کے سینے پر مارا تو اس کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ کی دہشت ناک آواز سن کر ہجوم کے دل دہل گئے' کمبا لڑکھڑا کر زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

" پرنس......" ترشولی کی آواز فضا میں گونجی۔ " میں نے کہا تھا ......عظیم دیوتا تمہارے حق میں انصاف کرے گا۔"

"شوالا......" راگھو وحشت ناک لہجے میں چیخا۔ "تو عقرب کی اس مالا کو بھول رہا ہے جو تیرے گلے میں موجود ہے۔"

کمبا کی موت نے شوالا پر جنونی کیفیت طاری کر دی تھی' وہ پاگلوں کی طرح دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے بار بار دیوانوں کی طرح جھٹک رہا تھا' ترشولی کے چہرے پر خوشی دمک رہی تھی' انگروما جھلاہٹ کی کیفیت سے دوچار اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے کھڑا تھا' شاکا امید و بیم کی حالت سے دو چار بار بار پہلو بدل رہا تھا' ہجوم پر سکتے کی کیفیت طاری تھی۔

شوالا کی وحشت قابل دید تھی لیکن راگھو کی آواز اس کی قوت سماعت سے ٹکرائی تو وہ اس طرح چونکا جیسے گھپ اندھیرے میں روشنی کی کوئی کرن اچانک پھوٹی ہو' شاکا نے اسے عقرب والی مالا گلے سے اتارتے دیکھا تو لرز اٹھا' اسے علم تھا کہ عقرب کی مالا کا وار خالی نہیں جائے گا' قبیلے کے تمام افراد کی نظریں شوالا پر جم گئیں جو اپنے ترکش کا آخری تیر استعمال کرنے جا رہا تھا۔

فیصل نے برق رفتاری سے تسبیح کا ایک اور دانہ جیب سے نکال لیا' شوالا عقرب والی مالا ہاتھ میں لئے اسے خوفناک نظروں سے گھور رہا تھا' اس کی خونخوار نظروں میں خون اتر آیا تھا' چند لمحوں تک وہ فیصل کو دیوانوں کی طرح گھورتا رہا پھر اچانک اس کی نگاہوں کا زاویہ بدل گیا' اس نے حقارت سے ترشولی کی سمت دیکھا جو فیصل کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر اس سے پیشتر کہ شاکا کی چیخ کی آواز ترشولی کو باخبر کرتی شوالا کا ہاتھ فضا میں گھوم گیا' عقرب کی مالا لہراتی ہوئی ترشولی کے خوبصورت جسم سے ٹکرائی تو وہ پل بھر میں دھواں بن کر لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہو گئی' عقرب کے عتاب نے پلک جھپکتے میں اسے جلا کر خاک کر دیا تھا۔

شوالا ترشولی کا انجام دیکھ کر پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے لگا' شاید وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا' فیصل نے اسے نفرت سے گھورا پھر تسبیح کا دانہ اس کی سمت اچھال دیا' شوالا کی آواز

یکلخت اس کے حلق میں گھٹ کر رہ گئی' دانہ جسم سے ٹکراتے ہی وہ کسی کٹے ہوئے تہدر شہتیر کی مانند زمین پر گرا اور ماہی بے آب کی مانند ہاتھ پاؤں مارنے لگا' اسکے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا' کچھ دیر تک وہ موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار رہا پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

○

شاکا کی نگاہوں میں خوشی کی ملی جلی کیفیت رقص کر رہی تھی' شوالا کی موت نے اس کی سب سے بڑی دشواری دور کر دی تھی۔ اب وہ قبیلے کے عوام پر بے خوف و خطر سردار کی حیثیت سے اپنا حکم صادر کر سکتا تھا' اس کا مستقبل محفوظ ہو گیا تھا' اب اسے اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ شوالا کی طرح کوئی اور اس کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی قوت کو للکار سکے گا' عقرب دیوتا کی نوازشوں نے شوالا کو ضرورت سے زیادہ خود سر اور گھمنڈی بنا دیا تھا' وہ صرف ترشولی کے حصول کا متمنی نہیں تھا' ترشولی کو حاصل کر لینے کے بعد وہ سردار کی گدی حاصل کرنے کا خواب بھی دیکھ رہا تھا' اس کی موت نے شاکا کی حیثیت مستحکم کر دی تھی' اب کوئی آسانی سے اس کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتا تھا لیکن جہاں اسے شوالا کی موت کی خوشی تھی وہیں ترشولی کے عبرتناک انجام کا غم بھی لاحق تھا' اس نے فیصل کی جیت کی خاطر دل ہی دل میں دعائیں مانگی تھیں لیکن ذہن میں برابر کوئی ایسی مناسب ترکیب بھی سوچتا رہا تھا جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے' ایک بار وہ اجنبی لوگوں سے رشتہ جوڑ کر جن دشوار گزار حالات سے دوچار ہو چکا تھا ان ہی حالات کو دوبارہ سر اٹھاتے نہیں دیکھنا چاہتا تھا مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا' ترشولی کی موت نے اس کی کمر توڑ دی تھی۔ اب اس کو صرف فیصل اور اس کے ساتھیوں کی فکر دامن گیر تھی' اگر فیصل کا تعلق اس کے اپنے قبیلے سے ہوتا تو شاید اسے فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچا دیتا لیکن اس کا تعلق مہذب دنیا سے تھا۔ ایسی دنیا سے جہاں کی ایک خوبصورت دوشیزہ نے اس کے دل میں گھر بنا کر اس کے لئے دشواریاں پیدا کر دی تھیں' ترشولی نے اس کہانی کا اختتام کر دیا تھا لیکن فیصل نے شوالا کو شکست دے کر ایک نئی کہانی کا آغاز کیا تھا' اس نے اپنی قوتوں کے ذریعے عقرب دیوتا کی لازوال طاقت کو زیر کیا تھا' شوالا کی شکست میں مقدس دیوتاؤں کی شکست کا اذیت ناک پہلو بھی شامل تھا اور شاکا اسے اپنے قبیلے کے عوام کے لئے اچھا شگون

نہیں سمجھ رہا تھا' اس نے وقتی طور پر حالات سے سمجھوتا کر لیا تھا لیکن اندرونی طور پر اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو ہر قیمت پر قبیلے سے نکال کر ہی سکون کا سانس لے گا۔

اس وقت وہ اپنی خواب گاہ میں بیٹھا ان باتوں پر غور کر رہا تھا کہ انگروما اندر داخل ہوا' اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی جو اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ بھی ذہنی گتھیوں کا شکار ہے' کچھ دیر تک ان کے درمیان قبیلے سے متعلق رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر شاکا نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"فیصل اور اس کے ساتھی کس حال میں ہیں؟"

"قبیلے کے قانون کی رو سے میں نے اس کے رہنے سہنے اور تحفظ کا بندوبست کر دیا ہے لیکن فیصل نے شوالا کو شکست سے ہمکنار کر کے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے' وہ اس قدر لازوال قوت کا مالک ثابت ہو گا یہ بات میرے علم میں بھی نہیں تھی۔"

"مجھے خود بھی حیرت ہے۔" شاکا نے سنجیدگی سے کہا۔ "شوالا نے جب مقدس عقرب کی مالا کو گلے سے اتارا تھا تو میں سمجھ گیا تھا کہ وہ اپنی طاقت کا آخری حربہ استعمال کر رہا ... تھے یقین تھا' اسے اپنی جیت کا یقین نہیں رہا تھا اس لئے اس بدبخت نے مرتے مرتے ترشولی کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"مجھے شبہ تھا کہ شوالا کی حماقت اسے کسی لمحے بھی لے ڈوبے گی' اس مردود نے دیوتاؤں کی شان میں نازیبا زبان استعمال کر کے خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی تھی ورنہ عظیم دیوتا نے جو اشارہ کیا تھا وہ کچھ اور ہی تھا۔"

"کیا مطلب......" شاکا چونک اٹھا

"کیوں؟......کیا تم نے خود اپنی نظروں سے شیش ناگ کو پختہ زمین کو ڈستے نہیں دیکھا تھا' خون کے ان قطروں کو یاد کرو جو سنگلاخ فرش کا سینہ چیر کر ابل پڑے تھے۔"

"کیا وہ شوالا کی موت کا اشارہ نہیں تھا؟" شاکا نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں......" انگروما نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "شیش ناگ نے خود اپنی زمین کو ڈسا تھا جس کا مطلب یہی تھا کہ شوالا مقابلے کے دوران کسی موڑ پر دل برداشتہ ہو کر ترشولی کو راستے سے ہٹا دے گا' وہ خون کے قطرے ترشولی کی موت کا اشارہ تھے اور شیش ناگ کا نظروں سے اوجھل ہو جانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ شوالا اپنے رقیب کے مقابلے میں شکست تسلیم نہیں کرے گا اور فرار کی راہ اختیار کرے گا لیکن وہ سب کچھ

اس طرح نہیں ہوا جس طرح دیوتا کو پہلے منظور تھا' شوالا کی حماقت نے عظیم دیوتا کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا تھا ......شوالا نے مقابلے کے دوران کمبا کو درمیان میں لا کر بدعہدی کا ارتکاب کیا تھا اور دیوتا بدعہدی کو پسند نہیں کرتا۔"

"گویا تم نے جان بوجھ کر مجھے حالات سے بے خبر رکھا۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"اگر مجھے حالات کا علم ہوتا تو میں ترشولی کو محتاط رہنے کی تاکید کر سکتا تھا' مجھے اس کی جدائی کے غم سے دوچار نہ ہونا پڑتا' انگروما تم نے......"

"صبر سے کام لو شاکا۔" انگروما نے اسے سمجھانے کی کوشش کی "قبیلے کا کاہن اعظم ہونے کی حیثیت سے میرے اوپر بھی کچھ مقدس ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' میں دیوتاؤں کا بھید قبل از وقت ظاہر کرنے سے قاصر تھا۔"

"اب کیا ہو گا......" شاکا تلملا کر بولا۔ "کیا شوالا کے بعد اب فیصل میرے راستے کی دیوار ثابت ہو گا؟"

"ہمت سے کام لو ......جلد بازی میں کئے جانے والے فیصلے دیرپا ثابت نہیں ہوتے۔"

"قبیلے کے لوگ فیصل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟" شاکا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"قبیلے کے معصوم لوگ عظیم دیوتا اور طاقت کے پجاری ہیں ......انہوں نے شوالا کی موت کو دیوتاؤں کا مقدس فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔"

"انگروما' میرے عزیز' کیا فیصل کی جیت قبیلے کے عوام اور ہمارے مستقبل کے لئے نیک شگون ثابت ہو گی؟"

"تم ......تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" انگروما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"قبیلے کا کاہن اعظم میرے مقابلے میں زیادہ دوراندیش اور معاملہ فہم واقع ہوا ہے۔" شاکا نے پہلو بدل کر دبی زبان میں کہا۔ "کیا اجنبی لوگوں کو اپنے سر پر مسلط کرنے کا انجام ہماری توقعات سے مختلف نہیں ہو گا ......سانپ کو دودھ پلا کر اس کی پرورش کرنا کیا عقلمندی کے منافی نہیں ہے ......"

"یہی خیالات میرے ذہن میں بھی ابھرے تھے لیکن......؟"

"لیکن کیا......؟"

"ہم عظیم اور مقدس دیوتا کے فیصلوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔"

"تم نے کہا تھا کہ دیوتاؤں نے شوالا کی بدعہدی سے ناراض ہو کر اپنا فیصلہ تبدیل کیا تھا۔" شاکا نے معنی خیز انداز میں سرگوشی کی "کیا فیصل اور اس کے ساتھی کسی غلطی کا ارتکاب نہیں کر سکتے......؟ تجھے دیوتاؤں کا قرب حاصل ہے اور تو بہتر جانتا ہے کہ دیوتا کن باتوں سے ناراض ہوتے ہیں۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں لیکن ہمیں اس کے لئے مناسب وقت اور موقع کا انتظار کرنا ہو گا۔" انگروما نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس نے کہا تھا کہ وہ شوالا سے صرف اپنی ماں کا انتقام' لینے آیا ہے' تم اسے سمجھا بجھا کر واپس کر سکتے ہو۔"

"مجھے فیصل سے زیادہ اس کے ساتھی شنکر کی فکر لاحق ہے۔" انگروما نے کہا۔ "مقابلے کے دوران بھی وہ فیصل کی مدد کی خاطر اپنی پراسرار قوتوں کو بروئے کار لا رہا تھا' اگر شوالا نے بروقت اس کی زبان پر تالے نہ ڈال دیئے ہوئے تو وہ بھی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔"

"فیصل کی فتح دیوتاؤں کے حکم کا نتیجہ تھی ......ہم دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر شنکر کی قربانی پیش کر سکتے ہیں' اس طرح فیصل کی طاقت بھی کم ہو جائے گی اور شنکر کا کانٹا بھی درمیان سے نکل جائے گا۔"

"نہیں ......فی الحال ہمیں صبر اور سکون سے کام لینا ہو گا۔" انگروما نے کہا پھر سوچتے ہوئے بولا۔ "ایک طریقہ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"وہ کیا......؟"

"میں فیصل کو دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کی دعوت دوں گا' تم دعا کرو کہ وہ میری بات ماننے سے انکار دے یا اگر عظیم دیوتا کے روبرو پیش ہو تو کسی ایسی غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے جو دیوتاؤں کو اس سے خفا کر دے' اس طرح ہم بڑی آسانی سے قبیلے کے لوگوں کے دلوں میں فیصل کے خلاف نفرت کا بیج بو سکتے ہیں۔"

"کیا فیصل اور اس کے ساتھیوں کا بڑے دیوتا کے سامنے پیش ہونا مناسب ہو گا؟" شاکا نے پوچھا۔ "تمہارا علم کیا کہتا ہے۔"

"آنے والے کل کی بابت دیوتاؤں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا لیکن میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ فیصل کا قیام ہمارے جزیرے میں زیادہ دنوں نہیں رہے گا البتہ وہ یہاں سے جانے سے پہلے ہماری کوئی بہت ہی قیمتی چیز اپنے ساتھ لے جائے گا۔"

"کیا مطلب......" شاکا چونکا۔ "تمہارا اشارہ کس شے کی طرف ہے؟"
"میں نے یہی معلوم کرنے کی خاطر کئی بار اندھیروں میں جھانکنے کی کوشش کی تھی مگر
دھند کی چادر ہٹنے کے بجائے اور دبیز ہو جاتی ہے۔"
"کیا شنکر کو اس کے بارے میں معلوم ہے؟"
"ہو سکتا ہے......" انگروما نے پرخیال انداز میں کہا۔ "فیصل کے بارے میں دیوتاؤں
نے بھی یہی گواہی دی تھی کہ وہ انتقام کے جذبوں کے تحت یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوا
لیکن نتکا......؟ ہمیں اس کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا۔"
"راگھو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے......" شاکا کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔
"میں سمجھا نہیں......" انگروما نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔
"وہ شوالا کا دست راست ہے، شوالا کی موت نے اس کے اندر ایک آتش فشاں پیدا
کر دیا ہو گا......اگر اسے یہ یقین دلا دیا جائے کہ شوالا کی موت میں فیصل کی سفید مالا کے
بجائے شنکر کی کالی قوتوں کا دخل تھا تو وہ مسئلہ حل کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔"
"راگھو کو ہم بعد میں بھی استعمال کر سکتے ہیں......پہلے مجھے فیصل اور اس کے
ساتھیوں کو عظیم دیوتا کے روبرو پیش کر لینے دو۔" انگروما نے کہا "نہ جانے کیوں میرا دل بار
بار یہی گواہی دے رہا ہے کہ ہم ان اجنبی لوگوں سے بہت جلد نجات پالیں گے۔"
"کیا تم طاقت کے زور پر شنکر سے اس شے کے بارے میں دریافت نہیں کر سکتے جو
ہمارے درمیان موجود ہے لیکن ہمارے علم میں نہیں ہے۔"
"صبر سے کام لو شاکا......میں تمہاری الجھن اور پریشانی کا سبب سمجھ رہا ہوں لیکن
اگر ہم نے جلد بازی میں کوئی قدم اٹھایا تو حالات ہمارے قابو سے باہر بھی ہو سکتے ہیں......"
"شاکا اس قبیلے کا سردار ہے انگروما......" شاکا نے اس بار بگڑے ہوئے تیور سے کہا
"اس نے زمانے کے ہزاروں نشیب و فراز دیکھے ہیں، ترشولی نے درمیان میں آکر گھٹن کا جو
احساس پیدا کر دیا تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے......شاکا چاہے تو اس کی پراسرار طاقتیں پل بھر
میں دشمنوں کا خاتمہ کر سکتی ہیں......شوالا کی بات اور تھی، اسے عقرب کی نوازشوں نے
گردن اکڑا کر چلنے کا موقع فراہم کر دیا تھا۔"
"میں ایک بار پھر تمہیں صبر اور سکون کی تلقین کروں گا۔" انگروما نے ٹھوس آواز
میں کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو شنکر کچھ ایسے پراسرار علوم سے بھی واقف ہے جسے ہم
نہیں جانتے۔" اس کی خاموشی میں بھی مجھے کوئی گہری مصلحت دکھائی دے رہی ہے

......ٹکراؤ کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تمہیں اپنی جلد بازی پر پچھتانا پڑے۔"

"انگروما......" شاکا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ تم شاکا کو شنکر سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"شوالا نے بھی فیصل کے بارے میں یہی کچھ سوچا ہو گا لیکن انجام کیا ہوا......تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔"

"میں تمہارے مشورے کا خیال رکھوں گا لیکن......"

"مجھے ایک بار فیصل اور شنکر کو بڑے دیوتا کے سامنے پیش کر لینے دو۔" انگروما نے تیزی سے کہا۔ "اس کے بعد تمہیں اختیار ہو گا۔"

"اور اگر دیوتاؤں نے بھی فیصل اور ساتھیوں کو قبول کر لیا تو......؟"

"اگر ایسا ہوا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو......" شاکا نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے سفاک لہجے میں کہا۔ "تم جو ساٹھ سال سے شاکا کی دور اندیشی اور اس کی قوتوں کے ہزاروں تماشے دیکھ چکے ہو......"

انگروما نے حیرت سے چونک کر شاکا کی طرف دیکھا، اسے شاکا سے ایسی حماقت انگیز گفتگو کی توقع نہیں تھی، نہ جانے کیوں اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں، وہ شاکا کو اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہتا تھا لیکن اپنی پشت پر قدموں کی آہٹ سن کر اس نے جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا، شاکا کی نگاہوں میں اچانک ابھرنے والی نفرت اور حقارت کی خوفناک لہر دیکھ کر اس کے ذہن میں شنکر کا نام ابھرا تھا، اس نے تصدیق کی خاطر گردن گھما کر دیکھا، اس کا اندازہ غلط نہیں تھا۔

شنکر دروازے کے درمیان کھڑا شاکا کو گھور رہا تھا......!!



شنکر کو دیکھ کر شاکا کی پیشانی شکن آلود ہوگئی 'ترشولی کی موت کا غم ایک بار پھر تازہ ہو گیا' اس کے تیور خطرناک ہو رہے تھے' اگر انگروما موجود نہ ہوتا تو شاید وہ ایک سردار کی حیثیت سے انتہائی قدم اٹھانے سے مطلق گریز نہ کرتا لیکن قبیلے کے کاہن اعظم کی موجودگی میں اسے مجبوراً خون کا گھونٹ حلق کے نیچے اتارنا پڑ رہا تھا۔

"تم......." شاکا نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں کہا۔ "اس وقت یہاں کس مقصد سے آئے ہو؟"

"میں پرنس فیصل کی جانب سے سردار شاکا اور کاہن اعظم انگروما کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں"۔

"شکریہ .... کس بات کا" شاکا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"مقابلے کے دوران مقدس شاکا نے جس غیر جانبداری کا ثبوت دیا تھا وہ قابل تحسین ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں اس بات کی توقع نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ اس قدر انصاف سے کام لیا جائے گا۔"

"اوراس کے جواب میں تم نے جو حرکت کی تھی اسے تم کیا کہو گے۔" شاکا نے تیکھے انداز میں کہا۔ "میں سردار کامطلب نہیں سمجھا۔

"کیا یہ غلط ہے کہ مقابلے کے دوران تم فیصل کی مدد کی خاطر اپنی سیاہ قوتوں کو بروئے کار لانے کی کوشش کررہے تھے۔" شاکا نے برہمی سے کہا۔ "اگر شوالا نے بروقت تمہارے ہونٹ منجمد نہ کردیئے ہوتے تو شاید اسے ایک وقت میں دو محاذوں پر جنگ لڑنی پڑتی۔"

"محبت اور جنگ میں تمام حربے جائز ہوتے ہیں۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔" میری نظریں دیکھ رہی تھیں کہ قبیلے کے سینکڑوں افراد شوالا کی جیت کے لئے دیوتاؤں سے پرارتھنا کر رہے تھے' میرے کان ان فلک شگاف نعروں کی آواز سن رہے تھے جوشوالا کے حق میں بلند ہو رہے تھے اور کیا خود مقدس شاکا کو اپنے نائب کی موت.کا غم نہیں ہے؟"

"شوالا نے دیوتاؤں کو ناراض کیا تھا اس لئے موت اس کا مقدر بن گئی۔" شاکا اسے

گھورتے ہوئے بولا۔ "کمبا کو درمیان میں لا کر اس نے عظیم دیوتا کے انصاف کو للکارا تھا' مقابلے کے دوران تم نے بھی جانبداری کا کھیل کھیلنے کی کوشش کی تھی .... ہمیں مقدس دیوتاؤں کے اشارے کا انتظار ہے' ہو سکتا ہے کہ شوالا کی طرح تمہیں بھی عتاب سے دوچار ہونا پڑے۔"

"اگر دیوتاؤں کا اشارہ میرے خلاف ہوا تو میں اسے بخوشی قبول کرنے کو تیار ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کرنا میرا دھرم ہے اوردھرم کے کارن میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔"

" تم تنہا کیوں آئے ہو؟" انگروما نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "کیا فیصل کو مقدس شاکا کے سامنے پیش ہونے میں کوئی پس و پیش تھا"۔

"ترشولی کی موت نے اس کے دل و دماغ پر گہرا اثر کیا ہے۔" شنکر نے وضاحت کی۔ "اسے مقدس شاکا کے غم کا احساس بھی لاحق ہے۔"

"عظیم دیوتا اگر تمہارے پرنس پر مہربان نہ ہوتا تو مقابلے کا انجام کچھ اور ہی ہوتا۔" انگروما نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں .... مہان دیوتا نے اگر پرنس کی سہائتا نہ کی ہوتی تو شوالا نے مقابلہ جیت لیا ہوتا۔"

"اور شوالا کی جیت کی صورت میں تمہارا انجام کیا ہوتا؟" شاکا نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہمیں مقدس دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ کر دیا جاتا۔" شنکر نے سرد آہ بھر کر جواب دیا۔

"کیا تمہارے پرنس کو دیوتاؤں کی مہربانی کا احساس نہیں ہے۔" انگروما نے اپنے مقصد کی طرف آتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "کیا شوالا کو شکست ہونے کے بعد فیصل کے لئے دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری نہیں ہے......."

"میں مقدس انگروما کے جذبات کو سمجھ رہا ہوں پرنتو فیصل کا دھرم اسے دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے کی اجازت نہیں دیتا لیکن اگر کاہن اعظم اس سیوک کو موقع دے تو میں دیوتا کے چرنوں میں سر رکھ کر اس کا شکریہ ادا کرنے کوتیار ہوں۔"

"تمہیں یہ موقع دیا جا سکتا ہے......." لیکن ایک شرط پر۔" انگروما ٹھوس اور فیصلہ کن آواز میں بولا۔ "فیصل اور تمہارے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہمارے عظیم دیوتا کے

روبرو پیش ہونا ہوگا۔"

"مجھے وشواس ہے کہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"یاد رکھو ...... دیوتاؤں کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔" شاکا نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "اگر اس نے تمہارے ساتھیوں میں سے کسی کی بھینٹ کا اشارہ دیا تو ہم اسے پورا کرنے پر مجبور ہوں گے۔"

"اگر مقدس شاکا چاہے تو یہ سیوک دیوتاؤں کے اشارے کے بغیر بھی اپنے شریر کے ٹکڑے کر کے دیوتاؤں کے چرنوں میں بلیدان کرنے کو تیار ہے۔"

"نہیں......" انگرومانے سیاست سے کام لیتے ہوئے کہا۔ "ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں لیکن عظیم دیوتا کو کیا منظور ہے یہ وہی بہتر جانتا ہے۔"

"فیصل نے کہا تھا کہ وہ شوالا سے اپنی ماں کا انتقام لینے کی خاطر یہاں تک آیا تھا۔" شاکا نے پہلو بدل کر پوچھا۔ "اب اس کا کیا ارادہ ہے؟"

"کیا مقدس شاکا ہماری واپسی کا بندوبست کرسکتا ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"تمہاری واپسی کا فیصلہ بھی دیوتاؤں کی مرضی پر ہے"۔ انگروما نے تیزی سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلی فرصت میں انہیں راؤرک کے ذریعے اپنے جزیرے سے واپس بھیج دینا چاہیے۔" شاکا نے مقامی زبان میں انگروما کو مخاطب کیا۔ "ترشولی کا غم ابھی میرے سینے میں تازہ ہے ' ایک سردار کی حیثیت سے میں کوئی خطرناک فیصلہ بھی صادر کر سکتا ہوں۔"

"میں تمہیں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔" انگروما نے اسے اپنی ہی زبان میں سمجھایا۔ "شوالا کی موت نے قبیلے کے لوگوں کو فیصل کے حق میں ہموار کر دیا ہے۔ تمہارا کوئی سخت اقدام عوام کو تمہارے خلاف بھی کرسکتا ہے۔"

"دوسری صورت میں ہمیں دیوتاؤں کی بھینٹ کی خاطر اس شخص کا انتخاب کرنا پڑے گا جو اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔" شاکا نے حقارت سے شنکر کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں مقدس شاکا کو دوراندیشی سے کام لینے کی تلقین کروں گا۔" انگروما نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا پھر شنکر کی طرف دیکھ کر انگریزی میں بولا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ فیصل اور اس کے ساتھی ہمارے عظیم دیوتا کے سامنے پیش ہونے پر آمادہ ہو جائیں گے؟"

"ہاں ...... میرا خیال ہے کہ انہیں انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

"انکار کی صورت میں شاکا کا فیصلہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے حق میں خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔" شاکا نے یکلخت تمام مصلحتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کرخت آواز میں کہا۔ "تم شوالا کا انجام دیکھ چکے ہو......" اس نے بھی دیوتاؤں کی شان میں اپنی طاقت کے گھمنڈ کا اظہار کیا تھا۔"

"میں جانتا ہوں کہ اس قبیلے پر دیوتاؤں کے بعد عظیم شاکا کا حکم چلتا ہے۔" شنکر نے شاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں کوشش کروں گا کہ فیصل اور اس کے ساتھی دیوتا کے روبرو پیش ہونے کو آمادہ ہو جائیں......"

"تم اب جاسکتے ہو ...." شاکا نے بدستور حقارت سے کہا۔

"شنکر نے جواب میں شاکا کی آنکھوں میں تیز نظروں سے جھانکا' ایک لمحے کو اس کے تیور بدلے تھے لیکن پھر فوراً" وہ پرسکون انداز میں ایڑیوں کے بل گھوما اور واپس لوٹ گیا۔

"کیا تم اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکتے؟" شنکر کے جانے کے بعد انگروما نے شاکا کو گھورتے ہوئے کہا۔" تمہاری جلد بازی بنے بنائے کھیل کو بگاڑ سکتی ہے"۔

"ترشولی کی موت شاکا کے لئے اس کی زندگی کا عظیم ترین اور ناقابل برداشت حادثہ ہے' زخم بھرنے میں کچھ وقت درکار ہوگا۔" شاکا نے غصے میں مٹھیاں بھینچتے ہوئے درد بھرے لہجے میں کہا۔ "فیصل نے میری خوشیوں کو اپنے قدموں تلے روندا ہے اور تم مجھے اس کے حق میں نرم رویہ اختیار کرنے کی نصیحت کر رہے ہو......۔"

"انگروما تمہارے غم میں برابر کا شریک ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں مصلحت سے کام لینا ہوگا......" جواب میں شاکا نے گھور کر انگروما کو دیکھا پھر اپنے ہونٹ چبانے لگا' تیور بتا رہے تھے کہ وہ اپنے غصے کو برداشت کرنے کی خاطر اپنی فطرت کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا......!!"۔

○

راگھو اور راؤرک ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو مونیکا کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔ "میرا خیال ہے کہ یہ دونوں اس وقت کسی اچھے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔" اس نے روپا کے قریب کھسکتے ہوئے سرگوشی کی۔ "راگھو' شوالا کا دست راست تھا' اس نے شوالا

کی موت کا گہرا اثر لیا ہوگا......."

"خود کو سنبھالو مونیکا۔" روپا نے نرم لہجے میں کہا۔ "ہماری گھبراہٹ ان کو اور دلیر بنا دے گی۔"

"ہم ان کے رحم و کرم پر ہیں ....مقدس مریم علیہ السلام ہی ہماری مدد کرسکتی ہے۔"

"ہمت سے کام لو .... میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔"

راگھو کی عقابی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں' راڈرک اس کے برابر کھڑا مونیکا کو للچائی ہوئی نظروں سے گھور رہا تھا اس کے قدموں کی لڑکھڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ نشے کی حالت میں ہے' راگھو کا چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا' شوالا کی موت نے اس کے راستے کی دیوار ڈھا دی تھی شوالا کی طرح وہ بھی خوبصورت لڑکیوں کو پوجنے کا شوقین تھا' لیکن شوالا کی موجودگی میں اسے کھل کھیلنے کی اجازت نہیں تھی' اب وہ آزاد تھا لیکن شوالا کی موت نے اس کی آدھی قوت ختم کر دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ شوالا کی موت کے بعد شاکا اس سے گن گن کر بدلے لے گا چنانچہ جب دوسرے روز نصف رات گئے شاکا کے روبرو اس کی طلبی ہوئی تو اسے اپنی زندگی کی زیادہ امید نہیں تھی' شوالا کی زندگی میں راگھو نے اکثر موقعوں پر سردار کے حکم پر شوالا کی خوشنودی کو ترجیح دی تھی' اسے امید نہیں تھی کہ فیصل زیادہ دیر تک شوالا کے سامنے ٹک سکے گا لیکن فیصلہ اس کی امید کے برعکس ہوا پھر شاکا کے بلاوے پر اسے اپنی زندگی کی بھی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی' ایک لمحے کو اس کے دل میں زندہ رہنے کی آرزو پوری شدت سے ابھری' راڈرک سے اس کی گہری شناسائی تھی' وہ راڈرک کے ساتھ راتوں رات جزیرے سے فرار ہوسکتا تھا لیکن پھر اس نے سوچا کہ مہذب دنیا میں جا کر بھی وہ کب تک زندہ رہ سکے گا' اسے وقتی طور پر راڈرک کے وجود سے بھی خوف محسوس ہوا تھا راڈرک انسانی لاشوں اور مردہ انسانوں کی ہڈیوں کا تاجر تھا' راگھو کی شناسائی سے زیادہ اس کا مردہ جسم راڈرک کے لئے زیادہ منافع بخش ثابت ہو سکتا تھا' کیا عجب تھا کہ وہ راگھو کو راستے میں موت کی نیند سلا دیتا اور اس کے استخوانی ڈھانچے کو منہ مانگے داموں پر ٹھکانے لگا دیتا۔ بڑی دیر تک وہ ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر اس نے شاکا سے ملنے کا فیصلہ کر لیا' اسے علم تھا کہ شاکا اسے جلد بازی میں موت سے ہمکنار کرنے کی حماقت نہیں کرے گا' اس کے تیور بھانپ لینے کے بعد بھی وہ جزیرے سے فرار کے منصوبے پر عمل کرسکتا تھا اور فرار حاصل کرنے کے لئے اسے راڈرک پر اعتماد کرنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں تھی'

اسے ساحلی علاقوں کے ان خفیہ مقامات کا بخوبی علم تھا جہاں راڈرک کی تیزرفتار موٹر بوٹ ہر وقت روانگی کے لئے تیار رہتی تھی' وہ راڈرک کو ٹھکانے لگانے کے بعد اس کی موٹر بوٹ پر قبضہ کرکے جزیرے کو خیرباد کہہ سکتا تھا' کھلے سمندر میں آزادی کی موت اس کے لئے شاکا کے عتاب سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہوتی۔ اپنے ذہن میں ایک منصوبے کو مرتب کرنے کے بعد وہ نہایت پرسکون انداز میں شاکا کے روبرو پیش ہوا' شاکا نے خلاف توقع بڑھتے ہوئے پرتپاک انداز سے اس کا خیرمقدم کیا لیکن راگھو اپنی جگہ پوری طرح محتاط تھا' اسے علم تھا کہ شاکا سیاسی اعتبار سے کسی آکٹوپس سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے' راگھو کو ٹھکانے لگانے کی خاطر بھی ممکن ہے اس نے کوئی ایسا ہی خوبصورت جال بنا ہوا ہو جو بظاہر بڑا خوشنما نظر آسکے لیکن اس کا انجام بھیانک ہو۔

"کیا تمہیں اس بات پر تعجب نہیں ہوا کہ میں نے تمہیں اتنی رات گئے کیوں طلب کیا ہے۔" شاکا نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔

"راگھو جانتا ہے کہ مقدس شاکا اس سے خوش نہیں ہے .... ممکن ہے مجھے اس لئے طلب کیا گیا ہو۔"

"تمہارا اندازہ غلط نہیں......." شاکا نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "شوالا کی طاقت کی آڑ لے کر تم نے اکثر میری نافرمانی کا ثبوت دیا ہے' کیا تمہیں کبھی اپنے انجام پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا؟"

"شوالا کی رفاقت نے مجھے ہمیشہ سینہ تان کر اور سر اونچا رکھ کر زندہ رہنے کی ترغیب دی ہے' موت کے بارے میں مرنے والے نے بھی کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کیا تھا۔" راگھو نے سردار کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ویسے میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ شوالا نے مجھے ضرورت سے زیادہ سر چڑھا رکھا تھا' ہو سکتا ہے مقدس شاکا کو میری وجہ سے دکھ پہنچا ہو۔"

"کیا تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہے؟"

"ہاں .... لیکن میں اس کے لئے معذرت نہیں کروں گا۔" راگھو نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اس لئے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو ممکن ہے مقدس سردار یہ سمجھے کہ راگھو زندگی بچانے کی خاطر مصلحتوں کی آڑ لے رہا ہے۔"

"تمہارا جواب تمہیں شاکا کے غضب کا نشانہ بھی بنا سکتا ہے .... لیکن نہیں' میں ایسا نہیں کروں گا اس لئے کہ مجھے بہادر لوگ پسند ہیں۔" راگھو نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا لیکن میں آج بھی اس کی قدر کرتا ہوں۔"

"مجھے تمہاری دلیری بھی پسند ہے لیکن سردار ہر حال میں سردار ہوتا ہے۔" شاکا نے اسے وضاحتی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم میری بات کی تائید نہیں کرو گے۔"

"سردار کی عزت کرنا قبیلے کے تمام لوگوں پر فرض' ہے لیکن انا کا مسئلہ کبھی کبھی انسان کو بغاوت پر بھی آمادہ کر دیتا ہے۔"

"تم اپنا شمار کن لوگوں میں کرو گے؟" شاکا کا لہجہ معنی خیز تھا۔ "وہ جو سردار کی عزت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں یا وہ جو باغی ہو جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔"

"فی الحال مقدس شاکا میرا شمار ان لوگوں میں کر سکتا ہے جو سردار کے حکم پر لبیک کہنے کو تیار رہتے ہیں لیکن کل کیا ہو گا .... یہ حالات پر منحصر ہے۔" راگھو نے سنجیدگی سے کہا۔ "وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا اور وقت کے ساتھ ساتھ حالات بھی اپنا رخ بدلتے رہتے ہیں۔"

"شاکا کو تمہارا جواب اچھا لگا۔"

"شوالا کی صحبت نے مجھے پھانسی کے پھندے پر بھی بہادروں کی طرح موت کا استقبال کرنے کا سبق دیا ہے وہ جو رو رو کر رحم اور زندگی کی بھیک مانگتے ہیں ان کے لئے موت کا پھندا زیادہ اذیت ناک ثابت ہوتا ہے۔"

"شوالا کی محبت نے تمہیں کندن بنا دیا ہے' تمہاری گفتگو کا انداز اور لہجے کا تیکھا پن بھی شوالا سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔" شاکا نے پہلو بدل کر سنجیدگی سے کہا۔ "کیا تم خود کو شوالا کا جانشین نہیں سمجھتے۔"

"میں مقدس سردار کا مطلب نہیں سمجھا۔" راگھو نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"قبیلے کی ریت کے مطابق مجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ میں اپنے نائب کا انتخاب کر سکوں۔"

"لیکن ابھی شوالا کی روح کو قفس عنصری سے پرواز کئے صرف ایک دن گزرا ہے۔" راگھو سپاٹ آواز میں بولا۔ "قبیلے کے دستور کے مطابق کسی عہدے دار کی موت کا سوگ کم از کم اکیس دن تک منانا ضرور ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" شاکا نے اس بار بڑی خوبصورتی سے اپنے تیور بدلتے ہوئے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ "کیا تمہیں شوالا کی موت کا غم نہیں ہے....... ترشولی اور شوالا دونوں مجھے بہت عزیز تھے' قبیلے کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ اگر فیصل درمیان میں نہ آ جاتا

تو ترشولی کا حق دار کون ہوتا لیکن دیوتاؤں کی مرضی کچھ اور ہی تھی .... جو کچھ ہوا پورا قبیلہ اس کا گواہ ہے .... تم شوالا کے دست راست تھے اس لئے تمہیں صرف اس کی موت کا غم ہے .... کیا تم شاکا کے سینے میں جھانک کر ترشولی کی جوان موت کے غم کا اندازہ لگا سکتے ہو؟"

راگھو نے کوئی جواب نہیں دیا وہ شاکا کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مقدس انگروما گواہ ہے کہ شنکر نے مقابلے کے دوران اپنے کالے علم کو شوالا کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شوالا نے بروقت اس کا توڑ کر دیا......."

"سردار اگر چاہے تو کاہن اعظم کی گواہی پر شنکر کو دیوتا کی بھینٹ چڑھا سکتا ہے"۔

"شاکا نے یہی چاہا تھا لیکن ...." شاکا نے جان بوجھ کر جملہ مکمل نہیں کیا اور جھلاہٹ میں ہونٹ چبانے لگا۔

"لیکن کیا......." راگھو نے وضاحت چاہی۔

"انگروما کا خیال ہے کہ قبیلے کے عوام نے فیصل کی جیت کو دیوتاؤں کا فیصلہ سمجھ کر قبول کر لیا ہے اس لئے فوری طور پر فیصل یا اس کے ساتھیوں کے خلاف سردار کی حیثیت سے میرا کوئی فیصلہ لوگوں کو شکوک اور شبہات میں مبتلا کر دے گا۔"

"شاکا کیا چاہتا ہے......." راگھو نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"شنکر کی موت......." شاکا کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"کیا راگھو کو اس مقصد کے لئے طلب کیا گیا تھا؟"

"ہاں......." شاکا نے تیزی سے کہا۔ "اکیس روز بعد تم باقاعدہ میرے نائب ہو گے اس لئے میں نے فوری طور پر مشورے کے لئے تمہارا ہی انتخاب کیا تھا۔"

"اور اگر میں مقدس شاکا کی بات ماننے سے انکار کردوں تو......."؟

"مجھے یقیناً افسوس ہو گا لیکن اس کے باوجود نائب کی حیثیت سے تم ہی میرا پہلا اور آخری انتخاب ہو گے۔"

راگھو نے فوراً" کوئی جواب نہیں دیا' شوالا کی موت نے اسے بھی فیصل اور اس کے ساتھیوں کا دشمن بنا دیا تھا' اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ مقابلے کے دوران ہی اپنے ساتھیوں کی مدد سے فیصل اور اس کے ساتھیوں کی تکا بوٹی کر ڈالتا لیکن اول تو اسے شوالا کی شکست کا شبہ تک نہیں تھا دوسرے یہ کہ وہ کاہن اعظم کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا' شاکا کی پیشکش نے اس کے اندر سلگنے والی انتقام کی آگ کو شعلہ بنا دیا تھا لیکن

اس نے جلد بازی سے کام نہیں لیا' شوالا کے ساتھ رہ کر اس نے حالات کے نشیب و فراز کو پرکھنا سیکھ لیا تھا اسے علم تھا کہ لوہے کو اپنے مقصد کے تحت کوئی شکل دینے کی خاطر ہمیشہ اسی وقت چوٹ لگانی چاہئے جب وہ تپ کر سرخ ہو گیا ہو' جلد بازی میں چوٹ لگانے والے کی قوت رنگ لانے کے بجائے اس کی پشیمانی کا سبب بھی بن جاتی ہے چنانچہ اس نے شاکا کی بات پر فوری طور پر ہامی بھرنے کے بجائے کچھ توقف سے کہا۔

"فیصل اور شنکر کی ساتھی ان دو خوبصورت لڑکیوں کے بارے میں سردار کا کیا فیصلہ ہے جو شوالا کے اختیار میں تھیں؟"

"میں ان دونوں کے حق میں کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار بھی تمہیں سونپتا ہوں۔"

"راگھو سردار کے اشارے پر عمل کرنے کو تیار ہے لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ کل......"

"تم جو چاہتے ہو شاکا اس کی ضمانت آج اور اسی وقت دینے کو تیار ہے۔" شاکا نے اپنے گلے سے مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی ایک مالا اتار کر راگھو کی جانب اچھالتے ہوئے کہا۔ "یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ شاکا نے تمہیں مصلحت کے پیش نظر فیصلوں کا اختیار دیا ہے لیکن تم اس مالا کو اس وقت تک محفوظ رکھو گے جب تک اس کو سامنے لانے کی اہم ضرورت نہ ہو۔"

"راگھو مقدس شاکا کی مجبوری سمجھ رہا ہے" راگھو نے مالا کو اپنی مٹھی میں بند کرتے ہوئے کہا۔ سردار راگھو پر اعتماد کرتا ہے۔"

"مجھے یقین تھا کہ تم میرے لئے شوالا کے بعد سب سے زیادہ کار آمد ثابت ہو گے لیکن ایک بات کا خیال رہے۔" شاکا نے سازشی انداز میں سرگوشی کی۔ "کوئی ایسا قدم اٹھاؤ کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے......"

"راگھو وہی کرے گا جو سردار کے حق میں بہتر ہو......"

مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی مالا کی شکل میں اپنی زندگی کی ضمانت حاصل کرنے کے بعد راگھو کو یقین ہو گیا تھا کہ اب شاکا اس کے حق میں کوئی خطرناک فیصلہ نہیں کر سکے گا چنانچہ اس نے بہت غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ مونیکا یا روپا میں سے کسی ایک کو اپنی سازش میں شریک کر لے اور ان کے ذریعے شنکر کو ٹھکانے لگائے۔ اس طرح قبیلے کے عوام کو سردار سے کسی شکایت کا موقع نہیں مل سکتا تھا' لوگ اسے ان کی باہمی دشمنی سمجھ کر شنکر کی موت کو کوئی اہمیت نہ دیتے اور راگھو کے انتقام کے ساتھ ساتھ شاکا کی مرضی بھی

پوری ہو جاتی' اپنے منصوبے پر عمل کرنے کی خاطر اس نے راڈرک کو بھی چارے کے طور پر استعمال کرنے کی ٹھان لی تھی' اس طرح حالات اگر راگھو اور شاکا کی مرضی کے مطابق اپنا رخ اختیار نہ کرتے تو راگھو راڈرک کو ٹھکانے لگا کر واقعات کی تمام تر ذمہ داری اس کے سر تھوپ سکتا تھا' اسے شوالا کی زبانی اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ راڈرک ہی کے ذریعے مونیکا کو اس کام کے لئے چنا گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر فیصل اور اس کے ساتھیوں کو سفر سے باز رکھے یا پھر ٹھکانے لگا دے لیکن طوفان کی شدت اور حالات نے مونیکا کے پلان کو ناکام بنا دیا تھا اور وقت نے اسے بھی فیصل اور شنکر کے رحم و کرم پر ڈال دیا تھا' راگھو نے راڈرک کو مونیکا کی لالچ دی تھی اور راڈرک فوری طور پر اس کے جال میں پھنس گیا تھا' مونیکا کو حاصل کرنے کی خوشی میں اس نے کئی جام ایک ایک گھونٹ میں حلق کے نیچے اتار لئے تھے اور اب وہ نشے کی حالت میں راگھو کے ساتھ کھڑا مونیکا کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور راگھو کی نظریں دونوں لڑکیوں پر پھسل رہی تھی' وہ نگاہوں نگاہوں میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا چاہتا تھا جو اس کی سازش کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر اس کے ایک اشارے پر بلا کسی چوں و چرا کے عمل کر سکے۔

تھوڑی دیر تک وہ مونیکا اور روپا کو دیکھتا رہا پھر اس نے راڈرک کو مخاطب کر کے کہا۔

"تم کچھ دیر کے لئے روپا کو دوسرے حصے میں لے جاؤ۔"

"کیا......" راڈرک نے خوشی کا اظہار کیا۔ "مجھے مونیکا سے تنہائی میں کچھ ضروری بات کرنی ہے' تم اتنی دیر صرف روپا پر نظر رکھو گے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے بے وقوف بنا کر ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہو۔"

"راڈرک" راگھو نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔ "کیا تمہیں میری زبان پر اعتبار نہیں ہے؟"

"تم کہتے ہو تو مجبوراً اعتبار کئے لیتا ہوں ورنہ خوبصورت لڑکیوں کے معاملے میں نیت کا خراب ہو جانا اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنا عام بات ہے......" راڈرک نے معنی خیز انداز میں جواب دیا پھر وہ روپا کو لے' جھونپڑی کے دوسرے حصے میں چلا گیا' روپا نے اس کی بات ماننے میں کسی حیل و حجت کا مظاہرہ نہیں کیا تھا لیکن جاتے جاتے اس نے راگھو کو جن قاتل نگاہوں سے دیکھا تھا اس نے ایک لمحے کو راگھو کو سرتاپا جھرجھری لینے پر مجبور کر دیا تھا۔

روپا کے جانے کے بعد اس نے مونیکا کو بغور دیکھا جو سہمی سہمی نظر آ رہی تھی۔

"کیا یہ درست ہے کہ تم میرے ساتھی کو جو ابھی میرے ساتھ کھڑا تھا' پہلے سے جانتی ہو؟" راگھو نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"نہیں......" مونیکا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"راڈرک کا نام کبھی پہلے سنا ہے تم نے۔"

"راڈرک......" مونیکا نے اس نام کو دہرایا پھر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' وہ راگھو کو حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"کیا تمہیں علم ہے کہ شوالا میرا عزیز دوست فیصل کے ساتھ مقابلے میں کام آ چکا ہے۔" راگھو کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ہاں......"

"تم ہو شوالا کی موت کی ذمہ دار۔" یکلخت راگھو سفاک آواز میں بولا۔ "تم اور تمہارے ساتھی اگر اپنے مشن میں ناکام نہ ہوتے تو فیصل ہمارے جزیرے تک کبھی نہ پہنچ سکتا اور......"

"ہمارا کھیل لوکارٹا کی حماقت سے خراب ہوا تھا۔" مونیکا نے جلدی سے صفائی پیش کی۔ "راڈرک نے اس کا انتخاب کرنے میں غلطی کی تھی اور پھر باقی کسر اچانک آنے والے طوفان نے پوری کر دی۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ شوالا ہی تھا جس نے راڈرک کے ذریعے تمہیں ایک اہم کام پر مامور کیا تھا۔" راگھو نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں ...." مونیکا کی خوفزدہ نظروں میں موت کے سائے لہرانے لگے' اس کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔

"شنکر کے بارے میں تم کیا جانتی ہو؟" راگھو نے بدستور سفاک انداز میں پوچھا۔

"وہ .... وہ میری لسٹ پر نہیں تھا۔" مونیکا نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"ہماری ملاقات بحری عقاب پر پہلی بار ہوئی تھی اور میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ ہماری ناکامی میں اس کی پراسرار قوتوں کو بھی بڑا دخل ہے۔"

"کیا شنکر اور فیصل سفر سے پہلے بھی ایک دوسرے سے واقف تھے؟"

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ دونوں بحری عقاب پر ہی ایک دوسرے سے متعارف ہوئے تھے۔"

"روپا کون ہے .... کیا اس کا تعلق بھی فیصل یا شنکر سے ہے؟" راگھو نے اسے

گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"وہ تنہا سفر کر رہی تھی۔" مونیکا نے کہا۔ "شنکر کی پراسرار قوت کے مظاہروں نے ان دونوں کو ایک ساتھ ملا دیا تھا۔"

"کیا تم اپنے انجام سے واقف ہو۔" اچانک راگھو نے تیور بدل کر خونخوار آواز میں کہا۔ "کیا تم میرے عزیز دوست کی موت کی تلافی کر سکتی ہو۔"

مونیکا نے کوئی جواب نہیں دیا' اپنی جگہ لرز کر رہ گئی۔

"کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں۔" راگھو گرج کر بولا۔ "تمہاری حماقت نے تمہیں عبرتناک سزاؤں کا مستحق بنا دیا ہے' ہو سکتا ہے کہ تمہیں آدم خور چیونٹیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔"

"نہیں .... نہیں........" مونیکا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ "میں تم سے رحم کی درخواست کرتی ہوں' بے شک تم مجھے گولی مار دو' میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن سسک سسک کر اذیت ناک موت مرنا مجھے منظور نہیں۔"

"راگھو چاہے تو تجھے زندگی کی نعمت سے مالا مال بھی کر سکتا ہے۔" راگھو نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "لیکن ایک شرط پر۔"

"میں .... میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔" مونیکا نے جلدی سے کہا' وہ امید و بیم کی کیفیتوں سے دوچار تھی۔

"تجھے شنکر کو موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔"

"مم .... میں تیار ہوں لیکن وہ .... وہ پراسرار قوتوں کا ...."

"تو فکر نہ کر" راگھو کسی آدم خور درندے جیسے انداز میں بولا' یہ سوچنا ہمارا کام ہے .... تجھے صرف راگھو کے اشارے پر عمل کرنا ہوگا' کامیابی کی صورت میں تجھے مہذب دنیا میں واپس بھی بھیجا جا سکتا ہے لیکن واپسی سے قبل تجھے ایک رات راگھو کے ساتھ مل کر شنکر کی موت کا جشن منانا ہوگا۔"

"مجھے منظور ہے........"

"یاد رکھ ....اگر تو نے راگھو کو دھوکا دینے کی کوشش کی یا ان باتوں کا ذکر کسی اور سے کیا تو تیرا انجام بھیانک ہوگا۔" راگھو کا لہجہ اس قدر کرخت اور سفاک تھا کہ مونیکا ساری جان سے لرز کر رہ گئی .... اور ٹھیک اسی وقت راڈرک جو نشے کی حالت سے دوچار تھا دوسرے حصے میں روپا سے سرگوشی کر رہا تھا۔

اس غیر مہذب دنیا کے اجڈ اور گنوار لوگ تمہاری قیمت کا اندازہ نہیں لگا سکتے' انہیں صرف طاقت کے زور پر حکمرانی کرنے کا فن آتا ہے۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن حالات نے ہمیں ان کے رحم و کرم پر لا ڈالا ہے۔" روپا نے اس کی آنکھوں میں دور تک جھانکتے ہوئے مایوسی کا اظہار کیا۔

"ڈونٹ بی نروس' تمہارے خوبصورت ہونٹوں سے مایوسی کی باتیں اچھی نہیں لگتیں۔"

"تم اس ماحول کی گھٹن میں بھی آزادی کی بات کر سکتے ہو مگر......." روپا نے بدستور راڈرک کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "شوالا کی موت نے اس کے ساتھیوں کو انتقام پر آمادہ کر دیا ہے .... میرا خیال ہے کہ راگھو بھی اس وقت ہمارے پاس کسی نیک ارادے سے نہیں آیا۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا لیکن اگر تم چاہو تو راڈرک تمہارے کام آ سکتا ہے۔" اس نے مدھم آواز میں کہا۔ "راگھو بھی شوالا کی طرح درندوں کی وحشی نسل سے تعلق رکھتا ہے مگر راڈرک تمہیں اس کے چنگل سے نکال کر دوبارہ مہذب دنیا تک لے جا سکتا ہے۔"

"اور اس کے عوض غالباً مجھے تمہارے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار کرنا پڑے گا۔"

"تم ....خاصی سمجھدار واقع ہوئی ہو......." راڈرک معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"کیا تم میرے ساتھیوں کی مدد بھی کر سکتے ہو۔"

"نہیں......" راڈرک نے صاف گوئی سے کہا۔ "میں ایک تجارت پیشہ انسان ہوں' تمہاری بات اور ہے لیکن تمہارے ساتھیوں کی مدد کر کے میں شاکا اور اس کے ساتھیوں کو اپنا دشمن نہیں بنا سکتا۔"

"فرار کا طریقہ کیا ہوگا؟"

"تمہیں صرف راڈرک کو اپنی محبت اور وفاداری کا یقین دلانا ہوگا اس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت تمہیں قید نہیں کر سکتی' میرے پاس نہایت جدید اور ایسی تیز ترین موٹربوٹ اور کشتیاں موجود ہیں جو تمہیں پل بھر میں ان درندوں سے بہت دور لے جائیں گے۔"

"راڈرک .... تم واقعی چاہے جانے کے قابل ہو۔ روپا تمہیں اپنی محبت کا یقین دلاتی ہے۔" روپا نے نہایت بے باکی سے کہا لیکن اس کی آنکھوں کا سحر بدستور راڈرک پر عمل تنویم کا اثر کر رہا تھا' اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی' راڈرک جو عام حالات

میں بہت زیادہ محتاط رہنے کا عادی تھا روپا کی نیلگوں آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب کر اسے اپنے ان تمام رازوں سے آگاہ کر رہا تھا جو روپا اور اس کے ساتھیوں کو جزیرے سے فرار ہونے میں مدد کر سکتے تھے......."

○

آٹھ آدمیوں کا مختصر قافلہ ڈھلتے سورج کی روشنی میں اس غار کے دہانے کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں عظیم دیوتا کا مجسمہ تھا' شاکا اور انگروما آگے آگے تھے' ان کے پیچھے فیصل اور شنکر آپس میں سرگوشی کرتے قدم بڑھا رہے تھے' شنکر کی عین پشت پر مونیکا تھی جس کے ہمراہ جاوید تھا اور سب سے پیچھے راگھو اور روپا کسی گہری سوچ میں ڈوبے دکھائے دے رہے تھے' انگروما دیوتاؤں کے سامنے کسی مقدس اشلوک کا ورد کر رہا تھا' شاکا کے چہرے پر پائے جانے والے تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ راگھو کے ساتھ اپنی سازشی کارروائی کی تکمیل کے سلسلے میں فکرمند ہے' وہ بار بار پلٹ کر پیچھے آنے والوں کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھے فکرمند دکھائی دے رہے ہو۔" انگروما نے اس کی بے چینی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں......." شاکا نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "میں سوچ رہا ہوں کہ اگر دیوتاؤں نے بھی ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا تو کیا ہوگا؟"

"شاکا......." انگروما نے اسے تنبیہہ کی۔ "خود کو سنبھالنے کی کوشش کرو' عظیم دیوتا دلوں کے بھید بھی جانتا ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل کی بدگمانی ہمیں کسی عتاب سے دوچار کر دے۔"

"ترشولی کی جوان موت نے میرا سکون برباد کر دیا ہے پھر بھی میں تمہاری نصیحت پر خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"ہمت سے کام لو میرے عزیز۔" انگروما نے کہا۔ "میں ڈھلتے سورج کی کرنوں کو آسمان پر کپکپاتے دیکھ رہا ہوں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب دیوتا کی پیشانی شکن آلود ہوتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" شاکا نے چونک کر پوچھا۔

"میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "دیوتاؤں کو کیا منظور ہے یہ کوئی نہیں جانتا لیکن انگروما اپنے تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں انسانی خون کے چھینٹے دیکھ رہا ہے۔"

"شاکا نے کوئی جواب نہیں دیا' آہستہ سے گردن گھما کر اس نے کن انکھیوں سے شنکر کو دیکھا جو اس سے پانچ قدم کے فاصلے پر تھا' پھر دل ہی دل میں اپنے منصوبے کی کامیابی کی دعائیں مانگنے لگا انگروما کی نظر غار کے دہانے پر تھی جہاں نیزہ بردار سیاہ فام غار کی حفاظت پر پوری طرح مستعد نظر آ رہے تھے۔"

"میری بات دھان سے سنو میرے عزیز۔" شنکر نے فیصل سے سرگوشی کی۔ "اگر یہ شبھ گھڑی بیت گئی تو پھر ایسا سمے دوبارہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ میری نظریں دیوتا کے قوی ہیکل مجسمے کے چرنوں کے نیچے دبے طاقت کے انمول خزانے کو دیکھ رہی ہیں۔ شنکر نے اس مقام تک پہنچنے میں کتنے پاپڑ بیلے ہیں اور کتنی کٹھن تپسیا کی ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"لیکن میں اتنے لوگوں کی موجودگی میں وہاں تک رسائی کس طرح حاصل کروں گا؟" فیصل نے دبی زبان میں کہا۔ "کیا طاقت کے پجاری مجھے آسانی سے کامیاب ہونے کا موقع فراہم کر دیں گے؟"

"یہ سوچنا میرا کام ہے' تمہیں کیول دیوتا کے چرنوں کے نیچے سے اس پیکٹ کو اٹھا کر جیب میں رکھنا ہے جس کے اندر خون آلود روئی موجود ہے۔" شنکر نے مدھم لہجے میں کہا۔ "میرے جنتر کے بیر (موکل) تمہارے لئے وہ راستہ کھول دیں گے جہاں ہمارے سپنوں کا تاج محل دفن ہے' ہمت اور مردانگی سے کام لینا ہوگا' کالی طاقتیں ہمیں ڈرانے کی کوشش کریں گی پرنتو وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گی۔ سفید مالا کے دانوں کی شکتی اپرم پار ہے شوالا کی موت بھی اس کے کارن ہوئی تھی' اسی پوتر مالا کے دانے پگ پگ تمہاری سہاتنا کریں گے۔ طاقت کے پجاری ہمارے راستے کو نہیں کاٹ سکیں گے۔ میں اپنی کالی شکتی کے زور سے کچھ دیر کے لئے گھپ اندھیرا کر دوں گا تم دیوتا کے الٹے چرن پر نظر رکھنا' طاقت کا خزانہ اسی کے نیچے دفن ہے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ہم اسے اتنی آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔"

"میری ودیا نے آج تک کبھی مجھے دھوکا نہیں دیا۔" شنکر نے کہا کہ پھر کسی زہریلے ناگ کی مانند پھنکارتے ہوئے سرگوشی کی۔ "میں نے کالی کو خوش کرنے کی خاطر جیون کے

دس قیمتی سال تیاگ دیئے ہیں۔ میری نظریں اس سے بھی وہ سب کچھ دیکھ رہی ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔"

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا لیکن کسی دیوتا یا بت کے سامنے سرنگوں ہونا میرے مسلک کے خلاف ہے۔" فیصل نے ٹھوس آواز میں کہا۔

شنکر نے جواب میں سر کو خفیف سی جنبش دی پھر اس کے ہونٹ کسی منتر کا جاپ کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ آگے پیچھے قدم اٹھاتے ہوئے غار میں داخل ہو گئے جہاں عمر رسیدہ بوڑھے گردن جھکائے عظیم دیوتا کی پرستش میں اس قدر منہمک تھے کہ انہیں اپنے تن بدن کا ہوش بھی نہیں تھا۔ وہ ان کے درمیان سے گزر کر اس حصے میں پہنچ گئے جہاں قوی ہیکل دیوتا کا مجسمہ موجود تھا۔ مشعلوں کی روشنی میں سنگلاخ دیواروں کے نشیب و فراز پر کپکپا رہی تھی۔ فیصل اور اس کے ساتھی وہاں کے پراسرار ماحول کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انگروما نے دیوتا کے مجسمے کے قریب جا کر اس کے قدموں پر ڈنڈوت کیا۔ پھر بلند آواز میں اشلوک پڑھنے لگا۔ شنکر نے اشاروں اشاروں میں فیصل کو دیوتا کے الٹے قدم کی طرف متوجہ رہنے کی تاکید کی پھر خود بھی انگروما کی آواز میں آواز ملا کر اشلوک کے بول الاپنے لگا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کو تیار رہنا"۔ راگھو نے مونیکا کے قریب پہنچ کر سرگوشی کی۔ "میرا اشارہ ملتے ہی تمہیں زہریلا خنجر نہایت ہوشیاری سے نکال کر شنکر کی پشت پر بھرپور وار کرنا ہے۔ راگھو تمہیں زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ اگر تم نے حماقت کا ثبوت دیا تو تمہارا انجام بھی بھیانک ہوگا۔"

جواب میں مونیکا کے جسم میں خوف کی ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ روپا نے راگھو کو معنی خیز نظروں سے گھورا تھا۔

"انگروما کی آواز بتدریج بلند ہو رہی تھی پھر شیش ناگ لہراتا ہوا مجسمے کی پشت سے نکل کر سامنے آیا تو جاوید اور فیصل کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں روپا اور مونیکا کی نظریں بھی شیش ناگ پر مرکوز تھیں۔ شنکر کے چہرے پر گھمبیر سنجیدگی تھی۔ شاکا پر امید نگاہوں سے شیش ناگ کو فضا میں آہستہ آہستہ بلند ہو کر مجسمے کے سامنے لہراتا دیکھ رہا تھا لیکن راگھو کی نظریں مونیکا پر جمی ہوئی تھیں جو شنکر کی پشت پر محض ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

شیش ناگ دیوتا کے مجسمے کے آگے پھن پھیلائے مستی کے عالم میں جھوم رہا تھا۔

بوڑھے پجاریوں کی آواز پورے غار میں گونج رہی تھی۔ شنکر کے ہونٹ متحرک تھے۔ پھر اچانک آگ کا ایک بھیانک شعلہ دیوتا کے چہرے کے سامنے نمودار ہو کر غائب ہوا تو انگروما کے علاوہ بوڑھے پجاریوں کی آواز بھی یکلخت تھم گئی۔ شیش ناگ بھی ایک جگہ ساکت ہو کر رہ گیا تھا البتہ اس کی مکروہ زبان ہولناک انداز میں فضا میں لپلپا رہی تھی۔ شاکا اور انگروما کے علاوہ کہن رسیدہ پجاریوں کی آنکھوں سے بھی خوف جھانک رہا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے عظیم دیوتا کو دیکھ رہے تھے۔ شنکر کا چہرہ اس وقت بھی کسی جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا۔ اس کے ہونٹوں کی جنبش تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی پھر اچانک مشعلیں بھڑک کر بجھیں تو پورا غار گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا۔

فیصل کے ذہن میں شنکر کی آواز گونجی تو وہ اس کی ہدایت کے مطابق اندازے سے آگے بڑھا اس نے اندھیرے میں ٹٹول کر دیکھا تو مجسّمے کا الٹا پیر زمین سے اٹھا ہوا تھا۔ فیصل نے جلدی سے ہاتھ خلاء کے درمیان نیچے کی جانب بڑھایا تو ایک نرم سا پیکٹ اس کے ہاتھ سے ٹکرا گیا۔ کس ملائم سی شے کو پلاسٹک کی نرم تھیلی میں پیکٹ کی شکل دی گئی تھی۔ فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پیکٹ کو اٹھا کر جیب میں رکھا پھر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ طاقت کے انمول خزانے کو پا لینے کے بعد اس کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی شنکر نے جو کہا تھا وہ اسی انداز میں حرف بحرف پورا ہوا تھا۔ فیصل ابھی آنے والے لمحوں کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ سفید ریش بزرگ کی مانوس آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"فیصل میاں، اگر زندگی عزیز ہے تو تسبیح کا ایک دانہ جیب سے نکال کر منہ میں ڈال لو اور اس وقت تک اپنی زبان کو بند رکھنا جب تک میں تمہیں کوئی دوسری ہدایت نہ دوں۔ میرا انتظار کرنا، میری واپسی میں کچھ وقت لگ سکتا ہے۔"

فیصل نے بزرگ کی ہدایت پر عمل کرنے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا پھر وہ واپسی کے ارادے سے صرف ایک قدم ہی پیچھے ہٹ پایا تھا کہ شنکر کی چیخ کی آواز فضا میں بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی کوئی کربناک آواز حلق سے نکالتا ہوا گھپ اندھیرے میں لڑکھڑا کر زمین پر گرا تھا......!!



گھپ اندھیرے میں ابھرنے والی کربناک چیخ نے ماحول کو اور ہولناک بنا دیا تھا۔ بوڑھے پجاریوں کی آوازیں تھوڑے تھوڑے وقفے سے ابھر رہی تھیں، وہ مقامی زبان میں رونما ہونے والے حادثے کے بارے میں ایک دوسرے سے دریافت کر رہے تھے پھر شاکا کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری۔

"انگروما...... یہ اندھیرا کیسے ہو گیا؟"

"شاید ہم سے عظیم دیوتا کی شان میں کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے۔" انگروما کے لہجے میں پریشانی کا اظہار ہو رہا تھا۔

"اور یہ چیخ کی آواز......"

"ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی پر دیوتا کا عتاب عذاب نازل ہوا ہو......"

"راگھو......" شاکا نے راگھو کو مخاطب کیا۔ "یہ سب کیا ہو رہا ہے......؟"

"کاہن اعظم کا خیال درست ہے۔" راگھو بولا۔ "مقدس دیوتا ہماری کسی غلطی پر برہم ہو گیا ہے۔"

"شنکر......" اس بار روپا کی آواز اندھیرے میں سنائی دی "تم کہاں ہو......؟"

"فیصل، میرے دوست، تم تو خیریت سے ہو؟" جاوید نے بوکھلائے ہوئے انداز میں معلوم کیا لیکن ننکا یا فیصل کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا، پھر انگروما نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو...... صرف عظیم دیوتا کو یاد کرو...... وہی ہمیں پریشانیوں سے نجات دلا سکتا ہے۔"

انگروما کے لہجے کی تلخی نے انہیں خاموش کر دیا۔ گھپ اندھیرے میں ان کی سانسوں کی آواز بھی بڑی پراسرار لگ رہی تھی، انگروما نے ایک بار پھر بلند آواز میں کوئی اشلوک پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

کچھ دیر تک کاہن اعظم کی آواز اندھیرے میں گونجتی رہی پھر بجھی ہوئی مشعلیں دوبارہ

حیرت انگیز طور پر خود بخود روشن ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی لوگوں میں افراتفری پھیل گئی' انگروما پھٹی پھٹی نظروں سے شیش ناگ کو دیکھ رہا تھا جو دیوتا کے مجسمے کے آگے خاک کے ڈھیر کی صورت میں پڑا تھا' یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے مرے ہوئے ایک مدت بیت گئی ہو' شاکا کی نظریں مونیکا کی لاش پر جمی ہوئی تھیں جس کے سینے سے گاڑھا گاڑھا خون بہہ رہا تھا' روپا اور راگھو کی نگاہیں شنکر پر مرکوز تھیں جو اپنی جگہ خاموش کھڑا قوی ہیکل دیوتا کے مجسمے کو عقیدت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن جاوید کی کیفیت سب سے زیادہ پریشان کن تھی' وہ دیوانوں کی طرح چاروں طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی کوئی بہت ہی قیمتی اور انمول شے گم ہو گئی ہو' پھر وہ بلند آواز میں چلایا۔

"فیصل' میرے عزیز دوست .... تم کہاں ہو؟"

جاوید کی آواز نے شنکر اور شاکا کے علاوہ دوسروں کو بھی اس کی طرف متوجہ کر دیا' فیصل کی گمشدگی نے ان سب کو پریشان کر دیا تھا' شاکا' انگروما' راگھو اور شنکر ایک دوسرے کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھ رہے تھے اور فیصل کو اس بات پر حیرت تھی کہ وہ ان کے سامنے موجود ہونے کے باوجود انہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا' شاید یہ مجذوب کی تسبیح کے دانے کا کمال تھا جس نے اسے دوسروں کی نظروں سے اوجھل کر دیا تھا' سفید ریش بزرگ نے یقیناً کسی مصلحت کے پیش نظر اسے تسبیح کے دانے کو منہ میں رکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ تاکید بھی کی تھی کہ جب تک وہ دوبارہ رابطہ قائم نہ کرے وہ اپنی زبان بند ہی رکھے۔

"انگروما ......" شاکا نے کاہن اعظم کو مخاطب کیا۔ "یہ سب کیسے ممکن ہو گیا......؟"

"شیش ناگ کی پراسرار موت نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔" انگروما نے خلاء میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "ہو سکتا ہے اس کی روح عظیم دیوتا کے اشارے پر فیصل کے جسم میں حلول کر گئی ہو اور وہ ہماری قوت بصیرت کی حدود سے دور نکل گیا ہو۔"

"نہیں ...... ایسا نہیں ہو سکتا۔" شنکر نے پہلی بار مقامی زبان میں جواب دیا تو وہ سب حیرت سے اسے گھورنے لگے۔

"پھر وہ کہاں ہے......؟" انگروما نے سپاٹ آواز میں دریافت کیا۔

"وہ جہاں بھی ہے شنکر کی نظروں سے زیادہ دیر اوجھل نہیں رہ سکتا لیکن کیا تمہیں اس سندری کا کوئی دھیان نہیں جو گھپ اندھیرے میں موت کا شکار ہو گئی .... کیا کاہن اعظم اس کی موت کو بھی دیوتا کی مرضی قرار دے گا؟"

انگروما نے جواب میں اپنے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے' اس نے کن انکھیوں سے شاکا

کو دیکھا جو جواب طلب نظروں سے راگھو کو گھور رہا تھا روپا کی نظریں بھی راگھو کو دیکھ رہی تھیں' جاوید کو مونیکا کی موت سے زیادہ فیصل کی فکر تھی' وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے چاروں طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے پلٹ کر شنکر کو دیکھا اور اپنی زبان میں بولا۔

"شنکر' کیا تم بھی نہیں بتا سکتے کہ میرا عزیز دوست کہاں ہے؟"

"دھیرج سے کام لو میرے متر۔" شنکر نے کہا۔ "تم سے زیادہ میں اس کے لئے پریشان ہوں۔"

"ایک بات یاد رکھنا۔" جاوید کا لہجہ کرخت ہو گیا۔ "اگر میرے دوست کو کچھ ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری تمہارے سر ہو گی' تم نے ہی اسے پراسرار قوتوں کے چکر میں ڈالنے کی کوشش کی تھی ورنہ......"

"نہیں ......" یکلخت شاکا گرج اٹھا۔ "تم کسی ایسی زبان میں گفتگو نہیں کرو گے جو ہم نہ سمجھ سکیں۔"

"راگھو ......" انگروما نے راگھو کو معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تجھے بھی نہیں معلوم کہ مونیکا کس طرح موت کا شکار ہو گئی؟"

"نہیں......" راگھو نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں نے شنکر کی چیخ کی آواز سنی تھی اور میرا خیال تھا کہ......"

"شنکر موت کے گھاٹ اتر گیا۔" شنکر نے اس کا جملہ مکمل کرتے ہوئے کہا پھر اس نے انگروما کو مخاطب کیا۔ "کاہن اعظم کا علم کیا کہتا ہے' کیا یہ سب کچھ مقدس دیوتا کے اشارے پر ہوا ہے؟"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" انگروما نے اسے تیز نظروں سے گھورا۔

"شیش ناگ......" شنکر نے پراسرار لہجے میں جواب دیا "سندری کی موت میں شیش ناگ کی موت کو بہت زیادہ دخل ہے .... فیصل کا چکر کچھ اور دکھائی پڑتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں......" انگروما نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "کہیں تم ہمارا مذاق اڑانے کی کوشش تو نہیں کر رہے ہو۔"

"تم نے شاید اندھیرا ہونے سے پہلے شیش ناگ مہاراج کی آنکھوں میں نہیں جھانکا تھا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کی نظریں روپا رانی کو گھور رہی تھیں' میں نے دیوتاؤں کو راضی کرنے کے کارن برسوں گیان دھیان کیا ہے' میرا علم یہی کہتا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ شیش ناگ کے کارن ہوا ہے ......"

جواب میں انگروما کے چہرے پر کرختگی کے آثار پھیل کر اور گہرے ہو گئے' شاکا کی خوان خوار نظریں بھی شنکر پر مرکوز تھیں اور جاوید اپنی جگہ کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا' اسے مونیکا کی موت سے زیادہ فیصل کا خیال پریشان کر رہا تھا لیکن حالات کے پیش نظر وہ مجبوراً خون کا گھونٹ پی کر خاموشی اختیار کئے ہوتے تھا۔ فیصل ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی باتیں دلچسپی سے سن رہا تھا۔

"تمہارے چیخنے کی کیا وجہ تھی؟" اس بار راگھو نے سوال کیا تو شنکر کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی' اس نے راگھو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم وشواس کرو گے کہ میں نے مونیکا کو شیش ناگ اور روپا رانی کے درمیان آتے دیکھ لیا تھا' میرا ماتھا اسی سے ٹھنکا تھا کہ شیش ناگ مہاراج کا عتاب اس سندری پر اوش نازل ہو گا اور وہی ہوا! .... ناگ دیوتا نے اپنا شریر چھوڑ کر اسے ڈس لیا اور ......"

"اور کیا......؟" انگروما نے شنکر کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"میری ودیا یہی بتاتی ہے کہ ناگ مہاراج نے روپا رانی کی سندر آنکھوں میں بسیرا کر لیا ہے۔"

"تمہیں اپنی بات ثابت کرنی ہو گی۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اگر تمہاری بات غلط ثابت ہوئی تو تمہیں قبیلے کے قانون کی رو سے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھا دیا جائے گا......"

"روپا رانی......" شنکر نے شاکا کے سوال کے جواب میں روپا سے کہا۔ "کیا تو جانتی ہے کہ شیش ناگ مہاراج کی مہان شکتی تیری سندر آنکھوں میں سما گئی ہے؟"

"م .... میں' وشواس سے نہیں کہہ سکتی۔" روپا نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا' وہ شنکر کو وضاحت طلب نظروں سے گھور رہی تھی۔

"قبیلے کا سردار' عظیم شاکا میری ودیا کا امتحان لینا چاہتا ہے۔" شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "تجھے راگھو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میری بات کا ثبوت دینا ہو گا ...... اگر میرا کہا ٹھیک ہوا تو راگھو ناگ دیوتا کے قاتل زہر کا شکار ہو کر لوٹ پوٹ جائے گا ورنہ مجھے دیوتا کے چرنوں میں اپنا جیون بھینٹ دینا ہو گا۔"

روپا اب شنکر کا مقصد سمجھ چکی تھی۔ اس نے راگھو اور مونیکا کے درمیان ہونے والی سرگوشی میں کسی گہری سازش کو محسوس کیا تھا' مونیکا کی موت میں یقیناً راگھو کا ہاتھ شامل تھا' چیخ کی آواز سن کر شاید راگھو نے یہی سوچا ہو گا کہ شنکر موت کا شکار ہو گیا۔ پھر اس نے

ثبوت ضائع کرنے کی خاطر مونیکا کو ٹھکانے لگا دیا اور اب شنکر بڑی خوبصورتی سے راگھو کے کانٹے کو درمیان سے نکالنا چاہتا تھا .... پھر وہی ہوا جو شنکر نے سوچا تھا' روپا نے راگھو کے قریب جا کر اس کی آنکھوں میں نفرت اور حقارت سے جھانکا' راگھو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی' اسے شاید اپنی موت کا یقین نہیں تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ اچانک تیورا کر سنگلاخ فرش پر گرا اور لوٹ پوٹ کر ٹھنڈا ہو گیا' اس کا پورا جسم نیلا ہو رہا تھا' شاکا اپنی جگہ تصویرِ حیرت بنا کھڑا تھا۔

"کیا تم فیصل کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے؟" انگروما نے تھوڑے توقف کے بعد شنکر سے کہا۔

"اس کے لئے تمہیں سمے کا انتظار کرنا ہو گا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر قوی ہیکل مجسمہ کو بڑی عقیدت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے مہان دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر کٹھن تپسیا کرنی ہو گی' جب تک میرا جاپ پورا نہیں ہوتا میں وشواس سے اپنے متر کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

"لیکن تم نے کہا تھا کہ وہ تمہاری نظروں سے زیادہ دیر اوجھل نہیں رہ سکتا۔" شاکا نے کہا۔

"میں اب بھی یہی کہتا ہوں ......" شنکر نے خلاؤں میں گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ میری نظروں سے دور نہیں جا سکتا' اگر وہ نکل گیا تو شنکر کی برسوں کی محنت اکارت ہو جائے گی......"

"شنکر کے لہجے میں یقین جھلک رہا تھا اور جاوید اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا......!!

○

شاکا کسی زخمی درندے کی مانند اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا' ترشولی کی موت نے اسے جو زخم دیا تھا وہ راگھو کی موت سے دوبارہ تازہ ہو گیا تھا۔ اس نے شنکر کو ٹھکانے لگانے کی کوشش کی تھی' انگروما نے بھی یہی کہا تھا کہ شنکر پراسرار علوم سے واقفیت رکھتا ہے اور اس کا وجود قبیلے کے لوگوں کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے' خود شاکا نے مقابلے کے دوران شنکر کو شوالا کے خلاف برسرپیکار آنے کی کوشش کرتے دیکھا تھا لیکن شوالا نے بروقت عقرب دیوتا

کی بخشی ہوئی قوت سے اس کی زبان بند کر دی تھی' اگر شوالا زندہ ہوتا تو وہ شنکر کو راستے سے ہٹا سکتا تھا لیکن فیصل نے حیرت انگیز طور پر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اب شنکر کو ٹھکانے لگانے کی کوشش میں راگھو بھی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

شاکا کے ذہن میں آندھی چل رہی تھی' مشعلوں کا اچانک بجھ جانا' شیش ناگ کی پراسرار موت اور پھر فیصل کا نگاہوں سے غائب ہو جانا' ان تمام باتوں کے پیچھے اسے شنکر کی پراسرار قوت کا ہاتھ محسوس ہو رہا تھا' اسے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ شیش ناگ کی روح نے روپا کی نگاہوں میں بسیرا کیا ہو گا چنانچہ اس نے شنکر کو ثبوت پیش کرنے کو کہا تھا اور عدم ثبوت کی صورت میں اسے دیوتا کے قدموں میں بھینٹ چڑھانے کی شرط رکھی تھی' اسے یقین تھا کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو کر شنکر کے وجود سے چھٹکارا حاصل کر لے گا لیکن روپا کی نظروں کے قاتل زہر نے راگھو کو حیرت انگیز طور پر موت سے ہمکنار کر دیا تھا۔

فیصل کا غائب ہو جانا بھی اس کی سمجھ سے باہر تھا' وہ بذات خود بھی پراسرار قوتوں کا مالک تھا لیکن ابھی تک اس کے علم میں کوئی ایسا جادو یا جنتر منتر نہیں آیا تھا جو کسی انسان کو دوسروں کی نظروں سے غائب کر دے' اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر شاکا نے اپنے خاص آدمیوں کے ذریعے فیصل کو تلاش کرایا تھا' اس کا خیال تھا کہ ممکن ہے گھپ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ غار سے باہر نکل کر پہاڑی سلسلوں کے درمیان کہیں روپوش ہو گیا ہو لیکن تلاش بسیار کے باوجود اس کے کھوجیوں کو بھی فیصل کا کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔

شاکا کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا پھر اچانک اس کے ذہن میں اس سفید مالا (تسبیح) کا خیال ابھرا جس کے دانوں نے کمبا جیسے درندے اور شوالا جیسے طاقت ور کو پچھاڑا تھا' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ سفید مالا کی قوت ہی اب تک اس کی امیدوں پر پانی پھیرتی رہی ہے' اس نے اپنے علم کے زور سے بھی مالا کے متعلق جاننے کی کوشش کی تھی لیکن ابھی تک اسے اپنے ارادوں میں کامیابی نہیں ہوئی تھی' وہ بڑی سنجیدگی سے کسی ایسے راستے کی تلاش میں تھا جس پر قدم اٹھانے کے بعد وہ شنکر کو موت کے گھاٹ اتار سکتا' پے در پے ناکامیوں نے اور اپنے ہی آدمیوں کی موت نے اس کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا' وہ دل ہی دل میں اس گھڑی کو بھی کوس رہا تھا جب اس نے ترشولی کی ماں کو اپنے آغوش میں پناہ دی تھی اور اس کی آرزو کو پورا کرنے کی خاطر ترشولی کو مہذب دنیا میں جاکر تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی اجازت دی تھی۔ ابھی وہ اندر ہی اندر کھول رہا تھا کہ انگروما کی آواز نے اس کے خیالات کا شیرازہ منتشر کر دیا' اس نے پلٹ کر انگروما کی طرف دیکھا' انگروما کی نظروں میں

الجھن اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

"فیصل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔" شاکا نے تیزی سے پوچھا۔

"نہیں ......" انگروما کا جواب بڑا مختصر تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس سلسلے میں۔"

"میرا خیال ہے کہ تم نے جلد بازی کا ثبوت دے کر اچھا نہیں کیا۔" انگروما نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ "میں نے تم کو منع بھی کیا تھا کہ ابھی راگھو کو استعمال کرنے کا وقت نہیں ہے لیکن تم نے میری بات پر عمل نہیں کیا۔"

"ہو سکتا ہے یہ سب کچھ محض ایک اتفاق ہو۔"

"نہیں ......" انگروما کی تیوری پر بل آگئے۔ "تم انگروما کی نظروں میں دھول نہیں جھونک سکتے' گھپ اندھیرے میں شنکر کی ابھرنے والی چیخ اور پھر مونیکا کی دردناک موت .... یہ اتفاق نہیں ہو سکتا' میں نے خود اپنی نظروں سے راگھو کو مستقل مونیکا کے ساتھ ساتھ دیکھا تھا اور کیا یہ غلط ہے کہ تم نے راگھو کو اپنا نائب مقرر کرنے کی پیشکش بھی کی تھی؟"

"سردار کی حیثیت سے کسی کو نائب مقرر کرنا کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے۔" شاکا نے جھلا کر جواب دیا۔

"سیاہ اور سفید کا فرق اور جھوٹ اور سچ کا فیصلہ عظیم اور مقدس دیوتا ہی کر سکتا تھا۔" انگروما نے تیزی سے کہا۔ "میں نے تمہیں قبل از وقت اس بات سے آگاہ بھی کیا تھا کہ شنکر کچھ ایسے پر اسرار علوم سے بھی واقف ہے جسے ہم نہیں جانتے اور جلد بازی میں ٹکراؤ کی صورت میں ہمیں ہاتھ ملنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔"

"ترشولی کی موت کے غم نے مجھے دیوانہ کر رکھا ہے۔" شاکا نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ "میں ہر قیمت پر اپنے دشمنوں کی موت چاہتا ہوں۔"

"میں ایک بار پھر تمہیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا۔ "شنکر صرف پراسرار قوتوں ہی کا مالک نہیں ہے' وہ ذہنی طور پر بھی بہت زیادہ شاطر اور چالاک واقع ہوا ہے۔"

"کیا مطلب......؟"

"مجھے یقین ہے کہ اسے اپنی موت کی سازش کا علم ہو چکا تھا' اندھیرا ہوتے ہی اس نے چیخ مار کر جو چال چلی تھی وہ بھی کامیاب رہی۔" انگروما نے وضاحت کرتے ہوئے جواب

دیا۔ "چیخ کی آواز سن کر راگھو دھوکہ کھا گیا اور اس نے جلدبازی میں مونیکا کو اس لیے ٹھکانے لگا دیا کہ کوئی آخری ثبوت بھی باقی نہ رہے لیکن آخر کو جیت شنکر کی ہوئی ...... کیا تم میرے خیال کی تردید کر سکو گے؟"

"راگھو کی موت کے بعد ہمیں اس کا خیال ترک کر دینا چاہیے۔" شاکا نے بیزاری کا اظہار کیا۔ "اس بات کا ثبوت کون دے سکتا ہے کہ میں نے راگھو کے ساتھ مل کر شنکر کی موت کی سازش کی تھی۔"

"ایک ثبوت تم بھول رہے ہو۔" انگروما نے جھلا کر جواب دیا پھر مردہ جانوروں کی کھوپڑیوں کی مالا جیب سے نکال کر شاکا کی طرف اچھالتے ہوئے بولا۔ "اسے سنبھال کر رکھو، یہ وہ اہم ثبوت ہے جو اگر قبیلے کے لوگوں کے علم میں آ جاتا تو وہ تم سے بدظن بھی ہو سکتے تھے۔"

شاکا نے مالا کو لے کر گلے میں ڈال لیا' اس کے چہرے سے الجھن ظاہر ہو رہی تھی' شاید اسے اس وقت انگروما کا طرز عمل پسند نہیں آ رہا تھا یا وہ ابھی تک شنکر اور فیصل کے بارے میں اپنے ذہن میں کسی نئی سازش کو مرتب کر رہا تھا۔

"کیا تم نے شیش ناگ کی پر اسرار موت کے بارے میں غور کیا؟" انگروما نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "جانتے ہو اس کی موت کس بات کی نشاندہی کر رہی ہے۔"

"نہیں ......" شاکا نے چونک کر انگروما کو دیکھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ فیصل اور اس کے ساتھیوں کا قیام ہمارے جزیرے پر زیادہ دنوں نہیں رہے گا لیکن وہ یہاں سے جاتے وقت ہماری کوئی بہت ہی قیمتی شے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

"تم ...... تم مجھے کیا بتانا چاہتے ہو۔" شاکا دوبارہ چونکا۔

"میں نے دیوتاؤں کے حضور میں سجدہ ریز ہو کر ان کی برہمی اور اپنی ناکامیوں کا سبب جاننے کی کوشش کی تھی ...... جانتے ہو مجھے کیا جواب ملا؟ ...... وہ قیمتی چیز ہمارے ہاتھوں سے نکل چکی ہے' شیش ناگ کی موت بھی دیوتاؤں کے عتاب کے نتیجہ میں تھی اس لئے کہ وہ بھی اس شے کی حفاظت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"

"کیا مطلب ......" شاکا نے حیرت سے کہا۔ "کیا وہ قیمتی شے اسی غار میں موجود تھی؟"

"ہاں ...... دیوتا کی ناراضگی یہی ظاہر کرتی ہے۔"

"انگروما ......" شاکا نے تلملا کر دریافت کیا۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ فیصل اس انمول خزانے کو لے کر غائب ہو گیا ہو۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی سفید مالا کا چمتکار ہے جس نے شوالا سے مقابلے کے وقت اس کی مدد کی تھی۔"

"میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا تھا۔" شاکا ہاتھ ملتے ہوئے بولا پھر یکلخت اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ "انگروما ...... کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم حالات کے پیش نظر شنکر کی پراسرار قوتوں سے فائدہ اٹھا سکیں ......"

"میں سمجھا نہیں ......"

"اگر شنکر پراسرار علوم کا ماہر ہے تو یقیناً" وہ اس قیمتی شے کے بارے میں بھی ضرور جانتا ہو گا۔" شاکا نے جذباتی انداز میں کہا "راگھو نے مجھے مونیکا کے حوالے سے بتایا تھا کہ شنکر اور فیصل کی ملاقات جہاز پر ہوئی تھی ...... ذرا سوچ انگروما' کیا شنکر نے محض رسمی تعلقات کی بناء پر فیصل کی مدد کر کے شوالا کی دشمنی مول لینے کی حماقت کی ہو گی؟ .... نہیں' ایسا نہیں ہو سکتا' اسے بھی اس بات کا شبہ ہو گا کہ فیصل کی سفید مالا اس کا راستہ کاٹ سکتی ہے ...... کیا تجھے یاد نہیں' شنکر نے بڑے یقین سے کہا تھا کہ فیصل کہیں بھی ہو زیادہ دیر تک اس کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتا' اس کا مطلب یہی ہے کہ شنکر کو بھی فیصل کی تلاش ہے اور ...... اس نے بھی یہی کہا تھا کہ فیصل کی گمشدگی میں شیش ناگ کی موت کا دخل بھی شامل ہے۔

"لیکن ہم شنکر سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟"

"ہم اسے اس بات کا یقین دلا سکتے ہیں کہ فیصل وہ قیمتی چیز لے کر فرار ہو گیا ہے اور اگر وہ ہماری مدد کرے تو ......"

"نہیں ......" انگروما نے تیزی سے کہا۔ "ہمیں کوئی اور راستہ اختیار کرنا ہو گا' شنکر اتنی آسانی سے ہمارے چکر میں نہیں آئے گا۔"

"پھر تو ہی کچھ سوچ انگروما ورنہ شاکا غصے سے پاگل بھی ہو سکتا ہے۔" شاکا نے جنونی انداز میں دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بالوں کو نوچتے ہوئے کہا۔ "اگر ہمارے دشمن ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو ہم مرتے دم تک اس شکست کو نہیں بھلا سکیں گے اور .... کہیں ایسا نہ ہو کہ شکست کا احساس قبل از وقت مجھے کسی خطرناک فیصلے پر آمادہ کر دے۔"

"مجھے تیری ذہنی کیفیت کا اندازہ ہے لیکن پہلے ہمیں عظیم دیوتا کو راضی کرنا ہو گا۔"

"انگروما ......" شاکا ہذیانی انداز میں پوری شدت سے چلایا۔ "تو اگر چاہے تو شاکا خود اپنے ہاتھوں سے اپنا سر قلم کر کے دیوتا کے قدموں میں پیش کرنے کو تیار ہے لیکن شنکر اور فیصل کو ہر قیمت پر مرنا چاہئے۔"

انگروما نے کوئی جواب نہیں دیا' اس کی پیشانی پر ابھرنے والی ان گنت آڑی ترچھی سلوٹیں اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ سنجیدگی سے کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا' شاکا بدستور دیوانوں کی طرح اپنے بال نوچ کھسوٹ رہا تھا......!!



وہ تجربہ فیصل کی زندگی کا سب سے دلچسپ اور عجیب تجربہ تھا' وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان ہونے کے باوجود ان کی نگاہوں سے اوجھل تھا' شنکر پراسرار قوتوں کا مالک تھا لیکن ابھی تک وہ بھی اپنے علم کے زور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کر سکا تھا' غار میں شاکا اور انگروما کی موجودگی میں وہ خود کو بہت مطمئن ظاہر کر رہا تھا لیکن اپنی قیام گاہ پر آنے کے بعد اس کی الجھن قابل دید تھی ...... فیصل کو احساس تھا کہ شنکر کے دل و دماغ پر اس وقت کیا گزر رہی ہو گی' طاقت کے انمول خزانے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اس کی دسترس سے دور ہو گیا تھا اور شنکر کی کالی قوتیں اس کی رہنمائی کرنے سے قاصر تھیں۔ اس وقت بھی وہ کمرے کے درمیان آلتی پالتی مارے بیٹھا کسی منتر کا جاپ کر رہا تھا۔

جاوید کی پریشانی بھی قابل دید تھی' وہ سیمابی کیفیت سے دوچار تھا' فیصل کی گمشدگی نے اسے شنکر کی طرف سے بہت زیادہ بدگمان کر دیا تھا' شاید وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ شنکر محض اپنی الجھن اور پریشانی کا ڈھونگ رچا رہا ہے ورنہ اسے فیصل کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے لیکن ابھی تک جاوید نے خود پر کنٹرول کیا ہوا تھا' بات اگر مہذب دنیا کی ہوتی تو شاید وہ اب تک اپنی اور شنکر کی جان ایک کر چکا ہوتا لیکن ایک غیر مہذب جزیرے پر وحشی انسانوں کے درمیان وہ شنکر کا سہارا لینے پر مجبور تھا اس لئے کہ وہ وہاں کی زبان سے ناواقف تھا اور شنکر سے بگاڑ کر لینے کی صورت میں وہ تنہا کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

فیصل نے متعدد بار سوچا کہ جاوید کے کانوں میں سرگوشی کر کے اسے اپنی موجودگی سے باخبر کر دے لیکن سفید ریش بزرگ نے اسے خاموشی کی تاکید کی تھی' وہ جاوید سے

بھی اپنی موجودگی کا احساس دلا سکتا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ بزرگ کی ہدایت پر عمل کرنا اس کے لئے ناگزیر تھا' یقیناً جنوں کے قبیلے سے تعلق رکھنے والے اس سن رسیدہ بزرگ نے کسی خاص مصلحت کی بناء پر اسے زبان بند رکھنے کی تاکید کی ہو گی' شوالا سے مقابلے کے دوران بھی اگر عین موقع پر اس نے سفید تسبیح کی طرف فیصل کی توجہ مبذول نہ کرائی ہوتی تو شاید اب تک کھیل ختم ہو چکا ہوتا' وہ اب تک نجات دہندہ بن کر فیصل کی مدد کر رہا تھا' قوت کے انمول خزانے کے حصول کے بعد بھی اس نے کوئی مصلحت محسوس کی ہو گی جو اسے تسبیح کا دانہ منہ میں رکھ کر خاموش رہنے کی تاکید کی تھی۔

فیصل کی نظریں شنکر پر مرکوز تھیں' اس کے ذہن میں قسم قسم کے وسوسے سر ابھار رہے تھے' وہ شنکر کی بے چینی کو محسوس کر رہا تھا' شنکر نے اسے جتایا تھا کہ بچے کی اس خون آلود روئی کو حاصل کرنے کی خاطر اس نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا پاٹ میں گزار دیا تھا' وہ روئی اس کی زندگی کا ایک اہم مقصد بن کر رہ گئی تھی لیکن وہ بذات خود اسے دیوتا کے قدموں سے نکال کر لے جانے سے قاصر تھا' اسی لئے اس نے فیصل کا انتخاب کیا تھا لیکن جب کامیابی اور اس کے درمیان کا فاصلہ ختم ہوا تو بزرگ نے عین وقت پر اسے شنکر کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔

اچانک فیصل کے ذہن میں جاوید کے کہے ہوئے جملے گونج اٹھے' جاوید نے کہا تھا کہ شنکر صرف قوت کے خزانے کے حصول کے وقت تک اس کی مدد کرے گا پھر کسی گرگٹ کی طرح آنکھیں پھیر لے گا' جس قوت کی خاطر اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی وہ اسے اتنی آسانی سے کسی اور کے حوالے کر کے خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس نے سوچا' اگر سفید ریش بزرگ نے بروقت اس کی مدد نہ کی ہوتی تو کیا ہوتا؟ ...... کیا شنکر روئی حاصل کرنے کے بعد فیصل کو بھی اتنی ہی خوبصورتی سے ٹھکانے لگا دیتا جس طرح اس نے راگھو سے نجات حاصل کی تھی؟ اس خیال کے ساتھ ہی فیصل نے روپا کی سمت دیکھا جو شنکر کی پشت پر کھڑی تھی' بظاہر وہ کس قدر معصوم نظر آ رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں قاتل زہر کی آمیزش موجود تھی جس نے لمحوں میں راگھو کو ڈس کر موت سے ہمکنار کر دیا تھا' وہ قدم بڑھاتا ہوا روپا کے قریب چلا گیا' اس نے بہت قریب سے روپا کی آنکھوں کا جائزہ لیا' اس کی آنکھوں کے پپوٹے کسی میک اپ کے بغیر ہی نیلے دکھائی دے رہے تھے' یقیناً وہ شیش ناگ کا قاتل زہر ہی تھا جو اس کی آنکھوں میں سما گیا

خوبصورتی سے شاکا اور انگرویا کی نگاہوں کے سامنے نہایت دیدہ دلیری سے ختم کرا دیا تھا اور خود کو شاکا کے عتاب سے بچا لیا تھا' وہ اگر چاہتا تو جاوید اور فیصل کو بھی اتنی ہی آسانی سے موت کی نیند سلا سکتا تھا اور پھر خون آلود روئی پر بلا شرکت غیرے قبضہ کر سکتا تھا...... یقیناً شنکر کے شاطر ذہن نے فیصل اور جاوید کے لئے کوئی ایسا ہی خوبصورت مگر تباہ کن جال بنا ہو گا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی' سفید ریش بزرگ نے اس کی سازش کو محسوس کرنے کے بعد تسبیح کے مقدس اور بابرکت دانے کے ذریعے فیصل کو اس کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

"لیکن آخر کب تک؟" فیصل کے ذہن میں یہ سوال تیزی سے ابھرا۔ "آخر وہ کب تک اس طرح خود کو شنکر کی کالی طاقتوں کے مکروہ جال سے دور رکھ سکے گا؟ جب وہ ظاہر ہو گا اس وقت شنکر کا برتاؤ اس کے ساتھ کیسا ہو گا؟ کیا وہ آسانی اور شرافت سے قوت کے اس انمول خزانے سے خود کو دست بردار کر لے گا......؟ نہیں ...... ایسا نہیں ہو سکتا' شنکر اس خون آلود روئی کے حصول کی خاطر اپنی زندگی بھی قربان کر دے گا لیکن اسے کسی اور کے پاس نہیں رہنے دے گا" ...... پھر شنکر کی بات فیصل کے ذہن میں ابھری' اس نے کہا تھا کہ اگر اس خون آلود روئی کو گیارہ روز تک مسلسل تاریکی میں جلائے رکھا جائے تو بچے کی روح چھلاوے کی شکل میں سامنے آ جائے گی جسے اس کے سوا کوئی اور نہیں دیکھ سکے گا اور پھر اس چھلاوے کی طاقت سے زندگی کا ہر مقصد پورا کیا جا سکتا ہے۔

فیصل نے سوچا اگر کسی طرح وہ اس روئی کو شنکر کی نظروں سے اوجھل رہ کر گیارہ روز تک کسی غار کے گھپ اندھیرے میں جلائے رکھنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر شنکر کی گندی طاقتیں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی ...... ہو سکتا ہے بزرگ نے بھی اسی خیال کے تحت اس کی مدد کی ہو اور دیدہ و دانستہ واپسی میں دیر لگا دی ہو......!

"نہیں ...... نہیں ...... میرے جیتے جی ایسا نہیں ہو سکتا۔" اچانک شنکر نے آنکھیں کھول کر خلاء میں گھورتے ہوئے کہا' اس کی آنکھوں کے ڈھیلے سرخ ہو رہے تھے اور چہرے پر شدید جھلاہٹ طاری تھی' شاید وہ غصے کی شدت ہی تھی جس نے اسے ساری جان سے لرزنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کیا ہوا ......" جاوید نے شنکر کے قریب جا کر تیزی سے دریافت کیا۔ "کچھ پتہ چلا......؟"

"نہیں ......" شنکر نے حقارت بھری نظروں سے جاوید کو دیکھا۔ "میری شکتی اور

میرے جنتر منتر کے بیر اسے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ ابھی تک گھپ اندھیروں میں کہیں گم ہے۔"

"تم ...... تم مجھے ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟" جاوید نے ہاتھ ملتے ہوئے قدرے سخت لہجہ اختیار کیا تو شنکر نرم پڑ گیا۔

"تمہاری وِدیا اب کیا کہتی ہے ......" جاوید نے تلملا کر پوچھا۔

"دھیرج سے کام لو ...... میں ابھی نراش نہیں ہوا۔" شنکر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا' اس کی نظریں ایک بار پھر خلاء میں گھورنے لگیں۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔" جاوید نے کہا۔ "کیا فیصل کی گمشدگی میں حقیقتاً شیش ناگ کا ہاتھ شامل ہے؟"

"شیش ناگ کے ہاتھ نہیں ہوتے ......"

"مگر تم نے یہی کہا تھا ......"

"وہ میں نے شاکا اور انگرویا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے کارن کہا تھا۔"

"لیکن یہ تو سچ ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر اب روپا کی آنکھوں میں سما گیا ہے۔" جاوید نے جرح کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے شاکا سے اسی بات کا دعویٰ کیا تھا اور میں نے راگھو کی موت کا تماشہ بھی اپنی نظروں سے دیکھا ہے۔"

"تم ابھی بالک ہو ...... ان کھیل تماشوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔"

"مجھے ان فضول باتوں سے کوئی سروکار بھی نہیں ہے۔" جاوید نے جھلا کر کہا۔ "میں تم سے صرف فیصل کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"فیصل ......" شنکر نے فیصل کے نام کو اپنے دانتوں کے درمیان چباتے ہوئے سرد انداز میں کہا۔ "مجھے بھی کیول اسی کی تلاش ہے' اگر وہ نہ ملا تو میرے سارے جیون کی تپسیا برباد ہو جائے گی۔"

"کیا مطلب ......" جاوید نے چونک کر پوچھا۔ "تم کس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہو ......"

"میری نظریں ابھی تک اس کا کھوج نہیں لگا سکیں پرنتو میں نے اپنی شکتی کے زور سے یہ معلوم کر لیا ہے کہ طاقت کا وہ انمول خزانہ اب اس جگہ موجود نہیں ہے جہاں غار میں گھپ اندھیرا ہونے سے پہلے موجود تھا اور اس کا کیول ایک ہی مطلب ہے۔" شنکر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "فیصل نے اسے میرے کہے کے انوسار پالیا ہے لیکن ......" شنکر

اپنا جملہ پورا کرتے کرتے رک گیا' یوں لگ رہا تھا جیسے اسے اچانک کوئی بات یاد آگئی ہو' اس کی آنکھوں میں مایوسی اور غصے کے ملے جلے تاثرات پھیل کر گہرے ہو رہے تھے۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے......؟" جاوید نے اسے کریدنے کی کوشش کی "لیکن کیا...... کیا طاقت کا وہ انمول خزانہ ہی فیصل کی گمشدگی کا سبب بنا ہے......؟"

"نہیں ......" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "ایسا نہیں ہے۔"

"پھر حقیقت کیا ہے ......" جاوید نے تلملا کر پوچھا۔

"سفید مالا کے پوتر دانے۔" شنکر نے پورے یقین سے کہا۔ "پہلے مجھے اس کا دھیان نہیں آیا تھا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا...... تسبیح کے دانوں سے فیصل کے غائب ہونے کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

"میں بھی ابھی پوری طرح نہیں سمجھ سکا' پرنتو اب مجھے وشواس ہو چلا ہے کہ جو بھی ہوا ہے اسی سفید مالا کا چمتکار ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے اندھیرے میں رکھ کر کوئی نیا کھیل کھیلنے کی کوشش کر رہے ہو ......"

"زیادہ اونچے سروں میں نہ بولو میرے متر۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا "اگر مجھے کوئی کھیل تماشہ کرنا ہوتا تو میں بحری عقاب پر ہی دھوم دھڑکا کر چکا ہوتا۔"

"ایک بات یاد رکھنا شنکر۔" جاوید کے تیور تیکھے ہو گئے۔ "میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن اگر تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کرنے کی کوشش کی تو تمہیں یہ سودا بہت مہنگا پڑے گا۔"

"پہلے فیصل کو سامنے آ جانے دو بالک' سستے مہنگے کا حساب بھی ہو جائے گا۔" شنکر معنی خیز انداز میں بولا پھر دوبارہ آنکھیں بند کر کے کسی جنتر منتر کے ورد میں مشغول ہو گیا' جاوید کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا' ایک لمحے کو وہ بھڑکنے کو آمادہ ہوا تھا لیکن پھر خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو گیا۔

فیصل خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی باتیں سن رہا تھا' اسے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ شنکر نے اس کی گمشدگی کا راز کس طرح پالیا' مگر وہ ابھی پوری طرح مطمئن نہیں تھا' اسی لئے ایک بار پھر پورے گیان دھیان سے اپنی کالی طاقتوں کا سہارا تلاش کر رہا تھا۔

فیصل کے ذہن میں بزرگ کا خیال بڑی شدت سے ستا رہا تھا' جاتے وقت انہوں نے کہا تھا کہ واپسی میں کچھ دیر بھی لگ سکتی ہے لیکن اب خاصا وقت گزر چکا تھا' اسے جاوید کی بے چینی کا احساس بھی ستا رہا تھا' وہ شنکر سے برسرپیکار ہوتے ہوتے رہ گیا تھا' فیصل نے ایک بار اس کے قریب جاکر سرگوشی میں کہنا چاہا تھا کہ اسے محتاط رہنا چاہئے' شنکر جیسے شاطر اور طاغوتی قوتوں کے مالک سے ٹکر لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی لیکن بزرگ کی ہدایت نے اسے عمل کرنے سے روک دیا' فیصل کو اس وقت تک زبان بند رکھنے کی سختی سے تاکید کی گئی تھی جب تک اسے بزرگ کی طرف سے کوئی دوسرا اشارہ نہ موصول ہوتا۔ تسبیح کا دانہ منہ میں رکھے رکھے اسے اکتاہٹ سی ہونے لگی تھی پھر خود کو مصروف رکھنے کی خاطر اس کے ذہن میں ایک خیال سرعت سے ابھرا' بزرگ نے اسے صرف زبان بند رکھنے کی تاکید کی تھی' ہاتھ پیر ہلانے سے نہیں روکا تھا' اس طرح وہ نہ صرف خود کو مصروف رکھ سکتا تھا بلکہ شنکر کے گندے عمل میں رخنہ اندازی بھی کر سکتا تھا' روپا کے اس سکون کو بھی برباد کر سکتا تھا جو اس کے خوبصورت اور حسین چہرے پر دکھائی دے رہا تھا۔

اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر فیصل نے حرکت کی' روپا کے عقب میں پہنچ کر اس نے کمرے کی دیوار کے قریب پڑی ہوئی اس گرد آلود بید نما لکڑی کو اٹھا لیا جو نہ جانے وہاں کب سے پڑی تھی پھر وہ روپا کے عین پشت پر پہنچ کر رک گیا ایک لمحے کو اس نے حالات کا جائزہ لیا پھر پوری شدت سے لکڑی گھما کر روپا کے کمر پر ماری تو وہ یکلخت خوفزدہ ہو کر چیخ اٹھی' شنکر نے آنکھیں کھول دیں لیکن فیصل اس سے پہلے ہی لکڑی کو اپنے پیچھے چھپا چکا تھا۔ روپا سہمے ہوئے انداز میں گھوم گھوم کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی' جاوید بھی اس کی چیخ کا سبب معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن پہل شنکر نے کی۔

"کیا بات ہے......؟" اس نے روپا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تو نے چیخ کیوں ماری تھی؟"

"شنکر ......" وہ تیزی سے لپک کر شنکر کے قریب جاکر خوفزدہ آواز میں بولی۔ "یہاں...... اس کمرے میں ہمارے سوا کوئی اور بھی موجود ہے۔"

"کیا ......" شنکر چونکا "کیا کہہ رہی ہے تو......؟"

"میں سچ بول رہی ہوں۔" روپا نے سہمے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "کسی نے میری کمر پر بید ماری تھی۔"

"کہیں تو نے جاگتے میں کھلی آنکھوں سے سپنے دیکھنے تو نہیں شروع کر دیئے۔"

"میرا وشواس کر .... میں اس سے تجھ سے مذاق نہیں کر رہی۔" اس نے اپنی پشت سہلاتے ہوئے شنکر کو یقین دلانے کی کوشش کی۔

"اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو پھر وہ کون ہو سکتا ہے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے شیش ناگ کی آتما تمہاری روپا رانی سے کھیل رہی ہو۔" جاوید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اب بڑھ بڑھ کر بولنے لگے ہو میرے متر ...." شنکر نے جاوید کو گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا۔ "میری مانو تو اپنی زبان کو قابو میں رکھو' شنکر کی شکتی کو للکارنے کی کوشش کی تو گھاٹے میں رہو گے۔"

"کس شکتی کی بات کر رہے ہو مائی ڈیئر......." جاوید زہر خند سے بولا۔ "وہی تو نہیں جو ابھی تک فیصل کا کھوج بھی نہیں لگا سکی۔"

"تو نے ٹھیک کہا تھا روپا رانی .... یہاں ہمارے سوا کوئی اور بھی ہے۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تمہاری ودیا کیا کہتی ہے؟ .... کون ہو سکتا ہے ہمارے سوا۔" جاوید نے تلخ انداز اختیار کیا۔

"سمجھ گیا ...." شنکر کا لہجہ بڑا پراسرار تھا۔ "تم شنکر کے جاپ میں گڑ بڑ گھوٹالا کر کے اس کا دھیان بٹانا چاہتے ہو۔"

فیصل کو امید نہیں تھی کہ حالات اس قدر تیزی سے اپنا رخ بدل دیں گے' شنکر کی نظروں میں اس نے جاوید کے لئے جو پیغام پڑھا تھا وہ بہت ہولناک تھا۔ پھر اس سے پیشتر کہ جاوید کوئی جواب دیتا فیصل نے ہاتھ میں دبی ہوئی لکڑی شنکر کی جانب اچھال دی' وہ شنکر کی توجہ اپنی سمت مبذول کرنا چاہتا تھا' اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی' جاوید شنکر کے سامنے تھا جب کہ فیصل نے لکڑی شنکر کی پشت سے پھینکی تھی' لکڑی گرنے کی آواز کے ساتھ ہی شنکر اور روپا نے بیک وقت پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھا لیکن وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

شنکر ایک ثانئے تک خلا میں گھورتا رہا۔ پھر اس نے اچانک کسی منتر کا جاپ پڑھ کر تیزی سے اپنی انگلی کو فضا میں بلند کیا اور دائرے کی شکل میں گردش دینا شروع کر دیا۔ فیصل نے چونک کر دیکھا' اس کے اطراف میں خوفناک بلائیں جمع ہو رہی تھیں' ان بلاؤں کے چہرے مردہ انسانوں کی کھوپڑیوں سے ملتے جلتے تھے' آنکھ کے حلقوں سے خوفناک شعلے لپک

رہے تھے' دیکھتے ہی دیکھتے ان کی تعداد بڑھ کر فیصل کے چاروں طرف اس طرح اکٹھا ہو گئی کہ اس کے پاس واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا' پھر شنکر کی گرجدار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "اگر تم وہی ہو جو میں سمجھ رہا ہوں تو کھل کر سامنے آ جاؤ ورنہ تمہارا انجام خطرناک ہو گا۔" وہ خونخوار نظروں سے خلاء میں دیکھ رہا تھا۔

جاوید کو چونکہ خوفناک اور بھیانک چہرے نظر نہیں آ رہے تھے اس لئے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ شاید شنکر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے لیکن فیصل کی کیفیت اس سے مختلف تھی' وہ ان خوفناک بلاؤں کو آہستہ آہستہ گھیرا تنگ کرتے دیکھ رہا تھا' فیصل کے لئے فرار کے راستے مسدود ہوتے جا رہے تھے۔



موت کا بھیانک اور ہولناک تصور اس کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا' شاید اس نے شنکر کو چھیڑ کر کسی عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا لیکن تیر اب کمان سے نکل چکا تھا' فیصل نے جاوید کو بچانے کی خاطر شنکر کی توجہ منتشر کرنی چاہی تھی لیکن خود اس کے جال میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ کالی قوتوں سے جنم لینے والے خوفناک مردہ انسان' ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے' شنکر نے شاید اسی لئے جاوید کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا تھا کہ وہ کمرے میں فیصل کی موجودگی کی تصدیق کرنا چاہتا تھا' روپا کی شکایت پر اس کا ماتھا ضرور ٹھنکا ہو گا پھر فیصل نے لکڑی اس کی سمت پھینک کر اس کے شبے کی تصدیق کر دی اور انجام کار اب وہ عفریتوں کے درمیان گھر گیا تھا۔

شنکر کی نظریں فیصل کو نہیں دیکھ سکتی تھیں لیکن اس کے جنتر منتر سے جنم لینے والے انسانی مجسمے اپنی آنکھوں کے حلقوں سے شعلے اگلتے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شنکر بدستور اپنی انگلی کو فضا میں بلند کئے دائرے کی صورت میں گردش کر رہا تھا۔ روپا اور جاوید اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے' پھر جاوید نے ایک بھرپور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"شنکر' کیا میں یہ سمجھوں کہ تم خود کو پاگل ظاہر کر کے سیاہ فام حبشیوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

جواب میں شنکر نے گھور کر جاوید کو دیکھا لیکن اس کا عمل بدستور جاری تھا۔

"سمجھ گیا.........." جاوید نے اس کا بار بار مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "تم شاید اپنے مفلوج ذہن کو اسٹارٹ کرنے کی خاطر ہینڈل لگانے کی کوشش کر رہے ہو.......... مجھے یقین تھا فیصل کے بغیر تم کامیابی کی منزلیں سر نہیں کر سکتے' تمہاری جگہ میں ہوتا تو ممکن ہے میری ذہنی حالت تمہارے مقابلے میں زیادہ اثر انداز ہو گئی ہوتی.........."

"تم......" روپا نے پہلی بار براہ راست جاوید کو مخاطب کیا۔ "کیا تم کچھ دیر کے لئے اپنی زبان بند نہیں رکھ سکتے؟"

"میں تمہاری ہدایت پر عمل کر سکتا ہوں' لیکن ایک شرط پر......... کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ اس سے مسٹر شنکر کی ذہنی کیفیت سطح سمندر سے کتنی بلندی پر پرواز کر رہی ہے اور اسے اپنی حالت میں واپسی کے لئے کتنا وقت درکار ہو گا؟"

"اپنی زبان پر قابو رکھو.........." روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے وشواس ہے کہ اس سے شنکر تمہارے متر کو تلاش کرنے کے کارن پورے گیان دھیان سے اپنی طاغوتی قوتوں کو استعمال کر رہا ہے' ایسے میں تمہاری اوٹ پٹانگ باتیں اسے بھٹکا دیں گی۔"

"تم اپنی نصیحت اپنے پاس رکھو۔" جاوید نے جھلا کر کہا۔ "مجھے تم سے یا تمہارے مسٹر شنکر سے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"کیا تم کو اپنے دوست کی تلاش نہیں ہے........."

"اس غیر مہذب دنیا میں میری برداشت کو تم میری بزدلی سے تعبیر دینے کی کوشش نہ کرنا۔" جاوید نے روپا کو نفرت سے گھورتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "تم لوگ کتنے پانی میں ہو مجھے اس کا اندازہ ہو چکا ہے۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لو' ایک مسلمان کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ موت اسی وقت آتی ہے جب قدرت کو منظور ہو' تمہارے جنتر منتر اور چھو چھا میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔"

"کیا تم کچھ دیر کے لئے خاموش نہیں ہو سکتے؟" روپا نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو مس روپا؟" جاوید کے تیور بدل گئے۔ "میں بلاوجہ لڑکیوں کو منہ لگانے کا عادی نہیں ہوں۔"

"تم.......... تم شاید راگھو کا انجام بھول رہے ہو۔" روپا کا لہجہ سفاک ہو گیا لیکن شنکر نے اسی وقت دوسرا ہاتھ اٹھا کر روپا کو چپ رہنے کا اشارہ کیا' شاید وہ اس وقت کوئی اور ہنگامہ نہیں چاہتا تھا' روپا نے شنکر کے اشارے پر جاوید کی سمت سے اپنا منہ پھیر لیا لیکن جاوید بدستور اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں' شنکر کی آسیبی قوتیں اب اس سے بہت قریب آ چکی تھیں۔ اچانک فیصل کے ذہن میں تسبیح کے دانوں کا خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ اس نے تیزی سے ایک دانہ جیب سے نکال لیا لیکن قبل اس کے کہ وہ اسے خوفناک بلاؤں کے خلاف استعمال کرتا' سفید ریش بزرگ اس کی نظروں کے سامنے نمودار ہو گئے' بزرگ کے چہرے پر وہ پہلی جیسی شفقت اور مہربانی نہیں تھی' ان کی نگاہوں میں الجھن اور بیزاری کے ملے جلے تاثرات گڈمڈ ہو رہے تھے۔

میرے عزیز! آپ نے واپسی میں بہت دیر لگا دی۔" فیصل نے انسانی مجسموں کی جانب

اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شنکر مجھے ہر قیمت پر بے نقاب کرنا چاہتا ہے۔ میری گمشدگی نے اسے دیوانہ کر دیا ہے۔"

"فیصل میاں ...." بزرگ نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "میں نے تم کو متعدد موقعوں پر سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جس راستے پر تم آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو وہ خطرناک ہے.......... میں جانتا ہوں کہ گندی اور پلید قوتیں تمہارے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دینے کے لئے کوشاں ہیں .... آگے کیا ہونے والا ہے مجھے علم ہے لیکن میں اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں' ہمارے اوپر بھی کچھ بندشیں ہوتی ہیں جو ہمیں ایک حد سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتیں .... میں ایک بار پھر تمہیں واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

"بات بڑھ چکی ہے محترم ...." فیصل نے جواب دیا۔ "مجھے ابھی اپنے دشمنوں کا حساب برابر کرنا ہے' میرے ساتھ جو کچھ ہوا ہے آپ اس سے بے خبر تو نہیں ہیں.........."

"میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن تم .... تم کچھ نہیں جانتے۔" بزرگ نے فیصل کو گھورتے ہوئے مشورہ دیا۔ "طاقت' ہوس اور دولت کا نشہ انسان کو گمراہ کردیتا ہے' ایک بار قدم ڈگمگائیں تو سنبھلنا دشوار ہو جاتا ہے' یہ ساعتیں بھی گزر گئیں تو پھر بات اختیار سے باہر ہو جائے گی' وقت کی قدر کرو .... سراب کے تعاقب میں بھاگنے والے اپنی منزل کا نشان بھی بھول جاتے ہیں۔"

"یہ .... یہ .... مکروہ بلائیں مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خواہاں ہیں اور آپ مجھے صبر اور قناعت کی تلقین کر رہے ہیں۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ پھر تسبیح کا دانہ استعمال کرنے کی کوشش کی تو بزرگ کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزر گیا۔

"نہیں ...." ان کی آواز میں حکم تھا۔ "تم ان مقدس دانوں کو گند میں نہیں اچھالو گے۔"

فیصل نے احتجاج کرنا چاہا لیکن بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھام لیا' فیصل کو وہ ہاتھ روئی کے نرم گالوں سے زیادہ ملائم اور برف سے زیادہ سرد محسوس ہوا لیکن اس کی گرفت آہنی شکنجوں سے زیادہ مضبوط اور ٹھوس تھی' پھر بزرگ فیصل کا ہاتھ تھامے اسے بلاؤں کے حلقے سے نکال کر دور لے گئے' شنکر کا عمل بدستور جاری تھا۔

"فیصل میاں .... اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم سے کھل کر دو ٹوک گفتگو کر لوں۔"

"آپ ...." فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "آپ مجھ سے کچھ خفا نظر آ رہے ہیں۔"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا.......... حالات نے مجھے تم سے کنارہ کشی پر مجبور کر دیا ہے.........."

"میرے محترم..........!" فیصل نے چونک کر کہا۔ "یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ .... اگر مجھ سے کوئی غلطی کوئی گستاخی سرزد ہوئی ہے تو میں اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔"

"بات غلطی یا گستاخی کی نہیں ہے فیصل میاں! لیکن تم جس راستے پر آگے بڑھنا چاہتے ہو وہ گمراہی اور فریب کا راستہ ہے اور میں ان راستوں پر تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

"لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو میری نگرانی اور میری حفاظت کا فرض سونپا گیا تھا؟"

"مجھے اسی لئے واپسی میں دیر ہوگئی۔" بزرگ نے سنجیدگی سے کہا۔ "کاش تم جان سکتے کہ میں کون ہوں اور میرا اور تمہارے بزرگوں کا تعلق کب سے ہے........."

"آپ.........." فیصل نے بزرگ کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا تعلق یقیناً جنات کے قبیلے سے ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھے ...." بزرگ نے کہنا شروع کیا۔ "میرا تعلق جنات کے اس قبیلے سے ہے جو نیکی کے راستوں کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ میرے تعلقات تمہارے بزرگوں سے سو سال سے بھی زیادہ پرانے ہیں' تمہیں شاید یاد بھی نہ ہو کہ تمہارے دادا حضور تقسیم سے قبل ایک شاندار حویلی میں رہا کرتے تھے' میں بھی اسی حویلی کے ایک پرسکون گوشے میں واقع کتب خانے میں اپنے مختصر خاندان کے ساتھ رہائش پذیر تھا پھر آہستہ آہستہ میں تمہارے دادا حضور کا معتقد ہوتا گیا' وہ بہت نیک اور عبادت گزار بزرگ تھے' خاص طور پر وہ قرآن حکیم کی تلاوت جس خوش الحانی سے کیا کرتے تھے اس نے انسان تو کیا پرندوں کو بھی ان کا گرویدہ بنا دیا تھا' اسی بات نے ہمارے درمیان دوستی کی داغ بیل ڈالی تھی ایک دن جب وہ تلاوت سے فارغ ہوئے تو میں انسانی صورت میں ان کے سامنے آگیا' میرا خیال تھا کہ میرے اچانک نمودار ہونے پر وہ خوفزدہ ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا' میرے استفسار پر انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا کہ وہ کتب خانے میں میری رہائش سے واقف تھے' پھر ہماری

[illegible] لیا' مجھے اس حقیقت کا علم بعد میں ہوا کہ تمہارے دادا حضور بہت پہنچے ہوئے [illegible] ' ایک روز میری بیٹی کی طبیعت بہت ناساز تھی' میں بہت افسردہ تھا جب انہوں نے ازخود مجھے حکم دیا کہ میں اپنی بیٹی کو ان کے سامنے ظاہر ہونے کا حکم دوں' میرے اشارے کی دیر تھی کہ میری معصوم بچی انسانی روپ میں ظاہر ہو گئی' مجھے اس کی زندگی کی امید نہیں تھی' وہ ایک ایسے موذی اور جان لیوا مرض میں مبتلا تھی جس کا کوئی علاج نہیں تھا' میں متعدد حکیموں کو دکھا چکا تھا لیکن سب ہی نے عاشی کے بارے میں ایک ہی رائے قائم کی تھی کہ اس کا مرض لا علاج ہے۔ لیکن کیا تم یقین کرو گے کہ تمہارے دادا حضور نے میری عاشی پر صرف ایک بار کچھ پڑھ کر پھونکا تھا اور وہ حیرت انگیز طور پر رو بصحت ہوگئی.........." بزرگ نے ایک ثانئے کو رک کر سانس لیا' پھر بولے۔ "اس واقعے نے مجھے اور میرے خاندان کو تمہارے دادا حضور کا جو بعد میں بڑے میاں صاحب کے نام سے مشہور ہوئے بے دام غلام بنا دیا' وہ عاشی کو بہت پیار کرتے تھے' اکثر تنہائی میں اس سے مذہبی امور پر بہت دلچسپ اور بصیرت افروز گفتگو کیا کرتے' تقسیم کے بعد جب انہوں نے ہجرت کی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا اور.......... میں اس وقت بھی ان کے سرہانے کھڑا آنسو بہا رہا تھا جب انہوں نے دنیا سے پردہ کیا تھا۔ دنیا سے منہ موڑنے سے قبل میاں صاحب نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں بطور خاص تمہارا خیال رکھوں' وہ تمہیں بہت زیادہ چاہتے تھے۔"

"اور آپ ان تمام باتوں کے باوجود کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں؟"

"مجھے اسی وجہ سے واپسی میں دیر ہو گئی۔" بزرگ نے کہا۔ "میں نے تمہاری پوری روداد میاں صاحب کے گوش گزار کر دی ہے' ان کا بھی یہی خیال ہے کہ تم اگر واپس نہیں لوٹ سکتے تو تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیا جائے۔"

"کیا آپ میری بربادی کا تماشا دیکھ سکیں گے؟"

"اسی غرض سے میں نے تمہیں واپسی کا مشورہ دیا تھا.........."

"آپ کا کیا مشورہ ہے۔" فیصل نے الجھتے ہوئے کہا۔ "کیا میں طاقت کے اس انمول خزانے کو شنکر کے حوالے کر دوں تاکہ اس کے ہاتھ اور زیادہ مضبوط ہو جائیں اور وہ مجھے موت کے گھاٹ اتار کر بالکل آزاد ہو جائے؟"

"موت اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے فیصل میاں' وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے"

"میں آپ کا مشورہ قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن ایک شرط پر۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "شنکر کے وجود کا خاتمہ کر دیجئے اور.........."

"مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری شرط قبول نہیں کروں گا۔" بزرگ نے برہمی کا اظہار کیا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ میرا تعلق جنات کے اس قبیلے سے ہے جو شرافت کے راستے پر گامزن ہیں۔"

"شنکر میرا اور میرے عزیز دوست کا دشمن ہے' خون آلود روئی کے حصول کے بعد وہ سب سے پہلے ہم دونوں کو راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔"

"اس کی جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی یہی کرتے۔" بزرگ نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانا کیا آپ کے نزدیک عقلمندی کی علامت ہے؟"

"مجھے افسوس ہے.......... میں تمہارے ساتھ بحث نہیں کر سکتا.......... میں بڑے میاں صاحب کو بھی اپنے فیصلے سے آگاہ کر چکا ہوں۔"

"تو پھر میرا فیصلہ بھی سن لیجئے۔" فیصل نے جذبات کی رو میں بہک کر جواب دیا۔ "جب تک میں شنکر اور اپنے تمام دشمنوں کو زیر نہیں کر لوں گا واپسی کا راستہ نہیں اختیار کروں گا۔"

"تم تسبیح کے دانے کو کب تک منہ میں دبا سکو گے؟" بزرگ نے سوال کیا۔ "گندی اور سیاہ قوتیں ہر ہر قدم گھات لگائے بیٹھی ہوں گی۔"

"اسی لئے تو میں خون آلود روئی کی طاقت کو اپنے لئے بطور ڈھال استعمال کرنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے معلوم تھا کہ تمہارا جواب یہی ہوگا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایمان کی قوت دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں پر بھی حاوی ہے.......... اعتقاد شرط ہے۔"

"وہ.........." فیصل نے شنکر کی سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ بدبخت میرے عزیز دوست کو جان سے مار دے گا۔"

بزرگ نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک نظر جاوید اور شنکر پر ڈالی پھر آہستہ سے اٹھا کر کچھ اشارہ کیا تو شنکر کی خوفناک [illegible]

جسم بجلی کے ننگے تاروں سے ٹکرا گیا ہو' اس کے چہرے پر وحشت کے اثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے جھونپڑی میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔

"آپ ایک اشارہ اور کر دیں میرے محترم!" فیصل نے کہا۔ "شنکر کی موت ممکن ہے میری واپسی کے تاریک راستوں کو روشن کردے۔"

"تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے فیصل میاں' اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔"

"میری قسمت میں کیا رقم ہے؟ کیا آپ میری رہنمائی نہیں کریں گے؟"

"مجھے مجبور مت کرو میرے عزیز .... وقت کا انتظار کرو' شاید وہی تمہاری رہنمائی کر سکے۔"

"میں ایک آخری درخواست کرنا چاہتا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔

"کہو ...."

"کیا آپ میرے اور شنکر کے درمیان کوئی ایسی دیوار نہیں حائل کر سکتے کہ اس کی مکروہ نظریں میرے وجود کا سراغ نہ پا سکیں' کم از کم اس وقت تک جب تک میں طاقت کے انمول خزانے کو پوری طرح استعمال کے قابل نہ بنا لوں۔"

بزرگ نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا' ان کی تیز نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں پھر وہ تھوڑے توقف سے بولے۔ "خون آلود روئی کا پیکٹ میرے حوالے کر دو۔"

"آپ........... آپ اس کا کیا کریں گے؟"

"بحث مت کرو فیصل میاں' میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"نہیں........... میں آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کر سکتا۔"

"تم........... میرے حکم سے انکار کر سکو گے؟" بزرگ کا لہجہ خشک اور سرد تھا' ان کی آنکھوں میں جلال کی کیفیت موجزن تھی۔

"آپ اس روئی کا کیا کریں گے؟"

"یہ سوچنا میرا کام ہے ...." سفید ریش بزرگ نے جھلا کر جواب دیا۔ پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فیصل کا ہاتھ تھاما تو فیصل کے اوپر غنودگی کی کیفیت طاری ہونے لگی اس نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی بھرپور کوشش کی لیکن اس کی قوت مدافعت بتدریج کمزور پڑتی جا رہی تھی پھر نیند کا غلبہ اتنی تیزی سے طاری ہوا کہ وہ دنیا و مافیا سے بے خبر ہوتا چلا گیا........... !!

شنکر پر جنونی کیفیت طاری تھی' وہ وحشت بھری نظروں سے جھونپڑی کے چاروں طرف نظر دوڑا رہا تھا' اسے یقین تھا کہ وہاں ان کے سوا کوئی اور بھی تھا' اسی شبے کے پیش نظر اس نے ایک آزمودہ منتر پڑھ کر اپنے طاغوتی جال کو اس طرح پھیلا دیا تھا کہ کوئی نادیدہ شے بھی اس حصار سے باہر نہیں جا سکتی تھی' اسے قوی امید تھی کہ وہاں جو کوئی بھی تھا یا تو خود کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو جائے گا یا پھر خوفناک بلاؤں سے ٹکرا کر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا تھا' اس بار بھی اس کا عمل خالی گیا تھا' وہاں جو قوت بھی تھی وہ شنکر کی قوت سے زیادہ طاقت ور تھی جس نے اس کے بیروں کو جلا کر راکھ کر دیا تھا۔

"سفید مالا کے پوتر دانے ...." شنکر کے ذہن میں ایک ہی خیال گونج رہا تھا اور یہی خیال اسے یقین دلا رہا کہ فیصل اس کے آس پاس ہی کہیں موجود ہے جو خون آلود روئی حاصل کرنے کے بعد اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا لیکن اگر وہ فیصل ہی تھا تو پھر شوالا سے مقابلے کے وقت اس نے نظروں سے اوجھل ہو جانے والے طریقہ کار کو اپنانے سے گریز کیوں کیا تھا؟ قبیلے کے لوگوں کی موجودگی میں اس کرشمے کے مظاہرے کے بعد وہ ان کے اوپر زیادہ بہتر طور پر اپنا سکہ جما سکتا تھا اور شوالا کو زیادہ آسانی سے موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا؟

مختلف خیالات اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہو رہے تھے' یہ بھی ممکن تھا کہ فیصل کو تسبیح کے دانوں کا مختلف استعمال پہلے سے نہ معلوم رہا ہو اور اسی دیوانے نے جس نے فیصل کو ایک بار ٹرک کے خوفناک حادثے سے بروقت بچا لیا تھا خون آلود روئی کے حصول کے بعد اسے ایک بار پھر اپنی لازوال قوتوں سے نواز دیا ہو۔ "یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔" شنکر نے سوچا' سیاہ قوتوں کا توڑ کرنے کی خاطر رحمانی طاقتوں کا جوابی حملہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی' دوسرے کئی معاملات میں بھی وہ ایسے ہی واقعات سے دوچار ہو چکا تھا لیکن موجودہ صورت حال اس کے لئے سب سے زیادہ پریشان کن تھی' وہ طاقت کے اس انمول خزانے کو جو اس وقت فیصل کی تحویل میں تھا ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا' بڑی دیر تک وہ ذہنی جمناسٹک کرتا رہا پھر اس نے ایک آخری فیصلہ کر لیا جو کام وہ سختی سے نہیں نکال سکا تھا وہ نرمی سے بھی نکالا جا سکتا تھا' وہ اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے کوئی بھی راستہ اختیار کر سکتا تھا' اسے آم کھانے سے غرض تھی پیڑ گننے سے کوئی سروکار نہیں تھا' یوں بھی اسے علم تھا کہ اگر رحمانی قوتیں فیصل کی پشت پناہی کر رہی ہیں تو کالی قوتیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گی'

اپنے ذہن میں ایک نیا منصوبہ مرتب کرنے کے بعد اس نے جاوید کو دیکھا جو ابھی تک روپا کو حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"میرے متر..............." شنکر کے ہونٹوں پر بڑی مکارانہ مسکراہٹ ابھری' اس نے بڑی نرمی سے جاوید کو مخاطب کیا۔ "اتنی کڑی نظروں سے تم روپا رانی کو کیوں دیکھ رہے ہو............... کیا بہت زیادہ ناراض ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اپنے راستے الگ الگ کر لینے چاہئیں۔" جاوید نے روکھے لہجے میں کہا۔ "یوں بھی میرے اور تمہارے درمیان کوئی گہرا تعلق نہیں ہے۔"

"ایسی بھی کیا بے رخی۔" شنکر نے دوستانہ انداز اختیار کیا۔ "اگر تمہیں روپا رانی کی کوئی بات بری لگی ہے تو وہ ہاتھ باندھ کر تم سے شما مانگ لے گی۔"

"تم نے شاید ابھی تک میرے بارے میں غلط رائے قائم کر رکھی ہے۔" جاوید نے بدستور خشک انداز میں جواب دیا۔ "میں بلاوجہ لوگوں سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں ہوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو کوئی وجہ تلاش کر لو۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "روپ کی پوجا کرنے کے تو سو بہانے ہوتے ہیں' ایک بار غور سے تم روپا رانی کو دیکھو تو سہی' تمہیں اس میں پریم کے سمندر ٹھاٹھیں مارتے نظر آئیں گے۔"

"میں ایک سمندر میں غوطے لگانے کے بجائے تپتے ریگستان کی گرم ریت پھانکنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔" جاوید حقارت سے بولا۔

"غصہ تھوک دو میرے متر..............." شنکر سنجیدگی سے بولا۔ "ہمیں پردیس میں کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ جانے کے بجائے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلنے کی ضرورت ہے............... دوسری صورت میں شاکا اور انگروما ہمیں کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش کر کے دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ چڑھانے سے دریغ نہیں کریں گے' ہمیں ابھی فیصل کے بارے میں بہت کچھ سوچنا ہے۔"

"کیا تمہیں ابھی تک اس سلسلے میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی؟"

"مجھے پورا وشواس ہے کہ وہ اسی جزیرے پر ہمارے آس پاس موجود ہے۔"

"کیا تمہاری کالی قوتوں نے اس کا سراغ پالیا ہے۔"

"ہاں..............." شنکر نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بڑے ٹھوس لہجے میں کہا "میں نے اسے تلاش کر لیا ہے لیکن ابھی وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہی ہے

گا۔"

"کیا مطلب..............."۔

"انگروما..............." شنکر نے سرسراتے انداز میں جواب دیا۔ "وہ جتنا دھرتی کے اوپر ہے اتنا ہی اندر بھی ہے' شاکا کی نظریں بھی ابھی تک اس کا بھید نہیں پاسکیں' وہ بہت جلد شاکا کو بھی اپنے راستے سے دور کر دے گا۔"

"میں سمجھا نہیں۔" جاوید نے وضاحت چاہی۔ "شاکا اور انگروما کی اندرونی کشمکش کا فیصل کی گمشدگی سے کیا تعلق ہے؟"

"بہت گہرا تعلق ہے میرے متر..............." شنکر نے جاوید کو شیشے میں اتارنے کی خاطر نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے طاقت کے جس انمول خزانے کو حاصل کرنے کی خاطر اپنا جیون داؤ پر لگا دیا ہے اس کا تھوڑا بہت علم شاکا کو بھی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ خزانہ کہاں ہے' اس کے برعکس انگروما کو بہت کچھ معلوم ہے' شاید وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں بھی اس کی تلاش میں بھٹکتا یہاں تک پہنچا ہوں' انگروما بڑے عرصے سے اس طاقت کے خزانے کو اس کی اصلی جگہ سے ہٹا کر کسی اور جگہ منتقل کرنا چاہتا تھا اور یہ سنہری موقع اس روز انگروما کے ہاتھ آگیا جس روز ہم دیوتا کے سامنے غار میں جمع ہوئے تھے۔"

"کیا..............." جاوید نے چونک کر پوچھا۔ "کیا فیصل کی گمشدگی میں انگروما کا ناپاک ہاتھ شامل ہے؟"

"دھیرج سے کام لے میرے متر! شنکر نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلیں' میں بہت جلد انگروما کو ٹھکانے لگا دوں گا لیکن اس کے لئے ہمیں سے درکار ہوگا۔" شنکر نے کہا۔ انگروما نے بڑی دوراندیشی اور چالاکی سے کام کیا ہے' اس نے ایک تیر سے کئی شکار کئے ہیں' مونیکا کو موت کے گھاٹ اتار کر اس نے شاکا کی توجہ ادھر بٹا دی اور بڑی خوبصورتی سے طاقت کے انمول خزانے کو فیصل سمیت غائب کر دیا............... شیش ناگ اس خزانے کا رکھوالا تھا' انگروما نے اپنی کالی شکتی کے زور سے اسے بھی ٹھکانے لگا دیا۔"

"کیا یہ درست ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر..............." جاوید نے ایک جملہ ادھورا چھوڑ کر روپا کی سمت دیکھا۔

"اب غصہ تھوک دو میرے دوست۔ شنکر نے کہا پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "ہاں' یہ ٹھیک ہے کہ شیش ناگ کا قاتل زہر روپا رانی کی آنکھوں میں موجود ہے' تم راگھو کی موت کا تماشا اپنی نظروں سے دیکھ چکے ہیں۔"

اگر تمہیں علم ہے کہ انگروما نے فیصل کو قید کر رکھا ہے تو تم اسے اپنی قوتوں کے زور سے..............."

"یہ اتنا آسان نہیں جتنا تم سوچ رہے ہو۔" شنکر نے تیزی سے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا۔ "انگروما بھی مہان شکتی کا مالک ہے' ہمیں اس کی شکتی کا توڑ کرنے کی خاطر بڑی ہوشیاری سے کام لینا ہو گا............... اس طرح کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم انگروما کو زیر کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے؟"

"میں نے ہارنا نہیں سیکھا میرے متر............... یہ اور بات ہے کہ قسمت ابھی میرا ساتھ نہیں دے رہی۔"

"اگر شاکا کو اس بات کا علم ہو جائے کہ انگروما اس کے ساتھ غداری کر رہا ہے تو اس کا ردعمل کیا ہو گا؟"

"میں نے بھی یہی سوچا تھا لیکن پھر اپنا خیال ترک کردیا۔"

"کیوں...............؟"

"ابھی تک انگروما کو علم نہیں کہ ہم بھی اس کا راز جان چکے ہیں۔" شنکر نے کہا۔ "حالات کا انکشاف ہو جانے کے بعد وہ ہمارا دشمن ہو جائے گا رہا شاکا تو انگروما قبیلے کے عوام سے ڈرتا ہے ورنہ اب تک وہ شاکا کو بھی ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔"

روپا ابھی تک خاموش تھی وہ حیرت سے شنکر کو دیکھ رہی تھی' اس کی سمجھ میں شنکر کی بات نہیں آ رہی تھی لیکن وہ اتنا ضرور محسوس کر رہی تھی کہ شنکر کسی خاص مصلحت کی بناء پر جاوید کو خود سے راضی کرنا چاہتا ہے۔"

"اور اگر ہم شاکا کو ٹھکانے لگا دیں تو..............."

"انگروما کی مشکل اور آسان ہو جائے گی۔" شاکا کی موت کے سلسلے میں وہ ہمیں بھی اذیت ناک موت سے دوچار کردے گا اور قبیلے کے لوگوں کو اس بات کا شبہ بھی نہیں ہو سکے گا اصل مجرم کون ہے............... نہیں میرے دوست' یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا تم محسوس کررہے ہو' ہمیں بہت سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھانا ہو گا............... ایک معمولی سے غلطی بھی سارا بنا بنایا کھیل بگاڑ سکتی ہے۔"

"پھر تمہارے ذہن میں کیا ہے...............؟" جاوید نے الجھتے ہوئے کہا۔ "ہم انگروما سے کس طرح چھٹکارا حاصل کر سکیں گے؟"

"ایک طریقہ ممکن ہے۔" شنکر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "اگر فیصل کسی طرح تم سے رابطہ قائم کرلے تو ہماری مشکل آسان ہو سکتی ہے۔"

"کیا مطلب..............." جاوید نے حیرت کا اظہار کیا۔ "جب وہ قید میں ہے تو بھلا مجھ سے کس طرح رابطہ قائم کر سکتا ہے؟"

"تم سفید مالا کو بھول رہے ہو............... اس کے پوتر دانوں کی شکتی اپرم پار ہے' انگروما کی کالی اور پراسرار طاقتیں بھی سفید مالا کا توڑ نہیں کر سکتیں' مجھے حیرت ہے کہ تمہارے دوست نے ابھی تک مالا کے دانوں کا استعمال کیوں نہیں کیا؟"

"ہو سکتا ہے کہ انگروما نے اسے اپنی گندی قوتوں کے ذریعے مفلوج کر دیا ہو اور اسے تسبیح کے دانوں کا خیال نہ آیا ہو۔"

"تم پریشان مت ہو کچھ سمے ضرور لگے گا لیکن مجھے وشواس ہے کہ انگروما کا انت بھی میرے ہی ہاتھوں ہوگا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر روپا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "تم نے میرے دوست کے ساتھ جس انداز میں گفتگو کی تھی وہ تمہیں شوبھا نہیں دیتی۔"

"کیا تم مجھے شما نہیں کرو گے۔" روپا نے شنکر کا اشارہ سمجھتے ہوئے جاوید سے کہا۔

"فیصل کی گمشدگی نے مجھے بھی تمہاری ہی طرح الجھا دیا ہے۔"

"مجھے تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے لیکن تمہارا تحکمانہ لب و لہجہ مجھے پسند نہیں آیا تھا۔"

"ایک بار شما کر دو............... دوبارہ میں تم سے بہت پریم سے بات کروں گی۔" روپا نے اتنے پیار سے کہا کہ جاوید ایک لمحے کو گڑبڑا گیا بہت دیر تک ان کے درمیان فیصل کی بازیابی کی گفتگو ہوتی رہی پھر روپا نے کہا۔

"فیصل کے ملتے ہی ہم اس منحوس جزیرے کو ہمیشہ کے لئے پرنام کر کے واپس لوٹ چلیں گے۔"

"ہماری واپسی اتنی آسان نہیں ہوگی جتنا تم سمجھ رہی ہو۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔

"یہ کام تم روپا پر چھوڑو..............." روپا کے لہجے میں اعتماد جھلک رہا تھا۔ "واپسی کا بندوبست میں کر دوں گی۔"

"بات کیا ہے روپا رانی..............." شنکر نے اسے غور سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو تم بھی بہت اونچے سروں میں بول رہی ہو' کیا شوالا نے تمہیں واپسی کے راستے

سے آگاہ کر دیا تھا؟"

"نہیں ...." روپا نے مسکرا کر کہا۔ "ہماری یہ مشکل راڈرک نے آسان کر دی ہے"۔

"کیا مطلب" جاوید نے دلچسپی لیتے ہوئے دریافت کیا۔

"وہ تمہاری طرح کٹھور دل کا مالک نہیں ہے' میری ایک ہی مسکان نے اسے میرا دیوانہ بنا دیا تھا۔" روپا نے ایک خاص ادا سے جاوید کو دیکھتے ہوئے کہا پھر اپنی اور راڈرک کی گفتگو کی تفصیل بیان کرنے لگی' جاوید نے اور شنکر دونوں ہی پوری طرح ہمہ تن گوش تھے۔

○

فیصل کتنی دیر تک غنودگی یا بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار رہا۔ اسے اس کا مطلق کوئی علم نہیں تھا لیکن دوبارہ ہوش آنے پر اس نے خود کو ایک کھلے میدان میں پایا جو سیاہ فام حبشیوں کی آبادی سے زیادہ دور نہیں تھا۔" اسے اپنا ذہن بوجھل محسوس ہو رہا تھا ایک لمحے تک وہ چت پڑا یوں آسمان کو تکتا رہا جیسے خواب کی کیفیت سے دوچار ہو لیکن پھر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا' اس کے ذہن میں گزری ہوئی باتیں تازہ ہو رہی تھیں ....' سفید ریش بزرگ نے اس سے کنارہ کشی کا فیصلہ کر لیا تھا' فیصل نے درخواست کی تھی کہ وہ اس کے اور شنکر کے درمیان ایک ناقابل عبور دیوار حائل کر دیں تاکہ وہ طاقت کے انمول خزانے سے پوری طرح فائدہ حاصل کر سکے مگر جواب میں بزرگ نے اس سے روئی کے پیکٹ کا مطالبہ کردیا' اس کے انکار نے بزرگ کے چہرے پر جلال پیدا کر دیا تھا پھر بزرگ نے اس کا ہاتھ تھاما تو اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا اور اب وہ ایک کھلے میدان میں موجود تھا' فوری طور پر فیصل نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اس کا دل دھک سے رہ گیا' خون آلود روئی کا پیکٹ اس کی جیب میں نہیں تھا' شاید بزرگ نے بے ہوشی سے دوچار کرنے کے بعد طاقت کے اس انمول خزانے کو اس سے چھین لیا تھا۔

فیصل کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں' اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہئے' جس طاقت کے بل بوتے پر اس نے مستقبل میں شنکر کو زیر کرنے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کے خواب دیکھے تھے وہ اس سے چھن چکی تھی پھر اسے جاوید کا خیال آیا جو اس کی خاطر شنکر جیسے شاطر مکار اور پراسرار قوتوں کے مالک سے بھی ٹکرانے

کو تیار تھا۔ اس نے شنکر کی نگاہوں میں جاوید کے لئے موت کا بھیانک پیغام پڑھا تھا لیکن حالات نے اسے ایک بار پھر بے بس کر دیا تھا' وہ اپنے دوست کی کوئی مدد کرنے سے قاصر تھا اسے یہ بھی علم نہیں تھا کہ وہ اس جھونپڑی سے کتنی دور ہے جہاں شنکر اپنی کالی قوتوں کے ذریعے اسے گھیر کر بے نقاب کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا' خون آلود روئی کے حصول کی خاطر وہ بھی دیوانہ ہو رہا تھا' اگر بزرگ نے اسے تسبیح کے دانوں کے استعمال کا وہ طریقہ نہ بتایا ہوتا تو شاید اب تک شنکر اسے اپنے راستے سے ہٹا کر اپنا مدعا حاصل کر چکا ہوتا۔

"تسبیح کے دانوں کا خیال آتے ہی فیصل کو اپنے خون کی گردش دوبارہ بحال ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ ان دانوں کا کرشمہ دیکھ چکا تھا۔ شنکر ابھی تک ان متبرک دانوں کا راز نہیں پا سکا تھا۔ ان ہی دانوں کے ذریعے اس نے شوالا جیسے طاقت ور شخص کا سرنیچا کیا تھا اور عقرب دیوتا کی عظیم قوتوں کو نیست ونابود کیا تھا' مجذوب کا وہ تحفہ لازوال کرشموں کا حامل تھا' وہ ان دانوں کے ذریعے شنکر کا قلع قمع بھی کر سکتا تھا اور اپنے ان دشمنوں سے بھی ٹکرا سکتا تھا جو اسے موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبے بنا رہے تھے' فیصل کو اپنی حماقت کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا' شاید اس نے ابھی تک شنکر کے سلسلے میں نرم رویہ اختیار کر کے عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا تھا' سانپ کو آستین میں پالنا اور دودھ پلاکر اسکی پرورش کرنا' دانشمندی کے منافی تھا' شاکا اور انگروما' شنکر کے مقابلے میں ثانوی حیثیت کے مالک تھے لیکن سفید ریش بزرگ کی نصیحت پر عمل کرتے وقت وہ شنکر جیسے دشمن کو بھی فراموش کر بیٹھا تھا اور اب وہی بزرگ اس سے کنارہ کش ہو کر اسے بے یارومددگار چھوڑ گئے تھے۔

"فیصل نے نظریں گھما کر حبشیوں کی اس آبادی کی سمت دیکھا جہاں شاکا اور انگروما جیسے دشمن ابھی تک موجود تھے اس نے طے کر لیا تھا کہ اب وہ اپنے حریفوں کے ساتھ کسی نرم دلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا' راستے کی ہر اس دیوار کو ٹھوکر مار کر گرا دے گا جو اسے آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کرے گی۔

"شنکر........" فیصل نے خلا میں گھورتے ہوئے حقارت سے شنکر کے تصور کو مخاطب کیا۔ "تیری زندگی کے لمحات اب گنے چنے رہ گئے ہیں' تو نے دوستوں کے ساتھ دغا کی تھی' تو فریب کا سہارا لے کر ہمیں موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا لیکن تیری گندی اور ناپاک قوتیں تیرے کسی کام نہ آ سکیں' اب میری باری ہے' میں تجھے بتا دوں گا کہ موت کا تصور کس قدر بھیانک اور ہولناک ہوتا ہے' تیری موت عبرتناک ہو گی' تو نے دوستی کے نام پر خود غرضی کا جو ناٹک رچایا تھا اب اس کے ختم ہونے کا وقت قریب آ رہا ہے' میں تجھے

دھوکے سے نہیں للکار کر موت سے ہمکنار کروں گا' میں دیکھوں گا کہ تیری ناپاک ہستی اب اس دھرتی پر کتنی دیر تک اپنا توازن برقرار رکھ سکتی ہے .... تو اپنے جنتر منتر کے تمام بیروں کو اکٹھا کر لے لیکن مجذوب کی بابرکت تسبیح کا محض ایک دانہ تیرے وجود اور تیری جادوگری پر حاوی ہوگا۔"

فیصل کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے اس کے تصور میں شنکر' شاکا اور انگردما کے منحوس چہرے ابھر رہے تھے وہ ان چہروں کو خون میں لتھڑا دیکھنے کا متمنی تھا اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اب وہ طوفانی انداز میں قہربن کر اپنے حریفوں پر ٹوٹے گا اور ان کے وجود کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دے گا' پھر ایک نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ اس نے وحشیوں کے قبیلے کی سمت قدم بڑھانے کی کوشش کی لیکن کسی کے قہقہوں کی آواز نے اسے اپنی سمت متوجہ کر لیا' فیصل نے پلٹ کر تیزی سے دیکھا پھر دیکھتا ہی رہ گیا' اسے اپنی قوت بصارت پر شبہ ہو رہا تھا' وہ پھٹی پھٹی حیرت بھری نظروں سے مجذوب کو دیکھ رہا تھا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا' اس کی حالت آج بھی ویسی ہی تھی جیسی روز اول تھی وہ نگاہوں کا فریب نہیں تھا' حقیقت تھا' آج بھی اس کے جسم پر نظر آنے والا لباس چیتھڑوں کی صورت میں جھول رہا تھا' اس کی داڑھی اور سر کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے وہ سر سے پاؤں تک غلاظتوں میں لتھڑا دکھائی دے رہا تھا' اس کے گال پر آج بھی گہرے زخم کا نشان موجود تھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی لیکن وہ پھر بھی اپنے وجود میں مست دکھائی دے رہا تھا' اس کے گلے میں رنگ برنگی تسبیحیں لٹک رہی تھیں' اس کی آنکھوں میں خون کی گہری سرخی تیر رہی تھی' وہ مستانوں کی طرح حلق پھاڑ کر قہقہے بلند کر رہا تھا' بار بار فیصل کی جانب انگلی اٹھا کر جھٹک رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ فیصل کا مذاق اڑا رہا ہو' بظاہر وہ دیوانہ ہی نظر آتا تھا لیکن اس کے چہرے پر جلال کی تمام علامتیں موجود تھیں۔ فیصل اسے حیرت سے دیکھتا رہا' اس نے ایک بار اسے ٹرک کے ہولناک حادثے سے نجات دلائی تھی۔ پھر وہ اپنی سفید تسبیح چھوڑ گیا تھا جس کے دانوں نے فیصل کو موت کے سرد ہاتھوں سے نجات دلائی تھی۔ آج ایک بار پھر وہ اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھا۔ فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' وہ عقیدت مندی سے مجذوب کو دیکھتا رہا پھر اس کے قریب جا کر بڑی عاجزی سے بولا۔

"بابا .... تم ٹھیک وقت پر پہنچے ہو' میرے دشمنوں نے مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے' وہ میری موت کے درپے ہیں۔"

مجذوب کے قہقہے یکدم تھم گئے۔ وہ عجیب انداز میں دیدے نچا نچا کر فیصل کو یوں گھورنے لگا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ پاگلوں کی طرح اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور تیز تیز پلکیں جھپکانے لگا' اس کے ہاتھ چہرے کے زخم کو کھرچنے میں مصروف تھے جن سے اب پیپ کے ساتھ خون بھی رس رہا تھا لیکن شاید وہ ان زخموں سے بے نیاز تھا۔

"مجھے غور سے دیکھو بابا .... میں وہی بدنصیب ہوں جسے تم نے ایک بار پہلے بھی اپنی نظر کرم سے نوازا تھا۔" فیصل نے مجذوب کو گھورتے ہوئے کہا۔ "آج پھر مجھے تمہاری رہنمائی کی ضرورت ہے۔"

"وہ مارا ...." مجذوب نے اسے گھورتے گھورتے یکلخت اچھل کر کہا۔

"سب چھو منتر ہو گیا .... ٹائیں ٹائیں فش ...."

"تم میری کیفیت سے واقف ہو' میرے دل پر جو بیت رہی ہے وہ آنکھوں سے عیاں ہے' مجھے مایوس نہ کرنا میرے محترم ورنہ میں بھٹک جاؤں گا۔"

"لوٹن کبوتر کی طرح قلابازی لگانی شروع کر دے..............."

مجذوب نے آنکھ مار کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "چھم...... چھما چھم...... پاؤں میں گھنگھرو باندھ کر ٹھمکے لگا۔ کھایا پیا سب ہضم ہو جائے گا۔"

"تم کیا ہو' میں جانتا ہوں۔" فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "بس ایک نظر کرم کر دو بابا کشتی پار لگا دو۔"

"لپک کر بازار سے کنجے خرید لا ...." مجذوب نے آسمان کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔ "بادل چھٹ گئے تو پھر ہاتھ ملتا رہے گا۔"

"تمہارے اشارے میری سمجھ سے باہر ہیں۔" فیصل نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ "اپنے گلے سے ایک اور تسبیح اتار کر میرے گلے میں ڈال دو .... تمہارے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

"بغلیں بجانی شروع کر دے ...." مجذوب نے معنی خیز لہجے میں سرگوشی کی۔ "میری بات گرہ سے باندھ لے' جو کچھ پلے ہے سب داؤ پر لگا دے' سیاہ رنگ کا گھوڑا ہٹ جائے گا' لیکن خبردار .... کسی اور کو خبر نہ ہو ورنہ ریس چوپٹ ہو جائے گی .... کیا سمجھا؟"

"میں .... میں کچھ نہیں سمجھا بابا .... تم میرے حق میں دعا کرو۔"

"سنبھل .... سنبھل۔" اچانک مجذوب نے وحشت ناک انداز میں دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر کہا۔ "آسمان گرا تو چٹنی بھی کھانی نصیب نہیں ہوگی .... آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہا ہے .... کپڑے اتار کر گلے سے لپیٹ اور سرپٹ دوڑ لگا دے۔"

"تم .... تم مجھے ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"بکواس کرتا ہے .... آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔" مجذوب کے تیور خطرناک ہوگئے۔

"خبردار .... ہوشیار .... کمینے کو کندھے سے اتار کر پھینک دے ورنہ بینڈ بج جائے گا............... کنچے بکھر گئے تو فاختہ کی دم سے لٹکتا پھرے گا .... دم لگایا کر .... دم .... سب غم چھو منتر ہو جائے گا ...."

"شنکر کو میرے راستے سے ہٹا دو بابا ...." فیصل نے گڑگڑا کر کہا۔ "وہی میرے راستے کا سب سے خطرناک کانٹا ہے' تم چاہو تو ایک اشارے سے بساط کا رخ پلٹ سکتے ہو۔"

"پیچھا کر .... دیکھ جانے نہ پائے" مجذوب نے ہانک لگائی۔ "جیب کٹ گئی تو کنکوے کیسے اڑائے گا .... ڈھیل سے پیچ لڑانے کی عادت ڈال لے نہیں تو کنے سے جائے گا .... اور سن .... میرا ایک کلم کرے گا۔" مجذوب نے آخری جملہ بڑی رازداری سے کہا۔

"تم حکم دو بابا .... میں تمہارے اشارے پر زندگی بھی قربان کر سکتا ہوں۔"

"چہرے پر بھبھوت مل کر الٹا کھڑا ہو جا .... چلم بھر کر پینی شروع کر دے .... کپڑے پھاڑ کر دیوانگی اختیار کر لے .... کنجوں سے کھیلنا چھوڑ دے ورنہ ہاتھ ملتا رہ جائے گا ...." مجذوب راز و نیاز کے انداز میں باتیں کر رہا تھا پھر اچانک وہ اچھل کر پلٹا اور پلک جھپکتے میں نظروں سے اوجھل ہوگیا ....

"بابا .... واپس لوٹ آؤ۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "تم نے مجھے مایوس کر دیا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔"

"کس سے باتیں کر رہے ہو میرے متر ...."

"پشت سے شنکر کی مانوس آواز سنائی دی تو فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' شنکر اس کے قریب کھڑا اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا' اس کی مسکراہٹ میں زہر کی آمیزش اور کامیابی کی خوشی بھی شامل تھی' فیصل کو پہلی بار احساس ہوا کہ تسبیح کا دانہ اس کے منہ میں نہیں ہے' اس نے کچھ سوچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن ایک بار پھر اسے مایوسی کا شکار ہونا پڑا۔

"مجذوب کی تسبیح کے متبرک دانے بھی اس کی جیب میں نہیں تھے.....!!"



شنکر کے چہرے پر نظر آنے والی غلیظ مسکراہٹ فیصل کے خون کی گردش کو تیز کر رہی تھی لیکن جیب میں ہاتھ ڈالتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے عرش سے اٹھا کر فرش پر پھینک دیا ہو' سفید تسبیح کے متبرک دانے اس کی جیب سے غائب تھے......!

صرف چند لمحے پیشتر اس نے عالم تصور میں شنکر کو للکار کر اس کو موت کا پیغام دیا تھا اس نے طے کیا تھا کہ اب وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کرے گا۔ ایسی تمام رکاوٹوں کو پیر کی ٹھوکر مار کر اپنے راستے سے ہمیشہ کے لئے دور کر دے گا جو اسے منزل تک پہنچنے سے روکتی رہی ہیں' شوالا کو زندگی کی قید سے آزاد کر کے اس نے اپنی ماں کی اذیت ناک موت کا انتقام پورا کیا تھا لیکن خلش ابھی باقی تھی' ابھی شاکا کا منحوس وجود باقی تھا جس نے اسے دیوتاؤں کے عتاب کا نشانہ بنانے کی سازش کی تھی۔ ابھی شنکر باقی تھا جس نے طاقت کے انمول خزانے کی خاطر اسے اپنے خوبصورت جال میں پھانس کر شکار کرنے کی کوشش کی تھی' ابھی اسے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ اور عزت کو بحال کرنے کی خاطر بہت کچھ کرنا تھا وہ نقصان پورے کرنے تھے جو شوالا کی گندی اور ناپاک قوتوں نے اسے پہنچائے تھے۔

فیصل کو یقین تھا کہ خون آلود روئی کے ذریعے وہ لازوال طاقت کا مالک بن جائے گا لیکن سفید ریش بزرگ نے اس سے قطع تعلق کرنے کے ساتھ ساتھ وہ پیکٹ بھی چھین لیا تھا' بزرگ نے کہا تھا کہ وہ بدی کے راستوں پر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا' طاقت کا انمول خزانہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد اس کی وحشتوں میں اور اضافہ ہو گیا' اب اس کے پاس صرف مقدس تسبیح کے دانے رہ گئے تھے' وہ ان کے استعمال میں کوئی تاخیر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجذوب کی آمد نے اس کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھیر دیا' اس کا خیال تھا کہ مجذوب کا ظہور اس کے لئے نیک ثابت ہو گا مگر ایسا نہیں ہوا' شاید خدا کے اس نیک بندے نے بھی بزرگ کی طرح اسے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کی ٹھان لی تھی' وہ اشاروں کنایوں میں فیصل کو وقت کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتا رہا۔ پھر تسبیح کے دانے

غائب کر کے خود بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور قسمت نے ایک بار پھر اسے شنکر کے رحم و کرم پر بے یارو مددگار چھوڑ دیا تھا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا میرے دوست!" شنکر نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ابھی تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟"

"اسی مستانے سے جس نے ایک بار مجھے ٹرک کے حادثے میں بچایا تھا۔" فیصل نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"وہی جس نے تمہیں سفید مالا دان کی تھی؟" شنکر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں......"

"اب وہ کس کارن آیا تھا؟" شنکر نے تیزی سے دریافت کیا۔

"وہ .... وہ اپنی تسبیح کے دانے واپس لے گیا۔" فیصل کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"سمجھا......" شنکر کے تیور تیکھے ہو گئے۔ "یہی کارن ہے جو تم اندھیرے سے اجالے میں آ گئے' پرنتو ایک بات سمجھ میں نہیں آئی' اس دیوانے نے تم سے مالا کے پوتر دانے واپس کیوں لے لئے؟"

"وہ حق اور سچائی کا علم بردار ہے .... برائی کے غلط راستوں پر میری راہنمائی اسے منظور نہیں تھی۔"

"چنتا کس بات کی ہے؟" شنکر کے ہونٹوں پر طنز بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ "میں جو تمہارے ساتھ ہوں"

"تم نے طاقت کے انمول خزانے کے بارے میں کچھ دریافت نہیں کیا۔"

"اتنی جلدی بھی کیا ہے .... سکون کے دو چار سانس لے لو پھر آرام سے بات ہو گی۔" شنکر زہر خند سے بولا اس کی تیز نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"شنکر......" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟"

"مذاق تو تم نے کیا ہے میرے متر۔" شنکر سنجیدہ ہو گیا۔ "کیا تم کو اندازہ ہے کہ تم نے شنکر کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر اسے کتنی تکلیف پہنچائی ہے۔"

"حالات میرے اختیار سے باہر تھے۔" فیصل نے سنبھل کر جواب دیا۔ "جو کچھ ہوا اس میں میری مرضی یا ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا۔"

"سوچ سمجھ کر بات کرنا پرنس........" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے

کہا۔ "تم اس سے شنکر سے بات کر رہے ہو' میری آنکھیں تمہارے من کے اندر جھانکنے کی شکتی بھی رکھتی ہیں۔"

"کیا اب تک تم نے میرے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

"کی تھی لیکن ان گھپ اندھیروں کو دور نہیں کر سکا جو دیوانے نے تمہارے چاروں اور پیدا کر دیئے تھے' مگر اب اور بات ہے' اب مالا کے پوتر دانے تمہارے پاس نہیں ہیں۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو......" فیصل نے محتاط انداز میں پوچھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ اب شنکر کو اصلیت سے آگاہ نہیں کرے گا' اسے یقین تھا شنکر ان باتوں کی تہ تک نہیں پہنچ سکے گا جن کا تعلق بزرگ یا مجذوب کی ذات سے تھا' وہ شنکر کی نظروں سے اوجھل رہنے کے دوران بھی اس کی بے بسی اور جھنجلاہٹ کا تماشا دیکھ چکا تھا۔

"میری ودیا کہتی ہے کہ تم نے دیوتا کے چرنوں سے شکتی کا وہ انمول خزانہ حاصل کر لیا تھا جس کو پانے کے لئے میں نے اپنا جیون داؤ پر لگا رکھا ہے۔" شنکر نے ٹھوس لب و لہجہ اختیار کیا۔ "کیا تم میری بات کو جھٹلا سکو گے......"

"نہیں......" فیصل نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں تمہاری بات کی تردید نہیں کروں گا لیکن جو کچھ میں نے کہا ہے وہ بھی غلط نہیں ہے۔"

"کیا مطلب......"

"تمہارے سمجھانے کے عین مطابق غار میں اندھیرا ہوتے ہی تیزی سے دیوتا کے الٹے پیر کی طرف لپکا تھا۔" فیصل نے کہنا شروع کیا۔ "شاید تمہاری پراسرار قوت نے مجسمے کا وہ پیر زمین سے بلند کر دیا تھا' میں نے اندھیرے میں ٹٹول کر زمین میں پیدا ہونے والے خلاء سے ایک نرم پیکٹ حاصل کر لیا تھا' میرا خیال ہے کہ اس کے اندر ہماری مطلوبہ خون آلود روئی ہی موجود تھی' میں اس پیکٹ کو جیب میں چھپا کر واپس اپنی جگہ کی طرف لوٹ رہا تھا کہ تاریکی میں کسی نے میرا ہاتھ تھام لیا ...... وہ ہاتھ برف کی مانند سرد تھا' میرے جسم میں سردی کی لہر دوڑ گئی' میں نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن خود کو سنبھال نہ سکا' میرے ذہن پر غنودگی کی شدید کیفیت طاری ہو رہی تھی' میرا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبنے لگا' مجھے اتنا یاد ہے کہ میں لڑکھڑا کر گرنے والا تھا کہ ان ہی سرد ہاتھوں نے مجھے سنبھال لیا ...... اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں' ابھی کچھ دیر پہلے میں ہوش میں آیا تو سب سے پہلے میں نے وہی پیکٹ تلاش کیا لیکن وہ میری جیب میں نہیں تھا......"

"اور مالا کے دانے......؟" شنکر نے تیزی سے سوال کیا۔

"وہ بدستور موجود تھے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے خوشی تھی کہ جس قوت نے روئی کا پیکٹ حاصل کیا تھا۔ وہ تسبیح کے دانوں کو فراموش کر گئی تھی لیکن یہ خوشی بھی زیادہ دیر برقرار نہیں رہ سکی' دیوانے کی اچانک آمد نے میرے اندر خوشی کی ایک لہر پھونک دی تھی' میرا خیال تھا کہ وہ میری مدد کو آیا ہے ...... کچھ دیر تک وہ اپنی زبان میں باتیں کرتا رہا پھر شاید اس نے تمہیں دیکھ لیا تھا جو پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور اب ...... وہ تسبیح کے دانے بھی حیرت انگیز طور پر غائب ہو گئے ہیں ...... تم چاہو تو میری تلاشی لے کر میرے بیان کی تصدیق کر سکتے ہو۔"

"دیوانے نے تم سے کیا باتیں کی تھیں......؟" شنکر نے فیصل کے آخری جملے کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں۔" فیصل نے کہا پھر مجذوب کی باتوں کو دہرانے لگا۔

شنکر پوری توجہ سے فیصل کی باتوں کو سن رہا تھا' اس کی آنکھیں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں پھر جب فیصل نے اپنی بات مکمل کر لی تو شنکر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پورے دھیان سے سوچ لو میرے متر...... کہیں ایسا تو نہیں کہ تم کوئی بات بھول رہے ہو' کوئی ایسی بات جو تمہارے خیال سے کام کی نہ ہو لیکن وہی ایک بات ہمارے لئے سب سے زیادہ کارآمد ہو۔"

"میرا خیال ہے کہ میں نے تم سے کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کی۔" فیصل نے اطمینان سے جواب دیا پھر شنکر کے چہرے پر طاری تاثرات کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے بولا۔ "کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں بھی خون آلود روئی کے پیکٹ کا کوئی علم نہیں؟"

"تم ...... کیا کہنا چاہتے ہو......"

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سرد ہاتھ جو غار کے گھپ اندھیرے میں میرے جسم سے ٹکرایا تھا کسی ماورائی قوت کا پراسرار ہاتھ تھا جس نے محض اس پیکٹ کو حاصل کرنے کی خاطر مجھے ذہنی طور پر بالکل مفلوج اور معطل کر دیا تھا اور وہ ہاتھ......"

"میرا بھی ہو سکتا ہے......" شنکر نے جھلا کر جملہ مکمل کیا۔

"تم میری جگہ ہوتے تو شاید تمہارا بھی یہی خیال ہوتا۔" فیصل نے جان بوجھ کر شنکر کو ٹٹولتی نظروں سے دیکھا۔ "کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

"تم......" شنکر کے تیور بدل گئے۔ "تم میری آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

"کیا مطلب......" فیصل نے بھی قدرے تلخ لہجہ اختیار کیا۔ "کیا تم مجھے یہ باور کرانا چاہتے ہو کہ تمہیں اس پیکٹ کے بارے میں سرے سے کوئی علم نہیں ہے' تم نے ابھی اقرار کیا ہے کہ اس پیکٹ کا حصول تمہاری زندگی کا مقصد تھا' بحری عقاب سے لے کر یہاں تک میں تمہاری پراسرار قوت کے متعدد کرشمے دیکھ چکا ہوں پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ تم نے اس کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہوں ...... مجھے بتاؤ' کیا غار میں وہ گھپ اندھیرا تمہاری کالی طاقت کا نتیجہ نہیں تھا......؟"

"تھا......"

"تمہاری پراسرار اور مہان شکتی ہی نے مجسمے کے الٹے پیر کو زمین سے بلند کیا تھا۔" فیصل نے تیزی سے کہا۔ "تمہارے ہی اشارے پر میں نے وہ پیکٹ زمین میں پیدا ہونے والی خلاء سے حاصل کیا تھا اور اس کے بعد ...... وہ سرد ہاتھ بھی کسی عام انسان کا نہیں تھا۔"

"تم ...... شنکر پر شبہ کر رہے ہو؟" شنکر نے اسے سپاٹ نظروں سے گھورا۔

"کیا یہ غلط ہے کہ تم براہ راست اس پیکٹ کو حاصل نہیں کر سکتے تھے اور تم نے محض اس طاقت کے حصول کی خاطر مجھ سے دوستی کی تھی؟"

"میں نے یہ سب کچھ تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔"

"شاید اس لئے کہ تم میرا بھرپور اعتماد حاصل کرنا چاہتے تھے۔" فیصل نے بدستور رکھائی سے کہا۔ "تم نے مجھے برابر کا حصہ دار بھی بنایا تھا لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ بعد میں تمہاری نیت بدل گئی ہو اور تم نے مجھے ایسے ناقابل یقین حالات سے دوچار کر دیا ہو جو خود میری پوزیشن کو مشکوک بنا دے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ فیصل کو بڑی گہری اور معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا' انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس کی باتوں کی صداقت کو اپنی پراسرار قوتوں کے ترازو میں تول رہا ہو۔

"میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔" فیصل نے تلملا کر کہا۔ "تمہارے مقابلے میں میری طاقت صفر سے زیادہ نہیں تھی' ایسی صورت میں مجھے تمہارے ساتھ کوئی سمجھوتا نہیں کرنا چاہئے تھا لیکن ...... مجھے امید نہیں تھی کہ تمہاری نظریں گرگٹ کے انداز میں اس قدر اچانک اپنا رنگ تبدیل کر لیں گی۔"

"تم ایک بات بھول رہے ہو۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں کہا۔ "اگر وہ سرد ہاتھ میری شکتی کا چمتکار تھا تو اس ہاتھ کے ذریعے میں تمہارا انت بھی کر سکتا تھا۔"

"لیکن تم نے اس حماقت کا ثبوت نہیں دیا ...... اس لئے کہ میری موت کے بعد تم دوسرے ساتھیوں کو اپنی بے گناہی کا ثبوت نہیں پیش کر سکتے تھے۔" فیصل نے اپنی خوبصورت اداکارانہ صلاحیتوں کو بدستور جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "تم اگر شاکا اور انگروما کی نگاہوں میں دھول جھونک کر ان کے مقدس دیوتا کے قدموں کے نیچے سے وہ پیکٹ حاصل کر سکتے ہو تو مجھے جب چاہے ٹھکانے لگا سکتے ہو ...... میں اب بھی تمہارے رحم و کرم پر ہوں مگر ایک بات کا خیال رکھنا' میرا شمار ان لوگوں میں کبھی نہ کرنا جو شعبدہ بازی سے مرعوب ہو کر مداری کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں' میرا تعلق مسلمان گھرانے سے ہے اور مسلمان مر تو سکتا ہے لیکن باطل قوتوں کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتا۔"

"کیا تمہیں اندازہ ہے کہ تم کتنی دیر ہماری نظروں سے اوجھل رہے ہو......؟" شنکر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"کیوں ...... کیا تم نے ان ساعتوں کا شمار نہیں کیا؟" فیصل زہرخند سے بولا پھر اس نے چونکنے کی لاجواب اداکاری کرتے ہوئے پوچھا۔ "جاوید اور ہمارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"شنکر کی نگاہیں پاتال کا کھوج بھی لگا سکتی ہیں میرے متر" اس نے فیصل کو ایک بار پھر مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "اگر تم نے شنکر کو کوئی من گھڑت کہانی سنانے کی کوشش کی ہے تو تمہیں اس کہانی کا انجام بہت مہنگا پڑے گا۔"

"تم اپنی کالی قوتوں کے ذریعے میرے دل کی گہرائیوں میں جھانک سکتے ہو لیکن میں تمہارے جھوٹ اور سچ کا کھوج کس طرح لگاؤں گا؟"

"میں کالی کا پجاری ہوں' وشنو کا سیوک ہوں اور کالی کی مہان شکتی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی پجاری اس کی جھوٹی قسم کھائے۔" شنکر نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "میں تمہیں وشواس دلانے کی خاطر کالی کی سوگند کھا کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے اس پیکٹ کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"پھر......" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا "وہ سرد ہاتھ......"

"اب تمہاری باری ہے میرے دوست۔" شنکر نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "تم کیا مجھے اپنی کہانی کا یقین دلانے کی خاطر کوئی قسم نہیں اٹھاؤ گے؟"

"میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں ہے کہ وہ پیکٹ کہاں ہے۔" فیصل نے محتاط انداز میں قسم کھائی تو شنکر کے چہرے کا تناؤ بتدریج کم ہوتا چلا گیا' ایک لمحے تک وہ خاموش کھڑا خلاء میں گھورتا رہا۔ پھر ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔

"تم کوئی چنتا نہ کرو ...... میں بہت جلد اس کا کھوج لگا لوں گا۔"

فیصل نے ایک بار پھر حیرت بھری نظروں سے شنکر کو دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا' اسے خوشی تھی کہ شنکر کو اس کی کہانی پر یقین آ گیا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ آخری وقت تک اسی کہانی پر قائم رہے گا' شنکر بدستور کسی گہری سوچ میں غرق تھا' فیصل نے بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی' واپسی کا راستہ اسی خاموشی سے گزر گیا' فیصل کا ذہن جاوید کے بارے میں سوچ رہا تھا' اسے اندیشہ تھا کہ کہیں شنکر نے ناکامی سے جھنجلا کر جاوید کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی ہو لیکن اس کا اندیشہ غلط ثابت ہوا' جاوید اس وقت بے چینی کے عالم میں جھونپڑی کے باہر ٹہل رہا تھا جب شنکر اور فیصل وہاں پہنچے۔ وہ تیزی سے لپک کر فیصل سے بغل گیر ہو گیا۔ پھر جاوید کے اصرار پر فیصل نے اسے بھی وہی سرد ہاتھ والی کہانی سنا دی جو شنکر کو سنا چکا تھا' روپا نے اس کہانی پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا' اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھی فیصل کو ٹکٹکی باندھے گھورتی رہی۔

"اب ہمارا آئندہ پروگرام کیا ہو گا؟" جاوید نے کہا۔ "کیا اب بھی ہمارا یہاں مزید رکنا ضروری ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہم شاکا کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔" فیصل نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا لیکن اب روپا نے ہمارے لیے یہ مرحلہ بہت آسان اور سہل کر دیا ہے۔" جاوید نے کہا پھر فیصل کو روپا اور راڈرک کے درمیان ہونے والی گفتگو کی تفصیل سنانے لگا۔

"اگر راڈرک اب بھی اپنی پیشکش پر آمادہ ہے تو ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔" فیصل نے کہا۔ "یہاں سے فرار ہونے کا یہ سنہری موقع شاید ہمیں دوبارہ میسر نہ آ سکے ——— لیکن کیا وہ روپا کے علاوہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جانے کا رسک لے گا؟"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔" روپا بولی۔ "میں نے اس کا طریقہ بھی سوچ رکھا ہے۔"

"وہ کیا ———"

"میں راڈرک کے ساتھ تنہا فرار ہونے کا منصوبہ بناؤں گی' تم لوگ میرے پیچھے ہو

گے' پھر عین وقت پر اسے قابو کر لینا ہمارے لیے زیادہ دشوار نہیں ہو گا۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" فیصل نے شنکر سے دریافت کیا جو اس وقت بھی اپنے خیالوں میں مستغرق تھا۔

"نہیں ———" شنکر نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا۔ "میں یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔"

"کیا مطلب ———" جاوید نے پوچھا۔ "کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اب بھی اس پیکٹ کو حاصل کر لو گے؟"

"ہاں' میں نے نراش ہونا نہیں سیکھا۔"

"تمہیں کس پر شبہ ہے؟" فیصل بولا۔ "وہ سرد ہاتھ کس کا ہو سکتا ہے؟"

"ابھی میں نے پورے گیان دھیان سے کام نہیں لیا لیکن میری جھولی میں ایسے کئی جنتر منتر موجود ہیں جو سرد ہاتھ کو میری نگاہوں کے سامنے بے نقاب کر دیں گے۔"

"یہ کام تم جزیرے سے دور رہ کر بھی کر سکتے ہو۔"

"نہیں ———" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں نے قدم آگے بڑھا کر پیچھے رکھنا نہیں سیکھا۔"

"اور اگر آگے کھائی ہو تو ———؟" جاوید نے جھلا کر کہا۔

"تو ہم سب ایک ساتھ ہی اس کھائی میں اوندھے منہ گریں گے۔" شنکر نے سرد لہجے میں جواب دیا۔ "ہمارے درمیان یہی طے ہوا تھا۔"

"میں تمہاری رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔" فیصل نے مصلحتاً شنکر کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "جب تک ہمیں اس پیکٹ کے بارے میں کوئی سراغ نہ مل جائے جزیرے سے واپسی کا فیصلہ دانشمندی کے منافی ہو گا ———"

"جان بوجھ کر موت کے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانا بھی دانشمندی نہیں کہلاتا۔" جاوید نے کڑوا منہ بنایا۔ "وہ لوگ جو وقت اور موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہمیشہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔"

"تمہیں جیون بہت زیادہ عزیز ہے؟" شنکر نے کہا۔

"جو لوگ خود کشی کو بہادری کا نام دیتے ہیں میری لغت کے اعتبار سے دنیا کے احمق ترین لوگ ہوتے ہیں۔"

"تم چاہو تو روپا رانی کے ساتھ لوٹ جاؤ۔" شنکر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "

میں نے ایک بار پہلے بھی یہی مشورہ دیا تھا' اب بھی میں تمہاری واپسی کا برا نہیں مناؤں گا۔"

"نہیں ———" روپا نے شنکر کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "میں تمہارے بغیر واپس نہیں جاؤں گی۔"

جاوید نے گھور کر روپا کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے کچا چبا ڈالنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو پھر اس نے پلٹ کر فیصل سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کی حسرت دل کی دل ہی میں رہ گئی' جھونپڑی میں اچانک چار سیاہ فام حبشی نیزہ تانے داخل ہوئے تھے' شنکر نے گھور کر اس شخص کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا جس کے سینے پر دیوتاؤں کی شبیہہ مختلف رنگوں سے بنی ہوئی تھی' اس کا تعلق انگروما کے مذہبی گروہ سے تھا———

" اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو تمہیں شاید کاہن اعظم انگروما نے ہمارے پاس بھیجا ہے۔"

"ہاں ———" سیاہ فام حبشی نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا' مقدس شاکا اور عظیم انگروما نے ہمیں اسی مقصد کے لئے تعینات کیا ہے۔"

شنکر جانے کے لئے کھڑا ہوا تو سیاہ فام حبشی کے بھدے ہونٹوں پر بڑی مکروہ مسکراہٹ ابھر آئی' اس نے حقارت سے کہا "ہم تمہارے پاس کوئی سفارتی دعوت نامہ لے کر نہیں آئے ہیں' مقدس شاکا نے تم چاروں کو طلب کیا ہے۔"

شنکر کے اشارے پر جاوید' فیصل اور روپا بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ شنکر اور فیصل نگاہوں ہی نگاہوں میں اس نئی افتاد کے بارے میں تبادلہ خیالات کر رہے تھے اور جاوید زیر لب بڑبڑانے میں مصروف تھا———!

شاکا کے تیور اچھے نہیں تھے' کچھ دیر تک وہ ان کے چہروں کو گھورتا رہا پھر اس کی نظر فیصل پر جم گئی۔

"تم ———" اس نے خشک لہجے میں کہا۔ "کیا تم ہمیں بتاؤ گے کہ مقدس دیوتا کے سامنے سے تم اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے؟"

"اگر مجھے لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جانے کا عمل آتا تو تمہارے آدمی اس وقت بھی مجھے ساتھ نہیں لا سکتے تھے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب بہت صاف ہے۔" فیصل نے شاکا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ٹھوس آواز میں جواب دیا۔ "میں خود بھی مقدس شاکا سے یہی دریافت کرنے والا تھا کہ ہمارے ساتھ دوہری چال کیوں چلی جا رہی ہے' قبیلے کے چھوٹے بڑے تمام لوگ گواہ ہیں کہ میں نے شوالا کو مقابلے کے دوران للکار کر شکست فاش سے ہمکنار کیا تھا——— مجھے یقین ہے کہ سردار بھی یہی چاہتا تھا اس لئے کہ عقرب دیوتا کی قوتوں نے شوالا کو بہت سرکش اور گستاخ بنا دیا تھا——— ترشولی کی موت ایک اتفاقیہ امر تھا' جس کی ذمہ داری میرے اوپر عائد نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود شاید سردار کی پراسرار قوتیں مجھے قبیلے کے لوگوں کی نظروں میں مشکوک ثابت کر کے اپنے راستے سے ہٹانا چاہتی ہیں———"

"تم کیا بکواس کر رہے ہو' میں نہیں سمجھا۔" شاکا نے جھلا کر کہا۔

"میں بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا کہ مقابلہ جیتنے کے بعد مجھے دیوتا کے سامنے کیوں پیش کیا گیا تھا اور وہ کون سی پراسرار طاقتیں تھیں جس کا سہارا لے کر مجھے بے ہوشی سے دو چار کیا گیا پھر لوگوں کی نگاہوں سے دور کر دیا گیا۔" فیصل نے بدستور سرد اور خشک لہجے میں کہا۔ "کیا میں حق بجانب نہیں ہوں کہ شاکا جو ہر اعتبار سے بہت زیرک اور تجربہ کار سردار ہے اپنا راستہ صاف ہو جانے کے بعد اب مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھی ناکردہ گناہوں کا مرتکب قرار دے کر موت کے گھاٹ اتارنے کے سنہرے خواب دیکھ رہا ہے؟"

"تم شاکا پر کیچڑ اچھال کر خود کو عظیم دیوتا کے عذاب سے محفوظ نہیں کر سکتے۔"

"اگر تمہیں اپنے دیوتا کے انصاف پر اتنا ہی اعتماد ہے تو پھر اپنے دیوتا سے دریافت کر کے مجھے بھی بتاؤ کہ وہ سرد اور آہنی ہاتھ کس کا تھا جس نے غار میں گھپ اندھیرا ہوتے ہی مجھے اپنی گرفت میں لے کر طویل بیہوشی سے دو چار کر دیا تھا؟" فیصل نے بلند آواز میں کہا۔

"نہیں شاکا نہیں ——— تم اتنی آسانی سے اپنے لوگوں کی نگاہوں میں دھول نہیں جھونک سکو گے' میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن یاد رکھو میری موت کے بعد تمہیں بھی اپنے دیوتا اور قبیلے کے لوگوں کو حساب دینا ہو گا——— وہ تم سے ضرور پوچھیں گے کہ اگر میں لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے کے علم سے واقف تھا تو پھر تمہارے آدمیوں نے مجھے

گرفتار کس طرح کر لیا؟------ میں نے کھلے میدانوں میں شوالا جیسے جری اور قوی دشمن سے مقابلہ کرنے کی حماقت کیوں کی تھی' تاریکی میں رہ کر شوالا کو زیادہ آسانی سے شکار کیا جا سکتا تھا اور اس وقت مجھے تمہارے سامنے پیش ہو کر سوال جواب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں تمہاری نظروں سے اوجھل ہو کر ایک ایک کر کے تم سب کا صفایا بھی کر سکتا تھا؟ بولو شاکا' کیا تم لوگوں کے ان سوالات کا جواب دے سکو گے؟"

شاکا اپنی جگہ بیٹھا بری طرح تلملا رہا تھا' فیصل کی جرح نے اسے لاجواب کر دیا تھا انگروما کی نظریں کبھی فیصل کو دیکھ رہی تھیں اور کبھی وہ شاکا کو یوں گھورنے لگتیں جیسے اس کی اصلیت کا پردہ چاک کرنا چاہتی ہوں شنکر اپنی جگہ خاموش کھڑا فیصل کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہا تھا جس نے شاکا اور انگروما کے روبرو بزدلی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے نہایت دانشمندی سے انہیں ایک نئے امتحان سے دو چار کر دیا تھا۔ وہ انگروما کی نگاہوں میں ابھرنے والے تجسس کو بھی معنی خیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کس غور و فکر میں گم ہو مقدس سردار ------" فیصل نے شاکا کی خاموشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اپنے زر خرید غلاموں کو حکم دو کہ وہ میرا جسم نیزوں سے چھلنی کر دیں تاکہ تم اس شخص سے گلو خلاصی کرنے میں کامیاب ہو جاؤ جسے تمہارے دیوتا کی خوشنودی بھی حاصل ہے------ شاکا کیا تم اس بات کا اقرار نہیں کرو گے کہ میرے اور شوالا کے درمیان ہونے والا فیصلہ تمہارے ہی عظیم دیوتاؤں نے رقم کیا تھا------؟ کیا تم اپنے اقتدار کی خاطر مقدس دیوتاؤں کی ناراضگی بھی مول لے سکو گے------؟"

"تم ------" شاکا کی نظروں میں خون اتر آیا۔ "تم شاکا کو بے وقوف نہیں بنا سکتے میں جانتا ہوں کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے بہت دوراندیشی سے کام لیا ہے لیکن تم شاکا کے مقابلے میں ابھی طفل مکتب ہو------ شوالا سے مقابلے کے دوران بھی تم نے سفید مالا کے دانوں کا استعمال کیا اور ان ہی دانوں کے ذریعے تم نے اپنے مقصد میں کامیابی بھی حاصل کر لی ہے۔"

"کس مقصد کی بات کر رہے ہو شاکا------" فیصل نے کہا۔ "کیا تم کھل کر بات نہیں کر سکتے؟"

"پرنس ------" شاکا غصے سے لرز اٹھا۔ "تم شاکا کے قہر کو آواز دے رہے ہو مت بھولو کہ میری پلکوں کی ایک جنبش تمہاری زبان کو ہمیشہ کیلئے خاموش بھی کر سکتی ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ عظیم شاکا کو ہماری طرف سے کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" شنکر نے

جلدی سے کہا۔ "کیا میں سردار کی ناراضگی کا سبب دریافت کر سکتا ہوں------"

"اصل فساد کی جڑ تم ہی ہو۔" شاکا نے شنکر کو حقارت سے گھورا۔ "ایک بار شوالا نے بھی مجھے یہی باور کرانے کی کوشش کی تھی لیکن اس وقت میں نے اس کی بات کو نظرانداز کر دیا تھا۔"

"میں مقدس شاکا کی برہمی کا سبب اب بھی نہیں سمجھ سکا۔" شنکر نے بدستور نرم لہجے میں کہا۔

"شنکر ------" انگروما نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "کیا تم ہمیں یہ نہیں بتاؤ گے کہ تمہارا ساتھی ہماری نظروں سے کس طرح اوجھل ہو گیا تھا۔"

"مجھے یاد ہے------" شنکر زہرخند سے بولا۔ "مقدس انگروما نے خیال ظاہر کیا تھا کہ عظیم دیوتاؤں کے اشارے پر شیش ناگ مہاراج کی آتما میرے متر کے شریر میں حلول کر گئی تھی اور یوں پرنس ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔"

"وہ محض میرا خیال تھا۔" انگروما نے شنکر کو گھورتے ہوئے کہا۔ "حقیقت نہیں تھا۔"

"پھر ------ حقیقت کیا ہے؟" شنکر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "کاہن اعظم کا علم اب کیا کہتا ہے؟"

"کیا تم میرا امتحان لینا چاہتے ہو۔" انگروما کی پیشانی شکن آلود ہو گئی پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "یہ محض اتفاق تھا کہ بحری عقاب کی تباہی نے قدرتی طور پر تمہاری مشکل آسان کر دی------ اگر وہ حادثہ رونما نہ ہوتا تو بھی تمہاری منزل یہی ہوتی------ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"میں انگروما کی بات کی تردید نہیں کروں گا۔" فیصل نے تیزی سے جواب دیا۔ "میں اپنی ماں کی موت کا انتقام لینے کی خاطر شوالا کو ہر قیمت پر قتل کر دینے کے ارادے سے نکلا تھا۔"

"شنکر کے بارے میں تم کیا جانتے ہو۔" انگروما نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا اس نے بلا مقصد تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا؟"

"نہیں------" شنکر نے کہا۔ "میں نے کچھ سوچ کر ہی پرنس سے ناتا جوڑا تھا۔"

"ہم جانتے ہیں تمہاری دوستی کا مقصد کیا تھا" شاکا نے شنکر کو مخاطب کیا "اور تمہارا مقصد اس روز پورا ہو گیا جس روز غار میں اچانک گھپ اندھیرا پھیل گیا تھا------"

"تم کیا جانتے ہو------" شنکر نے چونک کر شاکا کو دیکھا۔

"تمہارا مقصد اس غار سے وابستہ تھا۔۔۔۔۔۔۔" شاکا نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"شاید اسی لئے تم نے فوراً ہی دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے والی بات مان لی تھی۔۔۔۔۔ کیوں؟ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟" شاکا معنی خیز انداز میں بولا۔ "کہو تو یہ بھی بتادوں کہ شیش ناگ کے موت کی اصل وجہ کیا تھی۔"

"کیا وجہ تھی؟"

"شیش ناگ عظیم دیوتا کے عتاب کا شکار ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے کہ وہ اس قیمتی چیز کی حفاظت نہیں کر سکا تھا جو گھپ اندھیرا ہونے سے پیشتر غار کے اندر موجود تھی۔۔۔۔"

"اور وہ قیمتی چیز کیا تھی؟" شنکر پوری توجہ سے شاکا کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اس کے بارے میں اب تم مجھے بتاؤ گے؟"

"تمہیں اس کے بارے میں کس نے بتایا تھا۔" شنکر نے تیزی سے سوال کیا پھر یکلخت اس نے نظریں گھما کر انگروما کی سمت دیکھا۔ "کاہن اعظم ۔۔۔۔ کیا یہ درست ہے کہ تم نے مقدس شاکا کو اس قیمتی شے کے بارے میں بتایا تھا۔"

"ہاں ۔۔۔۔۔۔" انگروما نے جواب دیا۔" مجھے اس کی گمشدگی کا علم بعد میں ہوا تھا۔"

"بہت خوب۔۔۔۔۔۔" شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بڑی تلخ اور سفاک تھی "گویا تم ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہو۔"

"کیا مطلب ۔۔۔۔۔۔" شاکا نے وضاحت طلب کی۔

"تم بہت معصوم اور بھولے ہو شاکا۔" شنکر نے انگروما کو گھورتے ہوئے کہا۔ "کاہن اعظم نے تمہارا اعتماد حاصل کرنے کی خاطر تمہیں اس قیمتی شے کے بارے میں بتا رکھا تھا لیکن اس کی گمشدگی کا علم انگروما کو اس وقت ہوا جب ایک سرد ہاتھ میرے ساتھی کو غائب کرنے میں کامیاب ہو گیا اور میرے ساتھی کے ساتھ ساتھ وہ قیمتی شے بھی تمہاری نگاہوں سے دور ہو گئی۔۔۔۔۔۔ کیا تمہیں یاد ہے؟ ۔۔۔۔۔ دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے کا مشورہ بھی تمہارے عظیم کاہن اعظم نے پیش کیا تھا۔۔۔۔۔ کیا اب بھی تمہارا ذہن دو اور دو چار کرنے سے قاصر ہے؟"

"انگروما ۔۔۔۔۔۔" شاکا نے کچھ سوچ کر انگروما کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"شاکا ۔۔۔۔۔۔" انگروما کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ "کیا تم ایک اجنبی کے کہنے پر میری ذات پر شبہ کر رہے ہو۔"

"بات شبے کی نہیں دلائل کی ہے۔" شاکا کا لہجہ سپاٹ تھا۔" پہلے تم نے مجھے اس شے کے بارے میں تاریکی میں رکھا پھر اس کے غائب ہو جانے کی بعد یہ بتایا کہ وہ اسی غار میں تھی اور شیش ناگ کی موت کی بھی۔۔۔۔۔۔"

"تم ۔۔۔۔ تم کاہن اعظم سے مخاطب ہو شاکا۔" انگروما ہاتھ ملتے ہوئے بولا۔ "مجھ پر کوئی الزام عائد کرنے سے پہلے اچھی طرح غور کر لو ہو سکتا ہے تمہیں ایک بار پھر اپنی جلد بازی پر پچھتانا پڑے۔ راگھو کے سلسلے میں بھی تم نے۔۔۔۔۔۔"

"زبان بند رکھ انگروما۔" شاکا گرج کر بولا۔ "تو شاکا کے عتاب سے اچھی طرح واقف ہے۔"

"تو .... تو شاید اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہے۔" انگروما حلق کے بل چلایا۔ "کاہن اعظم پر شبہ کر کے تو دیوتاؤں کے عتاب کو آواز دے رہا ہے تیرا انجام اچھا نہیں ہو گا۔"

جواب میں شاکا نے سیاہ فام حبشیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے نیزے اٹھا کر پل بھر میں انگروما کو گھیر لیا پھر وہ اسے گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے' انگروما نے کوئی مزاحمت نہیں کی لیکن اس کی نگاہوں سے شاکا کیلئے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں ابل رہی تھیں۔

"شنکر ......" انگروما کے جانے کے بعد شاکا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اب تو مجھے اس قیمتی شے کے بارے میں بتائے گا ......"

"مجھے انگروما کی قوت کا توڑ کرنے میں کچھ وقت درکار ہو گا۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ دیوتا کو راضی کرنے کی خاطر مجھے کٹھن تپسیا کرنی پڑے گی جب تک میرا جاپ پورا نہیں ہو گا میں وشواس سے اس قیمتی شے کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"تجھے اپنا جاپ مکمل کرنے میں کتنا وقت درکار ہو گا ....." شاکا نے درشت لہجے میں پوچھا۔

"دیوتاؤں کی مرضی پر منحصر ہے لیکن میرا خیال ہے میں سات روز کے اندر اندر کھوج لگانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے .... میں تجھے سات روز کا وقت دے سکتا ہوں لیکن یہ وقت تجھے شاکا کے مخصوص آدمیوں کی نگرانی میں گزارنا ہو گا۔" شاکا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا "تیرے

ساتھی آزاد ہوں گے مگر تو نے اگر شاکا کے ساتھ فریب کرنے کی کوشش کی تو تیرے ساتھ ساتھ تیرے ساتھیوں کی موت بھی بہت اذیت ناک ہو گی ......"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک بڑی معنی خیز تھی فیصل بہ ستور خاموش تھا اسے خوشی تھی کہ وہ اپنے منصوبے میں ناکام نہیں ہوا تھا سرو ہاتھ والی کہانی بڑی موثر ثابت ہو رہی تھی۔

○

رات کی تاریکی میں ابھرنے والی وہ سرگوشی بار بار اسکی قوت سماعت سے ٹکرا رہی تھی، کوئی اس کا نام لیکر ہولے ہولے آواز دے رہا تھا، شاید وہ خواب کی کیفیتوں سے دوچار تھا، فیصل نے سوچا لیکن پھر وہ یکلخت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، وہ خواب نہیں حقیقت تھی، جاوید اس کے قریب بیٹھا اسے بیدار کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

"خیریت ......" اس نے پھٹی پھٹی نظروں سے جاوید کو دیکھا۔

"آہستہ بولو ......" جاوید نے سرگوشی کی، پھر دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے بولا۔

"اگر انہیں ہمارے بیدار ہونے کی بھنک مل گئی تو کام خراب ہو جائے گا۔"

"کون لوگ ہیں؟" فیصل نے حیرت سے پوچھا۔

"راڈرک اور روپا" جاوید نے مدھم آواز میں کہا۔ "وہ فرار ہونے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔"

"لیکن روپا نے تو شنکر کے بغیر واپسی کے ارادے سے انکار کر دیا تھا۔" فیصل نے تعجب کا اظہار کیا۔

"ہاں ...... اب بھی وہ یہی کہہ رہی تھی لیکن راڈرک نے اسے جو خبر دی ہے اس کو سننے کے بعد وہ فرار کے لئے تیار ہو گئی ہے۔" جاوید نے اٹھ کر دروازے کی جانب دبے قدموں بڑھتے ہوئے کہا، فیصل اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ "راڈرک کو کاہن اعظم انگروما کے عقیدت مندوں کے ذریعہ اطلاع ملی ہے کہ وہ بہت جلد شاکا کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کو کامیابی سے ہمکنار کر دیں گے اور اس کے بعد ......"

"اس کے بعد کیا ہو گا۔" فیصل نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"راڈرک نے روپا کو یہی بتایا ہے کہ شاکا کا تختہ الٹنے کے بعد انگروما سب سے پہلے ہماری تمام نفری کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

"ایسی صورت میں تو شنکر کی موت یقینی ہے۔"

"ہماری بلا سے ......" جاوید نے نفرت سے کہا۔ "شنکر کی موت ہمارے لئے یقیناً فائدہ مند ثابت ہو گی۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا، جھونپڑی سے نکل کر وہ باہر آ گئے تھوڑے فاصلے پر راڈرک اور روپا قدم بڑھاتے نظر آ رہے تھے وہ دبے قدموں ایک محدود فاصلے سے ان کا تعاقب کرنے لگے تھوڑی دیر ان کے درمیان خاموشی رہی پھر فیصل نے کہا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ شاکا راڈرک کے ذریعہ ہمیں بھی کسی سازش کا شکار کرنا چاہتا ہو۔"

"اگر راڈرک نے ایسا کیا تو وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔" جاوید نے اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ "آپ شاید راگھو کی موت کو فراموش کر رہے ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن روپا۔" فیصل نے سرگوشی کی" میرا دل گواہی نہیں دیتا ...... وہ شنکر کو موت کے حوالے کر کے زندگی کا سفر اختیار نہیں کر سکتی۔"

"راڈرک نے اسے یقین دلایا ہے کہ شنکر بھی بہت جلد جزیرے سے فرار کی راہ اختیار کرے گا۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "انگروما کے کچھ خاص لوگوں کو راڈرک نے کچی شراب کے ذریعہ اپنا زر خرید غلام بنا رکھا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ موقع ملتے ہی شنکر کو دوسری موٹر بوٹ کے ذریعے روانہ کر دیں گے۔"

"کیا روپا نے راڈرک سے ہمارے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا؟"

"کہا تھا لیکن راڈرک نے سختی سے انکار کر دیا۔" جاوید نے حقارت سے جواب دیا۔

"اس نے روپا کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پکڑے جانے کی صورت میں ہماری موجودگی اسے پھانسی کے پھندے تک پہنچا سکتی ہے دوسری صورت میں وہ تفریح کا بہانہ کر کے اور اپنی سابقہ وفاداریوں کی آڑ لیکر شاکا کے عتاب سے بچ سکتا ہے۔"

تعاقب کا سلسلہ ایک ایسے گھاٹ پر جا کر ختم ہوا جو گھنی جھاڑیوں اور کٹاؤ دار چٹانی سلسلے کے درمیان ایک ایسی جگہ واقع تھا جو روز روشن میں بھی نظر نہیں آ سکتا تھا، غالباً اسے خاص طور پر ناجائز تجارت کی نقل و حرکت کے پیش نظر بنایا گیا تھا، راڈرک گھاٹ کے

قریب اس مقام پر پہنچ کر رک گیا جہاں ایک بڑی موٹر بوٹ پانی کی سطح پر کسی عفریت کی مانند ہچکولے کھاتی نظر آ رہی تھی جاوید اور فیصل ان سے بمشکل تیں فٹ کے فاصلے پر ایک جھاڑی کی آڑ میں دبکے بیٹھے تھے۔

"راڈرک .... کیا تمہیں یقین ہے کہ شنکر' شاکا اور انگروما کے جال سے بچ کر نکل آئے گا۔" روپا کی سرگوشی سنائی دی۔

"تم فکر مت کرو .... شنکر کو جزیرے سے بخیر و عافیت نکالنا میرا کام ہے۔" راڈرک نے بڑے وثوق سے کہا "میرے آدمی اسے ہر قیمت پر زندہ و سلامت واپسی کے سفر پر روانہ کر دیں گے .... کیا تم یقین کرو گی کہ شاکا نے جن آدمیوں کو شنکر کی نگرانی پر مامور کیا ہے ان میں دو آدمی میرے وفادار بھی ہیں۔"

"ایسی صورت میں تو ہم سب ایک ساتھ بھی فرار ہو سکتے تھے۔" روپا نے کہا

"نہیں ......" راڈرک تیزی سے بولا "ایک ساتھ فرار ہونے میں زیادہ رسک تھا۔"

"لیکن تم اگر چاہتے ہو تو میرے دونوں ساتھیوں کو ......"

"راڈرک تم سے نقدی کی صورت میں فرار کا کوئی معاوضہ نہیں وصول کر رہا' پھر تم کباب میں ہڈی والا محاورہ شامل کرنے پر کیوں بضد ہو۔" راڈرک نے موٹر بوٹ کا رسہ کھولتے ہوئے کہا "چلو' خاموشی سے اس منحوس جزیرے کو خیرباد کہہ کر بوٹ میں سوار ہو جاؤ' میں بہت جلد تمہیں موت کی گھٹن آمیز فضا سے نکال کر بہت دور لے جاؤں گا۔"

فیصل اور جاوید پنجوں کے بل تیزی سے آگے بڑھے' ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا' روپا موٹر بوٹ پر بیٹھ چکی تھی' راڈرک رسے کو دائرے کی صورت میں لپیٹنے میں مصروف تھا جب جاوید نے جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے قریب پہنچ کر کسی آدم خور چیتے جیسے انداز میں جست لگائی اور اسے رگیدتا چلا گیا' راڈرک کے لئے وہ حملہ اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا پھر قبل اس کے وہ سنبھل کر جوابی کاروائی کرتا جاوید کا نپا تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر پڑا اور اس کا ذہن گھپ اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ راڈرک کے بے ہوش جسم کو بوٹ میں ڈالنے کے بعد خود بھی اس میں سوار ہو چکے تھے' جاوید نے برق رفتاری سے بوٹ کے اندر رکھا ہوا بانس اٹھا لیا پھر اس نے بانس کا ایک سرا چٹان پر جما کر زور لگایا تو موٹر بوٹ ساحل سے دور ہونے لگی' فیصل نے انجن کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔

"نہیں .... انجن اسٹارٹ کرنے کی حماقت نہ کرنا ورنہ بے موت مارے جاؤ گے

.... اگر شاکا کے پالتو شکاری کتوں کو تمہارے فرار کی بھنک بھی مل گئی تو وہ آخری دم تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔"

فیصل اور جاوید نے ایک ساتھ پلٹ کر روپا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا' وہ سو فیصد روپا ہی تھی مگر وہ آواز جو ان کے کانوں سے ٹکرائی تھی روپا کی ہرگز نہیں تھی۔



موٹر بوٹ آہستہ آہستہ ہچکولے کھاتی ساحل سے دور ہوتی جا رہی تھی فیصل نے انجن سٹارٹ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور روپا کے سراپے کا جائزہ لے رہی تھیں جو بمشکل دس قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی' تاریکی کے باوجود اس کے چہرے کے نقوش صاف دکھائی دے رہے تھے اس کے جسم پر وہی پرانا لباس تھا جو موسم کے رد و بدل کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ و روپ کھوتا جا رہا تھا وہ روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی' کچھ دیر پیشتر فیصل نے اسے راڈرک کے ساتھ گفتگو کرتے بھی سنا تھا لیکن وہ آواز جس نے اسے انجن اسٹارٹ نہ کرنے کی تاکید کی تھی روپا کی ہرگز نہیں تھی۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟" جاوید نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے مدھم لہجے میں پوچھا۔ "کیا انجن اسٹارٹ کرنا مناسب ہوگا؟"

"نہیں ...." فیصل نے سرگوشی کی۔ "ہمیں جو مشورہ دیا گیا ہے وہ درست ہے لیکن .... کیا تم نے روپا کے لب و لہجے پر غور کیا تھا؟"

"اوہ ...." جاوید نے چونک کر کہا۔ "تو کیا آواز کی وہ تبدیلی تم نے بھی محسوس کی تھی؟"

"اگر ہم دونوں نے بیک وقت ایک ہی اندازہ قائم کیا ہے تو پھر ہمارا خیال غلط نہیں ہو سکتا۔" فیصل نے کہا۔ "ہمیں اس سے بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔"

"آزادی کی راہ میں اکثر قربانیاں بھی ضروری ہوتی ہیں .... کیا مشورہ ہے تمہارا...... اسے بھی گلا دبا کر سمندر برد نہ کر دیا جائے؟ جاوید کے لہجے میں سفاکی تھی۔

"نہیں .... فی الحال بلاوجہ خون خرابے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں ہر لمحہ اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی۔"

"مجھے خوشی ہے کہ تم دونوں بھی میرے ساتھ ہو۔" روپا نے قریب آتے ہوئے کہا فیصل نے اسے غور سے دیکھا وہ سو فیصد روپا کی آواز تھی۔

"کہیں یہ خوشی فرضی تو نہیں۔" جاوید نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اتفاق ہی تھا جو ہم

تمہارے تعاقب میں آگئے ورنہ ...."

"میری بات کا یقین کرو۔" اس نے جاوید کو مخاطب کیا۔ "میں نے راڈرک کو تم دونوں کے سلسلے میں رضامند کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"فرار کا منصوبہ کس نے مرتب کیا تھا؟"

"راڈرک نے ...." روپا نے تیزی سے کہا۔ "میں آمادہ نہ ہوتی تو بھی اس کی روانگی ضروری تھی۔"

"کیا اسے کوئی ایسا ہی اہم کام لاحق تھا؟"

"ہو سکتا ہے لیکن میں نے اس کے بارے میں بازپرس ضروری نہیں سمجھی تھی۔"

"تمہارا کیا خیال تھا۔" جاوید نے تلخی اختیار کی۔ "کیا تمہارے فرار ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد ہم سے بازپرس نہ کی جاتی؟"

"حالات کے پیش نظر شاکا سے کسی رحم کی توقع کرنی فضول ہے۔"

"اس کے باوجود تم نے ہمیں حالات کے رحم و کرم پر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تھا؟"

"ہاں ...." روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔"

"موت اور زندگی بندے کے نہیں' خدا کے اختیار میں ہے۔" جاوید نے درشت انداز میں کہا۔

"راڈرک نے ہمارے سلسلے میں نگاہیں پھیر لی تھیں لیکن اس وقت کھلے آسمان کے نیچے چاروں خانے چت پڑا ہے۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھ رہی ہوں' تم چاہو تو مجھے بھی سمندر کی لہروں کے حوالے کر سکتے ہو' میں اسے اپنی بدقسمتی ہی کہوں گی۔"

"مجھے تعجب ہے کہ تم نے شنکر کو تنہا کیوں چھوڑ دیا۔" فیصل نے پوچھا۔ "ہمارے فرار ہونے کے بعد شاکا اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کرے گا۔"

"ہاں .... لیکن وہ اسے جان سے مارنے کی حماقت نہیں کرے گا۔" روپا نے پورے وثوق کے ساتھ کہا۔ "جب تک طاقت کا انمول خزانہ اس کے ہاتھ نہیں لگ جاتا وہ شنکر کو زندہ رکھنے پر مجبور ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" فیصل نے کہا۔ "طاقت کا خزانہ کہاں ہے؟"

"کیوں؟ ...." روپا نے معنی خیز انداز اختیار کیا۔ "کیا تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ پہلے ہی بتا چکا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ " ہے وہ میرا وہم ہو لیکن میرا خیال ہے کہ شنکر اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے۔"

"ایک بات کہوں........ برا تو نہیں مانو گے؟" روپا نے سپاٹ لہجے میں کہا اس نظریں فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

"کہو........"

"سچ کیا ہے یہ مجھے نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ تمہاری سرد ہاتھ کہانی بھی سچ نہیں ہے۔"

"تمہارے پاس اس کہانی پر یقین نہ کرنے کا کوئی جواز بھی ضرور ہوگا۔" فیصل اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں .... میں کوئی وجہ نہیں بتا سکتی اتنا جانتی ہوں کہ جس بات کو میرا من مانے وہ جھوٹ ہی ہوتی ہے۔"

"خود اپنے بارے میں تمہارا من کیا کہتا ہے؟" جاوید نے تیزی سے کہا۔ "کیا تم خیر عافیت سے مہذب دنیا تک واپس پہنچ جاؤ گی۔"

"روپا نے جواب میں کچھ نہیں کہا' اس کی نگاہوں میں ایک لمحے کو نفرت کا احساس ابھرا تھا لیکن پھر فوراً" ہی اس نے اپنی توجہ راؤرک کی سمت کر لی جو بوٹ کے درمیانی تختوں پر بے سدھ پڑا تھا۔

"تمہارا کیا مشورہ ہے"۔ فیصل نے کچھ سوچتے ہوئے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔"کیا اب ہمیں انجن اسٹارٹ کر لینا چاہیئے؟"

"تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔" روپا نے روکھے انداز میں جواب دیا پھر وہ قدم بڑھاتی موٹر بوٹ کے اگلے حصے کی جانب چلی گئی۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم حفظ ماتقدم کے طور پر اس کے ہاتھ پیر باندھ کر بے بس کر دیں۔" جاوید نے کہا۔

"فائدہ ...."

"آپ چاہے نہ مانیں لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ عورت صرف زہریلی ہی نہیں بلکہ پراسرار قوتوں کی مالک بھی ہے۔ راگھو کی موت کا تصور اب بھی میری نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے۔"

"ایسی صورت میں ہمیں کسی ایسے اقدام سے گریز کرنا چاہیئے جو اسے کسی جوابی

کارروائی پر مجبور کر دے۔"

"پھر........ ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

"سب سے پہلے ہمیں راؤرک کو بے دست و پا کرنا ہوگا' وہ ہمارے لئے نہ صرف یہ کہ خطرناک ہے بلکہ نہایت کار آمد بھی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں........"

"ہم ایک جزیرے سے جان بچا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نادانستگی میں کسی دوسرے میں جا کر پھنس جائیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔" واپسی کے سفر کے لئے ہمیں بہرحال راؤرک کی خدمات کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر ہم اپنی منزل کی تلاش میں بھٹکنے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکیں گے؟"

"پھر انہوں نے راؤرک کو بے ہوشی ہی کی حالت میں اس طرح رسی سے جکڑ کر بے بس کر دیا کہ وہ ان کے لئے خطرناک نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ دونوں پیروں کے علاوہ اس کے ہاتھ بھی پشت کی جانب کر کے مضبوطی سے جکڑ دیئے گئے تھے روپا کسی خاموش تماشائی کی طرح دور بیٹھی ان کی حرکتوں کا جائزہ لیتی رہی۔ موٹر بوٹ بدستور لہروں پر آہستہ آہستہ ڈگمگا رہی تھی راؤرک کو پوری طرح قابو کر لینے کے بعد اسے ہوش میں لانے کی تدبیر اختیار کرنی ضروری تھی۔ جس میں انہیں زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ سرد پانی کی پانچ سات چھینٹوں کے بعد ہی راؤرک نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' چند ساعت تک وہ آنکھیں پھاڑے ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی تو کراہ کر رہ گیا' اس کی خونخوار نظریں اب فیصل اور جاوید کو باری باری گھور رہی تھیں رسی میں جکڑے ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر بے بسی کی کوئی علامت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کی نگاہوں میں ابھرنے والی چمک اس بات کی غمازی کر رہی تھی کہ وہ اپنے غصے پر قابو پانے میں کوشاں تھا اور کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم ...." کچھ دیر بعد اس نے فیصل کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں امید ہے کہ راؤرک کی مرضی کے بغیر تم اپنا آزادی کا سفر جاری رکھ سکو گے؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے درمیان کوئی ایسی دشمنی بھی نہیں ہے جو ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کسی انتقامی کارروائی پر مجبور کر دے۔" فیصل نے سلجھے ہوئے انداز میں کہا۔ "ہم نے جو کچھ کیا وہ حالات کا تقاضا تھا ہماری جگہ تم ہوتے تو شاید تم بھی وہی کرتے جو ہم نے کیا ہے۔"

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے ...." اس نے مغرور لہجے میں سوال کیا۔

"ہم تمہاری رفاقت میں اپنی منزل تک واپس پہنچنا چاہتے ہیں۔"

"اگر میں انکار کر دوں تو ...."

"ہمیں ہر قیمت پر تمہارا تعاون درکار ہوگا۔" فیصل نے بدستور نرم آواز میں جواب دیا۔

"تم نے چھپ کر چوروں کی طرح حملہ کیا تھا۔ مردوں کی طرح مقابلہ کرتے تو شاید صورتحال یہ نہ ہوتی جو اب ہے۔"

"تمہارا غصہ حق بجانب ہے لیکن ...."

"تم نے میرے ہاتھ پیر کیوں باندھے ہیں؟" راؤرک نے جملہ کاٹتے ہوئے سرد آواز میں دریافت کیا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ اس طرح مجھے زبردستی اپنے مقصد کے لئے استعمال کرسکتے ہو۔"

"پھر تم ہی بتا دو کہ تمہیں استعمال کرنے کا اور کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟" جاوید نے پہلی بار راؤرک کو مخاطب کیا اس کا لہجہ تضحیک آمیز تھا۔

"تم ...." راؤرک نے جاوید کو نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میرا مشورہ ہے کہ تم اپنی زبان بند ہی رکھو ورنہ اگر بات بڑھ گئی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

جاوید کے تیور یکلخت خطرناک ہو گئے وہ کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن فیصل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے. راؤرک سے کہا۔ "کیا ہم اچھے دوستوں کی طرح ایک دوسرے کے کام نہیں آ سکتے۔"

"نہیں ...." راؤرک نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "تمہیں جزیرے پر واپس جانا ہوگا' میں تمہاری خاطر شاکا اور انگروما کی دشمنی مول نہیں لے سکتا۔"

"روپا میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں جو تم اس کی خاطر رسک لینے پر آمادہ ہو گئے تھے؟" جاوید نے تلملا کر کہا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

"اگر تم اس ذاتی مسئلے کو برقرار رکھنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر قیمت پر ہماری مدد کرنی ہو گی۔" جاوید کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔ "انکار کی صورت میں ممکن ہے کہ سمندری جانور تم دونوں کو اپنی بھوک کا مسئلہ بنا لیں۔"

"تمہیں راؤرک کے ساتھ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔" اس نے غراتے ہوئے

جواب دیا۔" تم نے ابھی تک بیچ سمندر میں بھوک اور پیاس سے مرتے ہوئے انسانوں کی تڑپ اور بے بسی کا تماشہ نہیں دیکھا .... کیا تم یقین کرو گے کہ جنون کی کیفیت جب ایک حد سے گزر جاتی ہے تو انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہ جاتی۔ بھائی بھائی کے جسم کو کتوں کی طرح بھنبھوڑ ۔کر کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے تمہیں زندگی اور موت کے اس بھیانک کھیل کا تجربہ نہیں ورنہ تم مجھ سے منہ ٹیڑھا کر کے بات کرنے کی جرات کبھی نہ کرتے۔"

"میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" فیصل نے اس بار کرخت انداز میں کہا۔ "راہ بھٹک جانے کی صورت میں ہم کسی ساحل کے قریب نہیں پہنچ سکتے' لیکن تم بھی ہمارے ساتھ ہو گے اور اگر حالات نے ہمیں درندگی پر آمادہ کر دیا تو تم ہی ہمارا پہلا شکار ہو گے۔"

"تم اور راؤرک کو شکار کرو گے؟" اس نے فیصل کو ترچھی نظروں سے دیکھا۔ "شاید تمہیں ابھی میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔"

"مشاہدہ تجربات کو جنم دیتا ہے .... تمہاری طاقت کا تماشہ بھی دیکھ لیں گے۔" فیصل نے لاپروائی سے جواب دیا پھر جاوید سے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اب انجن اسٹارٹ کر لینا چاہئے۔"

"راؤرک نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں .... تم سر پٹخ کر مر جاؤ تب بھی انجن کو اسٹارٹ نہیں کر سکو گے۔"

"آئی ' سی۔" فیصل نے کہا۔ "تم نے غالباً کوئی ایسا تکنیکی نظام بنا رکھا ہے جس پر عمل کئے بغیر موٹربوٹ اسٹارٹ نہیں ہو سکتی۔"

"اتنی جلدی کسی آخری نتیجے پر چھلانگ لگانے کی کیا ضرورت ہے۔" راؤرک نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ راؤرک نے غلط نہیں کہا تھا' فیصل اور جاوید نے ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ لیا لیکن وہ بوٹ کا انجن اسٹارٹ کرنے سے قاصر ہی رہے روپا نے بھی ان کا ہاتھ بٹانے کی کوشش کی تھی لیکن نتیجہ صفر ہی ثابت ہوا' موٹر بوٹ ابھی تک ساحل سے زیادہ دور نہیں گئی تھی' خشکی سے پھینکا ہوا کوئی نیزہ اب بھی ان کے لئے ہلاکت خیز ثابت ہو سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں راؤرک کی زبان کھلوانی پڑے گی۔" جاوید نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"وہ اتنی آسانی سے راہ راست پر نہیں آئے گا جتنا تم سمجھ رہے ہو۔" فیصل نے

سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا وہ ہماری مدد کرنے سے انکار کر چکا ہے؟" روپا نے دریافت کیا۔

"ہاں ...." فیصل نے کہا۔ وہ ہمیں ساتھ لے جانے کو تیار نہیں ہے۔"

"کیا میں اسے آمادہ کرنے کی کوشش کروں؟" روپا نے فیصل سے پوچھا پھر کسی جواب کا انتظار کئے بغیر راڈرک کے قریب چلی گئی جو بدستور نہایت اطمینان سے تختے پر بے بس پڑا تھا' چند لمحے تک وہ خاموشی سے اس کی نظروں میں جھانکتی رہی پھر سپاٹ لہجے میں بولی۔

"کیا تم میری درخواست بھی قبول نہیں کروگے؟"

"ایک شرط پر .... اس نے حقارت سے فیصل اور جاوید کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان دونوں کو جزیرے پر واپس جانا ہوگا۔"

"شٹ اپ ...." جاوید کا الٹا ہاتھ پوری شدت سے گھوم گیا ضرب اتنی شدید تھی کہ راڈرک کا ہونٹ پھٹ گیا اس نے جواب میں کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جاوید کے ہاتھ کو دوبارہ جنبش ہوئی اس بار راڈرک کی پیشانی پر خون کی ایک باریک لکیر نمایاں ہوگئی مگر اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ بڑا حیرت انگیز تھا راڈرک نے چیخ کر اجنبی زبان میں کچھ کہا تھا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی کو اپنی مدد کے لئے آواز دے رہا ہو' جاوید نے پینترا بدل کر اس پر تیسری بار حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے پیشتر ہی راڈرک رسیوں کی قید و بند سے آزاد ہو چکا تھا موٹی رسی کی بندشیں کچے دھاگے کے مانند ٹوٹ کر بکھر گئی تھیں اور اس کے ساتھ ہی راڈرک نے برق رفتاری سے پیروں کی قینچی بنا کر جاوید کو اس کے درمیان جکڑ لیا تھا' دوسرے ہی لمحے اس نے کروٹ بدلی تو جاوید کا جسم فضا میں لہراتا ہوا پوری شدت سے بوٹ کے تختے سے ٹکرا گیا' جاوید کے حلق سے خارج ہونے والی وہ چیخ بڑی کربناک تھی راڈرک نے اسی داؤ کو دوبارہ آزمانے کی خاطر اپنے جسم کو ایک خاص زاویئے سے سمیٹا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ اپنی قوت استعمال کرتا فیصل کی بھرپور لات اس کی کنپٹی پر پڑی اور وہ کراہ کر رہ گیا پھر فیصل پر جیسے جنون طاری ہوگیا' اس نے قریب پڑا ہوا بانس اٹھایا اور راڈرک کو روئی کی طرح دھنکنا شروع کر دیا' جاوید اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔

"اچانک موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی تیز آواز رات کے پرہول سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری پھر موٹر بوٹ نے اتنی برق رفتاری سے اپنے سفر کا آغاز کیا کہ فیصل بھی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا' گرتے ہوئے اس کا سر کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا تو اس کی کھوپڑی میں کئی سورج ایک ساتھ طلوع ہو کر اسی تیزی سے غروب ہوتے چلے گئے ....!!

○

انگروما عبادت گاہ کے ایک گوشے میں کھڑا اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا' شاکا نے اس کی ذات پر شبہ کر کے اذیتناک احساسات سے دوچار کر دیا تھا' اس نے ساٹھ سال تک شاکا کے ساتھ وفاداری اور دیانتداری کا ثبوت دیا تھا' اپنے فرائض منصبی کو نہایت دیانتداری سے انجام دیتا رہا تھا' کبھی اس نے شاکا کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش نہیں کی تھی اس کے وقار کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا تھا' شاکا کے مفاد کی خاطر اس نے بارہا اپنے ذاتی فائدوں کو پس پشت ڈال دیا تھا' شوالا کی دشمنی مول لی تھی لیکن نکا کے ایک مفروضے پر یقین کر کے شاکا نے پل بھر میں اس کی تمام قربانیوں اور رفاقتوں کو یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔

وہ شاکا کے مقابلے میں اتنا بے بس اور کمزور بھی نہیں تھا کہ مجبوراً اس کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا' وہ اگر چاہتا تو اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شاکا کا مقابلہ بھی کر سکتا تھا اپنی جوابی کارروائی سے اسے باور کرا سکتا تھا کہ اس نے جذبات میں آ کر ایک غلط فیصلہ کیا ہے لیکن اس نے صبر و تحمل سے کام لیا تھا' اپنی گرفتاری کا حکم سن کر کوئی مزاحمت کوئی احتجاج نہیں کیا تھا' وہ شاکا کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا لیکن شاکا کے فیصلے نے اس کے ذہن کو اذیت پہنچائی تھی وہ اسے یکسر نظرانداز کر دینے سے بھی قاصر تھا۔

وہ پورے جزیرے کا کاہن اعظم تھا' اس کی مذہبی حیثیت بہت ٹھوس اور مستحکم تھی' اس کا ایک اشارہ قبیلے کے عوام کو شاکا کے خلاف بغاوت پر اکسا سکتا تھا' شوالا کی موت کے بعد اگر وہ چاہتا تو صورت حال سے فائدہ اٹھا کر شاکا کی جگہ بھی لے سکتا تھا لیکن اسے اقتدار کی ہوس نہیں تھی' وہ جزیرے میں امن و امان کا خواہاں تھا مگر شاکا نے شنکر کے بہکائے میں آ کر اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی' انگروما کو اس کی عبادت گاہ تک محدود کر کے اس پر اپنے آدمیوں کے پہرے بٹھا دیئے تھے' وہ اگر چاہتا تو ایک اشارے سے ان ہاتھوں کو جسم سے علیحدہ کر سکتا تھا جنہوں نے اس پر نیزے اٹھانے کی جسارت کی تھی لیکن وہ اپنے ہی آدمیوں کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ نہیں بنانا چاہتا تھا' قصور ان کا نہیں شاکا کا تھا وفادار ماتحت ہونے کے ناتے اس کا حکم ماننے پر مجبور تھے۔

انگروما بڑی دیر تک اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا وہ اس انمول شے کی اہمیت سے ناواقف تھا جو غار سے پراسرار طور پر غائب ہو چکی تھی' اس کی گمشدگی کا علم بھی اسے شیش

ناگ کی موت کے بعد ہوا تھا' اس نے شاکا کو حالات سے بے باخبر کرنا اپنا فرض سمجھا تھا لیکن. ننکا نے جس خوبصورتی سے فیصل کی گمشدگی کو ایک نیا رنگ دیا تھا اس نے انگروما کی شخصیت کو مشکوک بنا دیا تھا شاکا کی جگہ اگر وہ ہوتا تو شاید فوری طور پر وہ بھی بدگمانی کا شکار ہو جاتا۔ انگروما اسی بدگمانی کو دور کرنے کا خواہش مند تھا' وہ سنجیدگی سے حالات کے تانے بانوں کو ملاتا رہا پھر اس نے دیوتاؤں کو رضامند کرنے کا ایک آزمودہ عمل پڑھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں' اس کی بند آنکھوں کے عقب میں گھپ اندھیروں کا راج تھا وہ پورے انہماک اور ارتکاز سے ان اندھیروں کا طلسم توڑنے کے لئے کوشاں تھا پھر اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی' اندھیروں کے بادل آہستہ آہستہ چھٹتے گئے۔

انگروما کی نظریں اب غار کے اس حصے کو دیکھ رہی تھیں جہاں عظیم دیوتا کا قوی ہیکل مجسمہ موجود تھا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر دیوتا کے مجسمے کو دیکھتا رہا۔ اس نے دیکھا کہ مجسمے کا الٹا پیر آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہو رہا ہے' زمین سے ایک فٹ بلند ہو کر وہ پیر ساکت ہو گیا پھر ایک ہاتھ اس خلاء کی جانب بڑھا جو دیوتا کے قدم اٹھ جانے کے بعد زمین میں پیدا ہوا تھا' خلاء میں جانے کے بعد وہ ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ایک سفید رنگ کا پیکٹ موجود تھا' اس پیکٹ کو دیکھ کر شیش ناگ تیزی سے سامنے آ گیا' شیش ناگ کے تیور خطرناک نظر آ رہے تھے' اس کی آنکھوں سے چنگاریاں ابل رہی تھیں' فضا میں غضبناک انداز میں لہراتا بل کھاتا وہ ہاتھ کے قریب پہنچ گیا پھر اس نے ہاتھ کو ڈسنے کی خاطر پھن مارا لیکن اس کا پھن ہاتھ تک نہیں پہنچ سکا' درمیان میں کوئی نادیدہ شے حائل تھی جس سے ٹکرا کر شیش ناگ زخمی ہو گیا تھا اس نے دوبارہ فضاء میں لہرانا شروع کر دیا' اس کی نگاہیں بدستور اسی ہاتھ پر مرکوز تھیں جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا' شیش ناگ کا جسم بھی ہاتھ کے ساتھ ساتھ فرش پر رینگتا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ غضبناک انداز میں ہاتھ کو ڈسنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی وہ درمیان میں حائل کسی روکاوٹ سے ٹکرا گیا' اس کے سر سے خون کے قطرے گرنے شروع ہو گئے تھے' اس نے کسی نادیدہ شے سے خوفزدہ ہو کر فرار ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اچانک ایک شعلہ سا لپکا اور شیش ناگ کا جسم جل کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔

"انگروما حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا' وہ پیکٹ یقیناً وہی قیمتی شے تھی جس کے بارے میں اس نے شاکا کو بتایا تھا لیکن وہ ہاتھ کس کا تھا اور وہ پراسرار طاقت کون تھی جس نے اس ہاتھ کو شیش ناگ کے عتاب سے محفوظ رکھا تھا اور پھر جلا کر راکھ کر دیا تھا' انگروما کی نظریں یہ دیکھنے سے قاصر تھیں پھر اچانک وہ منظر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا' گھپ

اندھیروں کی دبیز چادر اس کی قوت بصارت کے سامنے حائل ہو گئی' انگروما نے نگاہیں نہیں کھولیں' برابر اسی عمل کا ورد کرتا رہا' اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں' اس کا ذہن بڑی عقیدت سے دیوتاؤں کی پراسرار قوتوں کو آواز دے رہا تھا' وہ ہر قیمت پر اس قیمتی شے کی گمشدگی کے راز سے واقف ہونے کا خواہشمند تھا اس کے ہونٹ تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ آہستہ آہستہ تاریکی کے بادل دوبارہ چھٹنے شروع ہوئے۔ انگروما کی نظروں کے سامنے اس بار بیکراں سمندر کا منظر اجاگر ہو گیا' اس نے ایک موٹر بوٹ کو دیکھا جو طوفانی انداز میں اپنی منزل کی جانب اڑی چلی جا رہی تھی' وہ اس منظر کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب موٹر بوٹ کے اندر کا منظر اسے دکھائی دیا تو وہ چونک اٹھا' اس کی نظریں فیصل ' جاوید اور راڈرک کے چہروں پر منڈلانے لگیں جو بے ہوشی کے عالم میں بوٹ کے اندر پڑے تھے۔ راڈرک زخمی حالت میں نظر آ رہا تھا۔

"انگروما کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا' فیصل اور جاوید کے فرار ہونے کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ وہ اسی قیمتی شے کے راز سے بھی واقف تھے اور وہ ہاتھ جو پیکٹ کو لے اڑا تھا ان دونوں ہی سے کسی ایک کا ہو سکتا تھا۔ انگروما کے ذہن میں یہی ایک شبہ ابھرا تھا دیوتاؤں نے شاید مناظر کے ذریعے اس کی رہنمائی کرنے کی کوشش کی تھی' راڈرک کے زخمی ہونے کا بظاہر ایک ہی سبب ممکن تھا اسے موٹر بوٹ کے حصول کے تشدد سے دوچار کیا گیا ہو گا لیکن ننکا .... وہ کہاں تھا؟ کیا وہ ابھی تک جزیرے پر شاکا کے ساتھ تھا یا وہ کسی اور ذریعہ سے جزیرے سے نکل چکا تھا؟

"انگروما نے یکلخت آنکھیں کھول دیں' اس کا فوری طور پر شاکا سے ملنا ضروری تھا' اگر وہ حالات سے لاعلم تھا تو یہ لاعلمی اس کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی تھی' اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ فیصل کسی نہ کسی زاویئے سے اس قیمتی شے سے ضرور واقفیت رکھتا ہے جس کی گمشدگی ابھی تک ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ انگروما نے محافظ دستے کے ایک فرد سے شاکا کو فوری طور پر ملاقات کرنے کا پیغام بھیجا اور ان کڑیوں کو ملانے کی کوشش کرنے لگا جو اسے عمل کے ذریعے نظر آئی تھیں' اسے سب سے زیادہ فکر شنکر کی تھی جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہے اور ممکن تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں کی وجہ سے وہ اس ہاتھ کے مالک کو نہ دیکھ سکا ہو جس نے دیوتا کے قدموں کے نیچے سے پیکٹ حاصل کیا تھا' وہ ان ہی خیالات میں محو تھا کہ شاکا کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم بہت جلد مجھ سے رابطہ قائم کرو گے۔" شاکا نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "کیا تم زبان کھولنے پر آمادہ ہو گئے ہو"؟

"شنکر کہاں ہے ....؟" انگروما نے اس کی بات نظرانداز کرتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

"اوہ ...." شاکا کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "تم شایداس عمل سے خوفزدہ ہو جوشنکر تمہاری اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے پڑھ رہا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تم کو ابھی حالات کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔" انگروما نے کہا۔ "کیا تمہیں فیصل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر ہے"؟

"کیا مطلب؟

"میرا علم کہتا ہے کہ وہ جزیرے سے فرار ہو چکے ہیں۔"

"قیمتی اور انمول شے کے بارے میں تمہارا علم کیا کہتا ہے؟" شاکا نے اسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ شنکر اورفیصل میں سے کوئی ایک اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے۔" انگروما نے سنجیدگی سے کہا پھراس نے ایک بار پھر فیصل اور جاوید کے فرار کے بارے میں بتایا تو شاکا کے تیور خطرناک ہو گئے۔

"کیا تم میری توجہ اپنی جانب سے ہٹانا چاہتے ہو۔" وہ سرد لہجے میں غرایا۔ "فیصل اور اس کے ساتھی میری مرضی اوراجازت کے بغیر........"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے شاکا۔" میری بات کا یقین کرو' انہوں نے فرار کی خاطر راڈرک کو زخمی کر کے اس کی موٹر بوٹ حاصل کرلی ہے۔"

"نہیں ...." اس بار شاکا چونکے بغیرنہ رہ سکا۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا"۔ شاکا نے کہا اور نیزہ برداروں کو اشارہ کرتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ ایک ساتھ ہی غار تک پہنچے تھے جہاں شنکر قوی ہیکل دیوتا کے مجسمے کے سامنے کھڑا غصے سے پیچ و تاب کھا رہاتھا' شاکا کو دیکھتے ہی اس کے تیوراور خراب ہوگئے۔

"تم ...." اس نے شاکا کو نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ فیصل اور جاوید اس لمحے کہاں ہیں؟"

"تم کیا کہنا چاہ رہے ہو ....؟" شاکا نے پوچھا۔

"شاکا .... تمہاری غفلت نے سارا کھیل چوپٹ کر دیا۔" شنکر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"وہ دونوں جزیرے سے بہت دور جا چکے ہیں۔"

"اور وہ قیمتی شے کہاں ہے ....؟" شاکا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں دریافت کیا۔

"وہ بھی شنکر کی نظروں سے زیادہ دنوں اوجھل نہیں رہ سکے گی لیکن پہلے مجھے فیصل کا کریا کرم کرنا پڑے گا۔" شنکر کے لہجے میں سفاکی آ گئی۔

"تم .... تم ان کا کیا کرو گے؟" شاکانے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"میں اسے ایسا کشٹ دوں گا کہ وہ سارا جیون یاد رکھے گا' میرے لئے فاصلوں کی قید کوئی اہمیت نہیں رکھتی' میرے بیرپل بھر میں اسے دبوچ لیں گے .... اس نے شنکر سے فریب کر کے اچھا نہیں کیا۔" شنکر نے سرد لہجے میں کہا پھر آنکھیں موند کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر لئے اس کے ہونٹ تیزی سے کسی منتر کا جاپ کر رہے تھے' شاکا اور انگروما دونوں اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

شنکر کچھ دیر تک ہاتھ بلند کئے کھڑا رہا پھر یکلخت اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور زور سے جھٹکنا شروع کر دیا' ہاتھ جھٹکنے کے عمل کو کچھ دیر تک جاری رکھنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور فاتحانہ انداز میں قہقہے بلند کرنے لگا اس کی سرخ آنکھوں میں طاغوتی قوتوں کا ساحرانہ رقص جاری تھا۔

"شنکر ...." شاکا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تیرے قہقہوں کا کیا مطلب سمجھوں؟"

"اب چنتا کرنے کی ضرورت نہیں ہے شاکا۔ "شنکر نے جواب دیا ۔ "میرے منتر کے بیروں نے اسے پا لیا ہے' میری آ گیا کے انو سار وہ اسے اس قابل نہیں چھوڑیں گے کہ ہماری نظروں سے دور بھاگ سکے اب اسے شنکر کی شکتی کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا۔"

"ہمیں اب کیا کرنا ہوگا ...." شاکا نے بے تابی سے سوال کیا۔

"ہم اس کا پیچھا کریں گے .... اب میرا اور تیرا راستہ ایک ہے"۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کر۔" شاکا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "ساحل پر ابھی راڈرک کی دوسری موٹر بوٹ بھی موجود ہوگی۔"

"کیا تم ...."

"ہاں .... شاکا تیرے ساتھ چلے گا۔" شاکا کا لہجہ فیصلہ کن تھا پھر اس نے انگروما کی طرف غور سے گھورا۔ "میرے جانے کے بعد تو کاہن اعظم کے رتبے کے ساتھ ساتھ

میرے نائب کے فرائض بھی انجام دے گا۔"

"توشاید بھول رہا ہے شاکا۔" انگروما نے تلخی سے جواب دیا "میں اب کاہن اعظم نہیں ہوں' میں نے تیرے ساتھ دغا کیا ہے' میں تیرے منصب اور تیرے عتاب کو بھول گیا تھا میں نے تیرے ساتھ فریب کا ناٹک کھیلا تھا اور تو نے مجھے ...."

"یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے انگروما۔" شاکا نے بڑی اپنائیت سے تلملاتے ہوئے کہا۔ "اگر شاکا سے بھول ہو گئی ہے تو تو اسے معاف کردے۔"

"لمحہ بیتا جا رہا ہے شاکا۔" شنکر سنجیدگی سے بولا۔ "ہمیں جلدی کرنی ہوگی۔"

"اب میرے بارے میں تیرا کیا خیال ہے........؟" انگروما نے شنکر کو تیکھی نظروں سے گھورا۔ "تیری کالی طاقت اب کیا کہتی ہے؟"

"میں ابھی پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" شنکر نے رکھائی سے جواب دیا "ہمیں پہلے فیصل کو دیکھنا ہوگا۔"

"شاکا' میں ایک بار پھر تجھے سوچ بچار کرکے کوئی قدم اٹھانے کا مشورہ دوں گا۔" انگروما نے سپاٹ آواز میں شاکا کو مخاطب کیا پھر شنکر کو تیز نظروں سے گھورنے لگا۔ جواب میں شاکا نے انگروما کے چہرے کے تاثرات کو غور سے دیکھا پھر قدم بڑھاتا ہوا غار سے باہر آ گیا' شنکر نے اس کی پیروی میں بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا انگروما کی نظریں بدستور اس کا تعاقب کرتی رہیں۔"

○

اس کا ذہن گھپ اندھیروں اور غنودگی کے اتھاہ سمندر میں غوطے کھا رہا تھا........ اس کے خیال کے کینوس پر گزری ساعتوں کے سائے لرز رہے تھے .... وہ شاکا کے جزیرے سے جاوید اور رویا کے ساتھ فرار ہوا تھا راڈرک نے ان کے راستے کی دیوار بننے کی کوشش کی تھی' وہ جزیرے سے صرف رویا کو لے جانا چاہتا تھا اس نے جاوید کو چیلنج کیا تھا کہ جب تک وہ نہ چاہے گا موٹر بوٹ کا انجن سٹارٹ نہیں ہوگا' شاید اس نے مشینری کے کسی خفیہ حصے میں کوئی چور سوئچ لگا رکھا تھا یا کوئی ایسی تکنیکی خرابی پیدا کر دی تھی جسے دور کئے بغیر موٹر بوٹ کو استعمال نہیں کیا جا سکتا تھا اس کی گفتگو کا انداز باغیانہ اور ہتک آمیز تھا جس نے جاوید کو جارحانہ کارروائی پر مجبور کر دیا لیکن شاید راڈرک بھی کچھ پر اسرار قوتوں کا

مالک تھا اس نے حیرت انگیز طور پر رسیوں کی مضبوط بندشوں سے نجات حاصل کر لی تھی پھر اس نے نہایت پھرتی اور مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے جاوید کو اپنی ٹانگوں کے درمیان جکڑ کر ربڑ کے کسی پتلے کی مانند فضا میں اچھالنا شروع کر دیا تھا۔ جاوید کی کربناک چیخ کی آواز نے اسے راڈرک کے خلاف جنونی عمل پر اکسایا تھا' اس نے چپو نما لکڑی اٹھائی اور پھر راڈرک پر قہر بن کر ٹوٹ پڑا اس نے جاوید کے دشمن کو موت کی آخری حدوں تک پہنچانے کی ٹھان لی تھی۔ اس کا ہاتھ مشینی انداز میں چل رہا تھا اور ہر ضرب کے ساتھ راڈرک کی اذیتناک چیخ بلند ہو رہی تھی لیکن اس کی حسرت پوری نہ ہو سکی' موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز نے ایک لمحے کو اس کی توجہ منتشر کردی پھر جس طوفانی انداز میں موٹر بوٹ نے اچانک اپنے سفر کا آغاز کیا وہ حیرت انگیز تھا وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا چکرا کر گرتے ہوئے اس کا سر کسی ٹھوس شے سے ٹکرایا تھا پھر ہر احساس گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا تھا اور اب دھندلی دھندلی یادوں کے لہریئے پھر حرکت کر رہے تھے۔

اس کا ذہن ابھی پوری طرح بیدار نہیں ہو پایا تھا کہ آسمان پر سرخ آندھی کے جھکڑ چلنے لگے' وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ان ذرات کو دیکھ رہا تھا جو دہکتی چنگاریوں کی مانند ہوا کے بھنور میں پھنسے تیزی سے گردش کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے' اس نے اٹھنے کی کوشش کی وہ اس ناگہانی آفت سے بچنے کی خاطر کوئی تدبیر اختیار کرنا چاہتا تھا لیکن جیسے کسی پراسرار قوت نے اس کے وجود کو جھلسا دیا' وہ اذیت نہایت کربناک تھی پھر اس نے ان ذرات کے درمیان عفریتوں کو نمودار ہو کر المناک انداز میں رقص کرتے دیکھا ان کے ہاتھوں میں خار دار گرز موجود تھے' ان کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے .... شاید وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا تھا' سرخ ذرات اس کے وجود میں نشتر بن کر چبھ رہے تھے پھر شنکر کی مانوس آواز بہت دور سے ابھرتی ہوئی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"تم نے شنکر سے بھاگ کر اچھا نہیں کیا' اب دھرتی کی کوئی شکتی تمہیں میرے کشٹ سے مکتی نہیں دلا سکے گی' تم اب اپاہج بن کر میرے چرنوں کی دھول میں جیون بسر کرنے پر مجبور ہوگے۔" شنکر کے لہجے میں سفاکی اور درندگی تھی پھر عفریتوں نے گرز سنبھال کر اس پر حملہ کر دیا' وہ شدید کرب سے دوچار تھا اوراس کے ذہن میں دور کہیں شنکر کے مکروہ قہقہوں کی آوازگونج رہی تھیں۔ وہ ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا جب اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے سرد بادلوں کے لطیف تودوں نے اس کے وجود کواپنے سائے میں سمیٹ لیا ہو اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا کسی دوشیزہ کا خوبصورت اور حسین وجود دھوئیں کی شکل

میں اس کے اطراف منڈلا رہا تھا' اس کی زلفیں اس پر سایہ کئے ہوئے تھیں۔

"تم ...." فیصل نے خوابیدہ آواز میں اسے مخاطب کیا' کون ہو تم ....؟"

"مجھے افسوس ہے پرنس ...." دھویں کے لرزتے سائے سے ایک مترنم آواز ابھری۔ میں روپا کے وجود میں غرق اپنے کام میں اتنی منہمک تھی کہ فوری طور پر تمہاری طرف توجہ نہیں دے سکی' لیکن اب تم محفوظ ہو۔"

"شاید شنکر کی پراسرار قوتوں نے میری المناک کہانی کو ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کہانیاں کبھی ختم نہیں ہوتیں .... یاد بن کر فضاؤں میں محفوظ ہو جاتی ہیں۔"

"تم نے ابھی روپا کا ذکر کیا تھا۔"

"ہاں .... وہ بڑی سادگی سے بولی" تمہارے فرار کے لئے موٹر بوٹ کا تیز ترین سفر ضروری تھا' راڈرک نے اس کے انجن میں خرابی پیدا کر دی تھی۔ جسے میں جانتی تھی چنانچہ مجھے وقتی طورپر روپا کے وجود کو اپنانا پڑا۔"

"کیا .... کیاتم موٹر بوٹ کو چلا رہی تھی؟" اس نے حیرت سے فضا میں لرزتے کپکپاتے سائے کو دیکھا۔

"تم نے طلسمی اورپر اسرار ماحول سے فرار اختیار کیا تھا اس لئے میں تمہاری مدد پر آمادہ ہو گئی۔"

"وہ آواز .... جس نے ہمیں موٹر بوٹ کا انجن نہ اسٹارٹ کرنے کی تاکید کی تھی۔"

"وہ میں ہی تھی .... اس وقت میں نے روپا کے جسم کو اپنا رکھا تھا۔"

"کیاتمہیں علم ہے کہ میری منزل کہاں ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتی۔" اس نے بدستور سادگی سے جواب دیا۔ "میں تمہیں واپس اسی مقام پر پہنچا دوگی جہاں سے تم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔"

"اس کے بعد تمہاری مرضی پر منحصر ہے"۔

"تم نے بروقت میری مدد کر کے مجھ پر احسان کیا ہے کیا میں اپنی محسنہ کا نام دریافت کر سکتا ہوں؟"

"میں نے اپنے فرض کی ادائیگی کی ہے .... تم اسے احسان کا نام دے کر مجھ شرمندہ کر رہے ہو۔"

"میں تمہیں کیا سمجھوں؟"

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے پرنس .... میں روپا کے جسم میں واپس جا رہی ہوں"۔

"ٹھہرو ...." فیصل نے بے تابی سے اسے آواز دی تو دھویں کے بکھرتے بادل تھم گئے فیصل نے مشکبار زلفوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم میرے بارے میں کیا جانتی ہو؟"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ....؟" اس کے لہجے میں معصومیت اور اپنائیت کا احساس جھلک رہاتھا۔

"میری کہانی کا انجام کیا ہو گا؟" فیصل نے تڑپ کر سوال کیا۔

"کہانی تم رقم کر رہے ہو اور انجام مجھ سے دریافت کر رہے ہو .... تعجب ہے؟"

"اگر میں نے اپنے شہر میں قدم واپس رکھا تو ماضی کے زخم دوبارہ ہرے ہو جائیں گے میں لوگوں کے سوالات کا کیا جواب دوں گا' قانون مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں اسے کس طرح مطمئن کروں گا؟"

"تم پریشان مت ہو .... میں ایسے حالات پیدا کر دوں گی کہ تم سے کوئی بازپرس نہیں ہوگی۔"

"شنکر نے کہا تھا کہ اب مجھے اپاہجوں کی طرح اس کے رحم و کرم پر زندہ رہنا ہوگا۔"

"ہاں .... اس ملعون نے ٹھیک کہاہے۔" اس کے جواب میں غم و غصے کی ملی جلی کیفیتیں تڑپ اٹھیں۔

"کیا تم اس کے خلاف میری مدد نہیں کر سکتیں"۔

"مجھے افسوس ہے پرنس۔" اس نے تاسف کا اظہار کیا۔

"پھر تم نے مجھے اس کے عتاب سے بچانے کی غلطی کیوں کی؟" فیصل کے لہجے میں شکوہ تھا۔ "مجھے حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہوتا۔"

"مایوسی گناہ ہے پرنس .... وقت اور حالات یکساں نہیں رہتے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں اپنی تقدیر خود رقم کرنی ہوگی۔"

"تم شاید کوئی بھٹکتی ہوی روح ہو کسی اتفاقیہ مطابقت سے متاثر ہو کر وقتی طورپر میری مدد پر مجبور ہو گئی ہو۔" فیصل نے اسے کریدنے کی کوشش کی۔ "کیا میری صورت و شکل تمہارے محبوب سے ملتی جلتی ہے؟"

"اس کے علاوہ اوربھی بہت سارے رشتے ناتے ہوتے ہیں۔" اس نے سادگی سے

کہا۔

"تم کس رشتے کی بات کر رہی ہو؟"

"نہیں پرنس .... فی الحال میرے بارے میں کریدنے کی کوشش نہ کرو۔" اس نے سنجیدگی سے کہا پھر اس کی زلفوں کے سائے لہراتے ہوئے نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے وجود کا کانپتا ہوا عکس گھپ اندھیروں میں گم ہو گیا اس کے ساتھ ہی فیصل کے ذہن پر غنودگی کی چادر پھیل کر دبیز ہوتی گئی۔

وہ کتنی دیر غنودگی اور بے ہوشی کی کیفیتوں سے دو چار رہا اسے مطلق کوئی علم نہیں تھا اس کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہو رہا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ لوگ اس کے ارد گرد منڈلا رہے ہوں' قدموں کی دبی دبی آہٹیں اور کھسر پھسر کی آوازیں اس کے وجود کو زندگی کا احساس دلا رہی تھیں۔ لیکن وہ لوگ کون تھے جو دبے دبے قدموں سے اسے گھیرنے کی کوشش کر رہے تھے؟ دبی دبی آوازوں کے درمیان اس کے خلاف کیا سازشیں جنم لے رہی تھیں؟ کیا وہ زندہ تھا .... یا مرنے کے بعد کسی اور دنیا کی آہٹوں کو سن رہا تھا؟ وہ دم سادھے پڑا اپنے ہست و بود کے بارے میں غور کرتا رہا ان آوازوں کو سنتا رہا جو اسے کشمکش میں مبتلا کر رہی تھیں پھر اس نے واضح طور پر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنی اس کے بعد قدموں کی ملی جلی آوازیں ابھر کر قریب آتی گئیں۔

"کیا انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا؟" کسی مرد کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"جی نہیں .... جواب میں ایک نسوانی آواز ابھری۔ میں نے چالیس منٹ پہلے انجکشن لگا دیا ہے۔"

"ڈاکٹر........ کیا طویل بے ہوشی کسی خطرے کی علامت تو نہیں؟" یہ آواز جاوید کی تھی۔

فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے آنکھیں کھول دیں وہ کھلے سمندر کے بجائے اس وقت کسی ہسپتال کے کمرے میں موجود تھا پھر اسپتال کا تصور ذہن میں جاگتے ہی شنکر کا جملہ اس کے دماغ میں گونج اٹھا جس نے اسے اپاہج بنا دینے کی دھمکی دی تھی ....؟؟؟



فیصل کے ذہن میں شنکر کا جملہ صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا' اس نے ڈرتے ڈرتے اپنے پیروں کو جنبش دینے کی کوشش کی تو کراہ اٹھا' اس کے گھٹنوں نے اس کی قوت ارادی کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا' جاوید نے اسے ہوش میں دیکھا تو اس کے چہرے پر مسرت کی کرن پھوٹ پڑی۔

"خدا کا شکر ہے کہ تم ہوش میں آ گئے۔" اس نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

فیصل نے جاوید کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا' وہ ڈاکٹر کو گھورنے لگا اس کی نگاہوں میں مایوسی کے سائے لہرا رہے تھے ....

"ڈاکٹر کیا میں ....؟" وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' احساس محرومی نے اس کی آنکھوں کے گوشے نمناک کر دیے تھے۔

"ہمیں صرف آپ کی طویل بے ہوشی سے تشویش لاحق تھی۔" ڈاکٹر نے کہا۔ "اب آپ خطرے سے باہر ہیں۔"

"تم کیا محسوس کر رہے ہو؟" جاوید نے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔

"میں .... یہاں کس طرح پہنچا؟" اس نے جاوید سے پوچھا۔

"کیا مطلب ...." جاوید نے اس کے چہرے کے تاثرات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "تم کیا جاننا چاہتے ہو؟"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ فی الحال زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کریں۔" ڈاکٹر نے دخل اندازی کی۔ "آپ کو ابھی آرام کی ضرورت ہے۔"

"ڈاکٹر................" اس نے ڈاکٹر کو پرامید نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ میرا تفصیلی معائنہ کر چکے ہیں؟"

"جی ہاں .... لیکن آپ پریشان کیوں ہیں؟" ڈاکٹر نے تعجب سے دریافت کیا۔

"کیا .... کیا میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو سکتا ہوں؟" اس نے دھڑکتے ہوئے

دل سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں .... مگر ابھی آپ کو..............."

"نہیں ڈاکٹر ...." فیصل نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر اپنی الجھن دور کرنی چاہتا ہوں .... ابھی ' اسی وقت ' پلیز ڈاکٹر..............."

"تم کسی وہم میں مبتلا ہو ....؟" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "تمہاری ٹانگوں کو کیا ہوا ....؟"

"مسٹر فیصل ' آپ مجھے بتائیں۔" ڈاکٹر نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟"

"میں .... میرا خیال ہے کہ شاید اب میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہیں ہو سکوں گا۔" فیصل نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں نے اپنے پیروں کو جنبش دینے کی کوشش کی تھی لیکن ...."

"گھبرائیں نہیں ...." ڈاکٹر نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ ایک ہی زاویئے سے پڑے پڑے آپ کے جوڑ پٹھے وقتی طور پر اکڑ گئے ہوں اور حرکت کرنے سے قاصر ہوں' اکثر ایسا ہو جاتا ہے لیکن اس میں تشویش کی کوئی بات نہیں ہے' وقت کے ساتھ ساتھ دوران خون بحال ہوتے ہی آپ کی ٹانگیں دوبارہ حرکت کرنے لگیں گی۔"

فیصل نے ضد کی تو ڈاکٹر نے دو میل نرسوں کو بلا لیا' اسے احتیاط سے پکڑ کر بستر سے نیچے اتارا گیا' اس کے چہرے سے خوف مترشح تھا' اس نے ڈرتے ڈرتے پیر زمین پر رکھے' میل نرسوں نے اسے پوری قوت سے تھام رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ چکرا گیا' اس کے گھٹنوں نے ایک بار پھر اس کا بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا تھا' اگر اسے تھام نہ لیا گیا ہوتا تو تیورا کر فرش پر الٹ گیا ہوتا ' ڈاکٹر کے اشارے پر اسے دوبارہ بستر پر لٹا دیا گیا' فیصل اس وقت بری طرح ہانپ رہا تھا' اس کی آنکھیں چھت پر لگی تھیں لیکن اس کی سماعت میں شنکر کے فلک شگاف قہقہے گونج رہے تھے .... جاوید نے ڈاکٹر کو وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر فیصل کے قریب جاتے ہوئے بولا۔

"تم .... تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں ...." ڈاکٹر کی موجودگی میں اس نے اختصار سے کام لیا۔

"آپ میری بات کا یقین کریں۔" ڈاکٹر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ "آپ

فزیوتھراپی کے ذریعے بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔"

"شکریہ ڈاکٹر ...." اس نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر اسکا معائنہ کرتا رہا' جاوید محسوس کر رہا تھا کہ فیصل کوئی بات چھپانے کی کوشش کر رہا ہے ڈاکٹر کی موجودگی میں اس نے فیصل کو کریدنے کی کوشش نہیں کی لیکن جب ڈاکٹر معائنے کے بعد ضروری ہدایات دے کر واپس چلا گیا اور جاوید کمرے میں تنہا رہ گیا تو اس نے فیصل سے پوچھا۔

"تمہیں اچانک اس بات کا وہم کس طرح لاحق ہو گیا کہ تم اپنے پیروں پر دوبارہ نہیں کھڑے ہو سکو گے۔؟"

"کیا یہ درست ہے کہ ہم اسی شہر میں واپس آ گئے ہیں جہاں سے ہم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔" اس نے جاوید کی بات نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں .... لیکن تمہیں کس نے بتایا؟" جاوید نے تعجب سے کہا۔ "تم گزشتہ چار روز سے بے ہوشی کے عالم میں تھے۔"

"روپا اور راڈرک کہاں ہیں؟ فیصل نے دریافت کیا۔

"روپا اپنے گھر پر ہے اور راڈرک .... وہ کوسٹ گارڈ والوں کی تحویل میں ہے۔"

"کوسٹ گارڈ...............؟"

"ہاں .... وہ پہلے ہی سے ان کی بلیک لسٹ پر تھا۔" جاوید نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ہم چار روز پیشتر یہاں پہنچے تھے' کس طرح؟ اس کا علم مجھے بھی بعد میں ہوا' ہوش میں آنے کے بعد میں اور روپا بھی تمہاری طرح اسی اسپتال میں رہے' مجھے بعد میں علم ہوا کہ کوسٹ گارڈ کے عملے نے راڈرک کی لانچ کو ساحل سے تقریباً دس بارہ میل دور پکڑا تھا' اس وقت ہم سب بے ہوش تھے' کوسٹ گارڈ کا ایک میجر اتفاق سے میرا پرانا واقف کار نکلا' اس نے مجھے تمام تفصیل سے آگاہ کیا تھا۔"

"راڈرک نے موٹر بوٹ پر ہماری موجودگی کے سلسلے میں کیا بیان دیا ہے؟"

"ابھی تک وہ اس قابل نہیں ہے کہ بیان دے سکے۔" جاوید نے کہا۔ "مجھے روپا نے بتایا ہے کہ تم نے میری خاطر جنونی انداز میں راڈرک کو شدید ضربیں لگائی تھیں' وہ ابھی تک زخمی حالت میں ہے لیکن فکر کی کوئی بات نہیں ہے' میجر نے کہا ہے کہ وہ سب کچھ سنبھال لے گا اور کوشش کرے گا کہ ہمارا نام درمیان میں نہ آنے پائے۔"

"کیا روپا کو علم ہے کہ ہم نے سمندری سفر کیوں کر طے کیا تھا؟"

"نہیں .... اس سلسلے میں وہ بھی پریشان ہے۔" جاوید نے سنجیدگی سے کہا۔ "اسے صرف اتنا یاد ہے کہ جس وقت تم راڈرک کی مرمت کر رہے تھے اس وقت وہ غیر ارادی طور پر انجن والے حصے کی سمت لپکی تھی لیکن اس کے بعد کیا ہوا .... اسے کچھ یاد نہیں؟"

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا ...." فیصل نے اس حسین وجود کو یاد کرتے ہوئے جواب دیا جو اس نے غنودگی کی حالت میں دھویں کی صورت میں اپنی نگاہوں کے سامنے منڈلاتے دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ...." جاوید نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا تمہیں علم ہے کہ موٹربوٹ کا سفر کس طرح پورا ہوا ہے؟"

"ہاں ...." فیصل نے جواب دیا۔ "موٹر بوٹ کا انجن روپا ہی نے اسٹارٹ کیا تھا' وہی اسے تمام راستے کنٹرول کرتی رہی ہے اور پھر .... پھر شاید منزل کے قریب پہنچ کر وہ بھی بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار ہو گئی ہو گی۔"

"ہو گئی ہوگی سے تمہاری کیا مراد ہے .... کیا تم کسی مفروضے کی بناء پر ایسا سوچ رہے ہو"۔

"تمہیں وہ آواز یاد ہے جس نے جزیرے سے فرار کے وقت ہمیں انجن اسٹارٹ کرنے سے منع کیا تھا ...."

"ہاں' لیکن ...."

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس نے ہماری مدد کی تھی' روپا کے جسم کو اپنانے کے بعد اس نے ہمیں ہماری منزل تک پہنچا دیا ہے .... اس نے مجھ سے یہی کہا تھا۔"

"کیا تمہارے درمیان گفتگو بھی ہو چکی ہے؟" جاوید نے حیرت سے کہا۔ "کون ہے وہ؟ کیا تم نے اسے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے۔"

"نہیں .... میں اس کی صورت و شکل نہیں دیکھ سکا تھا لیکن اس کی آواز اس وقت بھی میرے ذہن میں گونج رہی ہے۔"

"ون منٹ ...." جاوید نے تیزی سے پوچھا۔ "کیا اسی عورت نے تم سے کہا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد تم اپنی ٹانگوں پر نہیں کھڑے ہو سکے گے۔"

"اس نے صرف تصدیق کی تھی۔" فیصل نے اپنی غنودگی کے عالم کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ بروقت میری مدد کو وہاں نہ آ جاتی تو شاید شنکر کی پراسرار قوتیں مجھے اس حالت میں بھی زندہ نہ رہنے دیتیں .... شنکر نے کہا تھا کہ میں نے اس سے دور بھاگ کر اچھا نہیں کیا اور اب وہ مجھے لپاہجوں کی طرح اپنے قدموں میں ایڑھیاں رگڑنے پر مجبور کر دے گا .... اسی بات کی تصدیق کی خاطر میں نے ڈاکٹر سے اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہونے کی ضد کی تھی اور تم نے دیکھ لیا کہ شنکر نے جو کہا تھا' وہ........"

"وہ اگر تمہیں اپاہج کر سکتا ہے تو میں اس کے ناپاک وجود کو صفحہ ہستی سے بھی مٹا سکتا ہوں۔" جاوید نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "تم فکر مت کرو' شنکر کو ایک بار سامنے آ لینے دو .... میں اس کا قصہ ہی پاک کر دوں گا۔"

فیصل نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن نرس کے آجانے کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا' جاوید کے چہرے پر بدستور غصے کی علامتیں منڈلا رہی تھیں ....!"



موٹر بوٹ آندھی اور طوفان کی مانند سفر طے کر رہی تھی' شاکا بڑی چابک دستی اور مہارت کے ساتھ اسٹیئرنگ کنٹرول کر رہا تھا انہیں جزیرے سے روانہ ہوئے بہت دن گزر چکے تھے لیکن ان کے چہروں پر تھکن کا مطلق کوئی اثر نہیں تھا' خاص طور پر شنکر کے مقابلے میں شاکا زیادہ تروتازہ دکھائی دے رہا تھا' شنکر نے کئی بار اسے موٹر بوٹ کی رفتار کم کرنے کو کہا تھا۔ لیکن شاکا نے مسکرا کر اس کی بات ٹال دی تھی' بوٹ میں ان کے علاوہ ایک سیاہ فام حبشی اور بھی تھا جسے شاکا نے روانگی کے وقت اپنے ہمراہ لے لیا تھا' سفر کے دوران اس نے خود کو شنکر سے دور دور ہی رکھا تھا' وہ شاکا کا خاص آدمی تھا اور خاص طور پر اس وقت کسی آدمخور چیتے ہی کی مانند ہوشیار رہتا تھا جب شاکا کمر سیدھی کرنے کی غرض سے کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر کے اپنے اعصاب کو سکون بخشنے کے لئے لیٹتا تھا' شاکا نے اسے اسی مقصد کے لئے ساتھ لیا تھا کہ وہ شنکر پر نظر رکھے' چنانچہ وہ اس وقت موٹر بوٹ کے پچھلے سرے پر بیٹھا بظاہر لاپروائی سے طلوع ہوتے ہوئے سورج کی شرمیلی کرنوں کو سمندر کی موجوں سے اٹکھیلیاں کرتے دیکھ رہا تھا لیکن اس وقت بھی وہ شنکر سے غافل نہیں تھا' نیزے پر اس کی گرفت پوری مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔ شاکا نے اسے ہر طرح کی مکمل

آزادی دے رکھی تھی' روانگی سے قبل اس نے کہا تھا کہ اگر اسے شنکر کی طرف سے کسی سازش کا شبہ بھی ہو تو بلا دریغ نیزے سے اس کے جسم کو چھلنی کر سکتا ہے۔

"شنکر' شاکا کے برعکس زیادہ لاپرواہ نظر آ رہا تھا' سفر کے دوران اس نے شاکا کے ساتھ خاصی بے تکلفی پیدا کرلی تھی' سیاہ فام حبشی کو ساتھ لینے کے سلسلے میں اس نے شاکا سے اعتراض کرنے کے بجائے اس کی دوراندیشی اور ذہانت کی تعریف کی تھی' اس نے کہا تھا کہ کارندے کا ضروری کاموں کی انجام دہی کے لئے طویل سفر پر ساتھ ہونا ضروری تھا' شنکر نے سفر کے آغاز ہی میں محسوس کر لیا تھا کہ وہ اس سے دور رہنے کی کوشش کر رہا ہے چنانچہ اس نے ازخود اس کے قریب جانے کی خواہش کو سینے کی گہرائیوں میں دبا رکھا تھا' وہ اپنا زیادہ تر وقت شاکا کے قریب گزارتا تھا اس وقت بھی وہ شاکا کے قریب بیٹھا سامنے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں زمین اور آسمان گلے مل رہے تھے۔

شاکا نے سفر کے دوران متعدد بار شنکر کو طاقت کے خزانے کے سلسلے میں ٹٹولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ہر بار شاکا کی خواہش کو بڑی خوبصورتی سے باتوں میں ٹال گیا تھا' اس نے شاکا کو یقین دلایا تھا کہ طاقت کے اس انمول خزانے کے حصول کے بعد وہ دونوں اس کا برابر کا استفادہ کریں گے لیکن اندرونی طور پر اس نے طے کر رکھا تھا کہ وہ گمشدہ پیکٹ کے ملنے سے پیشتر ہی شاکا اور اس کے سیاہ فام ماتحت کو اپنے راستے سے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکے گا..........

"میرا خیال ہے کہ تم ان بحری راستوں پر اکثر سفر کرتے رہے ہو۔" شنکر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس بات کا اندازہ کس طرح لگا لیا جبکہ میں پہلی بار تمہارے ساتھ سفر کر رہا ہوں۔" شاکا نے تعجب سے پوچھا۔

"موٹر بوٹ کی طوفانی رفتار سے۔" شنکر نے مسکرا کر جواب دیا۔ "اگر تم ان راستوں سے باخبر نہ ہوتے تو قدرتی طور پر قطب نما اور دیگر ضروری آلات کا بار بار استعمال تمہارے لئے ناگزیر ہوتا لیکن تم نے ابھی تک ایسی کسی چیز کا سہارا نہیں لیا۔"

"تم شاید یقین نہ کرو گے مگر یہ حقیقت ہے کہ سمندری سفر کرنا میرا سب سے پسندیدہ مشغلہ ہے' میں ہواؤں کے رخ اور سمندر کی موجوں سے بھی سمت کا پتہ چلا لیتا ہوں۔"

"اب ہم اپنی منزل سے کتنی دور ہیں.........."

"سیدھا راستہ اختیار کرنے کی صورت میں ہم سورج غروب ہونے سے قبل اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں لیکن میں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ اندھیرا پھیلنے کے بعد ہمیں ساحل سے قریب تر کردے گا۔"

"طویل راستہ اختیار کرنے کی کوئی خاص وجہ.........." شنکر نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تم نے شاید زندگی میں پہلے کبھی غیر قانونی سفر نہیں کیا۔" شاکا نے بڑے فخر سے کہا۔ "میرے لئے قانون کی پیروی وقت کی بربادی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی مگر ہم اس وقت چونکہ راڈرک کی موٹربوٹ استعمال کر رہے ہیں اس لئے ہمارے لئے قانونی موشگافیوں سے بچنا بہر حال ضروری ہے' عام حالات میں خطروں سے کھیلنا مجھے زیادہ پسند آتا ہے۔"

"کیا تم پہلے بھی ان راستوں پر سفر کر چکے ہو؟"

"ضروری نہیں کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں۔" شاکا نے درشت لہجہ اختیار کیا "ایک بات کا خیال رکھنا' کبھی یہ سوچنے کی حماقت نہ کرنا کہ میں تمہارے شہر میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں گا' شاکا دنیا کے چپے چپے سے واقف ہے اور جب جزیرے سے دور ہوتا ہے تو اس کے جسم کے ایک ایک حصے پر سینکڑوں آنکھیں موجود ہوتی ہیں۔"

"شاید تمہارا دل ابھی تک شنکر کی طرف سے صاف نہیں ہوا۔" شنکر نے کہا۔ حالانکہ اب ہماری منزل ایک ہے۔"

"اس کے باوجود تم نے ابھی تک شاکا کو اس قیمتی شے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" اس نے شکوہ کیا۔

"پریشان مت ہو میرے دوست' وہ چیز بہت جلد ہمارے قبضے میں ہوگی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ شے فیصل کے پاس ہے؟"

"ممکن ہے وہ اس کے قبضے میں نہ ہو لیکن میری دویا کہتی ہے کہ وہ اس کے بارے میں ضرور جانتا ہے.........."

"اور انگروما.........." شاکا نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔ "کیا تم نے ہمارے درمیان نفرت کا بیج بونے کی کوشش کی تھی؟"

"ہاں.........." شنکر نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا۔ "لیکن اس وقت میری اور تمہاری منزل ایک نہیں تھی.........."

"تم نے اچھا نہیں کیا.........." شاکا نے کہا۔ "انگروما میرے عزیز ساتھیوں

میں سے ایک ہے' اس کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اپنی مذہبی حیثیت سے فائدہ اٹھاکر قبیلے کے لوگوں کو میرے خلاف بغاوت پر بھی آمادہ کر سکتا تھا ...."

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' اس نے ایک اچٹتی ہوئی نگاہ سیاہ فام حبشی پر ڈالی پھر آسمان کی طرف دیکھنے لگا' شاکا نے اپنی نظریں دوبارہ سمندر کی موجوں پر جما دیں' شام تک وہ اسی رفتار سے سفر کرتے رہے پھر شاکا نے انجن بند کر دیا۔

"خیریت ...." شنکر نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"ہمیں اندھیرا پھیلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔" شاکا نے ایک طویل انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔ "ہم جس گھاٹ کی سمت سفر کریں گے ادھر اجالے میں جانا ہمارے لئے مخدوش بھی ہو سکتا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ...."

"راڈرک کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے۔" شاکا نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "دولت کے حصول کی خاطر وہ اپنے سگے باپ کی پیٹھ میں بھی خنجر گھونپ سکتا ہے' وہ دنیا کے تمام ساحلی علاقوں پر بسنے والوں سے واقفیت رکھتا ہے لیکن لین دین کے معاملے میں اس کی نیت چونکہ ہمیشہ سے خراب رہی ہے اس لئے دوستوں کے علاوہ اس کے دشمنوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے .... تم شاید میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک سوچ رہے ہو لیکن راڈرک کے دشمن اگر گھاٹ پر موجود ہوئے تو وہ رات کی تاریکی میں بھی اس کی موٹر بوٹ کو پہچان لیں گے"۔

"تم اس کی فکر نہ کرو............ تمہیں شہر تک ساتھ خیریت کے پہنچانا میرا کام ہے لیکن میں نے تم سے جو کہا ہے اس کا خیال رکھنا۔" شاکا نے سرد لہجے میں کہا۔ "شاکا سے دشمنی تمہیں خاصی مہنگی پڑ سکتی ہے۔"

"دھیرج سے کام لو میرے متر .... کل کیا ہونے والا ہے یہ کیول بھگوان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔"

"فیصل کے بارے میں تم نے کیا معلوم کیا ہے۔" شاکا نے پوچھا۔ "کیا تمہاری کالی قوتوں نے اسے بے بس کر دیا ہے؟؟"

"شنکر کا وار کبھی خالی نہیں جاتا .... تم اپنی آنکھوں سے اس کا انجام دیکھ لینا۔"

"مجھے اس کے انجام سے زیادہ اس قیمتی شے کی فکر ہے جس کی خاطر ہم نے اتنا

طویل سفر کیا ہے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' خاموشی سے اطراف کا جائزہ لینے لگا تقریباً ڈھائی گھنٹے تک موٹر بوٹ سمندر کی لہروں پر ہچکولے کھاتی رہی' جب گھپ اندھیرا پھیل گیا تو شاکا نے انجن دوبارہ اسٹارٹ کیا اور بوٹ کا رخ ایک مخصوص سمت کو موڑ دیا۔ پھر ایک گھنٹے کے سفر کے بعد ساحل کی ٹمٹماتی روشنیاں نظر آنی شروع ہوئیں تو شنکر کی نگاہوں میں طاغوتی قوتیں مچلنے لگیں.........!!

وہ لوگوں کے شور و غل کی آواز ہی تھی جو اس کے کانوں میں گونج رہی تھی لیکن فیصل نے ان آوازوں پر کوئی توجہ نہیں دی' اس کے ذہن پر نیند کے گہرے خمار کا اثر باقی تھا' وہ ان آوازوں کو اپنا وہم سمجھ رہا تھا' شاید اس کے کان بج رہے تھے ورنہ اسپتال کے اس پرسکون گوشے میں جہاں اسے بغرض علاج رکھا گیا تھا شوروغل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا' یہ بھی ممکن تھا کہ وہ آوازیں اس کے ماضی سے کوئی تعلق رکھتی ہوں اور اس کے شعور میں صدائے باز گشت بن کر گونج رہی ہوں۔ وہ غنودگی کے عالم میں آنکھیں بند کئے ان آوازوں کو سنتا رہا پھر مہمل اور بے معنی جملے جو شوروغل کے ہجوم میں آپس میں خلط ملط ہو رہے تھے آہستہ آہستہ واضح ہونے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے بہت زیادہ پی رکھی ہے' گھر جاتے جاتے راستے ہی میں ڈھیر ہو گیا۔"

"جگہ بھی اچھی چنی ہے .... قانون کی چھتری کے نیچے لمبی تانے سو رہا ہے۔"

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا .... مجھے تو .... شکل ہی سے کوئی قانون کا محافظ لگتا ہے' زیادہ چڑھ گئی ہوگی اس لئے بغیر وردی کے ڈیوٹی پر آگیا ...."

"ذرا غور سے دیکھو' کہیں اللہ کو پیارا تو نہیں ہو گیا ...."

"مجھے تو کوئی چور اچکا لگتا ہے' بٹوارے پر جھگڑا ہوا ہو گا اور اس کے ساتھی یہیں مار کر ڈال گئے"۔

"میں نے صبح کے اخبار میں ایک جیولری کی دکان پر ڈاکے کی خبر پڑھی ہے، ہو سکتا ہے یہ ان ہی میں سے ....۔"

"حماقت کی بات کر رہے ہو چچا میاں، آج کل کے ڈاکو اس طرح پیدل نہیں پھرتے۔"

"پھر یہ کون ہو سکتا ہے۔"

"ممکن ہے کوئی مریض ہو جو بے ہوشی کی حالت میں مبتلا ہو۔"

"صورت و شکل سے کوئی شریف آدمی نظر آتا ہے۔"

"ذات شریف کہو برخوردار .... شریف لوگ اس طرح تماشہ بننے کے بجائے خاموشی سے موت کی نیند سو جاتے ہیں۔"

"پولیس کو فون کر دو .... وہ خود ہی آ کر تفتیش کر لے گی۔"

"ہلا جلا کر دیکھو تو سہی .... سانس بھی چل رہا ہے یا بیچارا اتنا غفیل ہو گیا۔"

وہ لوگوں کی مختلف آوازیں اور فضول جملے سنتا رہا۔ پھر ان آوازوں کے ساتھ ساتھ ٹریفک کا شور بھی شامل ہونا شروع ہوا تو اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں، اس کے اطراف بھانت بھانت کے لوگ جمع تھے، وہ انہیں پلکیں جھپکا کر حیرت سے دیکھتا رہا پھر اس نے ماحول کا جائزہ لیا تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ جسے خواب سمجھ رہا تھا وہ ایک مضحکہ خیز حقیقت تھی، اس وقت وہ اسپتال کے بجائے شہر کے ایک مشہور اور پر رونق بازار کے مصروف چوراہے پر پڑا تھا اور لوگ اسے گھیرے کھڑے تھے۔

فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، بے بسی کے احساس سے اس کی آنکھوں کے گوشے نمناک ہو گئے، اگر وہ اپاہج نہ ہوتا تو اٹھ کر فرار ہونے کی کوشش کرتا یا کوئی معقول بہانہ تراش کر لوگوں کو مطمئن کرتا لیکن حالات کے پیش نظر وہ ان کے جملوں کے تیر و نشتر برداشت کرنے پر مجبور تھا، کبھی وہ ان ہی شاہراہوں سے اپنی جھلملاتی گاڑیوں پر بیٹھ کر گزرتا تھا تو مجمع کائی کی مانند پھٹ جاتا لیکن آج وہ لوگوں کے درمیان گھرا ہوا تھا اور اس کے پاس بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا .... اس کے ذہن میں صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"شنکر .... شنکر .... شنکر۔"

وہ شنکر کے سوا کسی اور کی حرکت نہیں ہو سکتی تھی، شاید اس نے فیصل کو اسی کے شہر میں ذلیل و رسوا کرنے کی ٹھان لی تھی، اس نے یہی کہا تھا کہ فیصل نے اس سے دور

بھاگ کر اچھا نہیں کیا، وہ اسے اپاہجوں کی طرح ایڑیاں رگڑنے پر مجبور کر دے گا۔ یقیناً شنکر یا اس کے آدمی ہی اسے اسپتال سے اٹھا کر رات کے کسی پر سکون حصے میں چوراہے پر پھینک گئے ہوں گے، ہو سکتا تھا کہ اس وقت بھی ہجوم میں موجود اس کی بے بسی اور بے کسی کا تماشہ دیکھ رہے ہوں۔

شنکر کے تصور کے ساتھ ہی فیصل کے ذہن میں مجذوب اور سفید ریش بزرگ کا خیال ابھر آیا، خدا کے ان نیک بندوں نے اسے گمراہی کے راستوں پر آگے بڑھنے سے منع کیا تھا، بارہا اسے باور کرانے کی سعی کی تھی کہ جن راستوں پر وہ قدم بڑھا رہا ہے وہاں ذلت اور رسوائی کے سوا اس کے حصے میں اور کچھ نہیں آئے گا لیکن فیصل نے ان کی نصیحتوں کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا، اس نے اپنا معاملہ خدا کے حوالے کرنے کے بجائے اپنے دشمنوں سے براہ راست انتقام لینے کی ٹھانی تھی، اس کی ضد نے خدا کے ان نیک بزرگوں کو ایک ایک کر کے اس سے جدا کر دیا تھا اور انجام کار وہ اپاہج بنا ایک چوراہے پر لوگوں کے ہجوم کے درمیان پڑا ان کے رکیک جملوں کا نشانہ بن رہا تھا، شنکر کی طاغوتی قوتیں اس کو ذلیل و رسوا کرنے کی خاطر بر سر پیکار تھیں اور وہ کسی جوابی کارروائی سے یکسر معذور تھا۔

"کیوں مسٹر اب کیا حال ہے؟" ایک اوباش شخص نے اس کے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔ "اپنے قدموں پر چلنے کے قابل ہو یا تمہاری ڈنڈا ڈولی کرنی ہو گی۔"

"فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا، سختی سے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا لئے۔

"برخوردار، تمہارا نام کیا ہے؟" ایک بزرگ نے قدرے شفقت سے کہا۔ "کیا کام کرتے ہو، بود و باش کہاں ہے اور یہاں بیچ چوراہے پر کس خوشی میں ڈیرہ جما رکھا ہے؟"

"ابے کیا الیکشن میں کھڑے ہونے کا ارادہ ہے جو سستی شہرت حاصل کر رہا ہے۔"

کسی من چلے نے بھیڑ سے آواز لگائی۔

"برادرم، کچھ منہ سے پھوٹیں گے یا چپ شاہ کا روزہ رکھا ہوا ہے"۔ ایک چھریرے بدن کے آدمی نے حقارت سے کہا۔

"مم............... میں .... میں بیمار ہوں۔" فیصل نے بمشکل اٹک اٹک کر کہا۔

"ہیروئن کون ہے .... فلمی یا بنگلے کوٹھی والی۔" کسی نے ہانک لگائی تو لوگ بے اختیار ہنس دیئے۔

"مجھے تو یہ سو فیصد نشے کا عادی معلوم ہوتا ہے۔" ایک نوجوان نے اپنا حتمی فیصلہ

صادر کیا۔

"ایسے ہی لوگوں نے معاشرے اور ہماری تہذیب کو تباہ کر رکھا ہے۔" دوسرے نے گرہ لگائی۔ "یہی وہ مہلک جراثیم ہیں جو نوجوانوں کی نسل کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہے ہیں۔"

"پولیس آ گئی استاد .... بھاگ لو شرافت سے۔" کسی نے آواز لگائی تو مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا۔

"فیصل نے نظر اٹھا کر دیکھا' دو پولیس والے اور ایک فوٹو گرافر تیزی سے اس کے قریب آ رہے تھے' اس کے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں' اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹ لیتا' اس نے ایک لمحے کو سوچا کہ وہ پولیس والوں کو اپنے نام اور پتے سے آگاہ کر دے اور اپنی حیثیت سے باخبر کر دے لیکن اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' وہ اپنا نام پتہ بتا کر اپنے باپ دادا کے نام اور ان کے مرتبے کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا چپ چاپ بیٹھا اپنی بربادی کا تماشہ دیکھتا رہا۔

"بڑے دنوں بعد ہتھے چڑھے ہو استاد"۔ ایک پولیس والے نے قریب آ کر مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے کہا۔ "ہمیں تو بڑے عرصے سے تمہاری تلاش تھی۔"

"فکر مت کرو بیٹا۔" دوسرا حقارت سے بولا۔ "اس بار اگلی پچھلی تمام کسر پوری کر دیں گے۔"

فوٹو گرافر نے پولیس والوں کے اشارے پر مختلف زاویوں سے اس کی تصویریں اتار لیں تو مونچھ والے کانسٹیبل نے کہا۔

"اب سیدھی طرح کھڑے ہو جاؤ' اگر ڈرامہ رچانے کی کوشش کی تو ہم سے برا کوئی نہ ہو گا"۔

"ابے گدھے کی اولاد' یہ ٹکر ٹکر دیدے پھاڑے کیا دیکھ رہا' چل اٹھ اور بیٹھ جا شاہی سواری میں ورنہ مار مار کر کچومر نکال دیں گے' دوسرے کانسٹیبل نے پاس ہی کھڑی پولیس وین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی کرختگی سے کہا پھر ایک بھرپور ٹھوکر لگائی تو فیصل تڑپ کر رہ گیا۔

"تم .... تت .... تم غلط سمجھ رہے ہو۔" اس نے پولیس والوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "مم .... میں ' مجرم نہیں ہوں' ایک معزز شہری ہوں"۔

"معزز شہری" مونچھ والے کانسٹیبل نے اسے قصائی کی نظروں سے گھورا۔ "تھانے پہنچ لو پھر ہم تمہاری شرافت اور تمہارے حسب ونسب کا پورا پوسٹ مارٹم خود ہی کر لیں گے"۔

"اب اٹھتا ہے یا بترکیب نمبر گیارہ استعمال کروں۔" دوسرے نے ہاتھ میں دبا ہوا ڈنڈا گھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میری .... بب .... بات کا یقین کرو .... مم .... میں کھڑا ہونے سے معذور ہوں' تم چاہو تو ...."

لیکن وہ جملہ مکمل نہیں کر سکا' پولیس والوں نے اسے دونوں ہاتھ تھام کر بیدردی سے وین کی جانب گھسیٹنا شروع کر دیا اس کے ساتھ ہی وہ اسے مغلظات بھی سناتے جا رہے تھے' وین کے قریب پہنچ کر انہوں نے اس کے ہاتھ پیر پکڑ کر زمین سے بلند کیا اور "مولا مدد" کا نعرہ لگاتے ہوئے فضا میں جھلا کر اس طرح وین کے اندر اچھال دیا جیسے انسان نہیں بلکہ کوئی ایسی لاوارث لاش تھی جس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا ....!

○

فون کی گھنٹی بار بار بج رہی تھی' جاوید نے ایک طویل انگڑائی لے کر دیوار گیر کلاک پر نظر ڈالی' اس وقت صبح کے دس کا عمل تھا' عام طور سے وہ دیر سے اٹھنے کا عادی تھا اور ان دنوں تو خاص طور پر افریقہ کے تکلیف دہ واقعات اور تھکن کو دور کرنے کی خاطر دیر تک آرام کرتا تھا' گزشتہ رات بھی وہ دیر گئے اسپتال سے لوٹا تھا' فیصل کی بیماری نے اس کے اعصاب پر گہرا اثر ڈالا تھا' اس کے علاوہ ابھی تک اس نے افریقہ سے اپنی واپسی کی اطلاع بھی اپنے حلقے میں نہیں کی تھی' سوائے عنبرین کے شہر میں اس کی موجودگی سے اور کوئی واقف نہیں تھا' کچھ دیر تک وہ یوں ہی غنودگی کے عالم میں فون کو گھورتا رہا پھر اس نے اس خیال سے ریسیور اٹھا لیا کہ ممکن ہے کہ عنبرین ہی نے اسے کال کیا ہو۔

"ہیلو ...." اس نے جمائی لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "جاوید اسپیکنگ۔"

"سوری مسٹر جاوید .... مجھے افسوس ہے کہ اتنی صبح تمہیں تکلیف دینی پڑی"۔ دوسری جانب سے کسی نے ٹھوس آواز میں کہا۔ " اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم

شاید کچی نیند سے بیدار ہوئے ہو"۔

"کون ہو تم..............." جاوید نے تیزی سے سوال کیا۔

"فرض کرلو کہ میں اپنا نام دلاور حسین بتاؤں تو کیا تم یقین کر لوگے؟"

"فون کرنے کا مقصد کیا ہے ...."

"گڈ .... اب تم نے کام کی بات کی ہے۔" دوسری جانب سے بدستور دبنگ آواز میں جواب ملا۔ "انسان کو غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے"۔

"اب شاید تم میرا وقت برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔" جاوید نے قدرے درشت لہجے میں کہا۔

"دوستوں کی خاطر اگر انسان کو تھوڑا بہت پریشان ہونا پڑے تو اس کو وقت کی بربادی نہیں کہتے"۔

"کس دوست کی بات کر رہے ہو ...." جاوید نے تلملا کر دریافت کیا۔

"اسی اپاہج کی جسے تم رات گئے اسپتال میں تسلیاں دے کر واپس لوٹے تھے۔"

"کیا مطلب ...." جاوید چونک اٹھا۔ "کیا ہوا میرے دوست کو؟"

"ایک گھنٹے پہلے کی اطلاع ہے کہ وہ صدر کے بڑے چوراہے پر بے یارومددگار پڑا لوگوں کی گالیاں سن رہا تھا۔"

"نہیں ...." جاوید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "تم شاید مجھ سے ایک سنگین مذاق کی کوشش کر رہے ہو؟"

"تم اگر چاہو تو اس سنگین مذاق کی تصدیق کی خاطر سول لائنز کے پولیس اسٹیشن فون کر سکتے ہو۔"

"پولیس اسٹیشن۔" جاوید نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو تم۔"

"اتنی جلدی اوسان خطا ہوگئے تمہارے۔" دوسری جانب سے اطمینان سے کہا گیا "ابھی تو ابتدا ہے مائی ڈیئر"۔

"تم پولیس اسٹیشن کی بات کر رہے تھے۔" جاوید نے بستر سے نکلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں، میں نے غلط نہیں کہا، پولیس کا خیال ہے کہ تمہارے پرنس ہیروئن اور کوکین وغیرہ کی ناجائز تجارت میں ملوث ہیں پولیس نے جس وقت اسے بے دردی سے گھسیٹ کر وین میں لادا تھا اس وقت بھی وہ نشے کی حالت سے دوچار تھا، آدھے گھنٹے پہلے کی اطلاع ہے کہ تمہارا عزیز دوست تھانہ انچارج کو فرش پر پڑا اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی کوشش کررہا

تھا لیکن پولیس کا خیال ہے کہ وہ قانون کے آہنی شکنجوں سے بچنے کی خاطر جان بوجھ کر خود کو اپاہج ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے .... ایسی صورت میں پولیس کے کارندوں نے تمہارے عزیز دوست کے ساتھ کیا سلوک کیا ہو گا اس کا اندازہ تمہیں ہوتا رہے گا۔"

"تم .... تم کون ہو اور تمہیں یہ باتیں ...."

"مجھے خوشی ہے کہ تم نیند کی کیفیت سے بیدار ہو چکے ہو"۔ دوسری جانب سے مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب ملا۔ "اب وقت مت ضائع کرو، جتنی جلدی ممکن ہو تھانے پہنچنے کی کوشش کرو .... دیر ہو جانے کی صورت میں ممکن ہے کہ تمہیں مایوسی کا شکار ہونا پڑے۔"

"سنو .... کیا تم براہ راست مجھ سے ...."

"شٹ اپ ...." اس بار حقارت اور نفرت سے جواب ملا۔ "اپنے دوست کی زندگی چاہتے ہو تو روئی کے پیکٹ کو ہمارے حوالے کر دو، میں بہت جلد تمہیں دوبارہ فون کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی فون کا رابطہ منقطع کر دیا گیا، جاوید کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا، اس نے سب سے پہلے اسپتال فون کیا جہاں سے اسے بتایا گیا کہ گزشتہ رات کسی نامعلوم شخص نے فیصل کو اغواء کر لیا تھا جس کی اطلاع اسپتال کے عملے کو صبح اس وقت ہوئی جب کمروں کی صفائی پر مامور شخص نے ڈیوٹی نرس کو مریض کے کمرے میں بندھا پایا اور مریض غائب تھا، ہوش آنے پر ڈیوٹی نرس نے بیان دیا تھا کہ وہ رات راؤنڈ پر تھی، فیصل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی مجرم نے جو وہاں پہلے سے موجود تھا اس کی کنپٹی پر اس قدر اچانک اور بھرپور وار کیا کہ وہ اپنے ہوش و حواس برقرار نہ رکھ سکی، اس کے بعد کیا ہوا اسے اس کا کچھ علم نہیں ہو سکا، بہرحال اس حادثے کا علم ہوتے ہی اس کی باقاعدہ رپورٹ پولیس میں درج کرا دی گئی تھی۔

جاوید نے دانت پیستے ہوئے غصے سے ریسیور رکھا پھر اس نے لباس تبدیل کرنے اور سول لائنز تھانے تک پہنچنے میں حیرت انگیز پھرتی اور عجلت کا مظاہرہ کیا تھا، ڈیوٹی پر موجود سب انسپکٹر نے اسے جن نظروں سے دیکھا اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے جاوید کا اس طرح اس کے سامنے آنا اچھا نہیں لگا پھر اس سے پیشتر کہ جاوید اپنی آمد کا مقصد بیان کرتا سب انسپکٹر نے اسے ناگوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"فرمائیے .... اب کیسے زحمت فرمائی آپ نے؟"

جاوید سب انسپکٹر کے جملے پر چکرا گیا' اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' اس کا خیال تھا کہ سب انسپکٹر نے وہ جملہ کسی اور شخص سے مخاطب ہو کر کہا ہو گا لیکن اس کے عقب میں کوئی نہیں تھا' کمرے میں اس کے اور سب انسپکٹر کے علاوہ کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔

"آفیسر ...." اس نے سب انسپکٹر کے جملے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا "میں اس شخص کے سلسلے میں آپ سے ملنے کی غرض سے آیا ہوں جسے آپ کے عملے نے آج صبح اٹھایا ہے"۔

"آپ کا نام مسٹر جاوید ہے نا؟" سب انسپکٹر نے سرد لہجے میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جی .... جی ہاں" جاوید نے حیرت سے جواب دیا۔

"اب کیا فرمانا چاہتے ہیں آپ ۔" سب انسپکٹر کی نگاہوں سے نفرت کا احساس جھلک رہا تھا۔

"مم .... میں اپنے دوست کی ضمانت ...."

"گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔" سب انسپکٹر غراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ "میرے کمرے سے باہر نکل جاؤ اور ایک بات کا خیال رکھنا' تم نے اوپر سے پریشر ڈال کر اپنے ساتھی کو وقتی طور پر قانون کے شکنجوں سے ضرور بچا لیا ہے لیکن اب تم میرا مذاق نہیں اڑا سکتے ...."

"کیا مطلب ...." جاوید نے تعجب کا اظہار کیا "میں سمجھا نہیں کہ آپ ...."

"مسٹر جاوید .... ہو سکتا ہے کہ تم بھیس بدلنے اور اداکاری کے معاملے میں بہت زیادہ مشاق ہو لیکن ایک بات یاد رکھو' پولیس کی دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی .... میں تم کو اور تمہارے اس دوست کو دیکھ لوں گا جسے تم نے ضمانت پر چھڑا لیا ہے۔"

سب انسپکٹر کا جواب سن کر جاوید ایک لمحے کو بوکھلا گیا' اسے اپنا دل سینے کی گہرائیوں میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا' سب انسپکٹر کی بات سے صاف ظاہر تھا کہ کوئی دوسرا شخص اس کا بھیس بدل کر فیصل کو پہلے ہی نہایت عیاری سے پولیس کی دسترس سے نکال چکا تھا .... لیکن' وہ کون تھا ....؟؟

"یہ میں ہوں پرنس .... تمہارا سیوک' پہچانا تم نے؟" شنکر زہر خند سے بولا۔

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا' ننگے فرش پر پڑا وہ شنکر اور شاکا کو سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا' کمرے میں ان کے علاوہ سیاہ فام حبشی بھی تھا جو ایک کونے میں نیزہ تانے کھڑا تھا' حالات کے پیش نظر فیصل نے خاموشی ہی میں عافیت سمجھی تھی' جس انداز میں اسے اسپتال سے اغواء کر کے چوراہے پر پھینکا گیا تھا' پھر جس طرح اسے جاوید نے بانگ بھر کر پولیس کی تحویل سے نکالا گیا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ شنکر اسے ذلیل و رسوا کر کے اس کی بے بسی کا مذاق اڑانا چاہتا تھا' اس کی نظروں کے سامنے فرش پر وہ اخبار بھی بکھرے پڑے تھے جس میں اسے چوراہے پر پڑے دکھایا گیا تھا' اس کے بارے میں بے بنیاد اور من گھڑت الزام تراشے گئے تھے' اگر فیصل کے اختیار میں ہوتا تو وہ اس ذلت اور رسوائی پر موت کو ترجیح دیتا لیکن نکا نے اسے جن حالات سے دوچار رکھا تھا اس میں وہ خودکشی کرنے سے بھی قاصر تھا۔

"کیا بات ہے مہاراج۔" شنکر نے اس کی بے بسی کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "تم ایسی نظروں سے مجھے کیوں دیکھ رہے ہو۔ کیا تم اپنے داس کو بالکل ہی بھول گئے' ایسی بھی کیا بے رخی .... اپنے سیوک کو کوئی آ گیا وہ مہاراج' تمہاری سیوا کرنا تو میرا دھرم ہے"۔

"تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" فیصل نے کانپتی آواز میں پوچھا۔

"ہمیں وہ قیمتی شے واپس چاہئے جو تم نے دیوتا کے چرنوں سے حاصل کی ہے۔" شاکا نے غراتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ انکار کی صورت میں ہم تمہارا جسم نیزوں سے چھلنی کر دیں گے"۔

"تم مجھے ایک بار موت کے گھاٹ اتار دو ۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "میں سسک سسک کر ذلت اور رسوائی کی موت نہیں مرنا چاہتا"۔

"اتنی جلد نراش ہو گئے مہاراج .... ابھی تو تماشا شروع ہوا ہے' ابھی تو پبلک نے دل کھول کر تالیاں بھی نہیں بجائیں۔" شنکر نے فیصل کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "اور ابھی تو تم نے میرے چرنوں پر اپنا سر بھی نہیں رکھا" ڈنڈوت نہیں کرو گے تو بھگتی کیسے پوری ہوگی۔ ذرا کھیل کا رنگ تو جمنے دو .... ابھی تو کیول تمہاری ٹانگیں بیکار ہوئیں ہیں' ابھی تو تمہیں ٹنڈے کا پارٹ بھی پلے کرنا ہے ....

پرنتو اگر تم ٹنڈے ہوگئے تو پھر میرے آگے ہاتھ باندھ کرجیون کی .بھکشا کیسے مانگو گے .... کیوں؟ ہے نا وچار کرنے کی بات۔"

"شنکر۔" شاکا نے جھلا کر کہا "تم میرا وقت برباد کر رہے ہو' اس سے قیمتی شے کا معلوم کرو ورنہ..............."

"ورنہ تم کیا کرو گے ....؟" یکلخت شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے' اس شاکا کو حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے جزیرے میں تم پر بہت بھاری شاکا............... یہ تو میرا اپنا دیس ہے' یہاں تمہاری دال نہیں گلے گی"۔

جواب میں شاکا نے اشارہ کیا تو سیاہ فام حبشی نے خطرناک انداز میں اپنا نیزہ بلند کر لیا اس کی آنکھوں میں یکلخت خون اتر آیا تھا' شاید وہ شنکر پر نیزہ پھینکنے کے لئے شاکا کے دوسرے اشارے کا منتظر تھا' اس کے ہاتھوں کی محض ایک جنبش شنکر کے جسم کو چھلنی کر سکتی تھی' فیصل' ان دونوں کے چہروں پر بھڑکتے شعلوں کی خطرناک لپٹ دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس نے شنکر کے قریب دھویں کے بادل لہراتے دیکھے جو بڑی تیزی سے سمٹ سمٹا کر ایک خوبصورت دوشیزہ کی شکل اختیار کر رہے تھے۔

"فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں..........!!

وہ دونوں ایک دوسرے کو نگاہوں میں تول رہے تھے۔ سیاہ فام حبشی کی آنکھیں جھپکے بغیر شنکر کے چہرے پر مرکوز تھیں اس نے نیزے کو بدستور بلند کر رکھا تھا اسے شاکا کے دوسرے اشارے کا انتظار تھا۔

"تم نے شاکا کے بارے میں غلط رائے قائم کر رکھی ہے' اگر میں اتنا ہی بے خبر ہوتا تو ایک طویل عرصے سے قبیلے کے سردار کی حیثیت برقرار نہ رکھ سکتا' شوالا جیسے دشمن نہ جانے کب مجھے موت کے گھاٹ اتار چکے ہوتے۔"

"اس کے باوجود تم شوالا کی نافرمانی کے سامنے کوئی بند نہیں باندھ سکے تھے۔"

"تم جسے بزدلی سمجھ رہے ہو میں اسے دوراندیشی اور مصلحت کا نام دوں گا۔" شاکا نے سنجیدگی سے کہا۔ "نشہ خواہ کسی چیز کا ہو جب حد سے تجاوز کر جائے تو انسان کو اندر ہی اندر کھوکھلا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں پھر وہ ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کا شکار ہو کر اپنی موت آپ مرجاتا ہے شوالا کی مثال تمہارے سامنے ہے۔ اسے اپنی قوت پر کچھ زیادہ ہی اعتماد تھا اسی لئے فیصل کے ساتھ مقابلے کی شروعات میں وہ چوہے اور بلی کا کھیل کھیل رہا تھا اگر اس نے پہلے ہی حملے میں بھرپور وار کیا ہوتا تو فیصل کے فرشتے بھی اس کے سامنے قدم نہیں ٹکا سکتے تھے؟"۔

"چلو تمہاری بات مانے لیتا ہوں لیکن تم ترشولی کی موت کو کس خانے میں فٹ کرو گے" شنکر نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جواب دیا۔ "تمہاری دوراندیشی اور مصلحت اسے شوالا کے بروقت انتقام سے نہیں بچا سکتی تھی۔"

"وہ شوالا کی بہادری نہیں تھی۔"

"بہرحال کامیابی کا سہرا اسی کے سر رہا تھا۔" شنکر نے کہا۔ "محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے۔"

"تم بات کو طول دینے کی کوشش کر رہے ہو۔" شاکا جھلا کر بولا۔" غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔ ہمیں صرف قیمتی شے سے سروکار رکھنا چاہئے۔"

فیصل خاموش تماشائی کی حیثیت سے ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ دھوئیں کے بادلوں نے اب ایک خوبرو عورت کی شکل اختیار کر کے لہرانا شروع کر دیا تھا اس کے سنہری بال فضا میں اڑ رہے تھے اس کا وجود نگاہوں کے سامنے تھا لیکن شاید شنکر اور شاکا کو نظر نہیں آ رہا تھا سیاہ فام حبشی بھی اس کی موجودگی سے بے خبر اور لاتعلق دکھائی دے رہا تھا فیصل کو گھپ اندھیروں میں امید کی ایک کرن صاف نظر آ رہی تھی اس پر اسرار وجود نے روپا کے جسم میں حلول ہو کر جزیرے سے اس کی فرار میں مدد کی تھی۔ شاید اس وقت بھی وہ اس کی بے بسی کو سہارا دینے کی غرض سے نمودار ہوئی تھی۔

"شاکا" شنکر نے نہایت گمبھیر آواز میں کہا۔ "اپنے آدمی سے کہو کہ نیزہ نیچے کر لے ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس کی پراسرار موت پر آنسو بہانے کا موقع بھی نہ مل سکے۔"

"جزیرے سے روانگی کے وقت تم نے کہا تھا کہ اب ہمارا مفاد مشترک ہے"۔

"ہاں مجھے یاد ہے لیکن پہل تمہاری جانب سے ہوئی ہے"۔ شنکر نے خشک آواز میں جواب دیا۔" تم نے ایک حقیر آدمی کو میرے مقابلے میں کھڑا کر کے میرا اپمان کیا ہے۔"

"تم فیصل کے ساتھ غیر ضروری باتوں میں وقت برباد کر رہے ہو۔ ہمیں صرف اپنی مطلوبہ شے سے سروکار ہونا چاہئے۔"

"شنکر نے تمہاری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا تمہیں اپنے سے بڑا تسلیم نہیں کیا تھا۔" شنکر کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔"

"کیا مطلب؟"

"مجھ سے گفتگو کرتے وقت تمہارے لئے احتیاط پہلی شرط ہے۔" شنکر نے کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں صرف ایک بار شما (معاف) کر سکتا ہوں لیکن ...."

"شنکر ...." شاکا کے تیور ایک بار پھر خطرناک ہو گئے۔" تو اس وقت فیصل سے نہیں عظیم شاکا سے مخاطب ہے۔ تجھے بھی میری حیثیت اور میرے مرتبے کا خیال رکھنا ہو گا۔"

فیصل کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ فضا میں تیرنے والا ہیولا آہستہ آہستہ سیاہ فام حبشی کی جانب حرکت کر رہا تھا پھر وہ اس کے وجود میں گم ہو گیا صرف اس کے بال ابھی تک فضا میں لہرا رہے تھے۔

"تم اوقات سے بڑھ رہے ہو شاکا۔ میں تمہیں اپنی سطح پر واپسی کا مشورہ دوں گا۔"

جواب میں شاکا کے لاغر جسم میں تشنج کی کیفیت پیدا ہو گئی وہ کسی مرض کی علامت نہیں بلکہ غصے کی شدت کی انتہا تھی جس نے اسے آپے سے باہر کر دیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں لپک رہی تھیں اس نے یکلخت اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے وہ اپنی شیطانی قوتوں کو بروئے کار لانے کی ابتدا کر چکا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت سیاہ فام حبشی کے ہاتھوں کو حرکت ہوئی اس کے ہاتھ میں دبا ہوا نیزہ برق رفتاری سے لپکا اور پلک جھپکتے میں شاکا کے سینے کے آرپار ہو گیا۔ اس کی نگاہوں سے اب غیظ و غضب کے شعلوں کے بجائے موت کا ہولناک احساس چھلک رہا تھا اس نے حیرت بھری نظروں سے سیاہ فام حبشی کی طرف دیکھا پھر کسی کٹے ہوئے تناور درخت کی مانند لڑکھڑاتا ہوا زمیں بوس ہو گیا۔

سیاہ فام حبشی ایک ثانئے تک بے حس و حرکت کھڑا خلا میں گھورتا رہا۔ پھر اس نے وحشت ناک انداز میں خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ فیصل کے علاوہ شنکر بھی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ منظر بڑا کرب ناک تھا۔ سیاہ فام وحشی کی گرفت اپنی گردن پر سخت ہوتی جا رہی تھی' اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ اس کی آنکھیں بتدریج حلقوں سے ابل کر باہر آ رہی تھیں پھر اس کے منہ سے خون کا فوارہ پھوٹا اور اس کے ساتھ ہی وہ زمین پر گر کر ایک لمحے کو تڑپا اور تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا دھوئیں کی شبیہہ ایک بار پھر ہوا میں بل کھاتی نظر آ رہی تھی۔

"شنکر گم صم کھڑا حیرت سے شاکا اور سیاہ فام حبشی کی پراسرار موت کا معمہ حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"پرنس................" اچانک فیصل کے کانوں میں وہی مترنم آواز گونجی جسے وہ موٹروے پر ایک بار پہلے بھی سن چکا تھا۔ "میں نے تمہارے کٹھن راستے کی کچھ مشکل آسان کر دی ۔ نہیں تم زبان ہلانے کی غلطی نہ کرنا' میں تمہارے دل کی آواز بھی سن سکتی ہوں۔"

"تم میری ہمدرد ہو' غم گسار ہو' پہلے بھی تم نے میری مدد کی تھی۔" فیصل نے دل ہی دل میں اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کیا میں اپنی محسنہ کا نام دریافت کر سکتا ہوں۔"

"مجھے شرمندہ نہ کرو پرنس' میں نے صرف اپنا فرض پورا کیا ہے"۔

"لیکن تم نے کہا تھا کہ شنکر کے مقابلے پر میری مدد سے قاصر ہو۔"

"ہاں .... شاید اب بھی اس ملعون کے سلسلے میں تمہاری مدد نہ کر سکوں کچھ مجبوریاں درمیان میں لاحق ہیں میں انہیں پھلانگنے کی جسارت نہیں کر سکتی۔"

"شاکا اور سیاہ فام حبشی کی موت"۔

"ضروری تھی ...." اس نے تیزی سے کہا .... "اگر شاکا ز رہتا تو اس کا کالا علم تمہارے لئے زیادہ اذیتناک ثابت ہوسکتا تھا میں نے اس لئے اس کل کو درمیان سے نکال دیا۔"

"شنکر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ فیصل نے درد بھرے انداز میں کہا۔ "کیا میں ا سے کسی نرم رویے کی توقع کر سکتا ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے میں اس سلسلے میں اپنی زبان کھولنے سے قاصر ہوں۔"

"شنکر نے کہا تھا کہ وہ مجھے ہاتھوں کی جنبش سے بھی محروم کر دے گا۔"

"وہ پراسرار گندی قوتوں کا مالک ہے خون آلود روئی کاحصول اس کی ناپاک زندگی مقصد ہے اس کی خاطر وہ کچھ بھی کر گزرنے سے دریغ نہیں کرے گا۔"

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ قوت کا وہ انمول خزانہ کہاں ہے"۔ فیصل نے تیزی سے دریافت کیا۔ "ہاں لیکن میں تمہیں بتا نہیں سکتی۔"

"پھر میرا ایک کام کر دو"۔ فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "مجھے بھی زندگی کی قید سے آزا کر دو میں ذلت اور رسوائی کے ساتھ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جینے کی بجائے ایک بار سکون سے مرنا پسند کروں گا۔"

"موت اور زندگی خدا کے اختیار کی بات ہے۔"

"شاکا اور اس کے ساتھی کی موت کے بارے میں تم کیا جواز پیش کروگی"۔ فیصل نے چبھتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے"۔

"پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔" فیصل نے تلملا کر جواب دیا۔

"مایوسی گناہ ہے پرنس .... تمہیں اپنی تقدیر خود رقم کرنی پڑے گی میں نے پہلے بھی یہی کہا تھا۔"

فیصل نے جواب میں کوئی تلخ بات کہنی چاہی تھی لیکن دھویں کے بادل تیزی سے سمٹ کر فضا میں تحلیل ہوگئے شنکر بدستور تیز نظروں سے اطراف کاجائزہ لے رہا تھا پھر وہ فیصل کو گھورتے ہوئے بولا۔

"کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ شاکا اور اس کے ساتھی کی موت میں کس کا ہا ہے"؟

"میں تو خود تمہارے رحم و کرم پر ہوں؟" فیصل نے جھلا کر کہا۔ "دوسرے کی موت پر کیا کر سکتا ہوں؟"

"تم زبان نہ کھولو لیکن میری ودیا کہتی ہے کہ اب بھی کوئی شکتی تمہاری سہائتا کر رہی ہے پرنتو میرے بیروں نے بتایا ہے کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان آنے کی کوشش نہیں کرے گی .... کیوں؟ میں نے غلط تو نہیں کہا۔"

فیصل نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن اسے حیرت تھی کہ شنکر کو اتنی جلدی حالات کا علم کس طرح ہو گیا شاید اس کی پراسرار قوتوں نے اس کی رہنمائی کی تھی اور اسی وجہ سے دھویں کی وہ شبیہ تیزی سے اپنا وجود سمیٹ کر وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔ کچھ دیر تک شنکر اسے تیز نظروں سے گھورتا رہا پھر سرد لہجے میں بولا۔ "کیا تم اب بھی روئی کے پیکٹ کے سلسلے میں اپنی زبان نہیں کھولو گے؟"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔"

"تم نے جھوٹ کہا تھا اس نے گرج کر کہا سچ کیول اتنا ہے کہ تم یہ نہیں جانتے کہ اس سمے وہ پیکٹ کہاں ہے پرنتو ضرور جانتے ہو کہ اسے تم سے کس نے حاصل کیا تھا۔ مجھے اس کا نام بتا دو۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا وہ منحوس پیکٹ کہاں گم ہو گیا؟"

"ایک بار پھر بدھی پر زور ڈال کر سوچو پرنس' میں اب بھی تمہارے ساتھ دوستی کا ناتا دوبارہ جوڑ سکتا ہوں۔ انکار کی صورت میں تمہارا انجام بڑا خطرناک ہوگا"۔ شنکر نے سفاک انداز میں کہا۔ "اب تک جو کچھ تمہارے ساتھ ہوا ہے وہ بہت کم ہے۔ تم مجھ سے دور رہنے کے بعد بھی مجھ سے بہت قریب رہو گے۔ میری شکتی کے بیر تمہیں کسی کروٹ چین نہیں لینے دیں گے۔"

"تمہیں اختیار ہے جو جی چاہے کرو"۔ فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

شنکر کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ بڑی مکروہ اور خطرناک تھی اس نے زور سے تالی بجائی تو دو ہٹے کٹے نوجوان اس کے سامنے آ کر باادب کھڑے ہو گئے شکل سے وہ دونوں ہی خطرناک دکھائی دے رہے تھے۔

"میرے متر کے آنکھوں کی نیند اڑ گئی ہے انہیں آرام کی ضرورت ہے۔" اس نے دونوں بدمعاشوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحکمانہ انداز میں کہا۔ "تم دونوں ان مہاشے کے شریر کی ٹھیک ٹھیک مالش شروع کر دو۔ جب آنکھ لگ جائے تو اٹھا کر میونسپلٹی کے کسی

کمرے کے ڈرم میں آرام سے چھوڑ آتا۔ دونوں لاشوں کو بھی احتیاط سے ٹھکانے لگا دیتا۔"
شنکر نے اپنا جملہ مکمل کر کے حقارت سے فیصل کو دیکھا پھر کسی فاتح جنرل کی طرح ایڑیوں کے بل گھوما اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

○

جاوید نے شہر کا کونا کونا چھان مارا تھا لیکن اسے فیصل کا کوئی سراغ نہیں ملا شنکر کی رہائش گاہ پر بھی وہ دوبار چکر لگا چکا تھا لیکن ملازموں نے یہی بتایا تھا کہ وہ بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ اس نے وقتی طور پر ملازموں کی بات کا یقین کر لیا تھا لیکن اسے اس بات پر بھی مطلق کوئی شبہ نہیں تھا کہ فیصل کے اوپر جو کچھ بیت رہی تھی اس میں شنکر کے سوا کسی اور کا ہاتھ نہیں تھا خون آلود روئی کا حوالہ اس بات کا ثبوت تھا کہ درپردہ شنکر کا شیطانی ذہن فیصل کے خلاف سازشوں کے جال بن رہا ہے' ایک بار اس نے سوچا تھا کہ شنکر کے خلاف بیان دے کر پولیس کے ذریعے اس کے مکان کی تلاشی کرا دے لیکن پھر اس نے مصلحتاً اس ارادے کو ترک کر دیا اسے امید نہیں تھی کہ شنکر جیسا زیرک اور عیار شخص فیصل کو اغواء کر کے اپنی ہی کوٹھی میں حبس بے جا میں رکھنے کی حماقت کرے گا' اسپتال سے فیصل کو اٹھانے پھر پولیس کی تحویل سے دھوکے سے نکال لے جانے کا منصوبہ یقیناً شنکر کے ذہن نے ترتیب دیا ہوگا لیکن وہ خود سامنے نہیں آیا تھا خون آلود روئی کی واپسی کا مطالبہ بھی اس نے اپنے کسی کارندے کے ذریعے کرایا تھا' وہ فیصل کو ایسے حالات سے دوچار کر دینا چاہتا تھا کہ وہ تنگ آ کر تمام اصلیت اگل دے شنکر کے تابڑ توڑ حملوں کے پیش نظر یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ فیصل روئی کے پیکٹ کے بارے میں کس نہ کسی اہم بات سے واقف تھا شنکر نے اپنی پراسرار گندی قوتوں کے ذریعے یقینی طور پر بہت کچھ معلوم کر لیا ہوگا مگر فیصل نے جاوید سے بھی یہی کہا تھا کہ وہ پیکٹ کی گمشدگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

کیا فیصل نے مجھے بھی تاریکی میں رکھنے کی کوشش کی تھی؟ .... کیا سرد آہنی ہاتھ والی کہانی فرضی اور من گھڑت تھی؟ اگر فیصل کو خون آلود روئی کے بارے میں معلوم تھا تو اس نے جزیرے سے فرار کا راستہ کیوں اختیار کیا تھا؟ فرار کے وقت یقیناً طاقت کا وہ منحوس خزانہ اس کے پاس نہیں تھا جس کے حصول کی خاطر شنکر کی کالی اور پلید طاقتیں برسرپیکار تھیں۔ پھر وہ کہاں تھا اور شنکر کو اگر اس کے بارے میں علم ہو چکا تھا تو وہ اس کو

حاصل کرنے کی خاطر اپنے جنتر منتر کے بیروں سے بھی کام لے سکتا تھا' فیصل کو اذیتناک حالات سے دوچار کرنے سے اس کا کیا مقصد حل ہو سکتا تھا؟ وہ پراسرار قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود فیصل کے ساتھ چوہے اور بلی کا کھیل کیوں کھیل رہا تھا ....؟

جاوید کا ذہن بری طرح الجھ رہا تھا اس کے ذہن میں ان گنت سوال ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے وہ کسی ایسے سرے کی تلاش میں تھا جس کے ذریعے الجھی ہوئی ڈور کو سلجھا سکے لیکن ابھی تک اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی وہ براہ راست شنکر کو چھیڑ کر اسے اور زیادہ خطرناک بنانے سے بھی گریز کر رہا تھا' اس نے ہر ممکن ذریعے سے اس بات کی تصدیق کرنی چاہی تھی کہ شہر میں شنکر موجود ہے یا نہیں مگر ابھی تک اس کی کوئی کوشش بارآور ثابت نہیں ہوئی تھی وہ کوئی خطرناک قدم اٹھانے سے پیشتر ایک بار براہ راست شنکر سے ملنا چاہتا تھا اور اسی مقصد کی خاطر وہ شہر کی خاک چھانتا پھر رہا تھا لیکن اب تک نہ تو اسے شنکر کے بارے میں کوئی علم ہوا تھا نہ ہی فیصل کا پتہ نشان ملا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں قد آدم شیشے کے سامنے ٹائی کی گرہ ٹھیک کرتے وقت یہی سوچ رہا تھا کہ فیصل کی فوری بازیابی کے سلسلے میں اس کا اگلا قدم کیا ہونا چاہئے دن بھر کی دوڑ بھاگ کے بعد وہ محض لنچ کرنے کے ارادے سے گھر واپس آیا تھا اور اب دوبارہ اپنے مشن پر نکلنے کی خاطر پرتول ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے اس طرح لپک کر ریسیور اٹھایا جیسے اسے فون پر کسی اہم اطلاع کی توقع تھی۔

"ہیلو ...."

"میں روپا بول رہی ہوں۔" دوسری جانب سے روپا کی آواز سنائی دی۔

"خیریت ...." جاوید نے روکھے لہجے میں پوچھا۔

"یہ اخبارات میں کیا شائع ہوا ہے' میں صبح سے کئی بار تمہیں فون کر چکی ہوں لیکن تم شاید گھر پر نہیں تھے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے؟" جاوید نے بدستور خشک آواز میں کہا۔ "یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟"

"گمشدہ پیکٹ کی خاطر۔"

"شنکر کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے' کیا وہ شہر میں موجود ہے؟"

"حالات کے پیش نظر یہی سوچا جا سکتا ہے لیکن ...." روپا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"کیوں؟ تم خاموش کیوں ہو گئیں؟ جاوید نے تیزی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے فون پر ہماری گفتگو مناسب نہیں ہو گی۔" روپا نے کہا۔ "کیا ہم کسی مناسب جگہ ملاقات نہیں کر سکتے۔"

"ملاقات سے کیا حاصل ہو گا؟"

"ہو سکتا ہے میں تمہارے کسی کام آ سکوں۔" روپانے جواب دیا۔ "شنکر کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔"

"مجھے علم ہے اسی لئے غور کر رہا ہوں کہ کیا تم اس کے مقابلے میں ہمارے کسی کام آ سکو گی۔" جاوید چبھتے ہوئے' لہجے میں بولا۔

"ایک احسان تم لوگوں نے بھی میرے ساتھ کیا ہے موٹروے کے سفر کے دوران میں تم دونوں کے رحم و کرم پر تھی' تم چاہتے تو ...."

"اوہ ...." جاوید نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تم احسان کا حساب چکانا چاہتی ہو۔"

"یہی سمجھ لو ...." دوسری جانب سے کہا گیا۔ "میں پندرہ منٹ بعد تم سے بلیومون کے ڈائننگ ہال میں مل رہی ہوں۔"

"نہیں ...." جاوید نے تیزی سے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ فی الحال ہمارا کسی پبلک پیلس پر ملنا مخالف گروہ کے افراد کو چوکنا کر سکتا ہے' میں اس وقت گھر پر تنہا ہوں' تم ادھر ہی آ جاؤ۔"

"ٹھیک ہے' میں آ رہی ہوں۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا' جاوید کو زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا' بیس منٹ بعد ہی روپا ڈائننگ روم میں اس کے سامنے موجود تھی' گنگا جمنی جارجٹ کی ساڑھی میں اس وقت اس کا روپ قیامت ڈھا رہا تھا' کچھ دیر تک ان کے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر جاوید نے اصل مقصد کی طرف آتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

"پرنس کے ساتھ جو حادثات پیش آ رہے ہیں اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"میں پورے وشواس سے کہہ سکتی ہوں کہ اس میں شنکر کے سوا کسی اور کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن اس کے ملازموں کا بیان ہے کہ ...."

"وہ شنکر کے ملازم ہیں تمہارے نہیں ...." روپا نے تیزی سے کہا .... "مجھے یقین ہے کہ پرنس کو شنکر نے زمین دوز تہہ خانوں میں کہیں قید کر رکھا ہو گا' لیکن وہ اسے زیادہ دیر اپنی قید میں نہیں رکھے گا' ہو سکتا ہے کہ ایک بار پھر وہ اسے شہر کے کسی پر رونق علاقے میں لوگوں کے درمیان تماشہ بنانے کی خاطر چھوڑ دے وہ مہان شکتی کا مالک ہے' دشمنوں پر اپنی طاقت کا رعب جمانا اور ان کی بے بسی پر قہقہے لگانا اس کا محبوب مشغلہ ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک پرنس اپنی زبان نہیں کھول دیتا۔

"تمہارا کیا اندازہ ہے؟" جاوید نے روپا کو ٹٹولنے کی خاطر پوچھا۔ "کیا پیکٹ کے مل جانے کے بعد وہ فیصل کے ساتھ دوستی کا رشتہ ...."

"اس سپنے کو اپنے من سے کھرچ کر نکال دو۔" روپا نے اپنی دستی گھڑی دیکھتے ہوئے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "اپنا مطلب نکل جانے کے بعد وہ اپنے سگے باپ کو بھی بڑی بے دردی سے قتل کر سکتا ہے' وہ بڑی سخت گیر اور گھناؤنی طبیعت کا مالک ہے۔"

"کیا تم یہ بات کسی ذاتی تجربے کی بنا پر کہہ رہی ہو۔" جاوید نے چبھتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"ہاں میں انکار نہیں کروں گی۔" روپا کے لب و لہجے سے حقارت اور انتقامی جذبے کا احساس جھلک رہا تھا۔" تم عورت کو نہیں سمجھ سکتے۔ عورت مہربان ہو تو مرد پر اپنا جیون بھی بلیدان کر دیتی ہے لیکن اگر ناگن کا روپ دھار لے تو پھر اس کا دشمن پاتال میں بھی پناہ حاصل نہیں کر سکتا۔"

"تم فیصل کی بازیابی کے سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتی ہو؟"

"مجھے سوچنے دو ...." روپا نے اٹھ کر دبیز قالین پر ٹہلتے ہوئے پرخیال انداز میں کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ پرنس اس راکشش کی قید میں ہو گا لیکن کہاں؟ .... اس کے بہت سارے ٹھکانے ہیں' ہمیں بہت سوچ بچار کے بعد ہی کوئی قدم اٹھانا ہو گا ورنہ ہماری ناکامی اس پاپی کو اور زیادہ خطرناک بنا دے گی۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا اس کی نظریں بدستور روپا پر جمی ہوئی تھیں جو قالین پر ٹہل ٹہل کر کسی آخری نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی نظریں باربار دستی گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں پھر وہ ٹہلتے ٹہلتے جاوید کے بالکل قریب آ کر رک گئی' اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے پیار سے بولی۔"

"میں تمہارے کارن نکا سے دشمنی لے سکتی ہوں لیکن ایک شرط پر۔"

"میں سمجھا نہیں ...." جاوید نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا' اس کی چھٹی حس کسی خطرے کا اعلان کر رہی تھی' روپا نے جس انداز میں کینچلی بدلی تھی وہ مہلک بھی ثابت ہو سکتی تھی' جاوید اس کے قرب سے بچنا چاہتا تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ اس قدر خلاف توقع اور اچانک تھا کہ اسے فرار کا موقع نہیں مل سکا' روپا نے پل بھر میں اپنے لباس کو نوچ کھسوٹ دیا تھا اور اب وہ جاوید کو پوری شدت سے پکڑے ہوئے "بچاؤ بچاؤ" کہہ کر ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔ بوکھلاہٹ اور دھینگا مشتی میں جاوید کا حلیہ بھی بگڑ چکا تھا روپا کسی جونک ہی کی طرح اس کے وجود سے چمٹ کر رہ گئی تھی پھر وہ ہوا جو اس نے سوچا نہیں تھا پہلے جاوید کے گھریلو ملازموں نے اس تماشے کو حیرت سے دیکھا پھر اچانک ایک پولیس آفیسر چار پولیس والوں کے ساتھ دندناتا ہوا ڈرائنگ روم میں آگیا۔

"پولیس کے آتے ہی روپا دیوانوں کی طرح چلاتی ہوئی اپنے بے ترتیب لباس کی پروا کئے بغیر دوڑ کر آفیسر سے لپٹ گئی اور فریاد کرتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کے لئے مجھے اس پاپی کے گندے ہاتھوں سے بچا لو۔"

جاوید کو اپنے وجود کے ساتھ ساتھ پورا ماحول چکراتا محسوس ہو رہا تھا' وہ وقتی طور پر پوری طرح حالات کی بھنور میں پھنس چکا تھا' اس کے پاس سوائے خاموشی کے اپنے بچاؤ کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا ....!!

○

"کھٹ .... کھٹ .... کھٹ" کی آواز کہیں بہت دور سے آتی محسوس ہو رہی تھی' فیصل نے اس آواز کی جانب توجہ نہیں دی اس کا ذہن بدستور اس منظر کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی ناقابل برداشت اور ہولناک تھا دہشت کے مارے بار بار اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

شنکر کے جانے کے بعد دونوں ہٹے کٹے جوانوں نے اسے قہرآلود نظروں سے دیکھا لیکن فوری طور پر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں ہوئے تھے' سب سے پہلے وہ ایک بڑا ڈرم گھسیٹ کر کمرے میں لائے پھر انہوں نے شاکا اور سیاہ فام حبشی کو بڑی بے دردی سے مردہ جانوروں کی طرح پیر میں رسی ڈال کر ڈرم کے قریب کیا' فیصل پھٹی پھٹی نظروں سے ان کی

ایک ایک حرکت کا جائزہ لے رہا تھا' ان کے چہرے کسی قسم کے جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھے لیکن ان کی حرکات و سکنات قصائیوں سے بھی بدتر نظر آ رہی تھیں۔

"کیا خیال ہے۔" ایک نے دوسرے سے سوال کیا۔ "کیا ایک ہی وقت میں دونوں کو ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔"

"نہیں ...." دوسرے نے لاشوں اور پھر ڈرم کی گنجائش کو باری باری نگاہوں میں تولتے ہوئے کہا ہمیں زبردستی ٹھونسا ٹھونسی کرنی پڑے گی' ہو سکتا ہے ڈھکنا بند کرنے میں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔"

"علیحدہ علیحدہ ان کے تکّے کٹانے میں دیر ہوگی۔" پہلے نے کہا پھر فیصل کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ "لاشوں سے فارغ ہو کر ہمیں ان مہاشے کی مالش کا نازک کام بھی سرانجام دینا ہے۔"

"ایک طریقہ ممکن ہے۔" دوسرے نے نہایت اطمینان سے کہا۔ "یا تو ہم ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے کھپا دیں یا پھر ان کی ہڈیوں کو توڑ مروڑ کر ایک جھٹکے میں نپٹا دیں۔"

پھر وہ ایک بڑا ہتھوڑا لے آئے اور نہایت بے دردی اور مشاقی کے ساتھ دونوں لاشوں کی ٹانگوں اور ہاتھوں کو اس طرح ضرب لگا کر توڑنے لگے جیسے سریا کوٹ رہے ہوں' فیصل کو شدید ابکائیاں آ رہی تھیں پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے شاکا اور سیاہ فام حبشی کے مردہ جسموں کو ڈرم کے اندر ڈال دیا گیا۔ جسم کا جو حصہ اوپر نظر آ رہا تھا اس کے ساتھ ہتھوڑے کے ذریعہ زیادہ جارحانہ سلوک کیا گیا۔ پھر انہوں نے ایک کنستر لا کر اس میں سے سفید رنگ کا چونے نما کوئی مادہ نکال کر لاشوں کے اوپر چھڑکنا شروع کیا' یقیناً وہ تیزابی خاصیت کی کوئی چیز تھی جسے نکالنے سے پہلے ربر کا لمبا دستانہ استعمال کیا گیا تھا۔ فیصل گنگ بیٹھا اس ناقابل یقین منظر کو حیرت سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا' سفید رنگ کی شے جب خاصی مقدار میں لاشوں پر چھڑک دی گئی تو ڈرم کے اندر سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھنا شروع ہو گیا اس کے ساتھ ہی گوشت جلنے کی چراند بھی کمرے میں پھیلنے لگی۔

"یہ بھی سائنس کی ترقی کا ایک کارنامہ ہے' ایک نے ڈرم کا ڈھکنا بند کر کے اسے ایئر ٹائٹ کرتے ہوئے کہا" ایک گھنٹے کے اندر اندر گوشت اور ہڈی دونوں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو جاتے ہیں پھر دنیا کی کوئی طاقت اس جادوئی ڈرم کے اندر کا اصل بھید نہیں پا سکتی"۔

"صرف اپنے کام کی بات کرو ...." دوسرے نے محتاط انداز میں جواب دیا "باس زیادہ باتیں پسند کرنے کا عادی نہیں۔"

"کیوں؟" کیا باس کو سائنس اور اس کی ایجادات سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔" پہلے نے ازراہ تمسخر کہا تو دوسرے کی پیشانی شکن آلود ہو گئی' وہ کوئی جواب دیئے بغیر ڈرم اور کنستر کو کھینچتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا' اس کی دوبارہ واپسی میں بمشکل دس منٹ لگے تھے پھر وہ دونوں فیصل کو گھورتے ہوئے اس کے قریب آگئے۔

"کیوں مہاشے' کیا اچھا (خواہش) ہے تمہاری ' مالش سر کی طرف شروع کی جائے یا ...."

"تو پیر سنبھال لے مہاراج کے میں سر کی خبر لیتا ہوں" دوسرے نے حقارت سے کہا پھر فیصل پر جیسے یکلخت قیامت ٹوٹ پڑی تھی' ان دونوں نے نہایت سفاکی اور بے دردی سے اس کے جوڑ پٹھوں پر آہنی ضربیں لگانی شروع کر دی تھیں۔ وہ درد کی شدت سے چیختا چلاتا ' تڑپتا رہا فٹ بال کی مانند فرش پر لڑھکتا رہا لیکن وہ جیسے گونگے اور بہرے بن گئے تھے' ان کے ہاتھ اور پیر دونوں کسی خودکار مشین جیسے انداز میں تابڑ توڑ چل رہے تھے پھر جب تکلیف کی شدت ناقابل برداشت حد سے بھی تجاویز کر گئی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔

اور اب "کھٹاکھٹ" کی آواز اس کے ذہن میں کہیں دور سے ابھر رہی تھی۔ شاید وہ اسے دوبارہ ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے' کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کئے خاموش پڑا رہا پھر پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کر کے ماحول کا جائزہ لینے کی کوشش کی تو اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں ' اندھیرے میں روشنی کی ایک تیز کرن مجذوب کی شکل میں اس کے سامنے موجود تھی' وہ اپنے ہاتھ میں ایک آڑی ترچھی لکڑی لئے زمین پر آہستہ آہستہ مار رہا تھا' اس کی نظریں فیصل کے وجود پر مرکوز تھیں۔

"خارش زدہ مگرمچھ کی طرح کیوں پڑا ہے .... اٹھ کر کھڑا ہو جا۔" مجذوب نے دیدے نچاتے ہوئے رازداری سے کہا۔ "عشق میں سب چلتا ہے ' تو بھی چلنا شروع کر دے "۔

"بابا................"فیصل نے رقت آمیز لہجے میں کہا۔ "مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے' وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے"۔

"تو بھی بندر بن جا .... ڈال ڈال پات پات لمبی لمبی چھلانگیں لگانی شروع کر دے .... الکھ نرنجن کی تانیں لگانا سیکھ لے' رام بھلی کرے گا۔"

"یہ .... یہ لکڑی مجھے دیدو بابا۔" فیصل نے گڑگڑا کر منت کی۔" تم نے بھی آنکھیں پھیر لیں تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔"

"ہو گیا نا تائیں تائیں فش۔" مجذوب نے مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب دیا پھر بائیں آنکھ جھپکا کر بولا۔ "سرزمین پر ٹیک کر الٹا کھڑا ہو جا۔ سب کھایا پیا نکل جائے گا .... کیا سمجھا"۔

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں .... تم .... تم مجھے تسبیح کے دانے لوٹا دو۔"

"دانا چگنا چھوڑ دے .... الٹے قدموں دوڑنا شروع کر دے ورنہ کنکوے کی طرح ہتھے سے جائے گا۔" مجذوب نے لکڑی گھماتے ہوئے کہا۔ "ناک بند کر کے لمبی ڈبکی لگانا سیکھ لے سورج کی دم پکڑ کر لٹک جا ورنہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا پھرے گا۔"

"میری مدد کرو بابا .... میرا ہاتھ تھام لو' وہ مجھے ترسا ترسا کر مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"قلابازیاں کھا .... قلابازیاں ' اونٹ کے منہ سے زیرہ نکالنے کی خاطر اچھلنا شروع کر دے۔" مجذوب نے حقارت سے جواب دیا پھر اس نے جانے کا ارادہ کیا تو فیصل چیخ اٹھا۔

"مجھے چھوڑ کر نہ جاؤ .... مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"سنبھل .... سنبھل ' آسمان گر رہا ہے .... اڑا .... اڑا .... دھم" مجذوب نے خوفزدہ لہجے میں کہا پھر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"فیصل نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' وہ شاید خواب کی کیفیت سے دوچار تھا' حقیقت اس کے برعکس اور نہایت مضحکہ خیز تھی' وہ کچرے کے ڈرم میں غلاظتوں کے ڈھیر پر پڑا تھا اور چند افراد اس کے قریب کھڑے اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے' فیصل کو یاد آگیا' شنکر نے اپنے آدمیوں کو یہی حکم دیا تھا' اس احساس کے ساتھ ہی اس کے تن بدن میں اذیت ناک تکلیف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ اس کا جوڑ جوڑ پھوڑے کی مانند درد کر رہا تھا۔ اس کا لباس جسم پر چیتھڑوں کی طرح جھول رہا تھا جس پر خون کے داغ اور دھبے نظر آ رہے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو حرکت دینے کی کوشش کی تو تڑپ کر رہ گیا' وہ اپنے جسم کو جنبش دینے سے بھی قاصر تھا' اس نے قریب کھڑے لوگوں کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا' وہ ان سے مدد کا طلب گار تھا لیکن وہ اسے ہوش میں آتا دیکھ کر قریب آنے کی بجائے اس سے اور دور ہوتے چلے گئے۔ پھر اچانک ایک گاڑی قریب آ کر رکی' اس میں سے ایک سوٹڈ بوٹیڈ

شخص نکل کر تیزی سے کچرے کے ڈرم کے قریب آیا تو فیصل نے اپنا نچلا ہونٹ سختی سے دانتوں تلے دبا لیا‘ اس کا دل شدت جذبات سے بھر آیا تھا اس نے ہوٹل بلیو مون کے فلور انچارج خان شہباز کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی‘ کبھی وہ بلیو مون کے ڈانسنگ فلور پر جاتا تھا تو خان شہباز اور اس کے عملے کے افراد ہاتھ باندھ کر اس کی پذیرائی کرنا اپنی خوش قسمتی تصور کرتے تھے لیکن آج وہ کچرے کے ڈھیر پر پڑا حالات کی ستم ظریفی پر آنسو بہانے پر مجبور تھا۔

”پرنس ....“ خان شہباز نے اس کے قریب آتے ہوئے تعجب سے کہا۔

”آپ .... اور اس حالت میں؟“

”نن .... نہیں“ فیصل نے انکار کرنے کی کوشش کی۔ ”تمہیں شاید غلط فہمی ہوئی ہے‘ میں کوئی پرنس نہیں۔“

”پلیز ....“ خان شہباز نے تیزی سے کہا۔ ”مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش مت کیجئے میری آنکھیں آپ کو شناخت کرنے میں دھوکا نہیں کھا سکتیں اور پھر فون کال .... میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا لیکن اسی نے مجھے یہاں تک پہنچنے میں میری رہنمائی کی ہے۔“

”مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔“ فیصل نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ ”میں اپنی خاطر اپنے دوستوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتا۔“

”مصیبت میں ہمیشہ دوست ہی کام آتے ہیں پرنس اور پھر آپ تو میرے محسنوں میں سے ہیں“۔ خان شہباز نے بڑی اپنائیت سے کہا پھر اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور فیصل کو کچرے کے ڈھیر سے اٹھا کر اپنی کار کی پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی گاڑی تیزی سے کھلی سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

○

ایک طویل عرصے بعد اسے نرم اور آرام دہ بستر نصیب ہوا تھا۔ خان شہباز نے اس کی توقع سے بڑھ کر اس کی آؤ بھگت کی تھی‘ وہ اسے اسپتال میں داخل کرانے کا خواہشمند تھا لیکن فیصل نے سختی سے منع کر دیا۔ وہ ایک بار اسپتال میں داخل ہونے کا انجام دیکھ چکا تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ شنکر کی پراسرار قوتوں سے وہ دنیا کے کسی کونے میں بھی محفوظ نہیں رہ

سکتا تھا لیکن اس کے باوود اس نے خان شہباز کے گھر پر رہنا زیادہ مناسب خیال کیا تھا ڈاکٹر نے اس کے تفصیلی معائنے کے بعد ضروری ادویات کے ساتھ ساتھ مکمل آرام کا مشورہ دیا تھا‘ خان شہباز نے اسے اپنی خواب گاہ سے ملحق مہمان خانے میں جگہ دی تھی اور ایک ملازم اس کی خدمت پر مامور کر دیا تھا۔

بستر پر نیم دراز وہ اپنے روز و شب کا حساب لگا رہا تھا‘ شنکر کی باتوں کے سحر میں آ کر اس نے اپنا سب کچھ تباہ و برباد کر لیا تھا۔ طاقت کے انمول خزانے کے حصول کے لالچ میں آ کر وہ سفید ریش بزرگ کی شفقت اور مجذوب کی نظر کرم سے بھی محروم ہو گیا تھا۔ خدا کے ان نیک بندوں نے اسے کفر کے راستے پر قدم بڑھانے سے منع کیا تھا‘ اسے واپسی کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تھا‘ اس نے ان کی پندونصائح کو یکسر نظرانداز کر دیا۔ پھرحالات کے دھاروں نے اسے اپنے نشیب و فراز میں جکڑ لیا۔ شنکر کے مظالم اسے کسی کروٹ چین نہیں لینے دے رہے تھے‘ وہ اسے ذلیل و رسوا کر رہا تھا‘ فرار کے تمام راستوں پر اس نے اپنے جنتر منتر کے بیروں کے پہرے بٹھا دیئے تھے‘ اس نے اپنی نگاہوں سے شاکا اور اس کے ساتھی کا جو ہولناک انجام دیکھا تھا اس کے تصور ہی سے جھرجھری آ جاتی تھی‘ اس کی عقل اس کی رہنمائی سے قاصر تھی مجذوب نے اسے ایک بار پھرخواب کی کیفیت میں اشارے کنایوں میں سیاہ و سفید کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ اشارے اس کی سمجھ میں نہیں آسکے تھے۔ وقت کی گردش نے اس سے سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتیں بھی چھین لی تھیں‘ اس کی حالت قابل رحم تھی وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے سے قاصر تھا‘ اس کے ہاتھوں نے اس کی مرضی کے مطابق حرکت کرنی چھوڑ دی تھی‘ شنکر کی طاغوتی قوتیں اسے مجبور کر رہی تھیں کہ وہ خون آلود روئی کے سلسلے میں اپنی زبان کھول دے‘ وہ سفید ریش بزرگ کے بھید کو نہیں پا سکا تھا اسی لئے فیصل کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہا تھا۔

جاوید کی گرفتاری کی خبر نے فیصل کی کمر توڑ دی تھا‘ وہ اس کا دست راست تھا‘ صرف فیصل کی دوستی کی خاطر اس نے آڑے وقتوں میں اس کا ساتھ دیا تھا‘ کئی موقعوں پر مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی جان کی بازی لگا دی تھی لیکن ننکا کی ایک معمولی سی چال نے اسے بھی آہنی سلاخوں کے پیچھے کف افسوس ملنے پر مجبور کر دیا تھا۔ روپا کے ذریعہ اس نے فیصل کے اس ہمدرد کو بھی اپنی طاقت کا احساس دلانے کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کی تھی۔ جاوید پر روپا کو حبس بے جا میں رکھ کر دست درازی کرنے کا گھناؤنا الزام عائد کیا گیا

تھا' کسی اچھے وکیل کے ذریعہ وہ اپنا کیس لڑ سکتا تھا' ضمانت پر سلاخوں سے باہر آسکتا تھا لیکن نکا کی شیطانی قوتیں دوسری بار اسے اغواء اور بالجبر سے زیادہ سنگین اور خطرناک جرم میں ملوث کر سکتی تھیں۔ اس نے خان شہباز کے ذریعہ جاوید سے کہلوا دیا تھا کہ وہ دور دور رہ کر حالات کا جائزہ لے' براہ راست کوئی قدم اٹھا کر شنکر کے قہر کو آواز دینے کی حماقت نہ کرے۔ روئی کے پیکٹ کے سلسلے میں اس نے طے کر لیا تھا کہ "سرد آہنی ہاتھ" والی کہانی کو دہراتا رہے گا' اسے اندازہ تھا کہ طاقت کے اس انمول خزانے کے حصول کے بغیر وہ اسے موت سے ہمکنار کرنے کی حماقت نہیں کرے گا' صرف اذیت ناک حالات سے دوچار کرتا رہے گا۔

فیصل کو خان شہباز کے گھر آئے چار روز گزر چکے تھے' سکون کے ساتھ گزارے ہوئے دوچار دن اس کی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ شنکر اس سے بے خبر نہیں ہوگا' اس کی پراسرار اور شیطانی قوتیں ہر لمحہ اس کے اطراف پر تولے منڈلا رہی ہوں گی۔ اس وقت بھی وہ شام کے ناشتے سے فارغ ہو کر بستر پر نیم دراز آنے والے کل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ دروازے پر آہٹ ہوئی' اس نے نظریں گھما کر دیکھا تو دنگ رہ گیا' شنکر سیاہ رنگ کے سوٹ میں ملبوس پروقار انداز میں اس کے سامنے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا' فیصل اسے پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھنے لگا' "اتنے اچنبھے سے کیا دیکھ رہے ہو .... میں تمہارا وہی پرانا سیوک ہوں .... شنکر" شنکر نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا "پیکٹ کے بارے میں کچھ یاد آیا تمہیں یا مجھے اپنے بیروں کے ذریعہ تمہاری بدھی کھنگالنی پڑے گی۔"

"مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ ...."

"نہیں ...." شنکر نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔ "تم نے ایک من گھڑت کہانی سنا کر میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی تھی .... میری مانو اب کھل جاؤ نہیں تو تمہارا انت بڑا بھیانک ہوگا۔"

"کیا اب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔" فیصل نے تڑپ کر کہا۔ "تم مجھے ایک بار مار ہی کیوں نہیں ڈالتے"۔

"اتنی جلدی سے ناتا توڑنے کی کیسے ٹھان لی؟ مجھے یاد ہے ٹھنڈے مہاراج ' تم نے کہا تھا کہ تمہارا سمبندھ اس دھرم سے ہے جس میں منش ٹوٹ تو جاتا ہے پرنتو جھک نہیں سکتا' اس سمے تمہیں میری مہان شکتی کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔" شنکر سفاکی سے بولا۔ "ابھی تو تم

کیول بنتی کر رہے ہو............... جیون بچانے کے کارن تو منش اپنے بالک کا ماس (گوشت) بھی چٹ کر جاتا ہے۔ ابھی تو تمہیں میرے چرنوں کی دھول چاٹنی ہوگی۔"

"نہیں ...." فیصل نے ہوٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اب میں تم سے زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا' تم چاہو تو میرے جسم کی بوٹیاں اڑا دو"۔

"کہنا آسان ہے .... بھگتنا بہت کٹھن ہے"۔ شنکر نے سرد آواز میں کہا۔ " سمے تمہارے اندر کے منش کو بہت جلد موت کی نیند سلا دے گا' تب تم صرف شنکر کے اشارے پر چلنا سیکھ جاؤ گے ایک پل کے لئے وچار کرو' اگر میں تمہیں ایک ہاتھ اور ایک پیر سے محروم کر دوں تو ...."

"اس کے باوجود میں اپنے ایمان پر قائم رہوں گا"۔ فیصل نے دبنگ لہجے میں جواب دیا۔

"آج تمہیں دھرم بہت یاد آیا ہے .... کیا جیون جیوت سے بالکل ہی نراش ہوگئے۔" شنکر نے حقارت سے کہا پھر فیصلہ کن لہجے میں بولا۔ "میں تمہیں ایک آخری موقع اور دے رہا ہوں۔ سیدھی طرح سچ اگل دو ورنہ تم موت کی بھکشا مانگو گے اور موت بھی تمہیں شرن (پناہ) نہیں دے گی۔"

جواب میں فیصل نے تلخ کلامی کی تو شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے اس کے ہونٹ تیزی سے ہلنے لگے اس کی خوفناک آنکھوں سے درندگی جھانک رہی تھی' فیصل کو حیرت تھی کہ ابھی تک خان شہباز یا دروازے پر تعینات ملازم نے اس کی خبر کیوں نہیں لی' اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں' وہ آنے والے لمحوں میں رونما ہونے والے سنگین نتائج پر غور کر رہا تھا کہ اچانک ایک معصوم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"انکل .... کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے؟"

"فیصل نے چونک کر آواز کی جانب دیکھا .... چھ سال کا ایک خوبصورت' بھولا بھالا اور معصوم سا بچہ اس کے بستر کے قریب کھڑا بڑی حسرت بھری نظروں سے اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا............ !!



شنکر کے تیور حد درجہ خطرناک تھے ایسے میں اس معصوم بچے کا درمیان میں آ جانا بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی حقیر تنکا .بپھرے ہوئے طوفان کی زد میں آگیا ہو' وہ حالات کی سنگین صورتحال سے بے خبر کھڑا تھا۔ فیصل کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا' اس کے چہرے سے پیاس کی شدت کااندازہ ہو رہا تھا' شاید وہ خان شہباز یا اس کے عزیز کا بچہ تھا جو اس وقت پانی کی تلاش میں اس کمرے تک آگیا تھا جہاں شنکر موت اور زندگی کا ناٹک رچانے پر تلا نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بدستور متحرک تھے' اس کی نگاہوں سے شعلے پھوٹ رہے تھے وہ اپنے گندے عمل میں اس قدر منہمک تھا کہ شاید اس معصوم کی دل شکستہ آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچی تھی۔

فیصل کو حیرت تھی کہ نہ تو خان شہباز نے شنکر کی آمد پر اس کی خبرلی تھی۔ نہ ہی وہ ملازم سامنے آیا تھا جسے خان شہباز نے اس کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر مامور کیا تھا' ہرچند کہ فیصل نے شہباز کو اپنی روداد نہیں سنائی تھی لیکن اتنا ضرور کہہ دیا تھا کہ وہاں اس کی موجودگی کی خبر کسی کو نہیں ہونی چاہئے۔ ملازم کو بھی یہی تاکید کی گئی تھی کہ بلا اجازت کسی کو اندر نہ آنے دیا جائے لیکن ننکا ان تمام پابندیوں کے باوجود موت بن کر اس کے سر پر مسلط تھا' دو ہی صورتیں ممکن تھیں یا تو شنکر کی طاغوتی قوتوں نے شہباز اور اس کے ملازم کو ٹھکانے لگا دیا تھا یاپھر شہباز نے شنکر کو اس کا دوست اور ہمدرد سمجھ کر اس کے کمرے تک آنے کی اجازت دے دی تھی لیکن اس وقت فیصل کو اپنی زندگی سے زیادہ اس معصوم بچے کا خیال پریشان کر رہا تھا جویقیناً بے دھیانی میں اس کمرے میں چلا آیا تھا' وہ اس معصوم کو ہر قیمت پر شنکر کے عتاب سے محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔

"انکل.......... پانی...." بچے نے تھوڑے توقف کے بعد ایک بار پھر بڑی حسرت سے کہا۔ "پیاس کی شدت سے میرے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں' کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے........؟"

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔" فیصل نے فوری طورپر ایک آخری نتیجے پر پہنچتے ہوئے

کھڑک کر کہا۔ "یہاں تمہاری دلچسپی کا کوئی سامان نہیں ہے۔"

وہ بچے کو خطرے کا احساس دلا کر وہاں سے چلے جانے پر مجبور کرنا چاہتا تھا' اس نے اپنی آواز میں نفرت اور بیزاری کا ملا جلا احساس پیدا کرنے کی کوشش کی تھی' اس کا خیال تھا کہ جھڑکی سننے کے بعد وہ معصوم وہاں رکنے کی کوشش نہیں کرے گا' اس کی حساس طبیعت اسے فیصل کی طرف سے متنفر کر دے گی اور وہ اسے حقارت سے گھورتا ہوا الٹے قدموں واپس چلا جائے گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا' اس کی حسرت بھری نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر مرکوز تھیں اور نظروں سے اس کی تشنگی کا تکلیف وہ احساس جھلک رہا تھا' اس نے اپنی جگہ سے بالکل جنبش نہیں کی تھی۔ البتہ شنکر کے ہونٹوں نے حرکت کرنا بند کر دیا تھا' فیصل کی آواز نے اس کی محویت کاطلسم توڑ دیا تھا' وہ فیصل کو قہر آلود نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم ...." اس نے سرد اور ٹھوس آواز میں کہا "تم شاید اپنے ہوش میں نہیں ہو۔"

"میری جگہ تم ہوتے تو شاید اب تک ہوش و حواس کی تمام حدوں کو پھلانگ کر دیوانگی کی حالت سے دوچار ہو چکے ہوتے۔" فیصل نے شنکر کو اپنی باتوں میں الجھاتے ہوئے کہا۔ "تم انسان نہیں.......... درندے ہو۔"

"اور تم درندے کو آواز سے ڈرا کر بھگانا چاہتے ہو.........."شنکر زہرخند سے بولا۔

"تم میرے جیون کی سب سے بڑی دلچسپی ہو اور یہ دلچپی اس سے تک برقرار رہے گی جب تک تم پیکٹ کے سلسلے میں اپنی گندی زبان نہیں کھول دیتے۔"

"میں تمہیں اصلیت سے آگاہ کر چکا ہوں ...."

"نہیں .... وہ جھوٹ ہے .... فریب ہے' تم شنکر کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے۔"

"پھر تم اپنی شیطانی قوتوں کو آواز کیوں نہیں دیتے؟"فیصل نے تلملا کر کہا ۔ "کیا تمہاری وریا نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے' تمہاری ان آنکھوں کو کیا ہوا جو گھپ اندھیروں میں بھی دور تک دیکھنے کی طاقت رکھتی تھیں۔ اگر میں نے تمہارے ساتھ فریب کیا ہے تو تم اپنی پراسرار قوتوں سے سچ کی کھوج کیوں نہیں لگا لیتے ...."

"ٹھڈے ...."شنکر کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "کیا تجھے سچ مچ اپنے جیون سے کوئی پیار نہیں رہا؟"

"نہیں ...." فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "تیرے اندر اگر طاقت ہے تو

مجھے موت کے گھات اتار دے۔"

"اتنی آسانی سے۔" شنکر نے اس کی بے بسی پر مسکراتے ہوئے حقارت سے کہا۔ "ایسی بھی کیا جلدی .... ابھی تو تم زبان بھی ہلا سکتے ہو' ابھی تو تم نے میرے چرنوں کی دھول بھی نہیں چاٹی .... دھیرج سے کام لو پرنس .... میں تمہاری موت کی اچھا (خواہش) اوش پوری کروں گا' تمہیں سسکا سسکا کر دھیمے دھیمے مرگھٹ تک لے جاؤں گا .... نراش مت ہو .... تمہاری چتا کو میں اپنے ہاتھوں سے آگ لگاؤں گا۔"

"انکل .... یہ تم سے کیا کہہ رہا ہے؟" بچے نے بڑی معصومیت سے پوچھا "کیا تمہارا اس کا جھگڑا ہو گیا ہے۔"

"میں کہتا ہوں دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" فیصل نے بچے کو گھورتے ہوئے گرج کر کہا۔ "بھاگ جاؤ .... اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرنا۔"

"مم' میں .... میں بہت پیاسا ہوں۔" بچے نے سسکتے ہوئے منت کی۔ "مجھے پانی پلا دو ...."

"یہ تم نے سندر ناریوں جیسے انداز کہاں سے سیکھ لئے۔" شنکر نے بچے کی طرف کوئی دھیان دیئے بغیر مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "میری نظروں میں نظریں ڈال کر بات کرو .... بجھتے ہوئے دیئے کی باتی کی طرح بھڑکنا تمہیں شوبھا نہیں دیتا' ابھی تو تمہیں بہت دیر جلنا ہے' شنکر کی اجازت کے بغیر موت بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گی.........."

فیصل نے شنکر کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا' یکلخت ایک خیال تیزی سے اس کے ذہن میں ابھرا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئی' کمرے میں موجود بچہ اس کی نظروں کے سامنے کھڑا تھا لیکن ننکا کی نظریں اسے نہیں دیکھ رہی تھیں' وہ اس کی بات سننے سے بھی قاصر تھا اور بچے نے بار بار ایک چیز کی رٹ لگا رکھی تھی.........پانی.........پانی.........پانی۔

پانی کا جگ اور گلاس اس کی نظروں کے سامنے سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا لیکن وہ فیصل سے پانی مانگ رہا تھا فیصل کے ذہن میں خون آلود روئی کا خیال جاگ اٹھا' شنکر نے اسے بتایا تھا کہ ایک شقی القلب شخص نے ایک معصوم بچے کو پیاس کی شدت سے تڑپا تڑپا کر مارا تھا پھر اس نے روئی کی خاصی مقدار اس معصوم کے دل کے خون سے رنگ لی تھی' وہ اس خون آلود روئی کی طلسمی اور پر اسرار قوت کے ذریعے تاریک براعظم کے پوشیدہ خزانے حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اس کے منحوس خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے اور اجل

نے اسے روند کر مٹی میں ملا دیا۔

شنکر نے کہا تھا کہ جب اس معصوم کے دل کے خون میں بھگوئی ہوئی روئی سے چراغ روشن کیا جائے گا تو اس کی روح روشنی کے ہالے پر چکراتی نظر آئے گی اور پانی' پانی کی فریاد کرے گی .... پانی پلانے کا وعدہ کر کے اس کی بے چین روح سے جو بھی معلوم کیا جائے گا وہ پل بھر میں بتا دے گی اور شنکر نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ اگر اس روئی کو گیارہ دنوں تک مسلسل جلائے رکھا جائے تو بچے کی روح چھلاوے کی شکل میں نگاہوں کے سامنے جیتے جاگتے انسانوں کی طرح آ جائے گی لیکن وہ عمل کرنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں دکھائی دے گی' شنکر کے بیان کے مطابق اس کی قوت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ....

روئی کا وہ پیکٹ فیصل سے سفید ریش بزرگ نے بے ہوشی کے عالم میں لے لیا تھا جس کے حصول کی خاطر شنکر اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہا تھا .... اور اس وقت ایک ایسا بچہ اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھا جو بڑی حسرت بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا' وہ بار بار پانی کی منت کر رہا تھا' شنکر اس بچے کی آواز سننے یا کمرے میں اس کی موجودگی سے قطعاً" بے خبر تھا۔

"لیکن فیصل نے اس خون آلود روئی کو روشن نہیں کیا تھا' پھر وہ صرف اسی کو کیوں نظر آ رہا تھا؟ اور کیا وہ بچہ وہی تھا جس کی پراسرار قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی خاطر فیصل نے سفید ریش بزرگ اور مجذوب کو ناراض کر دیا تھا .... شنکر کو اپنی جان کا دشمن بنا لیا تھا؟ فیصل کے ذہن میں خیالات کی آندھیاں چل رہی تھیں' وہ امید و بیم کی حالت سے دوچار اس بچے کو بہت غور سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔

"اتنے دھیان سے کن و چاروں میں گم ہو مہاراج ...." شنکر نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "کیا اپنے سیوک سے بہت ناراض ہو .... کیا ہمارے آدمیوں نے تمہارے شریر کی مالش اچھی طرح نہیں کی؟"

"انکل ...." بچے نے ایک بار پھر فیصل سے التجا کی "تم میری پیاس بجھا دو اس کے عوض میں تمہارا کوئی کام بھی سرانجام دے سکتا ہوں۔"

فیصل کے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں' بچے کی بات نے اس کے شبے کو یقین میں بدلنے کی کوشش کی تھی' وہ اس کی بے پناہ قوتوں کو استعمال کرنے کا متمنی تھا' وہ اس کی طاقت کو شنکر کے خلاف بروئے کار لانا چاہتا تھا لیکن وہ شنکر کی موجودگی میں کھل کر زبان

نہیں ہلا سکتا تھا' وہ بچے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"کیا وہ بچہ پراسرار قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود اپنا ہاتھ ہلا کر پانی پینے سے قاصر تھا؟"

"ہاں .... ہاں" بچے نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تیزی سے کہا "میں سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن پانی .... اپنے ہاتھ سے نہیں پی سکتا۔"

"کیا تم میرے دل کی آواز بھی سن سکتے ہو ...." فیصل نے خاموشی سے سوچا۔

"ہاں ...." بچے نے پانی کے جگ کی سمت للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "تم مجھے حکم دو .... میں تمہاری ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں لیکن .... پانی ...."

"یہ مردود شخص جو میرے سامنے کھڑا ہے کیا تم اس کی شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر سکتے ہو۔" فیصل نے شنکر کے بارے میں دریافت کیا۔

"تم کہو تو میں اسے پل بھر میں موت کی نیند سلا سکتا ہوں مگر اس سے پہلے تمہیں مجھے ...."

"میں تمہیں پیٹ بھر کر پانی پلاؤں گا لیکن تم اس کو میری نگاہوں سے دور کر دو۔" فیصل نے دل ہی دل میں اپنی خواہش کا اظہار کیا' بچے نے اس کے جواب میں نظر گھما کر شنکر کو ایسی نظروں سے دیکھا جس میں ناپسندیدگی کا اظہار تھا۔

"مم .... میں اس سے جا رہا ہوں پرنس۔" شنکر نے اچانک بدلے ہوئے انداز میں کہا۔ "مجھے کچھ ضروری کام یاد آگئے ہیں لیکن میں پھر واپس آؤں گا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ فیصل کچھ کہتا وہ تیزی سے پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے باہر نکل گیا' بچے نے اس کے جانے کے بعد فیصل کی سمت حسرت بھری نظروں سے دیکھا' اس کے ہونٹوں سے پانی .... پانی .... کی مدھم آواز نکل رہی تھی۔

"میں تمہیں پانی ضرور پلاتا لیکن ...."۔

"پلیز انکل ...." بچے نے ضد کرنے والا لہجہ اختیار کیا۔ "مجھ سے وعدہ خلافی کبھی نہ کرنا ورنہ میں تمہیں بھی اپنے ساتھ آسمانوں کے اس پار اتنی دور لے جاؤں گا کہ تم واپسی کا تصور بھی نہ کر سکو گے۔"

"ابھی جو منحوس شخص یہاں موجود تھا اس کے ظلم نے مجھے ہاتھ پیر ہلانے سے بھی معذور کر دیا ہے۔" فیصل نے کہا۔ "وہ مجھے لنگڑا اور لولا بنا کر اپنے سامنے سر جھکانے پر مجبور کرنا چاہتا ہے ...."۔

"تم اس سے خوف زدہ مت ہو .... ہاتھ بڑھاؤ اور میری پیاس بجھا دو۔"

"فیصل نے ڈرتے ڈرتے اپنا ہاتھ ہلانے کی کوشش کی تو اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی' اس کا درد کافور کی مانند دور ہوچکا تھا وہ اپنے ہاتھوں کو باآسانی جنبش دے سکتا تھا' اس نے جگ سے پانی کا گلاس بھرا پھر بچے کے ہونٹوں سے لگا دیا .... بچے نے دونوں ہاتھوں سے فیصل کے ہاتھوں کو جکڑ لیا' وہ ندیدوں کی طرح پانی پر ٹوٹ پڑا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جنم جنم کا پیاسا ہو' دو گلاس پانی پینے کے باوجود اس کی نگاہوں سے تشنگی کا احساس جھلک رہا تھا' وہ اب بھی فیصل کی جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں ...."۔ فیصل نے شنکر کی باتوں کو ذہن میں تازہ کرتے ہوئے بچے سے کہا۔ "میں تمہیں فی الحال اس سے زیادہ پانی نہیں دوں گا۔"

"پلیز انکل میں ...."۔

"تم نے ضد کی تو میں جگ اٹھا کر زمین پر پھینک دوں گا۔"

"نہیں' نہیں۔" بچے نے سہم کر جواب دیا۔ "پانی ضائع نہ کرنا .... تم .... تم بہت اچھے ہو' تم نے میری پیاسی روح کو سیراب کیا ہے' میں پیاس کی شدت کو برداشت کر لوں گا لیکن تم پانی کو میری نگاہوں کے سامنے رہنے دو .... میری روح کی تسکین کو یہ بھی بہت ہے۔"

"یہ بدبخت جو ابھی میرے سامنے موجود تھا تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"تم شاید شنکر کے بارے میں دریافت کر رہے ہو۔" بچے نے کہا پھر کچھ سوچ کر بولا "تم کہو تو میں اس کی سات پشتوں کے بارے میں بھی کھوج لگا سکتا ہوں۔"

"ہاں .... تم مجھے اس کے بارے میں معلوم کر کے بتاؤ' اس کے دل میں کیا ہے' وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟"

"وہ مجھے تم سے چھیننا چاہتا ہے .... ہر قیمت پر۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کا دل تمہاری جانب سے صاف نہیں ہے' اس کو ابھی تک اس بات کا علم بھی نہیں ہوا کہ روئی کا وجود اب جیتی جاگتی صورت میں بدل چکا ہے' وہ تمہارا دوست نہیں' جانی دشمن ہے' جس دن اس نے مجھے تم سے چھین لیا وہ اسی دن تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

"کیا .... کیا وہ تمہیں مجھ سے چھین سکتا ہے؟"

"یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ تم چاہو تو مجھے اس کے حوالے کر سکتے ہو لیکن اس

کے بعد تمہیں میرے اوپر کوئی حق نہیں رہے گا۔"

"کوئی اور طریقہ؟" فیصل نے تیزی سے سوال کیا۔ "کیا وہ تمہیں کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کر سکتا؟"

"نہیں ...." بچے نے پانی کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اور کوئی طریقہ ممکن نہیں ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' شنکر کو اس بات کا شبہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"اگر اسے معلوم ہو گیا تو .... تو کیا ہو گا؟"

"وہ تمہیں فوری طور پر اپنے کسی گندے عمل کا شکار کر دے گا۔"

"کیا مطلب................"فیصل نے چونک کر کہا "تت .... تم پھر کس مرض کی دوا ہو................"

"تم مجھے حکم دو .... میں اسے پل بھر میں موت کی نیند سلا دوں گا' پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔"

"نہیں ...."فیصل نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔ "میں اسے اتنی آسان موت نہیں ماروں گا۔"

"پھر................ تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں کہ اسے تڑپا تڑپا کر ماروں بالکل اسی انداز میں جس طرح وہ مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"تم جو چاہو گے وہی ہو گا۔" بچے نے معصومیت سے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس کی گندی اور ناپاک قوتیں مجھے کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں .... تمہیں میری حفاظت کرنی ہو گی۔"

"میں تمہاری ہر خواہش کا احترام کر سکتا ہوں لیکن ...."

"میرا ایک عزیز دوست اسی نابکار کی کمینگی کا شکار ہو کر جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے بند ہے۔"

فیصل نے جاوید کی گرفتاری کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "میں اپنے دوست کی رہائی چاہتا ہوں لیکن اس طرح کہ میرے دشمنوں کو ذلیل و خوار بھی ہونا پڑے۔"

"تمہارے دل میں کیا ہے میں سمجھ گیا ہوں .... مطمئن رہو' وہی ہو گا اور اسی طرح ہو گا جس طرح تم چاہتے ہو" بچے کے لہجے میں یقین اور اعتماد تھا' فیصل اس سے

کچھ اور کہنا چاہتا تھا کہ خان شہباز کمرے میں داخل ہوا بچے نے خان شہباز کو بہت غور سے دیکھا پھر بڑی معصومیت سے فرش پر بچھے قالین پر لیٹ گیا۔

"پرنس .... مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے پا رہا لیکن میں نے ملازموں کو بڑی سختی سے ہدایت کر دی ہے' آپ کو یہاں ہر طرح کا آرام ملتا رہے گا۔"

"خان شہباز ...."فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا "کیا تم شنکر سے واقف ہو ...."

"شنکر ...."خان شہباز نے اس نام کو دہرایا پھر کچھ دیر تک ذہن پر زور دینے کے بعد بولا۔ "میرا خیال ہے کہ میں یہ نام پہلے بھی کہیں سن چکا ہوں' ممکن ہے شکل کے دیکھنے کے بعد ...."

"تم نے جس ملازم کو میری خدمت پر مامور کیا تھا وہ اس وقت کہاں ہے۔"

"باہر موجود ہے .... کیوں۔"

فیصل نے جواب میں ہاتھ بڑھا کر گھنٹی بجائی تو ملازم لپکتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا تم کچھ دیر کے لئے کہیں چلے گئے تھے؟"خان شہباز نے ملازم کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی نہیں سرکار .... میں ایک منٹ کو بھی کہیں نہیں گیا۔"

"کیا نام ہے تمہارا؟ .... فیصل نے پوچھا۔

"فضل دین سرکار .... لیکن سب ہی مجھے فضلو کہہ کر پکارتے ہیں۔" ملازم نے سادگی سے جواب دیا۔

"کیا تم نے کسی آدمی کو ابھی کچھ دیر پہلے میرے کمرے میں آتے دیکھا تھا؟"

"جی نہیں سرکار .... یہاں تو کوئی بھی نہیں آیا۔"فضلو نے حیرت سے جواب دیا۔ "میں دروازے کے ساتھ ہی لگا بیٹھا ہوں' قسم لے لیجئے' جو ایک پل کو بھی اپنی ڈیوٹی سے غافل ہوا ہوں۔"

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔"فیصل نے بات بناتے ہوئے کہا۔ "میں نے کسی کے قدموں کی آہٹ سنی تھی۔"

"آپ کا وہم ہو گا سرکار۔"

"یہ سچ کہہ رہا ہے انکل۔" بچے نے قالین پر لیٹے لیٹے کہا۔ "شنکر جس وقت یہاں آیا تھا اس کے منتر کے بیروں نے اس غریب کی آنکھوں کے سامنے پردہ تان دیا تھا' اسے اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم۔"

"ٹھیک ہے .... تم جاسکتے ہو۔"

"کیا بات ہے پرنس؟" خان شہباز نے ملازم کے جانے کے بعد کہا۔ "آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟"

"گھاؤ بھرنے میں کچھ وقت تو درکار ہوتا ہے میرے دوست لیکن تم پریشان مت ہو میں آہستہ آہستہ معمول پر آجاؤں گا۔"

"آپ مجھے دوست بھی کہہ رہے ہیں اور کسی خدمت کا موقع بھی نہیں دے رہے"۔ خان شہباز نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ آپ کا دشمن کون ہے' یقین کیجئے پرنس میں آپ کے دشمن یا دشمنوں کے نام کے سوا کوئی اور تفصیل دریافت نہیں کروں گا آپ میری صرف ایک خواہش پوری کریں باقی کام مجھ پر چھوڑ دیں' کیسینیو اور نائٹ کلب کی فضاؤں میں سانس لیتے مجھے بیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اس طویل عرصے میں میرا واسطہ بڑے بڑے بدمعاشوں اور قاتلوں سے بھی پڑ چکا ہے لیکن میں آج بھی آپ کے سامنے زندہ کھڑا ہوں اس کی وجہ صرف اتنی ہے کہ میں نے اس دنیا کے دستور کو بڑی سختی سے اپنا لیا ہے۔ یہاں جس زبان میں سوال کیا جائے اسی زبان میں جواب دینا بھی شرط ہے' آپ نے جواب میں اگر شرافت کی زبان استعمال کی تو سامنے والا اسے آپ کی بزدلی سے تعبیر کرے گا۔ مجھے صرف ایک موقع دیں پرنس میں دیکھنا چاہوں گا کہ وہ کون شریف لوگ ہیں جنھوں نے آپ جیسے بھلے مانس کو اس حال تک پہنچا دیا ہے۔"

"مجھے تمہاری دوستی پر اعتماد ہے خان شہباز لیکن میں اپنا حساب اپنے ہاتھوں چکتا کرنا زیادہ پسند کروں گا۔" فیصل نے کہا۔ "وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا' جو شخص متواتر جیت رہا ہو وہ اکثر ایک بازی میں اپنا سب کچھ ہار بھی جاتا ہے۔ جیت اور ہار کے کھیل میں تو یہ سب چلتا ہے یوں سمجھ لو کہ میں بلائنڈ کرنے میں مار کھا گیا لیکن اب میرے ہاتھ میں جو پتے ہیں وہ بہت مضبوط ہیں مجھے یقین ہے کہ اب بازی میرے حق میں رہے گی۔"

"آپ شاید مجھے کچھ بتانا نہیں چاہتے۔"

"کچھ دنوں اور انتظار کر لو .... اگر حالات نے مجھ سے وفا نہ کی تو پھر میں

تمہیں اپنے دشمنوں کے نام سے ضرور آگاہ کر دوں گا۔" فیصل نے کہا پھر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے بولا۔ "جاوید کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"پرسوں اس کی پیشی عدالت میں ہوگی .... آپ اطمینان رکھیں۔ میں اسے ہر قیمت پر ضمانت پر رہا کرا لوں گا اس کے بعد مقدمہ لڑنے کے لئے بڑے سے بڑا وکیل کھڑا کیا جاسکتا ہے۔"

"انکل ...." بچے نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جاوید کی فکر مت کرو .... اسے میں تمہاری مرضی کے عین مطابق تمام معاملات سے گلو خلاصی دلا دوں گا' تم اپنے دوست سے کہو کہ یہ تمہیں گھر کے بجائے اسپتال میں داخل کرا دے۔"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا؟" فیصل نے دل ہی دل میں سوچا۔

"میں چاہتا ہوں کہ کھیل اسی انداز میں شروع ہو جس انداز میں تم چاہتے ہو اور اس کے لئے تمہارا اسپتال میں ہونا زیادہ ضروری ہے۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو' اسپتال میں ہونے کی صورت میں وہاں کا ریکارڈ اور عملہ اس بات کا گواہ ہوگا کہ تم چلنے پھرنے اور ہاتھ ہلانے سے بھی معذور ہو جبکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس ہوگی .... میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ شنکر اپنے ہاتھوں سے اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جائے گا .... ذرا غور کرو انکل' اسپتال کے ریکارڈ کے مطابق تم لنگڑے اور لولے ہو گے اور شنکر کی نگاہیں تمہیں اسپتال سے باہر چلتا پھرتا دیکھیں گی۔ پولیس کے عملے کے بڑے بڑے سورما بھی ششدر رہ جائیں گے دنیا کی کوئی عدالت تمہارے اوپر فرد جرم عائد نہیں کر سکے گی۔"

"کیا .... کیا تم ایسا کر سکتے ہو؟"

"میں کیا کر سکتا ہوں اور کیا نہیں تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔" بچے نے ٹھوس لہجے میں کہا لیکن اس کے معصوم ہونٹوں پر شریر مسکراہٹ کھیل رہی تھی .... "تم صرف میرا کہا مان لو انکل اس کے بعد ہر کام تمہارے اشارے اور مرضی سے ہوگا۔"

"آپ نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا؟" خان شہباز نے فیصل کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ جاوید کی طرف سے بہت زیادہ فکر مند ہیں؟"

"خان شہباز ...." فیصل نے کہا "میں تم سے ایک درخواست کر رہا ہوں مجھے کسی بڑے اسپتال میں منتقل کر دو لیکن ...."

"لیکن کیا ...."

"اسپتال کے اخراجات کا حساب میرے اوپر قرض ہوگا۔"

"مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری ایک تجویز بالاخر منظور کر لی۔" خان شہباز نے اخراجات والی بات گول کرتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی جا کر شہر کے سب سے بڑے اسپتال میں آپ کے داخلے کی بات کرتا ہوں مجھے یقین ہے پرنس کہ آپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے۔" پھر خان شہباز نے کسی جواب کا انتظار نہیں کیا بڑے خلوص اور اپنائیت سے فیصل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر گرم جوشی سے دبایا اور الٹے قدموں باہر چلا گیا۔

"انکل ...." بچے نے خان شہباز کے جانے کے بعد پانی کے جگ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی حسرت بھری نگاہوں کے ذریعے اپنی تشنگی کا اظہار کیا۔

"نہیں ...." پہلے تمہیں میرے عزیز دوست کی رہائی کا بندوبست کرنا ہوگا۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا تو بچے کا چہرہ دھوپ میں مرجھائے ہوئے کسی خوبصورت اور نوشگفتہ پھول کی مانند لٹک گیا۔ ایک لمحہ تک وہ کسی بے قصور ملزم کی طرح سر جھکائے کھڑا رہا پھر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا...............!!

○

شنکر نے بریک پر یکلخت پیر کا دباؤ بڑھایا تو تیزی سے فراٹے بھرتی ہوئی گاڑی سڑک کے کنارے رک گئی اس نے حیرت بھری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا اس کی پیشانی پر آڑھی ترچھی لکیروں کا جال ابھر کر پھیلتا گیا اسے بخوبی یاد تھا کہ وہ گھر سے فیصل سے ملاقات کا ارادہ لے کر نکلا تھا اپنے منتر کے بیروں کے ذریعے اسے علم ہو گیا تھا کہ وہ بلیو مون کے خان شہباز کے گھر مقیم ہے وہ اچانک اس کے سامنے پہنچ کر اس پر اپنی برتری اور پر اسرار قوتوں کا رعب جمانا چاہتا تھا خون آلود روئی کے پیکٹ کے حصول کی خاطر اس نے یہی طے کیا تھا کہ فیصل کو اس قدر اذیت ناک حالات اور حادثات سے دوچار کر دے گا کہ وہ خود بخود اپنی زبان کھول دے اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ خان شہباز کے گھر والوں یا کسی ملازم کی نظروں میں آئے بغیر فیصل کے کمرے تک پہنچ گیا تھا وہ اسے اپنی سخت کلامی سے مرعوب کر رہا تھا لیکن فیصل نے شاید اس کی نگاہوں کے سحر سے بچنے کی خاطر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا پھر اس نے بڑے تلخ لہجے میں اسے وہاں سے چلے جانے اور دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہ کرنے کی تاکید کی تھی اس کے بعد کیا ہوا تھا...............؟

شنکر اپنے ذہن کے گوشوں کو کریدنے کی کوشش کر رہا تھا وہ کن حالات کے پیش نظر خان شہباز کی کوٹھی سے واپس ہوا تھا اور کس طرح گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا سول لائنز کے علاقے تک آگیا تھا اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ بڑی دیر تک وہ اسٹیرنگ پر خاموش بیٹھا بیتی ہوئی گھڑیوں کو ترتیب دینے کی کوشش کرتا رہا۔ پھر اس کا ذہن ایس پی ماتھر کی طرف گھوم گیا ماتھر اس پر اندھا اعتقاد کرتا تھا اور اس کی جو تش ودیا کا قائل تھا شنکر متعدد بار اپنی قوتوں کے ذریعے ماتھر کے لئے ایسے کام سرانجام دے چکا تھا جو پولیس کے کارندے "ناقابل حل" اور "قابل تفتیش" کا لیبل لگا کر داخل دفتر کر چکے تھے' اعلیٰ افسران ایس پی ماتھر کو بے پناہ صلاحیتوں کا مالک سمجھتے تھے لیکن ماتھر کو علم تھا کہ اس کے صلاحیتوں کا اصل بھید شنکر کی شخصیت سے وابستہ ہے۔ دو روز پیشتر ہی ماتھر نے شنکر کو ایک اہم کام سونپا تھا حکومت کے ایک بہت ہی اہم اور اعلیٰ عہدے دار کی جوان لڑکی کالج سے واپسی پر راستے سے پراسرار طور پر غائب ہو گئی تھی' لڑکی جس گاڑی پر سفر کر رہی تھی وہ شہر کے گنجان علاقے میں ایک سپر سٹور کے سامنے کھڑی پائی گئی تھی' گاڑی کی چابی بدستور اگنیشن میں لگی تھی قرب و جوار کے دکانداروں کے بیان کے مطابق لڑکی اس وقت تنہا تھی جب اس نے اپنی کار وہاں پارک کی تھی۔ گاڑی سے اتر کر وہ سیدھی سپر اسٹور میں داخل ہوئی تھی پھر اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ اسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان۔

ماتھر کی سابقہ شہرت اور حیرت انگیز صلاحیتوں سے بھرپور ریکارڈ کے پیش نظر لڑکی کی بازیابی کا کام اسی کو سونپا گیا تھا اور انتہائی رازداری سے کیس حل کرنے کی سخت تاکید کی گئی تھی شنکر نے لڑکی کی گمشدگی کا معمہ حل کر لیا تھا' لڑکی کے والدین اس کی شادی اپنے حلقے میں طے کرنا چاہتے تھے جبکہ وہ ایک اوسط درجے کے نوجوان سے پیار کرتی تھی والدین کی سختی سے تنگ آ کر اس نے خود اپنے اغواء کا ڈرامہ رچایا تھا وہ سپر اسٹور کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل گئی تھی جہاں اس کی گہری سہیلی پہلے سے موجود تھی گزشتہ تین روز سے وہ اسی عزیز سہیلی کے ہاں روپوش تھی اپنے اس انتہائی عمل کے ذریعے وہ اپنے والدین پر اس بات کا نفسیاتی دباؤ ڈالنے کی خواہشمند تھی کہ اس کی شادی اس کی پسند سے کی جائے۔ ماتھر نے کیس ہاتھ میں آتے ہی سب سے پہلے اس لڑکے کو اٹھوا لیا تھا جس پر لڑکی کے اغواء کا شبہ تھا لیکن تھرڈ ڈگری کے تمام حربے انتہائی احتیاط سے بروئے کار لانے کے بعد خود ماتھر کو بھی اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ لڑکا گمشدہ لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا البتہ اس نے ماتھر سے اس بات کا اقرار ضرور کیا تھا کہ وہ لڑکی سے بے پناہ

محبت کرتا تھا لڑکے کی جانب سے اطمینان کر لینے کے بعد ماتھر کے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا کہ لڑکی کو کسی بھاری تاوان کی خاطر اغواء کیا گیا ہوگا چنانچہ اس نے فوری طور پر شنکر سے رابطہ قائم کیا اور بڑی عاجزی سے مدد کی درخواست کی تھی کہ اس نے کہا تھا کہ اگر شنکر نے اس کی مشکل حل کر دی تو اس میں اس کی شہرت اور ترقی کے امکان بھی ہیں۔ شنکر نے اپنے بیروں کے ذریعے تمام باتیں معلوم کر لی تھیں لیکن وہ ماتھر کو اپنا "فرمانبردار" بنانے کی خاطر اپنے گھر کے چکر لگوا رہا تھا ماتھر کے ذریعے وہ جاوید کو بھی سزا دلوانا چاہتا تھا اس وقت ماتھر اور جاوید کا خیال ذہن میں ابھرا تو شنکر نے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی گیئر میں ڈال دی پندرہ منٹ بعد ہی اپنے گھر بیٹھا ایس پی ماتھر کے ٹیلی فون نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"ہیلو .... ماتھر اسپیکنگ۔" دوسری جانب سے کال ماتھر ہی نے ریسیو کی تھی۔

"سیوک بول رہا ہوں ماتھر جی۔" شنکر نے کہا "مزاج کیسے ہیں آپ کے۔"

"بڑے بھاگ ہمارے جو آپ مجھے یاد کر رہے تھے۔" شنکر نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ "سب خیریت تو ہے؟؟"

"تم شاید بھول گئے ہو میں نے تمہیں ایک اہم کام سونپا تھا۔"

"اوہ .... آپ شاید اس لڑکی کی بات کر رہے ہیں جو ...."

"وہی' وہی۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "اوپر سے بار بار فون آ رہے ہیں' ہمیں فوراً کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔"

"آپ حکم دیں مہاراج .... یہ سیوک ہر گھڑی تیار ملے گا۔"

"تم نے کچھ معلوم کیا ...."ماتھر کے لہجے سے بے چینی عیاں تھی۔ "ہوم منسٹر نے راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر رکھا ہے"۔

"آپ کے کارندوں نے اب تک کیا تیر مارا ہے؟" شنکر نے جان بوجھ کر بات کو طول دینے کی خاطر کہا۔

"دن رات کی بھاگ دوڑ کے بعد بھی ابھی تک نتیجہ صفر ہی ہے۔" ماتھر کے لہجے میں اس بار عاجزی شامل تھی۔ "کچھ کرو شنکر ورنہ بنی بنائی عزت خاک میں مل جائے گی۔"

"دھیرج سے کام لیں ماتھر جی .... جب تک سیوک زندہ ہے آپ کو نراش نہیں ہونا چاہئے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اس بار معاملہ زیادہ گمبھیر ہو گیا ہے۔" ماتھر نے کہا "ابھی تک

تاوان کے سلسلے میں بھی کوئی فون نہیں ملا۔"

"ملے گا بھی نہیں۔" شنکر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "میری مانیں تو اخبار میں ایک اشتہار دے دیں۔"

"اشتہار؟ .... کس قسم کا۔"

"لڑکی کو اس بات کا وشواس دلایا جائے کہ اس کی شادی اس کے پریمی ہی سے ہوگی تو وہ ترنت سامنے آ جائے گی۔"

"کیا مطلب ...."

"مطلب صاف ہے ماتھر جی ...."شنکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آپ جسے اغواء اور تاوان کا کیس سمجھ رہے ہیں وہ سیدھا سادھا پریم بندھن کا چکر ہے .... میری جوتش ودیا کے انوسار آپ کو جس لڑکی کی تلاش ہے وہ اپنی ایک سہیلی کے گھر میں چھپی بیٹھی چین کی بنسری بجا رہی ہے ...."

"کیا تمہیں گھر کا پتہ معلوم ہے۔" ماتھر نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

"اگر آپ کو فرصت ہو تو سیوک ابھی حاضر ہو جاتا ہے' فون پر اس قسم کی باتیں ...."

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "تم تکلیف نہ کرو میں آدھے گھنٹے کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں"۔

"ماتھر جی ...."شنکر نے جواب میں سنجیدگی سے کہا۔ "چلتے چلتے ایک فون میرے کام کے لئے بھی کھڑکا دیجئے گا' میں نے سنا ہے پولیس' جاوید کو پرسوں عدالت میں پیش کر رہی ہے .... مٹھی گرم ہو جائے تو ہر کام پل بھر میں ہو جاتا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ جاوید کی ضمانت ہو' وہ جس تھانے میں بند ہے آپ ہی کے حلقے میں آتا ہے .... کیا میں وشواس رکھوں کہ آپ اس سیوک کا یہ چھوٹا سا کام ....؟"

"تم چنتا مت کرو.................."ماتھر نے دوسری جانب سے یقین دلایا' دنیا کی کوئی شکتی تمہارے دشمن کو ہمارے چنگل سے نہیں چھڑا سکتی' یہ ایس ایس پی ماتھر کا وعدہ ہے ...."

شنکر نے جواب دیئے بغیر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر اٹھ کر اپنے لئے پیگ بنانے لگا' اس کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی ....!

عدالت میں اس وقت جاوید کٹہرے میں کھڑا تھا' خان شہباز نے جو وکیل کیا تھا اس نے عدالت کے روبرو ضمانت کے کاغذات پیش کر دیئے تھے' پراسیکیوشن انسپکٹر فاضل مجسٹریٹ کو کیس کی روداد سنا رہا تھا اور گواہوں کے بیانات پیش کر رہا تھا۔

"آپ کا کیا اندازہ ہے" خان شہباز نے اپنے وکیل سے پوچھا۔ "کیا ضمانت منظور ہو جائے گی۔"

"میں اپنی جگہ اب بھی پرامید ہوں لیکن ...."

"لیکن کیا ...." خان شہباز نے تیزی سے سوال کیا۔

"پراسیکیوشن انسپکٹر کے تیور اچھے نہیں نظر آ رہے۔" وکیل نے مدھم آواز میں جواب دیا۔ "عام معاملات میں ضمانت کی منظوری یا نا منظوری کا فیصلہ فائل پیش ہونے سے پیشتر ہی ہوجاتا ہے' میں نے پیش کار کے ذریعے حالات کو مسٹر جاوید کے حق میں ہموار کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے کھل کر کوئی جواب نہیں دیا۔"

"کوئی خاص وجہ ...."

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں .... یا تو اوپر سے ضمانت نہ کئے جانے کے سلسلے میں کوئی اثر رسوخ استعمال کیا گیا ہے یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کارندے ہماری پیشکش سے زیادہ منہ پھاڑنے کے بارے میں سوچ رہے ہوں"۔

"ضمانت ہر قیمت پر ہو جانی چاہئے" خان شہباز نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ روپوں کی مطلق کوئی فکر نہ کریں۔"

"آپ اپنی جگہ درست کہہ رہے ہیں لیکن ہر چیز کی اپنی ایک قیمت ایک لاگت ہوتی ہے۔" وکیل نے سرگوشی کی" مجھے دن رات ان ہی حالات سے واسطہ پڑتا رہتا ہے' میں بہتر سمجھتا ہوں کہ بات کو کس انداز میں پیش کیا جائے اور معاملات کو کس طریقے پر طے کیا جائے' پراسیکیوشن انسپکٹر جس انداز میں دھواں دھار تقریر کر رہا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اسے ضمانت کے حق میں نرم رویہ اختیار کرنے کے سلسلے میں سختی سے منع کیا گیا ہے ایسی صورت میں ہمیں صرف قانونی دلائل سے مجسٹریٹ کو رام کرنا پڑے گا۔"

"معاملات کی اونچ نیچ اور قانونی نشیب و فراز کو سمجھنا آپ کا کام ہے لیکن میں بہرحال

جاوید کو ضمانت پر رہا کرانا چاہتا ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں' میری پوری کوشش یہی ہو گی کہ آج ضمانت ہو جائے' دوسری شکل میں ہمیں کل ...."

"کل نہیں................ آج۔" خان شہباز نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔"یہ میری عزت کا معاملہ ہے"۔

پراسیکیوشن انسپکٹر کیس کی مکمل روداد پیش کرنے کے بعد پرزور انداز میں مجسٹریٹ سے کہہ رہا تھا۔

"جناب والا' حالات اور واقعات کے پیش نظر میں ضمانت کی سختی سے مخالفت کروں گا اس لئے کہ جو مجرم اتنی دیدہ دلیری اور سینہ زوری کے ساتھ ایک معصوم لڑکی کو اپنے آدمیوں کے ذریعے زبردستی اٹھوا کر اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی جسارت کر سکتا ہے وہ ضمانت پر رہا ہونے کے بعد اپنے غنڈوں اور بدمعاشوں کے ذریعے مس روپا کو بیان بدلنے پر بھی مجبور کر سکتا ہے' اس کے علاوہ موجودہ کیس میں چونکہ فریقین کا تعلق مختلف مذاہب سے ہے اس لئے ضمانت کی صورت میں حالات کوئی سنگین رخ بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ .... کیس فائل میں مجرم کے اپنے ملازموں کا بیان بھی موجود ہے جو اس بات کی تائید کرتا ہے کہ مس روپا کی طرف سے اس کی نیت اچھی نہیں تھی لیکن ضمانت منظور ہو جانے کی صورت میں ملزم جو ایک صاحب حیثیت شخص ہے اپنا اثرورسوخ استعمال کر کے مقدمے کی اہم شہادتوں اور اس کی اصل روح کو بھی مسخ کر سکتا ہے جس سے قانون کے انصاف کے تقاضے مجروح ہو سکتے ہیں چنانچہ میں ضمانت کی پرزور مخالفت کرتا ہوں۔"

مجسٹریٹ نے ضروری نکات کو فائل پر تحریر کرنے کے بعد جاوید کے وکیل کو دلائل پیش کرنے کی دعوت دی' خان شہباز بڑی بے چینی کے عالم میں بار بار اپنی نشست پر پہلو بدل رہا تھا' اس کے وکیل نے جاوید کی ضمانت کے سلسلے میں جو دلائل پیش کئے وہ نہایت ٹھوس اور ایسے حقائق پر مبنی تھے جن کی مکمل تشریح کے بعد اغواء' حبس بے جا اور آبروریزی کا کیس پوری طرح ثابت نہیں ہوتا تھا' مجسٹریٹ کی نظریں وکیل پر جمی ہوئی تھیں وہ بظاہر پوری توجہ سے اس کے دلائل سن رہا تھا لیکن اس کے تیور مختلف نظر آ رہے تھے' تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد وہ اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل پر کچھ لکھتا جا رہا تھا۔

"جاوید کے چہرے سے شدید اکتاہٹ اور بیزاری جھلک رہی تھی' کبھی وہ وکیل کی باتوں کو سننے لگتا اور کبھی جھلاہٹ میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگتا اس کا وکیل عدالت سے کہہ

رہا تھا۔

"جناب والا' پولیس نے جو کیس عدالت کے روبرو پیش کیا ہے اس میں حقائق سے زیادہ امکانات پر زور دیا گیا اور امکانات محض شبے کی نشاندہی کرسکتے ہیں' کسی کو مکمل طور پر مجرم نہیں ثابت کر سکتے' اس کے علاوہ پولیس سرجن کی رپورٹ کی عدم موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ پولیس بھی ملزم کی طرف سے صرف مشکوک ہے اور اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر قانون کی رو سے شبہات کا فائدہ صرف اور صرف، ملزم کو ملنا چاہئے' چنانچہ میں عدالت سے ضمانت منظور کرنے کی درخواست کرتا ہوں مجھے قوی امید ہے کہ عدالت اپنے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے میرے موکل کو اس وقت تک کھلی فضا میں آزادی کا سانس لینے کا حق ضرور دے گی جب تک جرم ثابت نہیں ہو جاتا۔ مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا .... دیٹ از آل۔"

مجسٹریٹ کچھ دیر تک سر جھکائے فائل کے اندراجات کو پڑھتا رہا پھر اس نے نظریں اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں نے فریقین کے پیش کردہ دلائل سنے اور گواہوں کے ان بیانات کو بھی بغور پڑھا جو کیس فائل پر موجود ہیں' حالات کی روشنی میں وکیل استغاثہ کے دلائل اپنے اندر زیادہ وزن نہیں رکھتے چنانچہ میں ضمانت کی پیش کردہ درخواست کو............"

"جناب والا............" اچانک روپا نے عدالت میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "میرا نام روپا ہے میں اس مقدمے کی سب سے اہم فریق ہوں' میں عدالت کے روبرو کچھ کہنے کی اجازت چاہتی ہوں۔"

روپا کے برابر کھڑا چھ سال کا معصوم بچہ مجسٹریٹ کو بڑی تیکھی نظروں سے گھور رہا تھا.........!!



عدالت میں روپا کی خلاف توقع آمد بالکل ایسی ہی تھی جیسے کسی نے پانی کی پرسکون سطح پر کوئی وزنی پتھر پھینک دیا ہو' جاوید نے اسے بڑی خوفناک نظروں سے دیکھا' اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو شاید وہ بھری عدالت میں اس کی دھجیاں اڑا دیتا' اس کی جھوٹی گواہی نے ایک شرمناک جرم میں ملوث کر کے اسے عدالت میں ملزموں کے کٹہرے تک پہنچا دیا تھا۔ خان شہباز اور اس کے وکیل کی پیشانیوں پر بھی بل آ گئے تھے۔

انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے مجسٹریٹ نے بھی پہلے' پراسی کیوشن انسپکٹر اور پھر متعلقہ تھانے کے انچارج انسپکٹر شرما کو ایسی نظروں سے گھورا جیسے وہ نگاہوں ہی نگاہوں میں ان سے عدالت میں روپا کی آمد کے سلسلے میں جواب طلب کر رہا ہو' چھ سال کا معصوم بچہ جو حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا بدستور روپا کے قریب کھڑا مجسٹریٹ کو تیکھی نظروں سے گھور رہا تھا۔

ایک لمحے کو ہر شخص اپنی اپنی جگہ حیرت و استعجاب کی تصویر بنا رہا۔ پھر مجسٹریٹ نے براہ راست روپا سے دریافت کیا۔

"تمہارا نام کیا ہے ....؟"

"روپا..............." روپا نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ پھر جاوید کی سمت دیکھ کر بولی۔ "شری جاوید کو پولیس نے میرے ہی بیان پر ملزموں کے کٹہرے تک پہنچایا ہے۔"

"آئی سی۔" مجسٹریٹ نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "میں کیس فائل میں تمہارا بیان پڑھ چکا ہوں لیکن کیا تم اپنے بیان میں کسی ایسی بات کا اضافہ کرنا چاہتی ہیں جو اس سے پیشتر دیئے گئے بیان میں موجود نہیں ہے؟"

"یس مائی لارڈ-----" روپا نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں عدالت کے روبرو جو کچھ بیان کروں گی اس کا شری جاوید کے کیس سے بہت گہرا اور ضروری تعلق ہے----- اس سے پیشتر میں پولیس کے روبرو وہ بات نہیں کہہ سکی تھی۔"

"آپ کو اجازت ہے---"

مجسٹریٹ نے اجازت دی تو روپا نہایت پر سکون انداز میں کٹہرے میں جا کر کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے بڑی ٹھوس آواز میں کہا۔ "جناب والا --- میں عدالت کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ شری جاوید کو میرے جس کاغذی بیان کی بدولت ایک گھناؤ نے جرم میں لپیٹا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے---"

انسپکٹر شرما' روپا کا جملہ سن کر یوں چونکا تھا جیسے وہ الفاظ بم بن کر اس کے سر پر پھٹے ہوں' پراسی کیوشن انسپکٹر اپنی جگہ کسمسا کر رہ گیا' خان شہباز اور جاوید نے بھی روپا کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا تھا' مجسٹریٹ کے چہرے پر بھی ایک رنگ آکر گزر گیا' ایک ثانئے تک وہ روپا کو گھورتا رہا پھر اس کی گمبھیر آواز ابھری۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں--- کیا وہ بیان آپ کا نہیں جو پولیس نے عدالت میں پیش کیا ہے؟"

"وہ بیان مجھ سے زبردستی دلوایا گیا تھا۔" روپا نے جواب دیا۔ "انکار کی صورت میں مجھے خطرناک نتائج کی دھمکی دی گئی تھی چنانچہ میں نے پولیس کی زیادتی سے بچنے کی خاطر اس کاغذ پر دستخط کر دیئے جو میرے سامنے رکھا گیا تھا' مجھے اس کاغذ پر لکھے گئے بیان کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔"

"آپکو کس نے زبردستی بیان دینے پر مجبور کیا تھا؟" مجسٹریٹ نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔

"تھانہ انچارج مسٹر شرما نے۔" روپا نے انسپکٹر شرما کی جانب اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تو شرما کا چہرہ اک لمحے کو ہلدی کی مانند زرد پڑ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی نگاہوں میں انتقام کی چنگاریاں بھی سلگ اٹھیں۔

"میں عدالت کی اجازت سے مس روپا سے کچھ ضروری سوالات کرنا چاہتا ہوں۔" پراسی کیوشن انسپکٹر نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اجازت ہے---" مجسٹریٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"شکریہ جناب والا۔" پراسی کیوشن انسپکٹر نے قدرے جھک کر مجسٹریٹ کا شکریہ ادا کیا پھر روپا کے کٹہرے کی جانب دو تین قدم بڑھتے ہوئے بولا۔ "مس روپا--- کیا یہ بات جھوٹ ہے کہ انسپکٹر شرما اور اس کے ساتھیوں نے آپ کو ملزم جاوید--- جو اس وقت عدالت میں موجود ہے--- کے گھر سے برآمد کیا تھا؟"

"میں اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ شرما جی نے مجھے شری جاوید کے گھر کے ڈرائنگ روم سے برآمد کیا تھا۔" روپا نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"جس وقت انسپکٹر شرماو ہاں پہنچے' ملزم جاوید کے دو ملازم بھی وہاں موجود تھے کیا یہ بھی درست ہے؟"

"جی ہاں --- یہ بھی ٹھیک ہے-----"

"ملازموں کا بیان ہے کہ آپ کی چیخ و پکار سن کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تھے جہاں ملزم جاوید نے آپ کو پکڑ رکھا تھا اور آپ بچاؤ بچاؤ کہہ کر چلا رہی تھیں۔"

"ملازموں کا بیان بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔" روپا نے بدستور سنجیدگی سے تائید کی۔

"عدالت کے ریکارڈ پر موجود آپ کے بیان کے مطابق جب مسٹر شرما ملزم جاوید کے ڈرائنگ روم میں پہنچے تو آپ کے کپڑے ملزم کے ساتھ ہاتھا پائی کرنے میں پھٹ چکے تھے اور آپ نے پولیس انسپکٹر کو دیکھ کر چلاتے ہوئے کہا تھا کہ بھگوان کے لئے مجھے اس پاپی کے گندے ہاتھوں سے بچا لو۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں---- میں نے اس سے یہی کچھ کہا تھا۔"

"مس روپا ----" اچانک پراسی کیوشن انسپکٹر نے اپنے لب و لہجے میں تیزی پیدا کرتے ہوئے کہا "جب آپ اپنے تمام بیان کی تصدیق خود اپنی زبان سے عدالت کے روبرو کر رہی ہیں تو پھر آپ یہ کیسے کہہ رہی ہیں کہ تھانہ انچارج انسپکٹر شرما نے آپ کو زبردستی بیان دینے پر مجبور کیا تھا---؟"

"اس کے جواب میں' میں آپ سے بھی ایک سوال کروں گی---- کیا انسپکٹر شرما جوتش ودیا کے ماہر ہیں یا کوئی گیانی دھیانی پنڈت پجاری یا اوتار ہیں جنہیں شری جاوید کے ڈرائنگ روم میں ہونے والے پاپ کا علم ہو گیا تھا؟"

روپا نے ٹھوس اور مدلل انداز میں کہا "سچ یہ ہے کہ یہ تمام ڈرامہ انسپکٹر شرما کا رچایا ہوا تھا' اسی نے مجھے زبردستی شری جاوید کے گھر جانے پر مجبور کیا تھا کہا تھا کہ میں نے اگر اس کے حکم کو نہ مانا تو پھر مجھے خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"کیا اب آپ کو بیان تبدیل کرنے کے بعد اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ انسپکٹر شرما---؟"

"نہیں ----" روپا نے تیزی سے کہا پھر مجسٹریٹ کی سمت دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے عدالت کے سامنے سچ بولا ہے اس لئے اب عدالت میری رکھشا (حفاظت) کی ذمہ

دار ہو گی۔"

جاوید اور خان شہباز حیرت بھری نظروں سے روپا کو دیکھ رہے تھے' معصوم بچے کی نگاہیں بدستور مجسٹریٹ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"مس روپا ------ آپ نے اس وقت جو بیان دیا ہے اس کی روشنی میں کیا آپ عدالت کو یہ بتانا بھی پسند کریں گی کہ آخر وہ کون سی ایسی خاص بات تھی جس کے کارن آپ انسپکٹر شرما کے حکم پر شری جاوید کو پھنسانے پر مجبور ہو گئی تھیں؟"

"مجھے خطرہ تھا کہ اگر میں نے مسٹر شرما کا کہا نہ مانا تو وہ مجھے کسی لمبے قانونی چکر میں پھنسا دیں گے۔"

"انسپکٹر شرما خاص طور سے مسٹر جاوید ہی کو کیوں پھانسنا چاہتے تھے۔"

"اس کا جواب انسپکٹر شرما ہی بہتر طور پر دے سکتے ہیں۔" روپا نے نفرت سے شرما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر حقارت سے بولی "میں کیول اتنا بتا سکتی ہوں کہ مسٹر شرما بہت دنوں سے مجھے اپنے جال میں پھانسنے کے چکر میں تھے لیکن میں نے کبھی ان کو منہ لگانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ پھر جب شری شرما جی کو میری اور جاوید صاحب کی دوستی کا پتہ چلا تو انہوں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے جاوید صاحب کو پھنسانے کے لئے ان کے ناٹک میں پارٹ نہیں کیا تو یہ مجھے اور جاوید صاحب دونوں کو اپنے آدمیوں کے ذریعے ختم کرا دیں گے چنانچہ میں ان کا حکم ماننے کو مجبور ہو گئی۔"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کا ملزم کے ساتھ کیا سمبندھ تھا؟"

"نہیں ------" روپا نے سخت آواز میں جواب دیا۔ "یہ سوال میری آزادی سے متعلق ہے اور دنیا کا کوئی قانون مجھے کسی سے ملنے جلنے سے نہیں روک سکتا------ میں اگر چاہتی تو عدالت کو پہلے بھی شرما جی کے کرتوتوں سے آگاہ کر سکتی تھی لیکن میں نے ایسا جان کر نہیں کیا------ اس لئے کہ اگر انہیں آپ سے یا کسی اور سے میری شکایت کی بھنک مل جاتی تو وہ اتنی آسانی سے اتنے بے بس نہیں ہو سکتے تھے جتنا اس سے نظر آ رہے ہیں۔"

"حالات کی جانچ پڑتال کرنا اور سچ اور جھوٹ کو کسوٹی پر پرکھنا عدالت کا کام ہے۔" مجسٹریٹ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "آپ اپنا بیان ریکارڈ کرا سکتی ہیں۔"

پھر جتنی دیر روپا اپنا تردیدی بیان ریکارڈ کراتی رہی معصوم بچہ اس کے قریب ہی موجود رہا' بیان مکمل ہونے کے بعد مجسٹریٹ نے جاوید کو رہا کر دیا تو خان شہباز کی خوشی کی کوئی

انتہا نہ رہی' جاوید نے عدالت کے کمرے سے باہر آتے وقت بھی روپا کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا' شاید اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ روپا نے جو شنکر کے بغیر خود کو ادھورا سمجھتی تھی آخر کن وجوہات کی بناء پر اپنا بیان تبدیل کیا تھا------؟؟

○

شنکر اس وقت اپنے وسیع اور کشادہ باتھ روم میں اسٹیم باتھ لینے میں مصروف تھا' مغربی موسیقی کی مسحور کن دھن باتھ روم میں گونج رہی تھی اس کے ساتھ ساتھ شنکر کے ہونٹ بھی متحرک تھے' وہ اس دھن کے نغمے کو الاپ رہا تھا' ماحول میں بھینی بھینی خوشبو رچی بسی تھی' الیکٹرونک سسٹم سے نکلنے والی بھاپ نے دھند کی فضا پیدا کر کے ہر شے کو بڑا خواب ناک بنا دیا تھا۔

آج اس کا موڈ بہت خوشگوار تھا' وہ دن بھر لمبی تان کر سویا تھا اور تقریباً ایک گھنٹے سے باتھ روم میں اپنے اعصاب کو مزید سکون فراہم کرنے کی خاطر اسٹیم باتھ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ مغربی موسیقی کی دھن ختم ہوئی تو اس نے ایک طویل انگڑائی لے کر ٹاول کو اسٹینڈ سے کھینچا۔ پھر الیکٹرونک سسٹم کے سوئچ آف کرنے کے بعد وہ قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنا جسم خشک کرنے لگا' اس کے ہونٹ اس وقت بھی مدہم آواز میں کسی نغمے کے بول گنگنا رہے تھے۔

جسم خشک کرنے کے بعد اس نے اپنا جسم ڈریسنگ گاؤن کے اندر ڈھانپا پھر دروازہ کھول کر جیسے ہی خواب گاہ میں قدم رکھا تو ایک لمحے کو چونکے بغیر نہ رہ سکا' روپا کا حسین وجود اس کے بستر پر بے ترتیب بکھرا پڑا تھا' شاید وہ اس وقت آئی تھی جب شنکر نہانے کی خاطر باتھ روم میں جا چکا تھا' اس نے شنکر کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا ہو گا' کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کی غرض سے اس نے نرم بستر پر دراز ہو کر اپنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑ دیا ہو گا پھر نیند کے خمار نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہو گا' شنکر نے اپنے خیال کی تصدیق کی خاطر مخصوص انداز میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے سیٹی بجائی لیکن روپا کے حسین وجود میں کوئی تلاطم پیدا نہیں ہوا' وہ حقیقتاً خوابوں کی وادی میں گم تھی۔

شنکر اس کے وجود کو سر تا پا للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے پسندیدہ مشروب کا ایک گلاس تیار کیا اور مسہری کے قریب رکھی ہوئی راکنگ چیئر پر بیٹھ کر

آہستہ آہستہ ہچکولے کھانے لگا' وہ مشروب کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور روپا کے جسم پر بھٹک رہی تھیں' بڑی دیر تک اس نے اپنا شغل جاری رکھا پھر اس کی نظر شیشے کی اس گول میز کی جانب اٹھ گئی جہاں روپا کا پرس' کار کی چابی اور ایک اخبار پڑا ہوا تھا' شنکر کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی' کوئی روپا کے پرس کو ہاتھ لگائے یہ بات روپا کو بالکل پسند نہیں تھی' اسی بات پر وہ دو تین بار شنکر سے بھی الجھ چکی تھی لیکن اس وقت وہ پرس کی تلاشی کے سلسلے میں شنکر سے کوئی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی' راکنگ چیئر سے اتر کر وہ آہستہ سے گول میز کی جانب بڑھا' اسے پرس کی تلاشی مقصود نہیں تھی' وہ محض روپا کو چھیڑنا چاہتا تھا' اس لئے کہ جب جھلاہٹ کی حالت میں خون کی گردش تیز ہوتی تھی تو اس کا حسن اور نکھر آتا تھا۔

شنکر نے طے کر لیا تھا کہ آج کی شام اور رات دونوں روپا کے لئے وقف کر دے گا' اس کے ذہن پر ہلکا سرور طاری ہو رہا تھا لیکن جب گول میز کے قریب پہنچ کر اس نے روپا کے پرس کو اٹھایا اور اس کی نظر اخبار کی سرخی پر پڑی تو اس کا دماغ بارود کی طرح بھک سے اڑ گیا' اس نے پرس ایک طرف پھینک کر شام کا وہ تازہ اخبار اٹھا لیا جو یقینی طور پر روپا اپنے ساتھ لائی تھی' میز کے قریب کھڑے کھڑے وہ اس خبر کو پڑھنے لگا جو جاوید کی رہائی سے متعلق تھی۔ جیسے جیسے وہ تفصیل سے باخبر ہوتا گیا اس کی پیشانی پر لکیروں کا جال پھیلتا گیا۔

اخبار نے جاوید کی رہائی کی خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا تھا اور روپا کے بیان کی روشنی کا سہارا لے کر پولیس کے محکمے کو بری طرح آڑے ہاتھوں لیا تھا اور لعنت ملامت کا نشانہ بنایا تھا خبر کے ساتھ ہی انسپکٹر شرما کی تصویر بھی تھی جس کے نیچے اس کے کردار کے بارے میں بڑا شرمناک جملہ درج کیا گیا تھا۔

شنکر نے پوری خبر بہت غور سے پڑھی پھر غضب ناک نظروں سے روپا کو گھورنے لگا' کچھ دیر پیشتر جو خوابیدہ حسن اس کے ارمانوں کو گدگدا رہا تھا اب اس کے لئے انتہائی نفرت انگیز ثابت ہو رہا تھا' جاوید کی باعزت رہائی کی خبر اس کے لئے کسی تازیانے سے کم نہیں تھی' اس نے ایس پی ماتھر کو خاص طور پر تاکید کی تھی کہ جاوید کی ضمانت کسی قیمت پر نہیں ہونی چاہیے' ماتھر نے اس کو وچن دیا تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت جاوید کو قانون کے شکنجوں سے نہیں چھڑا سکے گی لیکن روپا کے بیان نے اس کے دشمن کو آزاد کرا دیا تھا' وہ جسے اپنی محبوبہ سمجھ رہا تھا اس نے اس کے ساتھ غداری کی تھی آستین کا سانپ بن کر اسے ڈسنے کی کوشش کی تھی۔

شنکر کے تیور خطرناک تھے' وہ قہرآلود نگاہوں سے روپا کے ناقابل برداشت وجود کو گھور رہا تھا اور اس کے بارے میں کوئی آخری اور کربناک فیصلہ کرنے کے بارے میں غور کر رہا تھا' اس نے روپا کو پراسرار قوتوں سے لیس کیا تھا' وہ ایک ایسا خوبصورت' حسین اور موثر حربہ تھی جسے شنکر نے اکثر آڑے وقتوں میں استعمال کیا تھا لیکن اس وقت حالات کے پیش نظر وہ اسے معاف کر دینے کے موڈ میں نہیں تھا' اس نے صرف جاوید کی رہائی کے سلسلے میں شنکر کو نیچا دکھانے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اخبار لے کر اس کی خواب گاہ تک آ گئی تھی' شاید وہ اس طرح شنکر کا مذاق اڑانا چاہتی تھی——— اس کی جھلاہٹ کا تماشہ دیکھنا چاہتی تھی——— شنکر کے ذہن میں آندھیوں کے تیز اور شدید جھکڑ چل رہے تھے' اس کی نگاہوں میں حقارت کا احساس بتدریج بڑھتا جا رہا تھا' روپا کے بیان نے اسے فیصل کے مقابلے میں ناکامی سے دو چار کرنے کی جسارت کی تھی' وہ اسے کسی قیمت پر معاف کرنے کو تیار نہیں تھا' اپنی جگہ کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ فون کی گھنٹی کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی' شنکر نے نفرت سے فون کو گھورا پھر لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو———" اس نے سرسراتے لہجے میں ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں ماتھر بول رہا ہوں———" دوسری جانب سے ایس پی ماتھر کی آواز ابھری۔ "میں ایک گھنٹے سے برابر فون کر رہا ہوں' کیا تم گھر پر نہیں تھے؟"

"میں باتھ روم میں تھا۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "کوئی خاص بات———"

"خاص بات؟" ماتھر نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا تم نے شام کے اخبارات نہیں دیکھے..............."

"نہیں..............." شنکر نے خشک لہجے میں کہا۔ "میں اخبار دیکھنے کا عادی نہیں ہوں"۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو ابھی تک حالات کی کوئی خبر نہیں ہوئی۔" ریسیور پر ماتھر کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "تمہاری روپا نے بنا بنایا کھیل چوپٹ کر دیا' جاوید کو اس کے بیان کی وجہ سے مجسٹریٹ نے رہا کر دیا' اخبار والوں کو ہمارے اوپر کیچڑ اچھالنے کا موقع مل گیا............... مجھے مجبوراً اپنے ایک خاص آفیسر کو معطل کرنا پڑا ہے۔"

"تم تفتیش اور چھان بین میں الٹ پھیر کر کے انسپکٹر شرما کو دوبارہ ملازمت پر بحال کر سکتے ہو لیکن ننکا کو جو دھچکا لگا ہے اس کے گھاؤ کو کون بھرے گا ماتھر جی..............."

"اس میں ہمارا کوئی دوش (قصور) نہیں ہے' تمہاری روپا نے سامنے آ کر ...."

"روپا ...." جواب میں شنکر نے ریسیور کو حقارت سے گھورتے ہوئے اتنی شدت سے دیوار پر مارا کہ وہ کئی حصوں میں بکھر گیا' اس کی نگاہوں سے شعلے لپک رہے تھے' پھر وہ قدم اٹھاتا مسہری کے قریب آ گیا' ایک ثانئے تک روپا کو کسی ایسے آدم خور درندے کی مانند تکتا رہا جو اپنے شکار پر جھپٹ پڑنے کے لئے جست لگانے کو بالکل تیار ہو پھر اس نے بیڈ شیٹ کو تھام کر زور سے جھٹکا دیا تو روپا کا جسم رول کرتا ہوا دوسری جانب فرش پر ڈھیر ہو گیا وہ یکلخت ہذیانی انداز میں چیخ مارتی ہوئی اٹھی۔ پھر شنکر پر نظر پڑتے ہی اس طرح چونکی جیسے کوئی حیرت انگیز خواب دیکھ رہی ہو' اسے اپنی قوت بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا' اسے اچھی طرح یاد تھا کہ صبح وہ دیر سے بیدار ہوئی تھی اس کے سر میں شدید درد تھا چنانچہ وہ ناشتہ کرنے کے بعد دو خواب آور گولیاں کھا کر دوبارہ اپنی خواب گاہ میں چلی گئی تھی' اسے یقین تھا کہ شام تک وہ گولیوں کے زیر اثر پرسکون نیند سوتی رہے گی اور شام کو جب بیدار ہوگی تو اس کی طبیعت یقیناً" بحال ہوگی لیکن اس وقت وہ خود کو شنکر کے سامنے اس کی خواب گاہ میں دیکھ رہی تھی' شنکر کی نگاہوں میں خون تیر رہا تھا' شاید اس نے بیڈشیٹ گھسیٹ کر اسے مسہری سے نیچے پھینک دیا تھا۔

"لیکن کیوں؟................" روپا کے ذہن میں متعدد سوالات گونجنے لگے۔ "میں اپنی خواب گاہ میں سوئی تھی پھر یہاں کس طرح آ گئی؟ .... کیا شنکر نے مجھے خواب کی حالت میں اٹھایا اور مجھے خبر تک نہ ہوئی؟ میرے جسم پر جو لباس ہے یہ بھی وہ نہیں جو صبح میں نے پہن رکھا تھا................ کیا شنکر نے بے ہوشی کی حالت میں میرا لباس تبدیل کیا؟ .... آخر کیوں؟ .... اسے مجھے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی' وہ میرے بیدار ہونے تک میری خواب گاہ میں بھی وقت گزار سکتا تھا؟ .... اس کی نگاہوں میں حقارت کی چنگاریاں کیوں سلگ رہی ہیں؟ .... مجھے اس قدر بے دردی سے بستر سے نیچے گرانے کی کیا ضرورت تھی؟ .... اس کے تیور اس قدر خطرناک کیوں ہو رہے ہیں؟ بجائے اس کے کہ میں اس کی حرکت پر غصے کا اظہار کروں وہ مجھے کیسی نخوت اور نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا ہے' یہ تو وہی مثل ہوئی کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ...."

... کے ذہن میں سوالات گڈمڈ ہو رہے تھے اور شنکر کی نگاہوں کا قہر بڑھتا جا رہا تھا

پھر وہ کسی شیر ہی کی طرح گرجا "کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تو نے شنکر کے ساتھ ایسا بھیانک کھیل کھیلنے کی جرات کس طرح کی؟"

روپا نے کوئی جواب نہیں دیا' شنکر کو حیرت سے گھورتی رہی۔

"کیا میں یہ سمجھوں کہ جیون سے تیرا من اچاٹ ہو گیا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا۔ "تو نے شنکر کی غیرت کو للکارنے کی ہمت نہیں کی' اپنی موت کو دعوت دی ہے ...."

"تم .... تم کہیں سچ مچ پاگل تو نہیں ہو گئے۔" روپا نے تعجب سے کہا "کیا مجھے یہاں اسی کارن لائے تھے کہ میرا اپمان کرو۔"

"تجھے .... یہاں .... میں لایا تھا۔" شنکر نے ایک ایک لفظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں لائے تو پھر اور کون میری خواب گاہ میں داخل ہو کر میرے شریر کو چھونے کی جرات کر سکتا ہے؟"

"ناگن ...." جواب میں شنکر کا لہجہ اور خوفناک ہو گیا۔" تو شنکر کو چکمہ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"میں .... میں نہیں سمجھی کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔" روپا نے تیزی سے شنکر کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "مجھے اتنا سنگین مذاق پسند نہیں ہے' کہیں تم نے ضرورت سے زیادہ تو نہیں چڑھا لی جو اس طرح ...."

"تڑاخ ...." شنکر کا الٹا ہاتھ فضا میں اتنی تیزی سے لہرایا کہ روپا کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا' وہ تیورا کر بستر پر گری تھی پھر اس سے پیشتر کہ وہ اٹھتی شنکر نے اخبار اٹھا کر پوری شدت سے اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا۔ "اس کو غور سے دیکھ اور پھر مجھے جواب دے کہ کس نے کس کے ساتھ سنگین مذاق کرنے کی کوشش کی ہے۔"

روپا نے اخبار میں جاوید کی رہائی کی خبر تفصیل سے پڑھی تو اس کا پورا وجود چکرا کر رہ گیا' اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہو گیا ....؟

"جواب دے مجھے۔" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے نفرت سے پوچھا۔ "تو اسے بچانے کی خاطر عدالت تک کیوں گئی تھی۔ کس نے تجھے مجبور کیا تھا؟"

"یہ .... یہ .... یہ اخبار میں ...."

"اخبار میں جو کچھ لکھا ہے وہ سچ ہے۔" شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے

ہوئے بولا۔ " اور یہ اخبار تو مجھے دکھانے کی خاطر یہاں لائی تھی۔ میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کی خاطر لیکن تو شاید بھول گئی ہے کہ شنکر ...."

"شنکر ...." روپا نے تیزی سے اٹھتے ہوئے پوری سنجیدگی سے کہا۔ "میری بات کا وشواس کر .... میں عدالت نہیں گئی تھی۔"

"تو عدالت نہیں گئی تھی تو پھر وہ کمینہ رہا کس طرح ہو گیا؟"

"مجھے نہیں معلوم ...."

"اور یہ اخبار یہاں کون لایا ہے؟" شنکر نے سرسراتے ہوئے دریافت کیا۔

"مجھے نہیں معلوم............"

"تو عدالت نہیں گئی۔ تو یہ اخبار بھی نہیں لائی اور تو اپنے پیروں سے چل کر میری خوابگاہ تک بھی نہیں آئی۔" شنکر سرد آواز میں بولا۔ "کیا تو سمجھتی ہے کہ شنکر تیری باتوں پر وشواس کر لے گا؟"

"سمجھنے کی کوشش کر شنکر"۔ روپا نے تیزی سے کہا۔ "ہو سکتا ہے کسی وشٹ اور پاپی نے ہمارے ساتھ بھیانک مذاق کرنے کی کوشش کی ہو' کیا تو سوچ سکتا ہے کہ روپا تیری دشمنی مول لے کر جاوید کو بچانے کی غلطی کر سکتی ہے۔"

"تو ایسا نہیں کر سکتی روپا رانی لیکن تیرے اندر کی عورت ایسا کر سکتی ہے۔" شنکر نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تیرے من کے اندر جاوید کا پریم انگڑائی لے کر جاگ اٹھا ہو' عورت اپنے پریمی کے کارن بڑے سے بڑا بلیدان بھی دے سکتی ہے۔ پرنتو تو نے شنکر کو چھیڑ کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ میں تجھے کسی قیمت پر شما (معاف) نہیں کروں گا تیرے سندر اور کومل شریر کو روند کر اتنا بھیانک بنا دوں گا کہ کوئی خارش زدہ کتا بھی تیری طرف دیکھنا گوارہ نہیں کرے گا .... کیوں' تجھے اپنی سندرتا پر بہت گھمنڈ ہے نا؟" شنکر نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی میز پر رکھی ہوئی بوتل اٹھا کر اس کا مشروب قالین پر الٹ دیا پھر وہ اسے الٹا تھام کر مسہری کے کونے سے مارا تو روپا ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی دروازے کی جانب بھاگی لیکن شنکر اس سے پہلے ہی لپک کر دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا روپا کی نظروں میں دردناک موت کے بھیانک سائے لرز رہے تھے وہ شنکر کا ارادہ بھانپ کر ہی ساری جان سے لرز اٹھی تھی۔

"نہیں روپا رانی ...." آج تجھے شنکر کے عتاب سے دھرتی کی کوئی شکتی نہیں بچا سکے گی۔" شنکر نے زہر خند سے کہا۔ "میں اس ٹوٹی ہوئی بوتل سے تیرے شریر پر

اتنی دھاریاں ڈال دوں گا کہ تو خود بھی اپنے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دے گی۔"

"شنکر .... تجھے دھوکہ ہوا ہے میری بات کا وشواس کر۔" روپا نے تھرتھر کانپتے ہوئے کہا۔ "میں کالی کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ ۔"

"مت نام لے پوتر کالی کا اپنی گندی زبان سے۔" شنکر نے گرج کر کہا۔ "صرف آنے والے کل کے بارے میں سوچ .... کل جو تیرے تصور سے بھی زیادہ بھیانک ہوگا۔"

شنکر نے قدم آگے بڑھائے تو روپا پھر چیختی ہوئی دوسری جانب بھاگی وہ مسہری کی آڑ لے کر خود کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی شنکر کسی چالاک چیتے کی مانند اس پر نظر جمائے اسے آہستہ آہستہ گھیر رہا تھا۔

"تجھے بھگوان کا واسطہ شنکر .... مجھ پر دیا کر .... میں بنتی کرتی ہوں"۔

"تجھے بتانا ہوگا روپا رانی .... تو نے کس کے بہکائے میں آ کر عدالت تک جا کر مجھ سے دشمنی مول لینے کی غلطی کی تھی؟" شنکر نے بوتل والا ہاتھ خطرناک انداز میں فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔ "میں اس کا شبھ نام جاننا چاہتا ہوں۔"

"میں نردوش ہوں شنکر .... مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"تو نردوش ہے تو پھر پاپی کون ہے؟"

"تو اپنی مہان شکتی کو آواز دے شنکر .... تیرے منتر کے بیر تجھے سب کچھ بتا دیں گے۔" روپا نے منت کرتے ہوئے کہا۔ "روپا کیول تیری ہے۔ تجھ سے فریب نہیں کر سکتی۔"

شنکر اسے گھیر کر ایک ایسے گوشے میں لے آیا تھا جہاں اس کے اور روپا کے درمیان نصف آٹھ فٹ کا فاصلہ تھا اور وہ یہ فاصلہ صرف ایک جست لگا کر طے کر سکتا تھا روپا کے چہرے کی رنگت ہلدی کی مانند زرد ہو رہی تھی اس کی پھٹی پھٹی ویران آنکھوں میں موت کا بھیانک تصور جم کر رہ گیا تھا' شنکر نے بوتل پر اپنی گرفت مضبوط کی اس نے اپنے بدن کو جست لگانے کی خاطر ایک خاص زاویئے سے ذرا سا بل دیا لیکن قبل اس کے کہ وہ چھلانگ لگانے کے عمل کو مکمل کرتا پشت سے ایک آواز سنائی دی اور شنکر نے روپا پر وار کرنے کا ارادہ یکلخت ملتوی کر دیا' شنکر کے ساتھ روپا کی نظریں بھی دروازے کی جانب گھوم گئیں جہاں فیصل تھری پیس سوٹ میں ملبوس' ہونٹوں کے درمیان سگار دبائے اپنے قدموں پر کھڑا

شنکر کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

شنکر کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جس شخص کو اس نے ہاتھ پیروں سے معذور کر دیا تھا وہ اتنی جلدی رو بصحت ہو کر اس کے سامنے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں روپا کی چیخ و پکار صدائے بازگشت بن کر گونجنے لگی اب اسے کچھ یقین سا آ رہا تھا کہ روپا کے ساتھ جو کچھ پیش ہوا ہے وہ بھی حیرت انگیز اور پراسرار قوت کا کرشمہ ہوسکتا ہے' روپا کم از کم شنکر کے ساتھ دیدہ و دانستہ اتنا بھیانک اور سنگین مذاق نہیں کرسکتی تھی۔

لیکن وہ پراسرار قوت کیا تھی جس نے روپا کو اپنی مرضی اور اس کی لاعلمی میں استعمال کیا تھا اور فیصل کو اس کی نگاہوں کے سامنے لاکھڑا کیا تھا؟ وہ فیصل کو خون آلود نظروں سے گھورتا رہا ٹوٹے ہوئے بوتل کے گلے پر اس کی گرفت اس وقت بھی خاصی مضبوط تھی اس کا ذہن اس طاقت کے بارے میں بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا جس نے ایک ہی دن میں پوری بساط پلٹ دی تھی اس نے من ہی من میں اپنے منتر کے بیروں کو آواز دی لیکن نتیجہ صفر ہی ثابت ہوا اس کی نظریں اس معصوم بچے کو بھی دیکھنے سے قاصر تھیں جو فیصل کے ساتھ کھڑا تھا۔

"کس وچار میں گم ہو شنکر مہاراج۔" فیصل نے اس کو مخاطب کیا۔ "ایسی بھی کیا بے رخی کیا اندر آنے کو بھی نہیں کہوگے۔"

"تم ...." شنکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "جانتے ہو کس کے سامنے کھڑے ہو"۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے بھی تم سے بارہا مل چکا ہوں لیکن ...."

"نہیں ...." بچے نے تیزی سے فیصل کو مخاطب کیا "تم شنکر سے فیصل کے نام سے اپنا تعارف نہیں کراؤ گے اگر تم نے ایسا کیا تو کھیل بگڑ جائے گا' اس پلید آدمی کو اس بات کا یقین کسی صورت میں نہیں ہونا چاہئے کہ میری قوت تمہارا ساتھ دے رہی ہے"۔

"تم نے اپنا جملہ ادھورا کیوں چھوڑ دیا۔ "شنکر نے ٹوٹی ہوئی بوتل ایک جانب اچھالتے ہوئے کہا۔ "بولتے رہو .... تم بولتے ہوئے اچھے لگتے ہو"۔

"کیا ...." فیصل نے چونکنے کی بڑی خوبصورت اداکاری کرتے ہوئے کہا "کیا تم نے بھی مجھے پہچان لیا ہے۔"

"شنکر سب کچھ بھول سکتا ہے پرنس لیکن تمہیں نہیں بھول سکتا۔"

"پرنس ...." فیصل نے حیرت کا اظہار کیا پھر سگار کا کش لگاتے ہوئے بولا "مجھے یقین تھا مہاراج کہ تمہاری نظریں بھی ضرور دھوکا کھا جائیں گی۔"

"اندر آ جاؤ پرنس۔" شنکر نے اسے دوبارہ پرنس کے نام سے مخاطب کیا۔ "آرام سے بیٹھ کر باتیں کریں گے"۔

"پرنس کے شبھ نام کو درمیان سے ہٹا کر باتیں کرو۔" فیصل نے سنجیدگی سے جواب دیا "میں وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو ...."

"تم کیا ہو یہ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں لیکن ایک بات دھیان میں رکھنا .... شنکر نے جیون میں ہارنا کبھی نہیں سیکھا۔"

"میں تمہاری جیت کا تماشہ بھی دیکھ چکا ہوں۔" فیصل نے روپا کی جانب دیکھ کر اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "اگر میں نے یہاں آنے میں دیر کر دی ہوتی تو شاید تم سارا جیون اپنی جلد بازی اور حماقت پر ہاتھ ملتے رہتے لیکن مجھے تمہاری روپا رانی پر رحم آ گیا .... کیا تم میرا شکریہ ادا نہیں کرو گے۔"

"سمے سمے کی بات ہے مہاشے۔" شنکر نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔" اس بار تم نے شنکر پر وار کرنے کی کوشش کی اور کامیاب ہو گئے لیکن جب میں تم پر حملہ کروں گا تو تمہیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

فیصل نے جواب میں اسے غور سے دیکھا' پھر بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "پہلی بار تم نے مجھ پر کب حملہ کیا تھا مجھے یاد نہیں آ رہا .... کیا تم مجھے بتاؤ گے ایسا کب اور کہاں ہوا تھا؟"

"دھیرج سے کام لو .... آہستہ آہستہ تمہیں ساری بیتی باتیں یاد آ جائیں گی۔" شنکر بدستور اپنی جگہ کھڑا اسے حقارت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم ابھی تک کسی سہمی ہوئی بھولی بھالی کبوتری کی مانند دکھائی دے رہی ہو۔" فیصل نے اس بار براہ راست روپا سے کہا۔ "مجھے دکھ ہے کہ میری وجہ سے تمہیں اپنے پریمی کے ہاتھوں ذلیل ہونا پڑا لیکن میں نے جو کچھ کیا وہ ضروری تھا .... میں چاہتا تھا کہ جاوید جو تمہاری جھوٹی شکایت پر گرفتار ہوا تھا تمہارے ہی بیان کے بعد باعزت طور پر رہا ہو .... آرام سے بیٹھ جاؤ روپا رانی .... شنکر تمہیں اب کچھ نہیں کہے گا۔"

شنکر اپنی جگہ کھڑا غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ ایس پی ماتھر لمبے لمبے قدم بڑھاتا

ہوا کمرے میں داخل ہوا اس نے ایک نظر فیصل اور روپا پر ڈالی پھر شنکر سے بولا۔ "کیا تم نے معلوم کیا کہ مس روپا کو مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہونے کی کیا ضرورت تھی؟"

"روپا نے جو کچھ کیا میرے اشارے پر کیا۔" شنکر کے بجائے فیصل نے کہا۔ "لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اسے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا کہ اس نے عدالت میں پیش ہو کر کیا بیان دیا ہے"۔

"آپ کی تعریف ...." ماتھر نے فیصل کو گھورتے ہوئے خشک لہجے میں پوچھا "میں آپ کو شاید پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"اب کھیل شروع ہو گیا ہے تو اکثر ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں گی۔" فیصل نے سگار کا کثیف دھواں فضا میں اڑاتے ہوئے کہا پھر ماتھر کو گھور کر بولا۔ "تمہیں اپنے چہیتے انسپکٹر شرما کو اپنے ہاتھوں معطل کرنا پڑا مجھے اس کی بہت خوشی ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے مسٹر ماتھر کہ تمہارا وہ انسپکٹر جسے تم فرشتہ سمجھتے ہو کس قماش کا آدمی ہے؟"

"آپ مسٹر شنکر کی دوستی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" ماتھر کی پیشانی پر بل آ گئے تیکھے لہجے میں بولا۔ "یوں بھی میں غیر متعلقہ لوگوں سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں ہوں۔

"میں اسے بھی اپنی ہی خوش نصیبی کہوں گا اس لئے کہ میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہوتا کہ میں ہر ایرے غیرے اور نتھو خیرے کی مدد کرتا پھروں۔" فیصل کا لہجہ تضحیک آمیز تھا ایس پی ماتھر ایک دم ہی آپے سے باہر ہو گیا شنکر کو گھورتے ہوئے کرخت آواز میں بولا=۔

"مسٹر شنکر .... اپنے دوست سے کہو کہ یہ اپنی زبان کو لگام دے ورنہ مجھے مجبوراً کوئی سخت کارروائی کرنی پڑے گی۔"

"نہیں ماتھر جی .... تم اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرو گے .... یہ میرا شکار ہے۔ "شنکر نے سرد لہجے میں کہا۔ اسے اس سے ہنس بول لینے دو .... آج میں نے بھی اسے کھلی چھٹی دے رکھی ہے"۔

"اور کل کیا ہوگا۔" فیصل نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"کل بازی شنکر کے ہاتھ ہوگی ...." شنکر نے حقارت سے کہا۔ "تم ایک بات بھول رہے ہو پرنس .... استاد اپنے شاگرد کو تمام داؤ نہیں سکھاتا' ایک داؤ اپنے آڑے وقت کے لئے ایسا بچا لیتا ہے جس کا کوئی توڑ نہیں ہوتا۔"

"میں ایک بار پھر تمہاری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کروں گا۔" فیصل نے سگار کو ایش ٹرے میں رگڑ کر بجھاتے ہوئے کہا۔ "میں وہ نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو .... اور میں کون ہوں یہ تم کبھی نہیں جان پاؤ گے میرے سلسلے میں تمہاری جوتش ودیا اور جنتر منتر کسی کام نہیں آئیں گے .... تمہارا گیان دھیان اور شکتی پراپت کرنے کی خاطر لمبی لمبی بیٹھکیں اور کٹھن تپسیا جہاں ختم ہو جاتی ہے وہاں سے میری شروعات ہوتی ہے .... تم میرے سامنے طفل مکتب بھی نہیں ہو .... تم نے دیوی دیوتاؤں کو رام کرنے کی خاطر اب تک جتنے پاپڑ بیلے ہیں میں ان سے واقف ہوں .... تمہارے من میں کیا ہے میں وہ بھی جانتا ہوں تم مجھے سمجھنے اور میری اصلیت تک پہنچنے کی خاطر جو وقت لینا چاہتے ہو بڑے شوق سے لے لو لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم اگر سر کے بل کھڑے ہو کر بھی تمام زندگی اپنے جنتر منتر آزماتے رہو تب بھی میرا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکو گے۔"

"شاید دیوانے نے تمہیں پھر منہ لگا لیا ہے۔" شنکر نے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے کہا۔ لگتا ہے سفید مالا کے دوچار دانے پھر تمہارے ہاتھ آ گئے ہیں لیکن انہیں کب تک استعمال کرو گے۔"

"سفید مالا کے دانے۔" فیصل نے حیرت کا اظہار کیا۔ "میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کس جنم کی بات کر رہے ہو' لیکن ٹھہرو .... میرا خیال ہے کہ تم شاید مجھے وہ سمجھ رہے ہو جو تمہارے عتاب کا شکار ہو کر اسپتال میں پڑا زندگی کے دن پورے کر رہا ہے۔"

"اسپتال نہیں بالک .... وہ خان شہباز کے گھر میں چھپا بیٹھا ہے۔"

"پرانی اطلاع ہے تمہارے پاس۔" فیصل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "خان شہباز نے اسے آج صبح ہی اسپتال میں داخل کرا دیا ہے"۔

"تمہاری شکتی کیا کہتی ہے کیا وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" شنکر نے زہرخند سے پوچھا۔

"مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اسے مردانگی نہیں کہا جا سکتا" فیصل نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "مرد بنو تو کسی مرد سے پنجہ لڑانے کی کوشش کرو۔"

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔" شنکر نے اسے بدستور مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میری مردانگی کی کہانی تم اخبار میں پڑھ چکے ہو۔" فیصل نے جواب دیا۔ "روپا رانی کے ہاتھ میں گنگا جل دے کر پوچھو یہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکے گی کہ یہ اپنے گھر

سے عدالت تک اور پھر تمہاری خواب گاہ تک کس طرح پہنچی ہے۔"

"ایسے کھیل تماشے شنکر کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"ماتھر جی کی شکل کو غور سے دیکھو۔" فیصل نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا پولیس کے محکمے میں انہیں بڑا چالتر' چالاک اور بہادر سمجھا جاتا ہے' ان مہاشے نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لیا لیکن نتیجہ کیا نکلا۔"

"جاوید آزاد ہو گیا اور ایس پی صاحب بہادر کو اپنے قلم سے انسپکٹر شرما کو معطل کرنا پڑا ذرا پوچھو ماتھر جی سے .... شرما کو معطل کرتے سے ان کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کل رات ہی کی بات ہے جب ماتھر جی کے اس چہیتے آفیسر نے دس دس ہزار روپے کی کراری گڈیوں سے ان کی جیب گرم کی تھی اور آج ہی اسے۔"

"شٹ اپ ...." ایس پی ماتھر اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا پلک جھپکتے میں اس نے بغلی ہولسٹر سے اپنا پستول نکالتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ "اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہیں بھون کر رکھ دوں گا۔"

فیصل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بچہ جو اب تک مزے لے لے کر ان کی گفتگو سن رہا تھا اپنی جگہ محتاط ہو گیا اس نے ماتھر کو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے فیصل سے کہا۔ "تم اس کے پستول کی پروا نہ کرنا میں اس کے سارے نشانے خطا کرا دوں گا۔"

"اس کھلونے کو جیب میں واپس رکھ لو ماتھر جی۔" فیصل نے نفرت سے کہا۔ "گھر جا کر اپنی اس پتی ورتا دھرم پتنی پر استعمال کرنا جو آج کل ڈرائیونگ سیکھنے کے بہانے تمہارے نئے ڈرائیور کے ساتھ پینگیں بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"یو .... ڈرٹی ڈاگ ...." ماتھر نے دانت پیستے ہوئے کہا پھر لبلبی پر اس کی انگلی کا دباؤ بڑھتا چلا گیا اس نے غیظ و غضب کے عالم میں پورا میگزین خالی کر دیا لیکن فیصل بدستور اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا رہا شنکر کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے فیصل کو گھور رہا تھا۔ "میں کسی سیدھی سادی گائے کا ماس نہیں ہوں ایس پی صاحب جسے تم بھون کر آسانی سے کھا جاؤ گے ۔ ایک بات کان کھول کر سن لو اگر تم نے دوبارہ کبھی میرے اوپر پستول اٹھانے کی کوشش کی تو جواب میں میری انگلی کی ایک معمولی سی جنبش ہی تمہیں جہنم رسید کر دینے کے لئے بہت کافی ہو گی۔" ماتھر کو تنبیہہ کرنے کے بعد فیصل نے شنکر کی طرف دیکھا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اپنے سفلی کے گندے علم پر بہت گھمنڈ ہے .... تم نے کالی کو راضی کرنے کی خاطر بھی کنڈل

میں بیٹھک لگانے میں بڑی راتیں خراب کی ہیں لیکن میرے مقابلے میں تمہاری مثال گندی نالی میں رینگنے والے اس حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے جسے جب چاہے جوتے تلے روندا جا سکتا ہے۔ آج میں تمہیں بھی معاف کئے دیتا ہوں' دوسری ملاقات میں تمہارا انجام کیا ہو گا یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔" پھر فیصل بڑے اطمینان سے قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

روپا کے علاوہ شنکر اور ایس پی ماتھر بھی کھلے دروازے کی طرف ہونقوں کی طرح دیدے پھاڑے دیکھ رہے تھے......!!

فیصل اپنے بستر پر لیٹا کسی گہری سوچ میں غرق تھا' اس کی نگاہیں چھت پر مرکوز تھیں' چھ سالہ معصوم بچہ صوفے پر نیم دراز تھا وہ فیصل کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا' کمرے میں بہت دیر تک پرسکون خاموشی طاری رہی پھر بچے نے فیصل کو مخاطب کیا۔

"انکل .... اگر تم اسی انداز میں سوچتے رہے تو تمہاری صحت پر اچھا اثر نہیں پڑے گا۔"

"میں اپنے کاروبار کے بارے میں سوچ رہا تھا۔" فیصل نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "اسی شہر میں کبھی میری ایک عالیشان کوٹھی بھی تھی جہاں مجھے زندگی کی تمام خوشیاں اور آسائشیں میسر تھیں لیکن آج میں ایک اپاہج کی طرح اسپتال کے اس کمرے میں بے یارومددگار پڑا ہوں۔"

"اسپتال کے اس خوبصورت اور شاندار کمرے کا کرایہ سات سو روپے یومیہ ہے .... یہ کمرہ اسپتال کی آخری منزل پر واقع آٹھ کمروں میں سب سے زیادہ بڑا اور سب سے الگ تھلگ واقع ہے' اس کی ریزرویشن کے لئے مالدار قسم کے دائمی مریض مہینوں انتظار میں گزار دیتے ہیں۔ لیکن یہ تمہارے تصرف میں ہے' اس کمرے کے علاوہ اس اسپتال کا سب سے بڑا سرجن بھی تمہاری دیکھ بھال پر مامور ہے جس کی وجہ سے تمام عملہ ہر وقت چاق و چوبند رہتا ہے اور تمہاری دیکھ بھال کا ہر وقت خیال رکھتا ہے۔"

"میں تمہاری بات کا مقصد نہیں سمجھا۔"

"انسان کو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔" بچے نے سنجیدگی سے کہا۔ "ذرا غور کرو' اگر تمہیں خان شہباز اور جاوید جیسے مخلص دوستوں کی پرخلوص محبت میسر نہ ہوتی تو کیا ہوتا ....؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اس وقت کسی خیراتی اسپتال میں پڑے زندگی کے دن گن رہے ہوتے اور کوئی پرسان حال نہ ہوتا ...."

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ماضی کو اتنی آسانی سے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔"

"صرف اس لئے کہ تمہارا ماضی تمہارے حال سے بہت زیادہ شاندار تھا

.... اگر تمہارا حال تمہارے ماضی سے بہت بہتر ہوتا تو کیا اس وقت بھی تم پلٹ کر پیچھے کی جانب دیکھنا پسند کرتے؟"

"کچھ باتیں' کچھ یادیں ایسی بھی ہوتی ہے جنہیں کسی بھی قیمت پر نہیں بھلایا جا سکتا۔" فیصل نے آہ بھر کر جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں۔" بچے نے ہمدردی کا اظہار کیا۔ "تمہاری ماں کو تمہارے دشمنوں نے بڑی اذیتناک موت سے ہمکنار کیا تھا' میں تمہاری ماں کو دوبارہ زندگی نہیں دے سکتا لیکن تمہارے اشارے پر تمہارے دشمنوں کو موت کی نیند سلا سکتا ہوں' تم مجھ سے کسی خواہش کا اظہار کر کے دیکھو' میں پلک جھپکتے میں دنیا کی ساری نعمتیں تمہارے قدموں میں بکھیر سکتا ہوں لیکن ہر بات کی ایک حد مقرر ہوتی ہے' میں بھی ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتا' قدرت کی مصلحتوں کو انسان نہیں سمجھ سکتا اس لئے شاکی ہو جاتا لیکن ان مصلحتوں کے پیچھے انسان کی کوئی نہ کوئی بہتری بھی ہوتی ہے مجھ ہی کو دیکھ لو میں دوسروں کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتا' مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے ماں باپ کون تھے اور اب کہاں ہیں' صرف اتنا یاد ہے کہ وہ پیار سے مجھے ٹوٹو کہا کرتے تھے' قدرت نے مجھ سے میری پچھلی یادیں چھین لی ہیں اس میں بھی اس کی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہو گی' میں لازوال قوتوں کا مالک ہوں لیکن اپنے ہاتھ سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا' تم اسے کیا کہو گے؟"

"ٹوٹو ...." فیصل نے بچے کو افسردہ دیکھ کر بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "بڑا پیارا نام ہے' بالکل تمہاری ہی طرح۔"

"اور شنکر کے بارے میں کیا خیال ہے۔" ٹوٹو نے کہا۔ "کیا اس کا نام اس کی شخصیت سے مشابہت نہیں رکھتا؟"

"نہیں .... وہ اپنے نام کے مقابلے میں زیادہ مکروہ اور خبیث الفطرت ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ پھر پوچھا۔ "تمہاری کیا رپورٹ ہے' کیا اس نے میری دوسری شخصیت کو قبول کر لیا ہے؟"

"نہیں ...." ٹوٹو نے کہا پھر خلاء میں گھورتے ہوئے بولا۔ "وہ بھی پراسرار کالی طاقتوں کا مالک ہے اس لئے اتنی آسانی سے فریب نہیں کھائے گا' ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ اور ایس پی ماتھر اس وقت نیچے اسپتال میں ایڈمنسٹریٹر کے آفس میں بیٹھے تمہاری کیس فائل دیکھ رہے ہیں جو سرجن تمہارا علاج کر رہا ہے وہ ماتھر کے

پرانے واقف کاروں میں سے ہے' اس نے ماتھر کو بڑے یقین کے ساتھ بتایا ہے کہ تم موجودہ حالت میں چلنا پھرنا تو درکنار اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بھی نہیں ہو' سرجن کاخیال ہے کہ تمہیں ابھی ایک دوبڑے آپریشن سے گزرنا ہوگا اس کے بعد ہی یقینی طور پر کچھ کہا جا سکتا ہے۔"

"کیا تم ان کے درمیان ہونے والی باتیں بھی سن سکتے ہو؟" فیصل نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں .... اور میرا خیال ہے کہ شنکر نے ابھی سرجن کے بیان پر بھی یقین نہیں کیا ہے' وہ ایڈمنسٹریٹر کے کمرے سے اٹھ کر سیدھا ادھر ہی آنے کا ارادہ کر رہا ہے' تمہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ہی وہ کوئی نتیجہ اخذ کرے گا۔"

"کیا تم اس کی سوچوں کے زاویئے تبدیل نہیں کر سکتے؟"

"تم اشارہ کرو تو میں اسے ایک پل میں جہنم رسید کر سکتا ہوں لیکن اس طرح اسے آسانی سے چھٹکارا مل جائے گا جبکہ میں اسے دیوانگی کی حالت سے دوچار کر کے کسی اذیت ناک انجام تک لے جانا چاہتا ہوں۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں" فیصل نے تیزی سے کہا۔ "وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہے"۔

"پھر اسے میرے رحم و کرم پر چھوڑ دو۔" ٹوٹو نے کہا۔ "میں اس سے تمہارا انتقام لینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔"

"ایس پی ماتھر کے بارے میں تمہاری کیا معلومات ہیں؟"

"انتہائی راشی اور کمینہ خصلت آفیسر ہے لیکن افسران بالا کو خوش رکھنے کے طور طریقوں سے بخوبی واقف ہے' شنکر کی پراسرار قوتوں کی وجہ سے اس نے دوچار کیس ایسے حل کر لئے ہیں جس کی وجہ سے اس کو خاصی شہرت حاصل ہو گئی ہے۔"

"میں ماتھر کو بھی تھوڑا بہت سبق دینا چاہتا ہوں۔" فیصل نے کہا "کوئی ایسا سبق جو اسے شنکر کی حمایت سے علیحدگی پر مجبور کر دے۔"

"میں نے پہلے ہی اس کے بارے میں سوچ رکھا ہے۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے کہا۔ "جاوید کے معاملے میں وہ ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی لے رہا ہے' اسے انسپکٹر شرما کو معطل کرنے کا صدمہ لاحق ہے' وہ ہر قیمت پر اسے جلد از جلد بحال کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔"

"ہمارے آنے کے بعد شنکر نے روپا کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟"

"تم شاید روپا کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے۔" ٹوٹو نے کہا۔ "شنکر نے اس خوبصورت ناگن کے اندر کچھ ایسی طاقتیں پیدا کر دی ہیں جس سے وہ خود بھی ناواقف ہے' روپا شنکر کے لئے ایک ایسا موثر حربہ ہے جسے وہ خاص خاص موقعوں پر ہی استعمال کرتا ہے' جس روز روپا کا پتا کٹ گیا شنکر کا ایک بازو زخمی ہو جائے گا۔"

"پھر .... تم نے اس کے لئے کیا سوچا ہے؟"

"میں قبل از وقت سوچنے کا عادی نہیں ہوں۔ جب ضرورت پیش آئے گی اس کا علاج بھی ہو جائے گا۔" ٹوٹو نے لاپروئی سے جواب دیا پھر نظریں گھما کر دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے بولا۔ "وہ لوگ آ رہے ہیں .... تم کسی بات سے پریشان مت ہونا' میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

اسی لمحے درواز کھلا اور شنکر' ایس پی ماتھر اور سرجن کے ساتھ اندر داخل ہوا' فیصل نے شنکر کو دیکھ کر خوفزدہ ہونے کی بڑی شاندار اداکاری کی تھی لیکن اس نے ایس پی ماتھر کو دیکھ کر اپنے چہرے سے اس بات کا قطعی اظہار نہیں ہونے دیا کہ وہ پہلے بھی اس سے کہیں مل چکا ہے۔

"اور سنایئے مسٹر فیصل!" سرجن نے اس کے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔ "اب آپ کی طبیعت کیسی ہے ...."

"آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔" فیصل نے افسردگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا پھر پرامید لہجے میں پوچھا "میری رپورٹس کا کیا رہا ...."

"ہمت سے کام لیں .... ابھی ایک دو ایکسرے اور لینے ہیں' اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔" سرجن نے تسلی دی پھر شنکر کا تعارف کراتے ہوئے بولا "یہ میرے واقف کار ...."

"میں ان سے واقف ہوں۔" فیصل نے تیزی سے کہا پھر بے بسی کے عالم میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا' شنکر کی تیز نظریں اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔

"کیا مجھ سے مل کر آپ کو کوئی خوشی نہیں ہوئی۔" ماتھر نے اسے ٹٹولتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ...." فیصل نے ماتھر کو بغور دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ "کیا

آپ کا تعلق اسی اسپتال سے ہے؟"

"آپ نے کیسے جانا کہ میرا تعلق اسی اسپتال سے ہے۔" ماتھر نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"مجھ کو یہی بتایا گیا تھا کہ آپریشن سے پہلے کسی دوسرے سرجن نے بھی میرے سلسلے میں ...."

"یہ وہ نہیں ہیں۔" سرجن نے کہا پھر تعارف کراتے ہوئے بولا۔ "یہ بھی مسٹر شنکر کی طرح میرے پرانے واقف کار اور دوست ہیں۔ ایس پی ماتھر۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" فیصل نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ہمارا اس طرح بن بلائے آنا برا تو نہیں لگا؟" ماتھر نے پوچھا اس کے لہجے میں طنز شامل تھا۔

"جی ....جی نہیں۔"

"میں آپ کو مبارکباد بھی دینا چاہتا تھا۔"

"کس سلسلے میں؟" فیصل نے انجان بن کر وضاحت طلب نظروں سے ماتھر کو گھورا۔

"مسٹر جاوید کی رہائی کے سلسلے میں۔" ماتھر نے کہا "شنکر نے مجھے آپ کے دوست کے بارے میں بتایا تھا۔"

"سرجن ...." فیصل نے اکتائے ہوئے انداز میں سرجن کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا میرا اسپتال میں رہنا ضروری ہے؟"

"ضروری نہیں بلکہ بہت ضروری ہے۔" سرجن نے سنجیدگی سے جواب دیا "یہاں نہ صرف آپ کی تیمارداری بہتر طور پر ہو سکتی ہے بلکہ وہ ٹیسٹ بھی آسانی سے ہو سکتے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں .... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں گے لیکن اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔"

"میرے علاج میں اندازاً" کتنا وقت لگ جائے گا"؟" فیصل نے بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

"آپ پریشان نہ ہوں .... ہماری یہی کوشش ہو گی کہ آپ جلد از جلد ٹھیک ہو کر اپنے پیروں سے گھر واپس جانے کے قابل ہو جائیں۔"

فیصل نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا' ٹوٹو بڑی سنجیدگی سے صوفے پر بیٹھا شنکر اور ما

تھر کو گھور رہا تھا۔

"کیا مجھ سے کوئی دعا سلام نہیں کرو گے میرے متر..............." شنکر نے پہلی بار فیصل کو مخاطب کیا۔

"نہیں ...." فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "میں تمہاری صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"ایسی بھی کیا بے رخی .... ہم نے جنم جنم کے لئے دوستی کا ناتا جوڑا تھا۔"

"تم............... کیا مجھے سکون سے مرنے بھی نہیں دو گے؟" فیصل نے ہذیانی انداز اختیار کیا تو سرجن بوکھلا گیا۔

"مسٹر فیصل پلیز..............." سرجن نے کچھ کہنا چاہا لیکن فیصل نے بڑے کرب سے کہا

"نہیں سرجن نہیں .... میں اس شخص کی صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا' اسے میرے کمرے سے باہر نکال دو' پلیز .... میں تم سے درخواست کرتا ہوں' میری پریشانی میں اضافہ نہ کرو ...."

"مسٹر ماتھر ...." سرجن نے ماتھر سے دریافت کیا۔ "یہ کیا معاملہ ہے ...."

"یہ ہمارے پیار کی باتیں ہیں ...." شنکر نے بڑی ڈھٹائی سے کہا۔ "آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔"

"ہوسکتا ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہوں لیکن ہمیں ہر قیمت پر مریض کے آرام و سکون کا خیال رکھنا چاہئے۔" سرجن نے قدرے تیز انداز میں کہا پھر ماتھر سے بولا۔ "ہمیں اب چلنا چاہئے ...."

سرجن کے ساتھ ساتھ ایس پی ماتھر کو بھی مجبوراً" واپسی کے لئے آمادہ ہونا پڑا' شنکر نے کمرے سے نکلتے نکلتے ایک بار پھر فیصل کو بغور دیکھا .... انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ ابھی تک فیصل کے سلسلے میں کوئی آخری فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔"

"یو آر گریٹ ...." ٹوٹو نے ان کے جانے کے بعد تعریفی نظروں سے فیصل کو دیکھا۔ "تم نے بڑی شاندار اداکاری کی ہے' شنکر کے فرشتے بھی تمہارے اوپر شبہ نہیں کر سکے کہ تم وہی ہو۔"

"لیکن مجھے اس نابکار کا یہاں آنا پسند نہیں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "اس کی

شکل دیکھ کر ہی میرا خون جوش مارنے لگتا ہے۔"

"کچھ دنوں اور کڑوی گولیاں حلق کے نیچے اتارتے رہو .... شنکر کا انجام اس سے بھی بدتر ہو گا جو تم نے اپنے ذہن میں سوچ رکھا ہے۔"

فیصل کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا' اس بار خان شہباز اندر داخل ہوا لیکن وہ تنہا نہیں تھا اس کے ہمراہ فیصل کے کاروباری قانونی مشیر افضال احمد اور بزنس منیجر وقار حسین بھی تھے' ان دونوں کو ایک طویل عرصے کے بعد دیکھ کر فیصل کے زخم دوبارہ تازہ ہو گئے' ماضی کی حسین یادیں آنسوؤں کے قطرے کی شکل میں نگاہوں کے گوشوں میں جھلملانے لگیں' افضال احمد اور وقار حسین بھی فرط جذبات سے آبدیدہ ہو گئے' کچھ دیر تک ان کے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں پھر افضال احمد نے اصل مقصد کی سمت آتے ہوئے کہا۔

"ناصر پیپر ملز اور سیمنٹ فیکٹری کے سلسلے میں انشورنس کا جو کلیم داخل ہوا تھا اس کا فیصلہ دو ایک روز میں متوقع ہے' مجھے یقین ہے کہ ہمیں ہماری مطلوبہ رقم مل جائے گی۔"

"کوٹھی کے سلسلے میں آپ کا کیا حکم ہے؟" وقار حسین جنہوں نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ فیصل کے بزرگوں کے ساتھ ان کی ملازمت میں گزارا تھا بڑی شفقت سے بولے "کیا اسے دوبارہ تعمیر کرانے کا ارادہ ہے یا کسی بہتر علاقے میں دوسرا پلاٹ لے کر ...."

"نہیں وقار صاحب ...." فیصل نے جذباتی انداز میں کہا۔ "میں اس کوٹھی میں رہنا پسند کروں گا جہاں میں نے اپنی ماں کی آغوش میں آنکھ کھولی تھی .... آپ اس کو ازسرنو تعمیر کرائیں لیکن اس بات کا خاص خیال رکھئے گا کہ نقشے میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔"

"دوسرے کاروبار کے سلسلے میں کیا ارادہ ہے؟" وقار حسین نے دریافت کیا۔

"اس کا فیصلہ بعد میں کروں گا۔" آپ فی الحال کوٹھی کی تعمیر کا کام شروع کروادیں۔"

فیصل نے کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ "بینک بیلنس کی کیا پوزیشن ہے .... کیا بزنس میں ہونے والے خسارے کے بعد اب بھی کچھ رقم ...."

"آپ رقم کی مطلق کوئی فکر نہ کریں۔" افضال احمد نے بڑے یقین سے جواب دیا "خدا نے چاہا تو میں کلیم کی ایک ایک پائی وصول کر لوں گا' رہا چھوٹا موٹا خسارہ تو وہ بزنس میں ہوتا ہی رہتا ہے۔"

"اگر اجازت ہو تو میں دفتر بھی تعمیر کرانا شروع کر دوں۔" وقار حسین نے کہا۔ "کوٹھی کی طرح اس کی تعمیر بھی ضروری ہے' اسی دفتر میں آپ کے بزرگ بھی بیٹھا کرتے تھے ...."

"اگر آپ کی یہی خوشی ہے تو مجھے منظور ہے ...." فیصل نے دبی زبان میں کہا پھر ٹوٹو کی جانب دیکھنے لگا "نیت صاف ہو تو منزل بھی آسان ہو جاتی ہے۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم خدا کا نام لے کر اپنی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے کی ابتداء کرو' میں تمہارے تمام خسارے پورے کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔"

○

جاوید باہر جانے کے لئے دروازے کی سمت بڑھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اسے مجبوراً" کال ریسیو کرنے کے لئے رک جانا پڑا' پانچ منٹ پہلے اسے خان شہباز نے فون کر کے فوراً اسپتال پہنچنے کی تاکید کی تھی۔ اس نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ فیصل کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے پھر رابطہ منقطع کر دیا گیا تھا' جاوید نے سوچا تھا کہ دوبارہ اسپتال فون کر کے فیصل کی حالت کے بارے میں دریافت کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا' لباس تبدیل کرنے میں اس نے بڑی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا اسے فیصل کی جانب سے تشویش لاحق ہو گئی تھی' یقیناً کوئی اہم بات تھی جو اسے فون پر نہیں بتائی جا سکتی تھی' خان شہباز نے غالباً اسی لئے اپنا مدعا بیان کرنے کے بعد لائن کاٹ دی تھی۔ لباس تبدیل کرتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف ایک ہی نام گونج رہا تھا۔

"شنکر .... شنکر .... شنکر .... شنکر۔"

جس انداز میں روپا نے عدالت میں پیش ہوکر انسپکٹر شرما کے خلاف بیان دیا تھا اس نے شنکر کو یقینی طور پر کانٹوں پر لوٹنے پر مجبور کر دیا ہوگا' شنکر کا مشتعل ہو جانا قدرتی امر تھا دوسری جانب ایس پی ماتھر کو بھی حالات کے پیش نظر اپنے چہیتے انسپکٹر کو اپنے ہاتھوں سے معطل کرنا پڑا تھا' ان تابڑ توڑ ناکامیوں نے شنکر اور پولیس کے ذمہ دار افسروں کو مشترکہ طور پر فیصل کے خلاف صف آراء کر دیا ہوگا .... شنکر پراسرار گندی قوتوں کا مالک تھا' اس کی ذات سے گھٹیا سے گھٹیا جوابی کارروائی بھی سوچی جا سکتی تھی۔

اپنی رہائی کے بعد سے جاوید نے متعدد بار روپا کو فون کیا تھا لیکن جواب میں ہر بار یہی

کہا گیا تھا کہ وہ گھر پر نہیں ہے' اسے اپنی رہائی کے بعد بھی رہ رہ کر یہی خیال ستا رہا تھا کہ روپا نے عدالت کے روبرو جو بیان دیا تھا وہ کسی قوت کے زیراثر تھا ورنہ روپا اور شنکر کے کسی دشمن کے خلاف زبان کھولے' اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا' لیکن وہ کس کی طاقت تھی جس نے روپا کو جاوید کی حمایت پر آمادہ کیا تھا؟ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ سکی تھی' اس نے فیصل سے بھی دریافت کیا لیکن فیصل نے بھی روپا کے ردعمل کو حیرت انگیز قرار دیا تھا' ایک لمحے کو جاوید کے ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا تھا کہ ممکن ہے خود شنکر نے جو فیصل کے ساتھ چوہے بلی کا خطرناک کھیل کھیل رہا تھا روپا کو جاوید کے حق میں گواہی دینے پر آمادہ کیا ہو لیکن پھر اس نے وہ خیال ذہن سے نکال دیا .... شنکر کو اگر جاوید کی رہائی منظور تھی تو اس کے لئے وہ سینکڑوں دوسرے طریقے بھی اختیار کر سکتا تھا۔ روپا کو درمیان میں لانے کی حماقت کم از کم شنکر کی ذات سے نہیں کی جا سکتی تھی لیکن روپا عدالت کی پیشی کے بعد کہاں روپوش ہو گئی تھی؟ یہ سوال بھی اپنی جگہ خاصی اہمیت کا حامل تھا' بہرحال خان شہباز کا فون ریسیو کرنے کے بعد جاوید کے ذہن میں ایک ہی خیال ابھرا تھا۔

"شنکر کی پراسرار قوتوں نے ایک بار پھر فیصل کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی ہوگی۔"

"ہیلو................" اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم اس وقت بہت جلدی میں اسپتال جانے کے ارادے سے پرتول رہے ہوگے۔"

"کون ہو تم ....؟" جاوید نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"اس چکر میں مت پڑو۔" ریسیور پر وہی ٹھوس آواز ابھری' مجھے تم سے صرف ایک سوال کرنا ہے .... وہ شخص کون ہے جس نے شنکر کے گھر جا کر اسے للکارنے کی حماقت کی تھی؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ تم کس کی بات کر رہے ہو۔"

"ایک بار پھر غور کر لو مائی ڈیئر .... ہو سکتا ہے کہ تمہیں اس کا نام یاد آ جائے' تمہارے اشارے کے لئے اتنا حوالہ کافی ہوگا کہ وہ جو کوئی بھی تھا فیصل کی ہوبہو نقل تھا' گفتگو کرنے اور اٹھنے بیٹھنے کا انداز بھی حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتا ہے۔"

"میرا خیال ہے تم مجھ سے مذاق کی کوشش کر رہے ہو۔"

"یہ مذاق تمہارے حق میں کتنا خطرناک ہو سکتا ہے اس کا اندازہ تمہیں بعد میں ہوگا ...." اس بار سفاک لہجہ اختیار کیا گیا' مجھے اس کا نام اور پتہ بتا دو ....

تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا۔"

"اگر تم شنکر ہی کے کوئی کارندے ہو تو مجھے تمہاری عقل پر ماتم کرنا پڑے گا۔" جاوید نے حقارت سے کہا' کیا شنکر کی پراسرار قوتیں اتنی زنگ آلود ہوگئی ہیں کہ وہ اپنے دشمن کو اپنی چھت کے نیچے بھی شناخت نہیں کر سکتا؟"

"میں نے تم سے اس کا نام اور پتہ دریافت کیا تھا .... تم بات کو بڑھانے کی حماقت کر رہے ہو۔"

"ایک سوال میرے ذہن میں بھی مچل رہا ہے" جاوید نے کرخت انداز میں کہا۔ "روپا کو عدالت میں پیش ہونے پر کس قوت نے آمادہ کیا تھا؟ کیا تم اس کا جواب دے سکو گے؟"

"اس کا جواب تمہیں بہت جلد مل جائے گا ...." دوسری جانب سے حقارت کے اظہار کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

"جاوید نے ریسیور کو گھماتے ہوئے کریڈل پر رکھا پھر باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور اسپتال کے لئے روانہ ہو گیا' اس کے ذہن میں اب اس نووارد کے جملے گونج رہے تھے جس نے اس سے فیصل کے کسی ایسے ہم شکل کا نام اور پتہ دریافت کرنے کی کوشش کی تھی جس نے شنکر کے گھر جا کر اسے للکارنے کی جسارت کی تھی اس فون کی حقیقت کیا تھی اس کا جاوید کو مطلق کوئی علم نہیں تھا شاید اسی لئے وہ اس کال کو محض ایک سنگین مذاق سمجھ کر نظرانداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس کی نظر سامنے سڑک پر مرکوز تھی اور ہاتھ نہایت مستعدی سے اسٹیئرنگ کنٹرول کر رہے تھے' وہ جلد از جلد اسپتال پہنچ کر فیصل کی خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا چنانچہ اسپتال روڈ پر جو نسبتاً ویران تھی' پہنچ کر اس نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی لیکن دوسرے ہی لمحے جب ایک ٹھوس اور سرد شے پشت سے اس کی گردن سے مس ہوئی تو اس کے خیالات کا شیرازہ بکھر گیا' خطرے کا احساس ہوتے ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز ہو گئیں اس نے کن انکھیوں سے شیشے پر نظر ڈالی تو سرتاپا لرز کر رہ گیا' پچھلی نشستوں پر نظر آنے والا شخص صورت و شکل کے اعتبار ہی سے انتہائی خطرناک نظر آ رہا تھا' اس کے سر اور داڑھی کے بال بے تحاشہ بڑھ رہے تھے شاید اس نے اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر وہ حلیہ اختیار کیا تھا اس کے جسم پر جینز اور جیکٹ نظر آ رہی تھی آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا' جو ٹھوس شے جاوید کی گردن پر رکھی گئی تھی وہ کسی پستول یا ریوالور کی نال ہی ہو سکتی تھی' وہ گاڑی میں کب اور کس طرح داخل ہوا جاوید کو اس کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں تھا۔

"اگر تم نے میری ہدایت پر عمل کیا تو بچ بھی سکتے ہو۔" پشت سے تحکمانہ انداز میں کہا گیا۔ "دوسری صورت میں مجھے تمہاری موت پر کوئی صدمہ نہیں ہوگا"۔

"کیا چاہتے ہو ....؟" جاوید نے خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"گاڑی اسی رفتار سے چلاتے رہو .... اگلے چورستے سے بائیں جانب موڑ لینا' عقلمندی دکھانے کی حماقت کی تو میں تمہیں بے دریغ شوٹ کر دوں گا .... اطلاعا" عرض ہے کہ میں نے پستول پر سائلنسر لگا رکھا ہے اس لئے کسی کو تمہاری موت کی کانوں کان خبر نہیں ہوگی"۔

"ہو سکتا ہے تمہیں ...."

"نہیں' مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔" نووارد نے اطمینان سے کہا۔ "تمہارا نام جاوید ہے' تم اس وقت اپنے دوست فیصل کو دیکھنے اسپتال جا رہے ہو بلیومون کے خان شہباز نے تمہیں فوری طور پر اسپتال پہنچنے کی تاکید کی تھی لیکن تم فون پر میری آواز کو خان شہباز ہی کی آواز سمجھ بیٹھے .... کیوں؟ میں نے تمہیں شناخت کرنے میں غلطی تو نہیں کی؟"

"تم .... مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو؟"

"کسی ایسے سنسان مقام پر جہاں میں تمہیں آرام سے ٹھکانے لگا سکوں' مجھے اس کام پر ایک کثیر رقم کے عوض مامور کیا گیا ہے۔"

"اگر میں تمہیں اس رقم سے زیادہ رقم ادا کر دوں تو کیا ...."

"نہیں .... میں کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا۔" نوارد نے سفاک انداز میں جواب دیا۔ "مجھے ہر قیمت پر تمہیں قتل کرنا ہے۔"

جاوید نے کوئی جواب نہیں دیا' اگلے چورستے پر پہنچ کر اس نے گاڑی حسب ہدایت بائیں جانب موڑ دی' اسے احساس تھا کہ وہ بری طرح دشمنوں کے جال میں پھنس چکا ہے' اس کی ایک ذرا سی حماقت موت کا پیش خیمہ بن سکتی تھی لیکن وہ اتنی خاموشی اور سعادت مندی سے مرنے کو بھی تیار نہیں تھا' نوارد نے کہا تھا کہ اس کے پستول پر سائلسر فٹ ہے پھر اسے کسی ویرانے کی تلاش کیوں تھی' وہ بھری پری شاہراہ پر بھی اسے گولی کا نشانہ بنا سکتا تھا .... جاوید کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا پھر سامنے سے آنے والے ایک لوڈنگ ٹرک کو دیکھ کر اس نے رسک لینے کا فیصلہ کر لیا' گاڑی کی رفتار اس نے تھوڑی تیز کردی پھر جیسے ہی ٹرک قریب آیا اس نے کسی بڑے حادثے سے خود کو بچانے والے انداز

میں اسٹیرنگ تیزی سے موڑا تو گاڑی دو پہیئے پر اٹھتی چلی گئی' فضا میں چرچراہٹ کی تیز آواز گونجی لیکن ٹرک رکنے کے بجائے آگے نکل گیا' جاید نے فل بریک لگا کر گاڑی کو روک لیا اگر ایسا نہ کرتا تو یقیناً کسی بڑے حادثے ہی سے دوچار ہو گیا ہوتا پھر اس نے نوارد سے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن اس کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکل کر فضا میں تیرتی چلی گئی اس نے خود اپنی نظروں سے خنجر کو لہراتے دیکھا تھا پھر اس کی بائیں پسلی کے قریب خون کا فوارہ ابل پڑا تھا' اس نے سامنے کی سمت دیکھا' دور دور تک کسی ٹریفک کا کوئی نشان نہیں تھا' اس نے دروازہ کھول کر باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن پشت پر موجود قاتل نے دوسرا وار کر دیا' اس بار خنجر دستے تک اس کے پیٹ میں اترتا چلا گیا تھا .... اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے خنجر کو باہر نکالنے کی خاطر پورا زور لگایا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ کسی حماقت کا ثبوت نہ دینا ورنہ تمہاری موت بڑی درد .... نا .... آ آ .... ک ....!!

"انکل ...." ٹوٹو نے لیٹے لیٹے اچانک ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے فیصل سے کہا۔ "جلدی کرو .... ہمیں فوری طور پر کسی کی مدد کرنی ہے اگر دیر ہو گئی تو کام خراب ہو جائے ...."

"بات کیا ہے ...." فیصل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

تم تیار رہنا............... میں اسے محفوظ ہاتھوں تک پہنچا کر واپس آتا ہوں۔" ٹوٹو نے خلاء میں گھورتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر غم و غصے کی ملی جلی کیفیت طاری تھی .... نگاہوں میں خون تیر رہا تھا اور تیور بہت زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے ...."

"کیا ہوا ...." فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا "کیا میرے دشمنوں نے پھر میرے دوست کو ...."

"تم پریشان مت ہو .... میرا خیال ہے کہ میں اسے بچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا ...." ٹوٹو نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا پھر اس سے پیشتر کہ فیصل مزید کوئی سوال کرتا وہ پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا ....!!"



ایس پی ماتھر کو جاوید پر کئے جانے والے خونیں حملے کی اطلاع ملی تو اس کی پیشانی شکن آلود ہو گئی' وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا روزمرہ کی فائلوں کا مطالعہ کر رہا تھا لیکن حادثے کی اطلاع ملتے ہی اس کا سکون برباد ہو گیا۔

"جاوید کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟" اس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں دریافت کیا "کیا وہ جاں بحق ہو گیا یا ...."

"وہ شدید زخمی ہے جناب' ڈاکٹر اور سرجن اسے بچانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں' خون بہت زیادہ بہہ گیا ہے اس لئے کوئی بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔"

"حملہ آور کون تھا .... اسے گرفتار کیا گیا یا نہیں؟"

"حملہ آور پولیس کا پرانا ہسٹری شیٹر گردھاری تھا جسے جرائم کی دنیا میں گبرو کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "حیرت کی بات یہ ہے سر کہ جب پولیس جائے واردات پر پہنچی تو گبرو وہاں موجود تھا' اس نے خلاف توقع تھانہ انچارج اور لوگوں کے روبرو اپنے جرم کا اقبال کیا پھر اپنے آپ کو گولی مار لی۔ اس کی لاش مردہ خانے پہنچا دی گئی ہے۔"

"کیا تمہیں دھوکہ تو نہیں ہوا۔" ماتھر نے جھلاتے ہوئے کہا "گبرو اور خودکشی' میرے لئے یہ اطلاع حیرت انگیز ہے"۔

"گبرو کی لاش کو اس کے ماتا پتا نے بھی شناخت کر لیا ہے جناب' وہ تھانے پر دھرنا جمائے بیٹھے لاش کا مطالبہ کر رہے ہیں"۔

"نہیں ...." ماتھر چیخ کر بولا "ان لوگوں کو ہر قیمت پر ٹالنے کی کوشش کرو' جب تک میری جانب سے دوسرا حکم نہ ملے لاش کو پولیس کی تحویل میں رکھو۔"

"رائٹ سر................"

"جاوید کس اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا ہے؟"

"ریڈ کراس میں .... وہی جائے واردات سے قریب تھا ...."

"تھانہ انچارج کو میری طرف سے حکم دو کہ جاوید کے کمرے کے باہر پولیس کی نفری تعینات کر دی جائے' میرے حکم کے بغیر کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہ دی جائے

.... اٹ از وری امپارٹنٹ۔" ماتھر نے اپنے جملے کے اختتام کے ساتھ ہی فون کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا' جاوید پر کئے جانے والے قاتلانہ حملے کی رپورٹ نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا' اخبارات کو روپا کی عدالت میں پیشی اور جاوید کی ضمانت پر رہائی پر حاشیہ آرائی کرنے کا پہلے ہی بہت مواد مل گیا تھا' وہ جاوید پر کئے جانے والے حملے کو بھی پولیس کی جانب سے انتقامی کارروائی کا رنگ دے سکتے تھے۔

"گبرو" پرانا ہسٹری شیٹر تھا' اس کے بارے میں یہ بات ماتھر کو بھی معلوم تھی کہ منہ مانگی رقم کے عوض وہ اپنے باپ کو سرعام گولی مار سکتا تھا' اس کا شمار ان مجرموں اور قاتلوں میں نہیں کیا جاسکتا تھا جو پولیس کی "تھرڈ ڈگری" سے گھبرا کر خودکشی کر لینے میں زیادہ عافیت سمجھتے تھے .... "لیکن گبرو کو جاوید کے خلاف کون انگیج کر سکتا تھا ....؟" ماتھر کے ذہن میں یہ سوال صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا' وہ کچھ دیر تک ٹہلتا رہا پھر کسی فوری خیال کے تحت تیزی سے فون کی جانب لپکا اور انسپکٹر شرما کے گھر کے نمبر ڈائل کرنے لگا' اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے ملے جلے سائے منڈلا رہے تھے پھر جیسے ہی دوسری جانب سے شرما نے کال ریسیو کی' ماتھر نے اسے تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ناؤ ٹیل می دی ٹرتھ .... مجھے سچ سچ بتاؤ' کیا تم نے گبرو کو اس کے قتل پر مامور کرنے کی حماقت نہیں کی تھی؟"

"نہیں سر' میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی' لیکن ...."

"میں سمجھ رہا ہوں۔" ماتھر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ "بلیک میلر ٹائپ کے رپورٹر تمہارے ساتھ پولیس کے محکمے پر بھی کیچڑ اچھالنے کی کوشش کریں گے"۔

"کیا جاوید ...."

"ابھی یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا .... میری بات غور سے سنو' اگر ممکن ہو سکے تو تم فوری طور پر کسی طرح بیک ڈیٹ میں شہر سے باہر چلے جاؤ' بی کوئیک' ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔" ماتھر نے افسرانہ انداز میں حکم دیا پھر سلسلہ منقطع کر کے دوبارہ کمرے میں ٹہلنے لگا لیکن فون کی گھنٹی نے اس کی توجہ دوبارہ اپنی جانب مبذول کرا لی۔

"ہیلو .... ماتھر دس اینڈ" اس نے ریسیور اٹھاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"شنکر بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے شنکر کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔ "اپنے ماتحتوں سے کہو کہ وہ گبرو کی لاش اس کے پتا کے حوالے کر دیں' اس کی چتا کو جتنی جلدی

آگ دکھا دی جائے اتنا ہی اچھا ہے۔"

"میں سمجھا نہیں ...." ماتھر نے حیرت سے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟"

"تم شاید روپا رانی کی کہانی بھول گئے ہو۔"

"تو کیا تم نے ...."

"ہاں ...." شنکر نے اطمینان سے جواب دیا "میں اس .... کو سامنے لانا چاہتا ہوں جس نے فیصل کا سوانگ بھر کر مجھے للکارنے کی جسارت کی ہے' جاوید اور گبرو کا ٹکراؤ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے .... میں نے اسی کارن گبرو کو اپنی شکتی کے زور سے جیون ہتیا کرنے پر مجبور کر دیا تھا کہ بعد میں وہ زبان نہ کھول سکے' تم جانتے ہو ماتھر جی! شنکر کچا کام کبھی نہیں کرتا"۔

"لیکن تمہیں اتنا خطرناک قدم اٹھانے سے پہلے کم از کم مجھ سے مشورہ کر لینا چاہئے تھا"

"خیریت تو ہے ماتھر جی .... تم تو مجھے بہت گھبرائے ہوئے معلوم ہو رہے ہو"۔

"سمجھنے کی کوشش کرو شنکر۔" ماتھر نے اس بار قدرے تیز لہجے میں جواب دیا۔ "جاوید کی موت پولیس کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دے گی۔"

"تم کوئی چنتا نہ کرو' وہ ہمارے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکیں گے"۔

"تم کو شاید حالات کا اندازہ نہیں' مجھے اوپر والوں کے سامنے بھی جواب دینا پڑتا ہے۔" ماتھر نے تلملا کر کہا۔

"کیول میری آگیا کا پالن کرو .... گبرو کی لاش واپس کر دو' اسی میں تمہاری مکتی ہے اور ہاں .... اس بات کو بھی بھول جانا ماتھر جی کہ میں نے تم کو جاوید گبرو کے سلسلے میں کوئی فون کیا تھا"۔

پھر اس سے پہلے کہ ماتھر کوئی جواب دیتا دوسری جانب سے لائن کاٹ دی گئی' ماتھر کے تیور خطرناک ہو رہے تھے لیکن اس کے باوجود وہ خون کے گھونٹ پی کر اپنے غصے کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا شاید اس لئے کہ شنکر اس کی بہت ساری کمزوریوں سے واقف تھا۔ کچھ دیر تک وہ اپنا نچلا ہونٹ چباتا رہا پھر اس نے شنکر کے مشورے کے مطابق فون کر کے گبرو کی لاش اس کے ورثاء کے حوالے کرنے کے احکامات جاری کئے اور اپنا فلیٹ ہینگر

سے اتارتا ہوا باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا' وہ فوری طور پر ریڈ کراس اسپتال پہنچ کر جاوید کی خیریت معلوم کرنے کا خواہش مند تھا۔

ٹوٹو ماتھر کی گاڑی میں اگلی نشست پر بیٹھا اسے خطرناک نظروں سے گھور رہا تھا' پھر جیسے ہی گاڑی صدر کے علاقے سے گھوم کر اسپتال والی روڈ پر آئی تو فیصل بھی جو پچھلی نشست کے درمیانی خلاء میں دبکا بیٹھا تھا اطمینان سے اٹھ کر نشست پر جم گیا' ٹوٹو نے اسے ماتھر اور شنکر کے درمیان ہونے والی گفتگو سے آگاہ کر دیا تھا۔

"ایسی بھی کیا بے رخی ماتھر جی کہ تم نے دعا سلام کی ضرورت بھی نہیں محسوس کی۔" فیصل نے اسے مخاطب کیا تو ماتھر اس طرح اچھل پڑا جیسے اچانک اس نے بجلی کے ننگے تاروں کو چھولیا ہو شیشے میں فیصل کو دیکھنے کے بعد اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے۔

"تم ...." اس نے تھوک نگلتے ہوئے مردہ آواز میں کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا ماتھر جی کہ اب کھیل شروع ہو گیا ہے تو ہماری ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں گی۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "تمہیں حالات کے پیش نظر جاوید سے زیادہ شنکر کے بارے میں اپنے فرائض پورے کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہئے جس نے فون پر تم سے اقبال جرم کر لیا ہے' کیوں؟ کیا تم اسے قتل عمد کے جرم میں گرفتار نہیں کرو گے؟"

"نہیں ...." ماتھر نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔ "شنکر نے مجھ سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔"

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" فیصل نے حقارت سے کہا پھر معنی خیز انداز میں بولا۔ "جاوید کو اس کی رہائی کی سزا بھگتنی پڑی ہے لیکن روپا کو تمہاری مرضی کے خلاف عدالت میں پیش ہونے کی سزا نہیں ملی' اب تم اسے ویسی ہی سزا دو گے جیسی جاوید کو دی گئی ہے' گاڑی کا رخ موڑو ماتھر جی۔"

ٹوٹو کے معصوم ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی' ماتھر نے نہ چاہنے کے باوجود گاڑی کا رخ روپا کے مکان کی جانب موڑ دیا اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے' وہ کسی معمول کی طرح ٹوٹو کے پلکوں کے اشاروں پر عمل کر رہا تھا' بیس منٹ بعد ہی اس کی گاڑی روپا کے مکان کے سامنے موجود تھی۔

"تم ماتھر کو ہدایت دینے کے بعد طے شدہ پروگرام کے تحت ایک اجنبی کی حیثیت

سے براہ راست ڈی آئی جی کو فون کرو گے' اس کے بعد بڑے ڈاک خانے کی پشت پر میرا انتظار کرنا' میں ماتھر کو واردات کے بعد آزاد کر کے سیدھا تمہاری طرف آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے ...." فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے کہا پھر ماتھر سے بولا۔

"تم مکان کے اندر جا کر روپا کو اپنے ریوالور سے شوٹ کرو گے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا' روپا کو فوری طور پر نہیں مرنا چاہئے' میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی جاوید کی طرح کچھ دنوں تک موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار رہے........ ہم دوبارہ پھر ملیں گے جب تک کے لئے خدا ہی تمہارا حافظ ہے۔"

فیصل طے شدہ پروگرام کے تحت نیچے اتر کر لمبے لمبے قدم مارتا ایک سمت چلا گیا' اس کے جانے کے دس منٹ بعد ماتھر گاڑی سے باہر آیا پھر اس نے بڑے اطمینان سے مکان کے دروازے پر جاکر دستک دی' ٹوٹو اس کے ساتھ ساتھ تھا' دو منٹ بعد کسی ملازم نے دروازہ کھولا پھر ماتھر کو پہچاننے کے بعد وہ اسے راستہ دینے کی خاطر ایک طرف ہو گیا' ماتھر افسرانہ شان سے قدم اٹھاتا سیدھا ڈرائنگ روم میں گیا جہاں روپا موجود تھی۔

"شنکر نے مجھے لوگوں سے دور رہنے کی تاکید کی ہے' فون بھی میرے بجائے ملازم سنتا ہے اور ہر شخص کو ایک ہی جواب دیتا ہے' دیوی جی کہیں باہر گئی ہیں' لیکن آپ کی بات اور ہے۔" روپا نے ماتھر کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس نے کیسے تکلیف کی' سب خیریت تو ہے؟"

"کیا تمہیں علم ہے کہ جاوید پر قاتلانہ حملہ کر دیا گیا ہے اور وہ اس وقت اسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی گھڑیاں گن رہا ہے۔"

"یہ کیسے ہوا؟" روپا نے حیرت سے پوچھا۔ "حملہ کس نے کیا تھا؟"

"ایک پیشہ ور قاتل گبرو نے .... اسے شنکر نے جاوید کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔" ماتھر نے حقارت سے کہا "اب تمہیں ایک بار پھر عدالت میں پیش ہونا پڑے گا' میرے حکم سے اور تمہیں شنکر کے خلاف بیان دینا ہوگا' اسی نے تمہیں پہلے بھی استعمال کیا تھا اور زید کے قتل کے سلسلے میں بھی اسی نے تمہیں گبرو سے معاملہ طے کرنے پر مجبور کیا تھا..............."

"لیکن یہ سراسر جھوٹ ہے۔" روپا نے ماتھر کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "میں کسی گبرو کے بارے میں کچھ نہیں جانتی اور میں شنکر کے خلاف گواہی بھی ...."

"شٹ اپ ...." ماتھر نے یکلخت گرج کر کہا پھر اپنا ریوالور نکالتے ہوئے بولا۔

"تو نے اگر میرے حکم سے انکار کیا تو میں تجھے گولی مار دوں گا۔"

"تم شاید شنکر کو بھول رہے ہو۔" روپا نے حقارت سے کہا۔ "زندگی چاہتے ہو تو الٹے قدموں واپس چلے جاؤ ورنہ ....تا .... آں" لیکن روپا اپنا جملہ مکمل نہ کر سکی' ماتھر کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی اس کی بائیں پنڈلی کا گوشت ادھیڑتی ہوئی آرپار ہو گئی تھی' پھر ماتھر نے دوسرا فائر کیا اس بار گولی اس کی داہنی ران میں پیوست ہوئی تھی' روپا نے ماتھر کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھا پھر لہرا کر فرش پر ڈھیر ہو گئی' پستول کی باقی گولیاں ماتھر نے ہواؤں میں داغ دیں .... ٹوٹو اپنا کام مکمل کرنے کے بعد نگاہوں سے اوجھل ہوا تو ماتھر نے یوں چونک کر خون میں لت پت روپا کو حیرت سے دیکھا جیسے کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہو.......!!"



روپا خون میں لت پت فرش پر پڑی تھی اور ماتھر اسے یوں حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی نگاہوں پر یقین نہ آ رہا' پھر اسے گزری ہوئی باتیں یاد آنے لگیں۔ وہ گھر سے جاوید کو دیکھنے کے ارادے سے نکلا تھا' جاوید کا زندہ رہنا بہت ضروری تھا' اسے شبہ تھا کہ کہیں شنکر اسے اسپتال میں ختم کرنے کی کوشش نہ کرے' وہ اپنی نظروں سے پولیس کی اس نفری کا معائنہ کرنا چاہتا تھا جسے اس کے حکم کے مطابق اسپتال میں جاوید کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا لیکن راستے میں فیصل کے ہم شکل نے جسے وہ ایک بار شنکر کی قیام گاہ پر بھی دیکھ چکا تھا اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لی' وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ تک کس طرح پہنچا اس کا علم ماتھر کے فرشتوں کو بھی نہیں ہو سکا تھا' اسے ماتھر اور شنکر کے درمیان فون پر ہونے والی گفتگو کا علم بھی تھا' پہلے اس نے شنکر سے ہونے والی بات سے انکار کر دیا تو فیصل کے ہم شکل کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے تھے' اس نے ماتھر سے کہا تھا کہ اسے بنفس نفیس روپا کو بھی ان ہی تکلیف دہ حالات سے دو چار کرنا پڑے گا جن سے جاوید دو چار تھا' اس کے بعد کیا ہوا ماتھر کو یاد نہیں تھا اور اب------ روپا شدید زخمی حالت میں اس کے سامنے بے ہوش پڑی تھی------

ماتھر نے بوکھلا کر اپنے ریوالور کا جائزہ لیا تو اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے' اس نے کب اور کیوں فائر کیا اور روپا کب اس کی گولی کا نشانہ بن کر موت کی کشمکش سے دو چار ہوئی اسے کچھ یاد نہیں تھا لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم تھی کہ اس کے پستول سے چھ گولیاں فائر ہوئی تھیں' ماتھر کو اپنا وجود طوفان میں گھرے ہوئے اس کمزور درخت کی مانند متزلزل محسوس ہو رہا تھا جو کسی بھی لمحے جڑ سے اکھڑ سکتا تھا۔

"مسں سر------ سرکار' یہ ------ کک' کیا------ کیا' کیا آپ نے۔"

ماتھر نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' روپا کا ملازم قریب کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا' ملازم کو دہشت زدہ دیکھ کر ماتھر کو اپنے جرم کی شدت کا احساس ہوا تو تیزی سے فون کی جانب لپکا' روپا کے مرجانے کی صورت میں اسے پھانسی بھی ہو سکتی تھی' اس نے ریسیور اٹھا کر پولیس

اسپتال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کئے لیکن پھر اچانک بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سن کر چونکا' اس نے پلٹ کر دیکھا تو ریسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ پولیس کے چھ چاق وچوبند نوجوان اس کی طرف رائفل تانے کھڑے تھے' ان کے ساتھ علاقے کا انچارج اور ڈی آئی جی (کرائمز) بھی موجود تھا۔

"ماتھر------ پستول نیچے گرا دو' تمہارے لئے بچاؤ کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔" ڈی آئی جی نے سرد لہجے میں حکم دیا۔

"مسں------ سر' مم میں------ میں------"

"ڈراپ دی ریوالور۔" ڈی آئی جی نے اس بار گرج کر کہا تو ماتھر نے جلدی سے پستول پھینک دیا پھر غیر ارادی طور پر اس کے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھتے چلے گئے۔

"پپ------ پل ------ پلیز------ ایمبولینس کے لئے فون کر دیں۔" اس نے کپکپاتی آواز میں کہا۔ "اگر یہ مرگئی تو------"

"تمہیں جرم کرنے سے پہلے اس کے نتائج پر بھی غور کر لینا چاہیے تھا۔" ڈی آئی جی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا پھر اس نے بذات خود جیب سے رومال نکالا اور بڑی احتیاط سے ماتھر کا ریوالور اٹھا کر محفوظ کر لیا اس کے بعد اس نے پلٹ کر تھانہ انچارج سے ایمبولینس کے لئے فون کرنے کو کہا' تھانہ انچارج فون کرنے لگا تو ماتھر نے ڈی آئی جی سے کہا۔

"سر------ گولیاں میرے ہی پستول سے چلی ہیں لیکن ------"

"لیکن تم اس وقت اپنے ہوش میں نہیں تھے۔"

"یس------ یس سر' مم میں آپ کو اسی بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔"

"جاوید کے سلسلے میں تم کیا کہو گے------؟" ڈی آئی جی نے اسے افسرانہ شان سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جج .... جا .... وید" ماتھر نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔ "میں .... سمجھا نہیں سر۔"

"مجھے تم جیسے ذہین افسر سے اتنی سنگین حماقت کی توقع نہیں تھی۔" ڈی آئی جی سپاٹ آواز میں بولا۔ "اٹ از اے کیس آف ڈبل مرڈر .... پہلے تم نے گردھاری (گبرو) کی خدمات حاصل کر کے جاوید پر قاتلانہ حملہ کرایا اور اس کے بعد روپا کو راستے سے ہٹانے کی خاطر............"

"یہ غلط ہے سر ...." ماتھر نے تیزی سے اپنی صفائی پیش کی۔ "میں ایک ذمہ دار پولیس آفیسر ہوں۔"

"تم نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے ....اپنے ایک ماتحت کو بچانے کی خاطر تم نے دو شہادتوں کو ختم کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا وہ بہت گھٹیا اور ناقص تھا ...."

"سر ...." میں آپ سے ایک منٹ کے لئے اکیلے میں کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں"

"آئی ایم سوری ...." ڈی آئی جی نے سرد لہجے میں کہا پھر روپا کو فوری طور پر ایمبولینس کے ذریعے اسپتال روانہ کرا دیا۔ ماتھر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح گردن جھکائے کھڑا اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا ....!!



جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا فیصل کی اضطرابی کیفیت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا' ٹوٹو اسے اسپتال میں اس کے بستر تک پہنچانے کے بعد فوراً" ہی رخصت ہو گیا تھا' روپا کے بارے میں اس نے صرف اتنا ہی بتایا تھا کہ ماتھر نے اسے گولی مار دی ہے' وہ زندہ تھی یا مر چکی تھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا' فیصل کو روپا سے زیادہ جاوید کی فکر لاحق تھی جن پر گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جانے کی مثل صادق آ رہی تھی' اسے ٹوٹو پر بھی غصہ آ رہا تھا جو جاوید کی طرف سے غافل ہو گیا تھا' اس کے ذہن میں شنکر کی طرف سے بھی لاوا پھوٹ رہا تھا جو آکٹوپس' جیسے انداز میں اس کے اور جاوید کے وجود سے چمٹ کر رہ گیا تھا' اس نے طے کر لیا تھا کہ اگر جاوید کے دشمنوں کو موت سے ہمکنار ہونا پڑا تو وہ شنکر کو بھی اسی بیدردی سے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

وہ اپنے خیال میں مستغرق تھا کہ ٹوٹو واپس آ گیا' اس کے چہرے سے شدید تھکن مترشح تھی۔

"کیا رہا ...." فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔ "جاوید کی حالت اب کیسی ہے۔"

"تمہارا دوست اب خطرے سے باہر ہے۔" ٹوٹو نے میز پر رکھے ہوئے جگ اور

گلاس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹروں نے اس کا جو آپریشن کیا تھا وہ کامیاب رہا' خون کی بوتلیں دی جا رہی ہیں' کمزوری دور ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔"

"تم اس کے قریب رہو۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے اس کی زندگی اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے"

"تم مطمئن رہو .... میں نے تمہارے دوست کی حفاظت کا بندوبست کر دیا ہے' اب شنکر کی پراسرار قوتیں بھی اس وقت تک جاوید کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی جب تک وہ اسپتال میں ہے۔"

"کیا مطلب ...."

"میں نے اسپتال کے گرد ایسا روحانی حصار کھینچ دیا ہے کہ گندی اور پلید قوتیں وہاں اپنا جال نہیں پھیلا سکیں گی۔" ٹوٹو نے کہا پھر ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "مجھے شدید پیاس لگی ہے' کیا تم ...."

"شنکر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟"

"وہ کسی ایسے زہریلے سانپ کی طرح اپنا سر کانٹوں پر مار رہا ہے جس کے منہ سے منکا چھین لیا گیا ہو۔" ٹوٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جس روز روپا کا پتا کٹ گیا شنکر کا ایک بازو زخمی ہو جائے گا۔"

"تو کیا روپا ...."

"ابھی شنکر یا کسی اور کو اس کا علم نہیں ہوا لیکن میں جانتا ہوں کہ روپا کے جسم اور روح کا رشتہ کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکا ہے' شنکر کو ابھی صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ ماتھر نے اس کو گولی مار دی ہے .... روپا کی موت کی اطلاع اسے پاگل کر دے گی۔"

"ایس پی ماتھر کا کیا بنا ...."

"اس کے ستارے پوری طرح گردش میں ہیں لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ اسے فی الحال پھانسی کے پھندے سے نجات دلادوں۔"

"کیا مطلب ...." فیصل نے چونکتے ہوئے وضاحت چاہی۔

"ماتھر اگر کسی طرح جیل سے فرار ہو جائے تو وہ سب سے پہلے شنکر سے اپنا انتقام لے گا .... ان دونوں کا ٹکراؤ یقیناً" دلچسپ رہے گا۔" ٹوٹو نے مزہ لیتے ہوئے کہا پھر یکلخت پانی کے جگ کی سمت دیکھتے ہوئے بولا "انکل .... میرے حلق میں کانٹے پڑ رہے ہیں .... پلیز۔"

"شنکر نے میری دوہری شخصیت کے بارے میں کیا رائے قائم کی ہے ....؟"

"پانی .... پانی ...." ٹوٹو نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "انکل .... میری سانس گھٹ رہی ہے ...." فیصل نے جلدی سے گلاس بھر کر ٹوٹو کے منہ سے لگا دیا ....!!

○

ماتھر کی گرفتاری اور روپا کے زخمی ہونے کی خبر نے شنکر کے خون کی گردش تیز کر دی تھی' جاوید پر قاتلانہ حملے کے فوراً" بعد روپا پر حملہ کرایا گیا اور وہ بھی ماتھر کے ذریعے .... یہ اتفاق نہیں تھا' دشمنوں نے یقینی طور پر اسے ترکی بہ ترکی جواب دینے کی ٹھان لی تھی لیکن وہ دشمن کون تھا جس نے شنکر سے ٹکر لینے کی جسارت کی تھی؟

وہ کسی زخمی درندے کی مانند دبیز قالین پر ٹہل رہا تھا' اس کے ذہن میں فیصل کے اسی ہم شکل کا تصور کلبلا رہا تھا جس نے روپا کو اس کی مرضی کے بغیر عدالت کے روبرو پیش ہو کر انسپکٹر شرما کے خلاف بیان دینے پر مجبور کیا تھا' روپا پر ماتھر سے حملہ کرانے کی سازش میں بھی اسی کا ہاتھ ہو سکتا تھا .... اسے فیصل کی دوسری شخصیت پر یقین نہیں آیا تھا لیکن اسپتال کی رپورٹ اور سرجن کے اس بیان کے بعد کہ فیصل اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے اسے سنجیدگی سے اس پراسرار شخصیت کے بارے میں غور کرنا پڑا تھا جو ہو بہو فیصل کی نقل تھا' اس نے اپنے بیروں کے ذریعے اس کی اصلیت جاننے کی کوشش کی تھی لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی' پھر اس نے یہ طے کیا تھا کہ دوسری بار آمنا سامنا ہونے پر وہ اپنی بھرپور قوتوں کے ساتھ اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر حملہ آور ہو گا مگر اس کی نوبت آنے سے پہلے ہی اس پراسرار شخص نے جاوید کے جواب میں روپا پر حملہ کروا کر شنکر کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی طاقت رکھتا ہے۔

بڑی دیر تک وہ ٹہلتا رہا اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتا رہا' اس نے طے کر لیا تھا کہ اب اپنی تمام پراسرار قوتوں کے ساتھ اس شخص کو نیست و نابود کر دے گا جس نے اس کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی تھی' اسے اپنے سفلی کے علم پر پورا یقین اور اعتماد تھا

لیکن اس سے پیشتر وہ ماتھر سے مل کر اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے لباس تبدیل کیا اور سیدھا اس تھانے پہنچ گیا جہاں ماتھر کو پولیس کی بھاری نفری کے درمیان بٹھایا گیا تھا' تھانہ انچارج سے اس کی پرانی واقفیت تھی لیکن اس کے باوجود اسے ماتھر تک پہنچنے میں خاصی تگ و دو کرنی پڑی تھی۔

"ڈی آئی جی صاحب کے احکامات بڑے سخت ہیں۔" انچارج نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ "اگر انہیں بھنک بھی مل گئی کہ ہم نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو پورے تھانے کو معطل کر دیا جائے گا۔"

"اس سلسلے میں تم اگر چاہو تو میری مدد کر سکتے ہو۔" شنکر نے معنی خیز انداز میں کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ چاہو تو ناممکن کو بھی ممکن بنا سکتے ہو .... میری اور ماتھر کی ملاقات بہت ضروری ہے۔"

"سچویشن ضرورت سے زیادہ ہی نازک ہو گئی ہے۔" اس نے پس و پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "آپ کو شاید علم نہیں کہ ڈی آئی جی نے ماتھر صاحب کے کیس کو براہ راست اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے' ماتھر صاحب کی گرفتاری بھی ...."

"مجھے معلوم ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تھانہ انچارج اپنے علاقے کا بادشاہ ہوتا ہے۔" شنکر نے کہا۔ "تم ماتھر کو کسی کام کے بہانے اپنے کمرے میں بھی بلا سکتے ہو' میں دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔"

"میں وعدہ نہیں کرتا .... کوشش کرتا ہوں۔" تھانہ انچارج شنکر کو اپنے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گیا جہاں ماتھر کو عمارت کی پشت والے حصے میں زیر حراست رکھا گیا تھا اور پولیس کی کثیر تعداد اس کی نگرانی پر مامور تھی' معاملہ چونکہ ڈی آئی جی اور ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ کا تھا اس لئے ہر شخص اپنی جگہ خاصا محتاط نظر آ رہا تھا۔

شنکر تھانہ انچارج کے جانے کے بعد بے چینی سے اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا' وقت جیسے جیسے گزرتا جا رہا تھا شنکر کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی لیکن اسے مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑا' تقریباً" پچیس منٹ بعد وہ واپس لوٹا تو ماتھر بھی اس کے ساتھ تھا' شنکر کو دیکھ کر اس نے کچھ ایسے ہی انداز میں برا سا منہ بنایا تھا جیسے اسے زبردستی کڑوی کسیلی گولی حلق کے نیچے اتارنی پڑی ہو۔

"میں باہر ٹھہرتا ہوں سر لیکن آپ زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔"

"تم ...." تھانہ انچارج کے باہر جانے کے بعد ماتھر نے شنکر کو گھورتے

ہوئے کہا۔ ''اب کیا میری حالت پر قہقہے لگانے آئے ہو؟''

''دھیرج سے کام لو ماتھر جی' سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''غلطی تمہاری تھی اور بھگتنا مجھے پڑ رہا ہے۔'' ماتھر نے تلملا کر جواب دیا ''تمہیں جاوید کو نہیں چھیڑنا چاہئے تھا' اس کے سلسلے میں پولیس کی پوزیشن پہلے ہی خراب ہو چکی تھی..........''

''مجھے کیول ایک بات معلوم کرنی ہے۔'' شنکر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ ''تم نے روپا رانی کو..........''

''اس میں بھی اسی.......... کی سازش شامل ہے۔'' ماتھر نے فیصل کے ہم شکل کو ایک موٹی سی گالی دیتے ہوئے کہا۔ ''مجھے بھی اس وقت ہوش آیا جب تیر کمان سے نکل چکا تھا' مجھے پھنسانے کی خاطر ڈی آئی جی کو بھی مطلع کر دیا گیا تھا' میں پھانسی کے پھندے سے نہیں گھبراتا لیکن برسوں کی بنی ہوئی ساکھ اور عزت خاک میں مل گئی۔''

''شنکر پر وشواس کرو.......... میرے ہوتے تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔''

''کیا کر سکو گے تم اس کا..........'' ماتھر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ ''وہ منش کے روپ میں کسی.......... کی بھٹکتی ہوئی آتما لگتی ہے۔''

''میں اس کی آتما کو بھی جلا کر بھسم کر دوں گا۔''

''روپا چاہے تو کام بن سکتا ہے۔'' ماتھر نے پر امید لہجے میں کہا۔ ''اس کا بیان میرے اس جرم کی سنگین نوعیت کو کم کر سکتا ہے جو بہرحال مجھ سے ہوش و حواس میں سرزد نہیں ہوا ہے..........''

''تو چنتا نہ کرو.......... روپا وہی بیان دے گی جو تم چاہو گے..........''

''لیکن اگر فیصل کے ہم شکل نے ایک بار پھر..........''

''اب ایسا نہیں ہو سکے گا۔'' شنکر نے سرسراتے لہجے میں جواب دیا۔ ''میں اس درخت کو ہی جڑ سے اکھاڑ دوں گا جس کے کارن یہ کھیل تماشہ شروع ہوا ہے.......... شاید میں نے اسے ڈھیل دے کر اچھا نہیں کیا..........''

''مم.......... میں سمجھا نہیں۔''

''تم ابھی نہیں سمجھ سکو گے..........'' شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ ''لمبی کہانی ہے.......... کبھی آرام سے سناؤں گا۔''

تھانہ انچارج بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا تو شنکر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا پچھلے دروازے

سے باہر نکل گیا' اس کے تیور خراب نظر آ رہے تھے' اس نے ماتھر کے سامنے یہی سوچا تھا کہ فیصل کو پہلی فرصت میں موت کے گھاٹ اتار دے گا لیکن خون آلود روئی کے لالچ نے اس کا ارادہ تبدیل کر دیا' فیصل کی طرف جاتے جاتے اس نے گاڑی کا رخ اسپتال کی سمت موڑ دیا' وہ روپا کی خیریت بھی معلوم کرنا چاہتا تھا' اسے روپا کی طرف سے بہت زیادہ تشویش لاحق تھی شاید اس لئے کہ روپا نے ہمیشہ آڑے وقتوں میں بروقت اس کا ساتھ دیا تھا' وہ ایک ایسا روبوٹ تھی جس کا ریموٹ شنکر نے اپنے پاس رکھا تھا اور بوقت ضرورت اس کو استعمال کرتا تھا۔

اسپتال پر بھی خلاف توقع پولیس کی بھاری نفری موجود تھی' سرجن سے بھی شنکر کی تھوڑی بہت واقفیت تھی لیکن اس وقت اس نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا' کچھ دیر تک کار میں بیٹھا روپا کی خیریت دریافت کرنے کے بارے میں غور کرتا رہا پھر اس کی یہ مشکل خودبخود آسان ہو گئی' ایک سپاہی نے قریب آکر اس کو سلیوٹ کرنے کی بجائے پرنام کیا تو شنکر اسے غور سے دیکھنے لگا' شکل جانی پہچانی لگ رہی تھی لیکن یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اسے کہاں دیکھا ہے۔

''آپ نے شاید مجھے پہچانا نہیں صاحب' میرا نام رام دین ہے' ایس پی صاحب کے بنگلے پر تعیناتی ہے' وہیں آپ کو آتے جاتے دیکھا ہے۔''

''اوہ.... ....'' شنکر نے رام دین کو رام کرنے کی خاطر بے تکلفی سے کہا۔

''اور تو سب خیر خیریت ہے نا؟''

''بھگوان کی کرپا ہے صاحب۔'' رام دین نے سعادت مندی سے جواب دیا۔

''یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو؟''

''کسی کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا صاحب لیکن کسی کو اندر نہیں جانے دیا جا رہا ہے۔''

''کیوں؟ کیا کوئی خاص بات ہے..........''

رام دین جواب دینے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک سادے کپڑے والا لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا تیزی سے اس کے قریب آکر بولا۔ ''میں تمہارے لئے کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔''

''کیا ہوا..........؟'' رام دین نے گھبرا کر دریافت کیا۔

''مجھے آپریشن تھیٹر کے ایک خاص آدمی سے یہی پتہ چلا ہے کہ وہ سرجن کے آنے

سے پہلے سورگ باش ہو گئی' خون بہت ضائع ہو گیا تھا۔" سادہ لباس والے نے کہا۔ "میں اب چلتا ہوں لیکن تم ابھی اس بات کا ذکر کسی اور سے نہ کرنا .... سب لوگ بڑی رازداری سے کام لے رہے ہیں"

"کون سورگ بارش ہو گئی رام دین۔" شنکر نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "یہ آدمی کس کی موت کی خبر لایا تھا؟"

"اسی کی صاحب جس سے بڑے سرکار چکر میں آ گئے ہیں۔"

"روپا ...." شنکر کے ذہن میں ایک تیز چھنا کا ہوا پھر اس کی آنکھوں سے انتقام کے شعلے ابلنے لگے' اس نے رام دین سے کچھ کہے بغیر گاڑی اسٹارٹ کی پھر اس کا رخ ریڈ کراس اسپتال کی جانب موڑ دیا جہاں جاوید زیر علاج تھا ....

شنکر نے جاوید کے خون سے روپا کی آتما کو شانت کرنے کا تہیہ کر لیا تھا .... !!



روپا کی موت کی خبر نے اس دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچا دی تھی' اس کے ذہن میں انتقام کا آتش فشاں ابل رہا تھا' جاوید پر قاتلانہ حملے کے بعد روپا کی موت اس بات کا کھلا ثبوت تھی کہ وہ جوابی کارروائی کا شکار ہوئی ہے اور اس کے پس پشت یقیناً" فیصل کے اسی ہم شکل کا ہاتھ ممکن تھا جس نے شنکر کو اس کے مکاں پر ایس پی ماتھر اور روپا کی موجودگی میں للکارا تھا' شنکر نے اس کی شخصیت کو بے نقاب کرنے کی خاطر گردھاری کے ذریعے جاوید کو نشانہ بنایا تھا اور گردھاری کو خودکشی کرنے پر مجبور کر کے اپنے خلاف ثبوت ختم کر دیا تھا' اسے امید تھی کہ اس طرح فیصل کا ہم شکل اسکے سامنے آ جائے گا لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی' جاوید کے جواب میں اسے بیک وقت دو مہروں سے ہاتھ دھونا پڑا تھا' روپا آپریشن سے پہلے ہی موت سے ہمکنار ہو گئی تھی اور ماتھر آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچ کر اس کے لئے بیکار ہو گیا تھا۔

شنکر کے لئے روپا کی موت ناقابل تلافی نقصان تھا چنانچہ اس نے فوری طور پر جاوید کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ریڈ کراس اسپتال کے پارکنگ شیڈ میں گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ دیر تک سیٹ پر ایک آزمودہ منتر کے جاپ کرتا رہا۔ پھر نیچے اتر کر

صدر دروازے کی جانب قدم بڑھانے لگا' اس کے منتر کے بیر اس کے ساتھ ساتھ تھے' اسے شبہ تھا کہ پولیس اسپتال کی طرح ریڈ کراس اسپتال پر بھی پولیس کا عملہ جاوید کی نگرانی پر ضرور تعینات ہو گا' اس کا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا' استقبالیہ کے قریب ایک سادہ لباس والے نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

"ایکسکیوزمی سر .... کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کو کس سے ملنا ہے؟"

"کیا یہ بتانا ضروری ہے؟" شنکر نے اسے سر تا پا غور سے دیکھا۔

"جی ہاں ...." سادہ لباس والے نے سپاٹ لہجہ اختیار کیا۔ "میں زحمت کی معافی چاہتا ہوں لیکن ملنے والے کا نام بتائے بغیر آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔"

"آپ کا تعلق ...."

"خفیہ پولیس سے ہے؟" سادہ لباس والے نے کہا پھر اس نے جیب سے اپنا کارڈ نکال کر شنکر کے سامنے کر دیا جس پر انسپکٹر نرائن کی باوردی تصویر بھی موجود تھی۔ کارڈ پر خفیہ برانچ کے ایس پی کے دستخط اور مہر بھی موجود تھی۔

"مجھے سیکنڈ فلور پر روم نمبر دو سو سات میں مسٹر بہاری لال سے ملنا ہے۔" شنکر نے ایک فرضی نام لیا۔

"آپ ایک منٹ تشریف رکھیں' میں انتظامیہ سے مسٹر بہاری لال کے بارے میں معلوم کرنے کے بعد ہی آپ کو ملاقات کی اجازت دے سکتا ہوں"

"ون منٹ مسٹر نرائن۔" شنکر نے گہری سنجیدگی سے کہا پھر سادہ لباس والے کی آنکھوں میں پوری توجہ سے جھانکتے ہوئے ٹھوس آواز میں بولا۔ "تم میرے سلسلے میں کسی سے پوچھ گچھ نہیں کرو گے' میرے بارے میں تم اپنے ساتھیوں کو یہی بتاؤ گے کہ میرا تعلق اسی اسپتال کے گروپ آف سرجنز سے ہے' اس کے علاوہ تم میرے بارے میں سب کچھ بھول جاؤ گے .... میں تم سے جو سوال کروں گا تم اس کا جواب دو گے۔" اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد شنکر نے جیب سے اپنا پرس نکال کر یوں ہی انسپکٹر نرائن کے سامنے کیا پھر قدرے اونچی آواز میں مخاطب ہوا "کیا آپ ایک سرجن کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں دیں گے؟"

"آئی ایم سوری سر ...." انسپکٹر نرائن نے بڑے مہذب لہجے میں کہا

"آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔"

استقبالیہ سے گزر کر شنکر اپنے مطلوبہ کمرے تک پہنچ گیا' راستے میں' اور جاوید کے کمرے کے باہر بھی اسے رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن اپنی پراسرار قوتوں اور منتر کے بیروں کے ذریعے اس نے ان افراد کو بھی انسپکٹر نرائن کی طرح تسخیر کر لیا تھا' جاوید کے کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس کا واسطہ ڈیوٹی نرس سے پڑا جو جاوید کا ٹمپریچر لینے میں مصروف تھی' جاوید اپنے بستر پر چت لیٹا تھا' دروازے پر آہٹ محسوس کر کے اس نے نظریں گھمائی تھیں پھر شنکر کو دیکھ کر اس کے تیور یکلخت بدلتے چلے گئے۔

"تم ...." اس نے تھرما میٹر نکال کر نرس کو تھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "تمہیں میرے کمرے میں آنے کی اجازت کس نے دی؟"

"ان ہی بیوقوفوں نے جنہیں تمہاری حفاظت پر مامور کیا گیا ہے۔" شنکر نے حقارت سے کہا "تمہارا کیا خیال ہے .... کیا سمندر کی بپھری ہوئی لہروں کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔"

"نکل جاؤ میرے کمرے سے .... میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"زیادہ گرمی مت دکھاؤ۔" شنکر ڈپٹ کر بولا۔ "اب کیول وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔"

"پلیز ...." نرس نے شنکر سے کہا۔ "آپ مریض کو ڈسٹرب نہ کریں۔"

"کچھ دیر کی بات ہے نرس .... اس کے بعد تمہارا مریض ہمیشہ کے لئے شانت ہو جائے گا۔" شنکر نے نرس کو گھورتے ہوئے کہا پھر جاوید کو حقارت سے دیکھتے ہوئے بولا۔ "تمہارے دوستوں نے روپا رانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے .... جانتے ہو کیوں؟ انہوں نے شنکر سے تمہارا انتقام لینے کی حماقت کی ہے اور اب .... تمہاری باری ہے۔"

"میں موت سے نہیں ڈرتا لیکن کیا تم ایک مریض پر حملہ کرنے کو مردانگی کہو گے؟"

"نرس ...." جاوید نے نرس سے کہا۔ "اس شخص کو میرے کمرے سے باہر نکال دو۔"

نرس نے پلٹ کر شنکر کی سمت دیکھا' وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن شنکا کی نگاہوں کے سحر نے اسے پل بھر میں پوری طرح تسخیر کر لیا' وہ پلکیں جھپکائے بغیر شنکر کی آنکھوں کو کسی معمول کی طرح دیکھ رہی تھی' جاوید نے اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن کراہ

کر رہ گیا۔

"تم مجھے فیصل کے ہم شکل کے بارے میں بتاؤ گے' میں تمہیں صرف ایک منٹ دے رہا ہوں اس کے بعد تمہاری آتما اور شریر کا بندھن ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گا .... یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"میں کہتا ہوں نکل جاؤ میرے کمرے سے ...." جاوید نے بڑی نفرت سے کہا۔ "میں تمہاری بات کا جواب تو کیا تمہاری منحوس صورت بھی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔"

"نرس ...." اچانک شنکر کے تیور خطرناک ہو گئے' اس نے جاوید کو حقارت سے گھورتے ہوئے نرس سے کہا۔ "تمہارا مریض بہت تکلیف میں ہے' اسے بہت گہری نیند کی ضرورت ہے میری بات غور سے سنو اسے ایسا انجکشن لگا دو کہ پھر کبھی یہ نیند سے بیدار نہ ہو سکے' کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو؟"

"ہاں ...." نرس نے خوابیدہ انداز میں جواب دیا۔ "تم اسے موت کی نیند سلانا چاہتے ہو۔"

"گڈ ...." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں میری خواہش پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔"

نرس نے کسی معمول کی طرح اپنی جگہ سے جنبش کی اور قدم اٹھاتی ہوئی اس میز کے قریب جا کر رک گئی جہاں بہت ساری دوائیں رکھی تھیں' اس نے مشینی انداز میں سرنج اٹھائی پھر خواب آور دوا کی شیشی توڑ کر اس کا محلول سرنج میں بھرتی چلی گئی۔

"نرس ...." جاوید نے چیخ کر کہا۔ "یہ تم کیا کر رہی ہو؟"

لیکن نرس نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ سرنج تیار کر کے بستر کی جانب قدم بڑھانے لگی شنکر کے ہونٹوں پر بڑی مکروہ شیطانی مسکراہٹ پھیل رہی تھی' جاوید کے چہرے پر موت کی زردی لرزنے لگی' نرس نے قریب آکر اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا ان آنکھوں میں زندگی کے کوئی اثرات موجود نہیں تھے۔ شنکر کو اپنی کامیابی کا یقین تھا لیکن پھر "میاؤں" کی آواز کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا' دروازہ بند تھا لیکن اس کے اوپر روشندان پر ایک گہرے سیاہ رنگ کی بلی بیٹھی ہوئی تھی جس کی آنکھیں انگاروں کی مانند سرخ ہو رہی تھیں' پھر جیسے ہی نرس نے انجکشن لگانے کی کوشش کی بلی کے حلق سے ایک خوفناک آواز بلند ہوئی اس کے ساتھ ہی اس نے جست لگائی اور اتنی سرعت سے نرس پر جھپٹی کہ انجکشن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ نرس

نے خوفزدہ انداز میں چیخ بلند کی اور .... زمین پر گر کر بے ہوش ہو گئی جاوید پھٹی پھٹی نظروں سے شنکر اور بے ہوش نرس کو دیکھ رہا تھا' اسے نہ بلی نظر آئی تھی نہ ہی اس کے غرانے کی آواز اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

شنکر قہر آلود نظروں سے بلی کو دیکھ رہا تھا' بلی کی شعلہ بار نظریں بھی اسی پر مرکوز تھیں' شنکر چند ثانئے تک اسے گھورتا رہا پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر زور سے پھونکا تو زمین سے کوڑیالے ناگ نکل کر بلی کی جانب بڑھنے لگے' بلی اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑی تھی' کوڑیالے ناگ پھن پھیلائے اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رہے تھے پھر اچانک بلی نے زمین پر لوٹ لگائی تو اس کے جسم سے شعلے سے لپکے اور پل بھر میں بلبلاتے ناگوں کو جلا کر خاک کر گئے۔ شنکر چونک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اس کی نگاہوں سے اب حیرت ٹپک رہی تھی اس نے فوری طور پر سیاہ بلی پر ایک اور منتر آزمایا اس بار لوہے کا ایک پنجرہ تیزی سے نمودار ہوا اور سیاہ بلی اس میں بند ہو گئی شنکر کی نگاہیں چمک اٹھیں۔

"بس ...." اس نے بلی کو گھورتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "ایک ہی وار میں کس بل نکل گئے۔"

"تم .... تم انسان نہیں درندے ہو۔" جاوید نے حقارت سے جواب دیا' اسے چونکہ بلی نظر نہیں آ رہی تھی اس لئے وہ یہی سمجھا تھا کہ شنکر نے اسے مخاطب کیا۔

"تم اپنی زبان بند ہی رکھو بالک' تم سے میں بعد میں نپٹوں گا۔" شنکر نے جاوید سے کہا پھر وہ بلی کو گھورنے لگا جو پنجرے کے اندر بند تھی لیکن اس کی خوفناک آنکھوں کی سرخی بتدریج بڑھتی جا رہی تھی۔ "تجھے بتانا پڑے گا کہ تو کون ہے اور تو نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کس کی خاطر کی ہے؟" شنکر نے بلی کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر دل ہی دل میں سوال کیا۔

"اس لوہے کے پنجرے کو میرے اوپر سے ہٹالے" جواب میں ایک ٹھوس آواز شنکر کے کانوں میں گونجی۔

"کیوں؟ کیا تیرے اندر اتنی شکتی نہیں ہے کہ تو میرے منتر کا توڑ کر سکے؟"

"تیرے جنتر منتر میرے لئے کسی نوٹنکی کے کھیل تماشوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے"

"اتنا ہی گھمنڈ ہے تجھے اپنے اوپر تو بلی کا روپ کیوں دھارا ہے۔"

"اس لئے کہ اگر میں نے تجھے اپنی شکل دکھادی تو خوف سے بیہوش ہو جائے گا

.... میں تجھے حکم دے رہا ہوں' گندی قوت کے اس پنجرے کو ہٹا لے۔"

جواب میں شنکر کے ہونٹ متحرک ہو گئے' وہ سیاہ بلی کی طاقت کو آزمانے کی خاطر ایک اور حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے بلی نے اپنا پنجہ اٹھا کر پنجرے پر مارا تو وہ دھواں بن کر غائب ہو گیا۔ شنکر کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"اپنی گندی زبان بند کر لے ...." شنکر کے کانوں میں ٹھوس آواز گونجی۔

"تو جاوید کے خلاف اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکے گا میری مان تو چپ چاپ واپس لوٹ جا"

"تو اپنی اصلیت ظاہر کر دے .... میں فی الحال واپس چلا جاؤں گا پر تو اتنا یاد رکھ' میں جاوید کو زندہ نہیں چھوڑوں گا' روپا رانی کی آتما کو اسی وقت شانتی ملے گی جب اس کا کریا کرم ہو جائے گا۔"

"کیا تو مجھ سے پنجہ لڑانے کی کوشش کرے گا۔" ٹھوس آواز میں حقارت کا شائبہ شامل تھا پھر سیاہ بلی نے اچانک قد بڑھانا شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی پشت چھت سے جا لگی' شنکر کو اپنی نگاہوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"بدبخت دور ہو جا میری نظروں سے۔" جاوید نے شنکر سے کہا۔ "تیری منحوس صورت میرا سکون برباد کر رہی ہے۔"

شنکر تیزی سے جاوید کی سمت پلٹا' اس نے بڑی پھرتی سے جاوید پر ایک مہلک وار کرنا چاہا تھا لیکن اسی لمحے ہوا کا ایک تیز جھونکا اتنی شدت سے ٹکرایا کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے ٹکرا گیا۔

"میرا کہا مان لے اے پلید انسان۔" ٹھوس آواز کا سرد لہجہ اس کی قوت ساعت سے ٹکرایا۔ "جب تک میں جاوید کی حفاظت پر مامور ہوں تو اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔"

"میں تجھے کالی کی مہان شکتی کی سوگند دے رہا ہوں' تو جو کوئی بھی ہے اپنے اصلی روپ میں سامنے آ جا۔" شنکر نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"نابکار .... تو شاید اس طرح نہیں جائے گا" ٹھوس آواز ابھرنے کے ساتھ ہی بلی کی جسامت تیزی سے گھٹنے لگی پھر اس نے لوٹ پوٹ کر چمگادڑ کی شکل اختیار کی اور اڑتی ہوئی شنکر کے چہرے سے ٹکرائی تو اس کے حلق سے ایک کربناک چیخ بلند ہو کر کمرے میں پھیل گئی۔ چمگادڑ نے کمرے میں چکرانے کے بعد اپنا رخ دوبارہ شنکر کی طرف موڑا تو شنکر بوکھلا کر پلٹا اور دروازہ کھول کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی

چمگادڑ بھی اڑتی ہوئی روشندان کے ذریعے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جاوید حیرت سے آنکھیں پھاڑے بند دروازے کو تکتا رہا' شنکر کے چیخنے اور اچانک کمرے سے نکل جانے کی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکی تھی نرس بدستور فرش پر بے سدھ پڑی تھی ....!!



ٹوٹو بڑی گہری نیند سو رہا تھا' اس کے چہرے سے معصومیت ٹپک رہی تھی دو گلاس پانی پینے کے بعد وہ بڑا پرسکون تھا فیصل اس کے معصوم چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا وہ ٹوٹو سے ایس پی ماتھر اور جاوید کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا تھا اسے شنکر کے سلسلے میں بھی تشویش لاحق تھی لیکن ٹوٹو کی پرسکون نیند میں خلل انداز ہونا نہیں چاہتا تھا۔ وہ حیرت انگیز اور لازوال قوتوں کا مالک ہونے کے باوجود کس قدر معصوم اور بھولا بھالا لگ رہا تھا۔ فیصل اس شقی القلب شخص کے بارے میں سوچنے لگا جس نے اپنے شیطانی مقصد کے حصول کی خاطر اسے اس کے ماں باپ سے جدا کیا۔ پھر اسے پانی کی ایک ایک بوند کو ترساتا رہا' ہوا اور روشنی سے دور گھپ اندھیروں میں قید کئے رکھا اور جب وہ معصوم موت اور زندگی کے دوراہے پر پہنچا تو اس ہوس پرست انسان نے اسے بیدردی سے ذبح کیا اور اس کے دل کے خون سے روئی رنگ ڈالی لیکن اس کے بعد شاید وہ بھی خدا کے عتاب کا شکار ہو گیا تھا فیصل ٹوٹو کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ایک لمحے تک وہ بڑی سنجیدگی سے خلاء میں گھورتا رہا پھر اس کے معصوم ہونٹوں پر ایک دل آویز مسکراہٹ ابھر کر پھیلتی چلی گئی اس نے فیصل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یہ سن کر خوشی نہ ہو گی کہ شنکر ریڈ کراس اسپتال سے بمشکل جان بچا کر فرار ہوا ہے۔"

"جاوید تو ٹھیک ہے۔" فیصل نے بے چینی سے دریافت کیا۔

"شنکر تمہارے دوست ہی کو ہلاک کرنے کے ارادے سے گیا تھا لیکن ایک چمگادڑ سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا۔"

"چمگادڑ سے ڈر کر بھاگ گیا؟ میں سمجھا نہیں" فیصل نے کہا "تم نے تو کہا تھا جاوید کے گرد روحانی قوتوں کا حصار کر دیا گیا ہے۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا .... تم ان باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکو گے۔"

ٹوٹو نے جواب دیا "اسے روپا کی موت کا علم ہو چکا ہے وہ جاوید کو موت کے گھاٹ اتار کر روپا کی روح کو سکون بخشنے کے خواب دیکھ رہا تھا لیکن اب وہ روپا کا آخری کریا کرم کرنے کی حسرت بھی پوری نہ کر سکے گا۔"

"کیا مطلب ...."

"میں نے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن اتنا بتا سکتا ہوں کہ روپا کی لاش اسپتال والوں کے لئے بھی درد سر بنی ہوئی ہے .... پولیس کے حکام اس کی لاش کا کھوج لگانے میں مصروف ہیں .... کسی کو ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ آپریشن تھیٹر سے اس کی لاش کون لے گیا۔"

"ایس پی ماتھر پر کیا گزر رہی ہے ...."

"ڈی آئی جی نے اسے پوری طرح قانونی شکنجوں میں جکڑ رکھا ہے .... وہ جال میں پھنسے ہوئے کسی درندے کی مانند اپنے بچاؤ کی خاطر ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔"

"کیا تم اسے جیل سے فرار ہونے کا موقع فراہم کر کے شنکر کے خلاف نہیں بھڑکا سکتے۔" فیصل نے کہا۔ "گہری نیند سونے سے پہلے تم نے یہی سوچا تھا۔"

"تم صرف اشارہ کر دو .... اس کی تکمیل کرنا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گا"

"ٹوٹو ...." فیصل نے تھوڑے توقف کے بعد کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "کیا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟"

"تم حکم دو انکل ...." ٹوٹو نے نہایت فرمانبرداری سے کہا۔

"مجھے وہ سفید رنگ کی تسبیح درکار ہے جو کسی مجذوب نے مجھے بخش کر واپس لے لی تھی .... کیا تم وہ تسبیح لا سکتے ہو؟"

"نہیں ...." ٹوٹو نے سہمے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ خواہش پورا کرنا میرے اختیار باہر ہے۔"

"ایک سفید ریش بزرگ نے بھی میرا ہاتھ تھاما تھا لیکن ایک موڑ پر میں ان کی رفاقت سے بھی محروم ہو گیا اس مہربان بزرگ کا تعلق جنات کے قبیلے سے تھا" فیصل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ان ہی بزرگ نے وہ خون آلود روئی بھی مجھ سے چھین لی تھی جو تمہارے دل کے خون ...."

"کوئی اور بات کرو انکل۔" ٹوٹو نے تیزی سے کہا پھر بے حد سنجیدگی سے بولا۔ "کچھ باتیں اتنی پراسرار اور ناقابل یقین ہوتی ہیں جن کی کوئی توجیہ نہیں پیش کی جا سکتی اور کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جو وقت سے پہلے انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں لیکن ان باتوں کا حقیقت سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوتا ہے .... ایسا تعلق جو عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہوتا ہے۔"

"شنکر کے بارے میں تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔" فیصل نے گفتگو کا رخ تبدیل کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا وہ اپنی ناکامی پر خاموش بیٹھا رہے گا۔"

"نہیں .... اب وہ کالی کی مدد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سفلی کے گندے عمل کو آخری حربے کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔" ٹوٹو نے کہا پھر کسی شریر بچے جیسے انداز میں بولا۔ "تم کہو تو میں اس کی ساری قوتیں ایک اشارے میں چھومنتر کردوں پھر وہ دیوانوں کی طرح بغلیں بجانے کے سوا اور کچھ نہ کر سکے گا............... کیوں؟ .... کیا خیال ہے تمہارا ...."

فیصل کوئی جواب دینے کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ ٹوٹو نے یوں چونک کر دروازے کی جانب دیکھا جیسے کوئی خلاف توقع حادثہ پیش آگیا ہو فیصل کی نظریں بھی فطری طور پر دروازے کی جانب گھوم گئیں جہاں سے ایک عورت ساڑھی کا پلو چہرے پر نقاب کی طرح ڈالے اندر داخل ہو رہی تھی' آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی وہ فیصل کے بستر کے قریب آئی پھر اس نے ایک جھٹکے سے پلو چہرے سے ہٹا دیا۔

"تم ...." فیصل نے حیرت سے اس عورت کو گھورتے ہوئے کہا جو روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔

ٹوٹو کے بیان کے مطابق روپا مرچکی تھی اس کی لاش آپریشن تھیٹر سے غائب ہو گئی تھی۔ "پھر وہ زندہ کس طرح ہو گئی؟" فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے سوچا۔ "اور .... اگر وہ روپا نہیں تھی تو پھر اور کون تھی؟ اس کے کمرے میں کیا لینے آئی تھی......؟؟"

فیصل کی پر تجسس نظریں اس کے سراپا کا جائزہ لے رہی تھیں وہ روپا کے سوا کوئی اور نہیں تھی جو اپنی جگہ خاموش کھڑی فیصل کو بڑی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی ان نگاہوں میں زندگی کے کوئی اثرات نہیں تھے لیکن خشک ہونٹوں پر ایک دلنواز مسکراہٹ نظر آ رہی تھی۔

ٹوٹو نے اسے بڑے وثوق کے ساتھ بتایا تھا کہ وہ مرچکی تھی پھر اس کی لاش پولیس اسپتال کے آپریشن تھیٹر سے غائب ہو گئی اور پولیس کے اعلیٰ افسران اس کی تلاش میں سرگرداں تھے اس کے کمرے میں داخل ہونے سے پیشتر ٹوٹو نے بھی چونک کر دروازے کی جانب دیکھا تھا شاید روپا کے سلسلے میں وہ بھی ششدر رہ گیا تھا۔

فیصل کی نظریں روپا کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن اس کا ذہن بڑی تیزی سے اس کے دوبارہ زندہ ہو جانے کے بارے میں غور کر رہا تھا روپا' شنکر کیلئے بہت کارآمد تھی ممکن ہے شنکر نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعہ اس کی روح کو تسخیر کر کے دوبارہ اسی کے جسم میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا ہو ٹوٹو نے بتایا تھا کہ وہ جاوید کو قتل کرنے کے ارادے سے ریڈ کراس اسپتال گیا تھا لیکن ایک چگادڑ سے خوفزدہ ہو کر اسے راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی۔ ممکن ہے اسی ناکامی نے شنکر کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہو فیصل نے ایسی بے شمار کہانیاں سنی اور پڑھی تھیں جب کسی کی بھٹکتی ہوئی روح نے کسی کے مردہ جسم کو اپنا لیا تھا شنکر گندی قوتوں کا مالک تھا اسے روپا کی موت اور پھر جاوید کے سلسلے میں اپنے ارادے میں ناکامی نے یقیناً خطرناک بنا دیا ہو گا ایسی صورت میں کسی جوابی کاروائی کے لئے روپا کا مردہ جسم اس کے لئے بہت زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا تھا۔ پولیس سرجن اس بات کا گواہ تھا کہ روپا آپریشن سے پہلے ہی زندگی کی قید سے آزاد ہو گئی تھی۔ پھر اس کی لاش کی گمشدگی نے پولیس کے حکام کو بھی الجھا دیا تھا ایسی صورت میں اگر روپا کے ہاتھوں کوئی سنگین واردات سرزد ہو جاتی تو کوئی اس پر یقین کرنے کو تیار نہ ہو گا اور پولیس کے عہدیداران بھی اس واردات کو اپنی بدنامی کے ڈر سے چھپانے کی کوشش کرتے۔

اسی خوبصورت ناگن نے جاوید کو اپنی ناپاک سازش کے جال میں پھنسا کر حوالات میں بند کرا دیا تھا اگر ٹوٹو کی پراسرار قوت نے اس کی مدد نہ کی ہوتی تو جاوید کی ضمانت بھی ناممکن تھی پھر ٹوٹو کے اشارے پر ہی ایس پی ماتھر نے اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا تھا وہ زخموں کی تاب نہ لا کر کسی طبی امداد یا آپریشن کے مرحلے سے پہلے ہی موت کی وادیوں کو عبور کر گئی تھی اس کے بعد آپریشن تھیٹر سے اس کی لاش کی گمشدگی پولیس کے لئے ایک معمہ بن گئی تھی اور اب وہی حسین ناگن ایک بار پھر اپنے قدموں پر کھڑی فیصل کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

فیصل کے ذہن میں مختلف وسوسے جنم لے رہے تھے محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز تھا شنکر نے اس کے ہم شکل کے بارے میں یقیناً بہت غور کیا ہو گا ہو سکتا ہے اس نے فیصل کے ہم شکل کے بھید کو پالیا ہو ٹوٹو نے بھی یہی کہا تھا کہ جاوید کی طرف سے مایوسی کا شکار ہونے کے بعد شنکر کالی کی مدد اور سفلی کے گندے اور خطرناک عمل کو آزمانے کی کوشش ضرور کرے گا روپا کی دوسری زندگی کالی کی لازوال طاقتوں کا مظہر بھی ہو سکتی تھی۔

"تم ...... کون ہو؟" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے خشک لہجے میں سوال کیا۔

جواب میں روپا کے ہونٹوں پر کھیلنے والی مسکراہٹ اور پراسرار ہو گئی۔

"تم ...... روپا ہو ...... کیا تم نے دوسرا جنم لے لیا ہے؟" فیصل نے حیرت سے پوچھا۔

اس بار روپا نے سر کو اثبات میں جنبش دی زبان سے کچھ نہیں کہا۔

"دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔" فیصل نے نفرت کا اظہار کیا۔ "تم نے میرے عزیز دوست کو اپنے حسن کے خوبصورت جال میں پھنسا کر غداری کا ثبوت دیا تھا۔ تمہیں شاید شنکر کی ناکامی کا علم بھی ہو گیا ہو۔ ممکن ہے شنکر نے تمہیں اپنی تمامتر خباثتوں سے لیس کر کے کسی انتقامی کارروائی کے ارادے سے یہاں بھیجا ہو لیکن اب تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گی۔ قسمت نے تمہیں جو نئی زندگی ادھار دی ہے اسے غنیمت جانو اور خاموشی سے الٹے قدموں واپس لوٹ جاؤ۔"

روپا نے فیصل کو بڑی لگاوٹ بھری نظروں سے دیکھا دو قدم اور آگے بڑھ کر وہ اس کے بالکل قریب آ گئی۔ پھر اس نے بڑے محبت بھرے انداز میں اپنا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن فیصل نے اس کا ہاتھ ایک جانب جھٹک دیا اسے بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اس کا ہاتھ برف کے

تودے سے ٹکرا گیا ہو۔ روپا کا جسم کچھ اتنا ہی سرد تھا۔ فیصل کی بے رخی اور اس کی نگاہوں میں ابھرنے والے حقارت کے جذبوں نے ایک لمحے کو روپا کو افسردہ کر دیا اس نے فیصل کو بڑی حسرت بھی نظروں سے دیکھا ان نگاہوں میں شکووں اور گلوں کی آمیزش تھی اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا لیکن اس کی نظریں بدستور فیصل کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹوٹو ......" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو کو مخاطب کیا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ یہ خوبصورت ناگن کس ارادے سے یہاں آئی ہے؟"

"اس کے ارادے مجھے خطرناک نظر آ رہے ہیں۔"

"اور تم خاموش بیٹھے تماشہ دیکھ رہے ہو۔" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "اسے میری نگاہوں سے دور کر دو۔"

"اگر یہ تمہارا حکم ہے تو میں مجبور ہوں ورنہ میں اسے تمہارے قرب سے ایک پل کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔"

"کیا مطلب؟" فیصل نے چونک کر ٹوٹو کی جانب دیکھا۔

"تم روپا کو نہیں اس کے روپ کی گہرائیوں میں جھانک کر دیکھنے کی کوشش کرو۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا "یہ تمہاری کہانی کا آغاز ہے انکل ...... اس کی آنکھوں میں مچلنے والی حسرت اور ہونٹوں پر کھلنے والی مسکراہٹ کو غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی بھولی بسری حسین کہانی یاد آ جائے ...... تم نے اس غریب کا ہاتھ جھٹک کر اس کا دل توڑ دیا ہے۔"

"تم ......" فیصل نے روپا کو بغور دیکھتے ہوئے قدرے نرمی سے کہا۔ "تم روپا نہیں ہو ...... کوئی اور ہو ...... مگر کون؟"

"مجھے یقین تھا کہ تمہارے دل کی دھڑکنوں میں کہیں نہ کہیں میرے وجود کا احساس ضرور زندہ ہو گا۔" روپا کے ہونٹوں کو پہلی بار جنبش ہوئی تو فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"ترشولی ......" اس نے حیرت سے روپا کو گھورتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری آواز کو لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ لیکن تم اور روپا کے جسم میں؟"

"ہاں پرنس۔" ترشولی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شوالا کے عتاب کا شکار ہونے کے بعد سے میری روح ہر لمحہ تمہارے قریب بھٹکتی رہی ہے میں نے کئی بار سوچا کہ کسی کے جسم کو اپنا کر تمہیں اپنی محبت کا یقین دلا سکوں لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔"

"کیوں ......؟"

"مقدس اور عظیم شاکا مجھ سے ناراض تھا اگر اس کی زندگی میں' میں نے اس دنیا میں اپنی روح کی موجودگی کا اظہار کر دیا ہوتا تو شاید وہ میری روح کو بھی اپنے طلسم خانوں میں قید کر دیتا۔ پھر میں تم سے نہیں مل سکتی چنانچہ میں نے دل پر جبر کر کے وقت کا انتظار کیا پھر روپا کی موت نے میری مشکل آسان کر دی ...... اس روپ میں مجھے تمہارا قرب حاصل رہے گا اور ......" وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"اور کیا ......" فیصل نے اسے کریدا!

"شنکر نے تمہیں بہت پریشان کیا ہے پرنس۔" ترشولی نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اس کی طرف سے بھی غافل نہیں رہی ہوں۔ جاوید کے سلسلے میں مایوسی کا شکار ہونے کے بعد اب وہ پوری قوت سے تمہارے وجود کو ختم کرنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو ...... موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے۔"

"پرنس ...... ایک بات پوچھوں۔"

"کیا ......"

"میری موت کے بعد کیا تم نے بھی کبھی میرے بارے میں سوچا تھا۔ ترشولی کو یاد کیا تھا یا ہوا کے اس معطر جھونکے کی طرح فراموش کر دیا تھا جو ایک پل کو دل و دماغ کو مہکا کر گزر جاتا ہے۔" ترشولی کے لہجے میں محبت کی کسک موجود تھی۔

"مجھے تمہاری موت کا غم ضرور ہوا تھا لیکن ......"

"میرے لئے یہی بہت ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔" غم بھی صرف اپنوں کے لئے کیا جاتا ہے"

"اب کیا حکم ہے انکل ......" ٹوٹو نے شرارت بھرے لہجے میں پوچھا۔ "کیا اس خوبصورت ناگن کو تمہارے قریب رہنے دوں یا نظروں سے دور کردوں؟"

"شنکر پر دھیان رکھو۔" فیصل نے دل ہی دل میں کہا۔ "کیا تم نے ترشولی کی بات پر غور نہیں کیا ...... وہ بدبخت اب مجھے ڈسنے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ تمہیں اس کے منصوبوں کو خاک میں ملانا ہے۔"

"تم اس کی فکر مت کرو۔" ٹوٹو نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا۔ "میں دیکھ رہا ہوں وہ اس وقت بھی آبادی سے دور ویرانے میں ایک پرانے اور شکستہ مندر میں بیٹھا کالی مائی کی خوشنودی کی خاطر ایک آزمودہ منتر کے جاپ میں محو ہے۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم پھن کاڑھنے سے پہلے ہی اس زہریلے ناگ کا سر اپنے قدموں تلے کچل دیں۔"

"اتنی جلدی کیا ہے۔ اسے اپنی تمام کالی قوتیں آزما لینے دو۔ میرا صرف ایک ہی جواب اس کے لئے کافی ہو گا۔"

"تم کس سوچ میں گم ہو گئے پرنس۔" ترشولی نے فیصل کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "کیا روپا کے روپ میں تمہیں میرا وجود اچھا نہیں لگا۔"

"مجھے آج بھی تمہاری موت پر افسوس ہو رہا ہے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔" شوالا کا وہ حملہ اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھا کہ میں تمہارے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں کر سکا۔ اگر مجھے احساس ہو جاتا کہ وہ اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر تمہارے وجود کو بھی اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنائے گا تو شاید میں اسے اس کا موقع نہ دیتا۔"

"جو ہونا تھا ہو چکا پرنس ...... اب پچھتانے سے کیا حاصل مجھے تمہارا قرب حاصل ہو گیا میری روح کی تسکین کے لئے یہ بھی کیا کم ہے۔"

"تم روپا کے جسم میں کب تک قیام کر سکو گی؟"

"جب تک تم چاہو گے۔" ترشولی نے بڑی اپنائیت سے جواب دیا۔

"میری اطلاع کے مطابق پولیس کے کارندے روپا کی گمشدہ لاش کی تلاش میں کونے کونے کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

"تم پریشان نہ ہو پرنس ...... ترشولی حالات سے بے خبر نہیں ہے۔" تم لوگ اپنی باتیں جاری رکھو میں ذرا ماتھر اور شنکر کی خبر لے کر آتا ہوں۔" ٹوٹو نے فیصل سے کہا پھر پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا!

○

سول لائنز تھانے کا انچارج انسپٹر بل بیر اس وقت بھی اپنے ڈیوٹی روم میں پوری طرح مستعد نظر آ رہا تھا لاک اپ میں ایس پی ماتھر کی موجودگی نے اس کی راتوں کی نیند اور دن کا چین حرام کر رکھا تھا ہرچند کہ تھانے کے چاروں طرف پولیس کا مسلح دستہ تعینات تھا لیکن اس کے باوجود ذمہ داری کا احساس اس کے اعصاب پر بری طرح حاوی تھا اس وقت رات کے ڈیڑھ کا عمل تھا جب وہ بذات خود لاک اپ کا راؤنڈ لے کر اپنے کمرے میں

داخل ہوا تھا جہاں اس کا ماتحت سب انسپکٹر اجیت پہلے سے بیٹھا ایک کیس فائل پر کچھ ضروری اندراجات کرنے میں مصروف تھا۔ بل بیر کو دیکھ کر اس نے فائل بند کر دی پھر جب وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تو اجیت نے اس کے چہرے پر نظر آنے والی گمبھیر سنجیدگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"سر...... یہ سلسلہ اور کتنے دنوں جاری رہے گا؟"

"جب تک مسٹر ماتھر ہمارے لاک اپ میں ہیں ہمیں بہرحال ہر وقت محتاط رہنا ہو گا۔"

"ایس پی صاحب کو عدالت میں کب تک پیش کیا جائے گا؟" اجیت نے کہا۔ "میرا مطلب ہے کہ جب ڈی آئی جی صاحب ذاتی طور پر اس کیس کو ڈیل کر رہے ہیں تو پھر مجرم کو لاک اپ کے بجائے جیل کسٹڈی میں دے دینا چاہئے۔"

"افسروں کا معاملہ ہے مائی ڈیئر...... وہی بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہونا چاہئے۔" انسپکٹر بل بیر نے تھکے تھکے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ دو رات سے جاگ رہے ہیں سر...... میرا مشورہ ہے کہ آپ گھر جا کر آرام کریں' اگر کسی وقت آپ کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں فوری طور پر گاڑی بھیج دوں گا۔"

"تمہارے تھرماس کی کیا پوزیشن ہے۔" بل بیر نے جماہی لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے اس وقت چائے کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

جواب میں اجیت نے تھرماس سے چائے نکال کر پیش کر دی' بل بیر نے چائے کا ایک گھونٹ لیا پھر کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "انسپکٹر شرما کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ ابھی تک معطل ہے' اسپیشل برانچ کے تفتیشی افسران اس کے بارے میں پوری طرح چھان بین ......"

"تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔" بل بیر نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا شرما ہمارے تھانے میں تو نہیں آیا تھا۔"

"وہ یہاں کیا لینے آئے گا"

"تم نہیں جانتے ......" انسپکٹر بل بیر نے تیزی سے کہا پھر چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے بولا۔ "شرما اور ماتھر صاحب میں بہت گاڑھی چھنتی ہے مجھے حیرت ہے کہ اس نے ابھی تک یہاں آنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔"

"سر...... کیا آپ کا خیال ہے کہ انسپکٹر شرما معطل ہونے کے باوجود اس کیس میں ایس پی صاحب کی کوئی مدد کر سکتا ہے؟"

"تم شرما کے بارے میں شاید پوری طرح واقف نہیں ہو۔" بل بیر نے جواب دیا۔ "اس نے پولیس کے محکمے کی ملازمت محض وردی کی خاطر کی ہے ورنہ اس کے ہاتھ ایک پولیس انسپکٹر کی دسترس سے بھی زیادہ لمبے ہیں' انتہائی دور اندیش' چلتا پرزہ اور اپنے سائے سے بھی بدکنے اور محتاط رہنے والا شخص ہے' مجھے حیرت ہے کہ وہ اتنی آسانی سے ایک عورت کے چکر میں کس طرح آ گیا۔"

"عورت کا چکر ہی خراب ہے سر......" اجیت بولا "اکثر یہی دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے اور نامی گرامی مجرم عورت ہی کی زلفوں میں الجھ کر قانون کے شکنجوں تک پہنچتے ہیں۔"

بل بیر نے کپ اٹھا کر چائے کے دو تین گھونٹ لئے پھر وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"انسپکٹر بل بیر فرام سول لائنز پولیس اسٹیشن۔" وہ سنجیدگی سے ماؤتھ پیس میں بولا۔

"کیا بات ہے بل بیر...... آج کل تم بہت حلال کی کھانے کی کوشش کر رہے ہو۔" دوسری جانب سے بے تکلفی سے کہا گیا۔ "ورنہ تم اور رات کے دو بجے تھانے میں ...... عام حالات میں تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔"

"کون ہو تو ......؟" بل بیر کے لہجے میں کرختگی آ گئی۔

"حیرت ہے ...... تم نے بھی مجھے نہیں پہچانا .... کیا سول لائز کا تھانہ ملتے ہی تم اپنی اوقات بھول گئے ہو۔"

"شرما ...." بل بیر نے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے وشواس تھا کہ تم مجھے پہچاننے میں زیادہ وقت نہیں لگاؤ گے۔"

"فون کرنے کا مقصد کیا ہے۔" بل بیر نے حقارت سے پوچھا۔ "کیا ماتھر صاحب کی خیریت معلوم کرنا چاہتے ہو۔"

"بل بیر...... کیا تم میرا ایک کام کر سکو گے۔"

"تم میری عادت سے واقف ہو شرما۔" بل بیر نے طنزیہ انداز اختیار کیا۔ "میں ناجائز کام کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ویسے بائی دے وے' تمہیں اتنی رات گئے مجھ سے کیا کام پڑ گیا۔"

"ماتھر صاحب کو لاک اپ سے کسی بہانے نکال کر تھانے کی پچھلی سمت والی روڈ تک پہنچا دو' میرا ایک کارندہ وہاں کار لئے موجود ہے۔"

"کون سی چڑھائی ہے مائی ڈیئر جو بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔"

"مجھے تمہارا بھاؤ معلوم ہے بل بیر۔" دوسری جانب سے سپاٹ آواز میں کہا گیا۔ "ماتھر صاحب والا کام زیادہ رسکی ہے اس لئے پچیس کے بجائے پچاس ہزار لے لو لیکن کام میری مرضی کے مطابق ہونا چاہئے۔"

"شٹ آپ ......" بل بیر نے گرج کر جواب دیا۔ "میں تم جیسے تھرڈ ریٹ افسروں سے بات کرنا بھی اپنا اپمان سمجھتا ہوں۔"

"یہ مت بھولو بل بیر کہ تم شرما سے بات کر رہے ہو اور شرما جو چاہتا ہے وہ اوش پورا ہوتا ہے ...... میری بات دھیان سے سنو' ماتھر جی کو دس منٹ کے اندر اندر میرے حکم کے مطابق آزاد کر دو ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ پچاس ہزار کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے ...... سامنے دیوار پر لگی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالو اور وقت نوٹ کر لو ...... میں تمہیں دس منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتا۔"

دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تھا اس لئے بل بیر نے بھی ایک موٹی سی گالی بکتے ہوئے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کیا انسپکٹر شرما کا فون تھا؟" اجیت نے دریافت کیا۔

"ہاں ......" انسپکٹر بل بیر نے چائے کا آخری گھونٹ بھی حلق کے نیچے اتارتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ اس سمے نشے میں دھت تھا' جانتے ہو کیا حکم دے رہا تھا ...... دس منٹ کے اندر اندر ماتھر صاحب کو تھانے کی پچھلی والی سڑک پر پہنچا دیا جائے جہاں اس کا آدمی کار لئے موجود ہے۔ پچاس ہزار دے رہا تھا۔"

"سر...... کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم پچھلی روڈ کو چیک کرا لیں۔" اجیت نے کہا

"ڈونٹ بی سلی" بل بیر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "اس قسم کے خطرناک کام کبھی الٹی میٹم دیکر نہیں کئے جاتے' وہ نشے میں بکواس کر رہا تھا۔"

"آپ بہتر سمجھتے ہیں لیکن میرا مشورہ ہے کہ ڈی آئی جی صاحب کو انسپکٹر شرما کے فون کے بارے میں ......"

"رات کے دو بجے ......" بل بیر نے اجیت کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "بھول جاؤ اس کال کو ...... صبح دیکھا جائے گا۔"

"آپ ہی نے کہا تھا کہ اس کے ہاتھ ایک پولیس انسپکٹر کی دسترس سے بھی زیادہ لمبے ہیں"

"تم بہت سنجیدہ نظر آ رہے ہو ...... خیریت تو ہے۔"

"دشمن بہرحال دشمن ہوتا ہے سر...... اور دشمن کو کبھی حقیر سمجھ کر فراموش نہیں کرنا چاہئے۔" اجیت نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہمیں پچھلی روڈ کو چیک کر لینا چاہئے' اس میں کوئی حرج بھی ......"

لیکن پھر اجیت اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا' کمرے کے باہر ہونے والا دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کے علاوہ انسپکٹر بل بیر بھی اچھل کر اوندھے منہ زمین پر گرا تھا' پوری عمارت لرز کر رہ گئی تھی' کھڑکی اور روشندان کے شیشے چکنا چور ہو کر بکھر گئے تھے' بل بیر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اسی وقت یکے بعد دیگرے دو دھماکے اور ہوئے' اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں' ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل رہا تھا' بل بیر نے تیزی سے باہر کی جانب رینگنا شروع کیا' گھپ اندھیرا ہو جانے کے باعث وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا رسک نہیں لے سکتا تھا' مبادا اندھیرے میں کوئی سنسناتی ہوئی گولی اس کی زندگی کو موت سے ہمکنار کر دیتی اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا لیکن اس نے اپنی جدوجہد جاری رکھی' پولیس ٹریننگ کے دوران کرالنگ کی مشق اس وقت اس کے بہت کام آ رہی تھی وہ تیزی سے رینگتا ہوا لاک اپ تک پہنچ گیا لیکن اس کی تگ و دو کارآمد ثابت نہیں ہوئی' لاک اپ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور ڈیوٹی پر موجود دونوں پولیس والوں کی لاشیں خون میں لت پت موجود تھیں۔ بل بیر کو یہ نتیجہ اخذ کرنے میں ایک سیکنڈ سے زیادہ نہیں لگا کہ حملہ کرنے والے ایس پی ماتھر کو نکال لے گئے ہیں' اس کے ساتھ اس کے ذہن میں انسپکٹر شرما کے جملے گونجنے لگے کسی فوری خیال کے تحت اس نے تمام احتیاطی تدابیر بالائے طاق رکھ کر اٹھ کر تھانے کی پشت کی جانب دوڑ لگانی شروع کر دی لیکن پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا ایک سنسناتی ہوئی گولی دہکتی ہوئی سلاخ کی مانند اس کے بائیں شانے میں اترتی چلی گئی پھر وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گر پڑا۔

○

شنکر شہر سے دور ویرانے میں ایک شکستہ مندر کے اندر منڈل میں بیٹھا اپنے جاپ میں

مگن تھا اس نے اپنے پورے جسم پر بھبوت مل رکھا تھا' لباس کی جگہ ایک لنگوٹی کس رکھی تھی اور آنکھ بند کئے مالا کے دانوں پر منتر جپ رہا تھا' فیصل کے ہم شکل کو بے نقاب کرنے کی خاطر اس نے چھوٹے موٹے تمام جتن کر لئے تھے لیکن اسے کامیابی نہیں ہوئی تھی جاوید کے سلسلے میں انتقامی کارروائی کے دوران ایک سیاہ بلی نے اس کا کام کھوٹا کر دیا تھا اور پھر چمگادڑ کا روپ دھار کر اس پر جھپٹ پڑی تھی' ان حالات کے پیش نظر شنکر نے یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ کچھ پراسرار قوتیں ایک بار پھر فیصل کی پشت پناہی کر رہی تھیں اس نے خون آلود روئی کے لالچ میں فیصل کو موت کے گھاٹ اتارنے سے گریز کیا تھا لیکن اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا اس کی کالی قوتیں یکے بعد دیگرے ناکام اور غیر موثر ہو رہی تھیں نہ وہ خون آلود روئی کا کھوج لگانے میں کامیاب ہوا تھا نہ ہی وہ جاوید یا فیصل کو حسب منشا کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا' فیصل کے ہم شکل نے اس کے جیون کی تمام کٹھن تپسیاؤں کو خاک میں ملا دیا تھا چنانچہ اس نے تھک ہار کر کالی مائی کی مہان شکتی سے مدد حاصل کرنے کی خاطر اس کی خوشنودی کے لئے ایک ایسا جاپ شروع کر دیا تھا جو اس سے پہلے بھی متعدد موقعوں پر اس کی سہائتا کر چکا تھا' منڈل میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس نے طے کر لیا تھا کہ کالی کی گندی قوتوں کو رام کرنے کے بعد وہ پہلی فرصت میں فیصل کو موت کے گھاٹ اتار دے گا' اسے یقین تھا کہ فیصل کی موت کے بعد اس کا ہم شکل خود بخود شنکر کے مقابلے سے دست بردار ہو جائے گا۔ فیصل سے نجات حاصل کرنے کے بعد وہ خون آلود روئی کو حاصل کرنے کے لئے نئے سرے سے جتن کر سکتا تھا۔

شنکر کو منڈل میں بیٹھے دو دن گزر چکے تھے' اس دوران اس نے کھانے پینے سے بھی مطلق پرہیز کیا تھا' کالی کا آشیرواد حاصل کرنے کی خاطر اس نے پورے تن من دھن سے بیٹھک جما رکھی تھی اس وقت بھی نصف رات گزر چکی تھی ہر سمت ہو کا عالم تھا' رات بھائیں بھائیں کر رہی تھی لیکن وہ پورے انہماک سے اپنے منتر کے جاپ میں مگن تھا اس کے ہونٹ مشینی انداز میں متحرک تھے اور انگلیاں بڑی مشاقی سے صندلی مالا کے موٹے موٹے دانوں پر پھسل رہی تھیں ہر طرف گھپ اندھیرے' سناٹے اور خاموشی کا راج تھا لیکن پھر ایک مترنم نسوانی آواز سکوت کا طلسم چاک کرتی ہوئی ابھری۔

"شنکر...... اپنی آنکھیں کھول دے...... کالی نے تیرے من کی پکار سن لی ہے۔"

شنکر ایک لمحے کو چونکا لیکن اس نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں' اس خیال سے کہ ممکن ہے مخالف طاقتیں اسے اس کی راہ سے بھٹکانے کی کوشش کر رہی ہوں' اس نے اپنے

منتر کے جاپ میں اور تیزی کر دی اور کالی کے تصور میں ڈوبنے کی خاطر اپنی آنکھوں کے پپوٹے اور سختی سے بھینچ لئے۔

"تیرا گیان دھیان مجھے پسند آیا' تو نے شریر کی آنکھیں موندلی ہیں تو من کی آنکھیں کھول کر دیکھ...... کالی کی مہان شکتی تیری سہائتا کرنے کو تیار ہے' پرنتو اپنی منوں کامنا (دلی خواہش) پوری ہونے کے بعد تجھے کالی کے لئے کچھ بلیدان بھی کرنا پڑے گا۔"

"تیرا سیوک تیری آگیا کے انوسار اپنا جیون بھی قربان کر سکتا ہے۔" شنکر نے دل ہی دل میں کہا لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

"تیرے من میں اب بھی کھوٹ ہے' کیا تو کالی پر کسی دشمن ہونے کا دھیان نہیں کر رہا ہے۔"

"میں شما چاہتا ہوں دیوی لیکن تو جانتی ہے کہ تیرے سیوک پر کیا بیت رہی ہے۔"

"میری آگیا کا پالن کر مورکھ——— آنکھیں کھول دے۔" اس بار قدرے ناگوار لہجے میں کہا گیا تو شنکر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا' اسی لمحے نسوانی آواز پھر اس کے کانوں میں گونجی' اب مانگ——— تو کالی سے کیا مانگنا چاہتا ہے۔"

"فیصل کے ہم شکل نے تیرے داس کے ساتھ بڑا انیائے (ظلم) کیا ہے۔" شنکر نے عاجزی سے کہا۔ "میری شکتی ابھی تک اس کی اصلیت نہیں جان سکی۔"

"وہ تیرے دشمن کا ہم زاد ہے پر تو چنتا نہ کر——— فیصل کو ختم کر دے اس کا ہم زاد بھی تیرا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

"تیرے سیوک کی کیول یہی آشا ہے دیوی——— مجھے اتنی شکتی دان کر دے کہ میں اس مسلے کا کریا کرم کر سکوں۔"

"دھیرج رکھ——— دیوی تیری آشا اوش پوری کرے گی پرتو اس سے پہلے تجھے اپنے ایک اور دشمن کو بھی موت کے گھاٹ اتارنا ہو گا۔"

"وہ کون ہے؟"

"اس اپرادھی کا نام ماتھر ہے——— میری بات دھیان سے سن' ماتھر پولیس کی قید سے آزاد ہو کر تیری چھت کے نیچے چھپا بیٹھا ہے تو اسے اپنا متر سمجھتا ہے اور وہ تجھے مارنے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔" اس بار تحکمانہ انداز اختیار کیا گیا۔ "پہلے تجھے اس پاپی کو کالی کے شبھ نام پر بھینٹ چڑھانا پڑے گا اس کے بعد کالی تیرے راستے کی تمام کٹھنائیاں دور کر دے گی۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ منڈل سے باہر نکلنے پر ہچکچا رہا تھا۔

"مورکھ...... کالی کی شکتی اپرم پار ہے۔ وہ تیرے من کا بھید پڑھ رہی ہے۔ تو منڈل سے باہر آنے میں گھبرا رہا ہے۔ کیا تجھے ابھی تک کالی کی ذات پر وشواش نہیں.....؟"

"ایسی بات نہیں ہے دیوی۔" شنکر نے بوکھلا کر کہا پھر بولا۔ "پرنتو حالات نے مجھے اپنی پرچھائیں سے بھی چوکنا رہنے پر مجبور کر دیا ہے' تو جانتی ہے کہ وہ شکتیاں کون ہیں جو پگ پگ تیرے داس کا راستہ کاٹ رہی ہیں۔"

"اپنے من سے اس ڈر کو نکال دے------ کالی نے ان تمام قوتوں کا توڑ کر دیا جو تجھے پریشان کر رہی تھیں---- اٹھ منڈل سے باہر نکل پہلے گھر جا کر ماتھر کو میرے چرنوں میں بھینٹ کر دے جو تجھے نشٹ کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے' اس کے بعد تجھے اپنے سب سے بڑے دشمن فیصل کو ٹھکانے لگانا ہے---- کالی کی مہان شکتی تیرے ساتھ ہے۔"

"جے کالی مائی------" شنکر نے خوش ہو کر ایک نعرہ بلند کیا پھر تیزی سے منڈل سے نکل کر اپنی اس سیاہ رنگ کی جھلملاتی کار کی جانب لمبے لمبے ڈگ بھرنے لگا جو مندر کے عقب میں تھوڑے فاصلے پر خودرو جھاڑیوں کی آڑ میں کھڑی تھی۔

○

ماتھر کے ذہن پر طاری دھند آہستہ آہستہ چھٹ رہی تھی پھر اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' وہ اس وقت لاک اپ کی کھردری زمین کے بجائے کسی گاڑی میں سفر کر رہا تھا' اس نے تیزی سے نظر گھما کر دیکھا اس کا ماتحت انسپکٹر شرما نہایت اطمینان سے اسٹیرنگ پر بیٹھا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا' ایک لمحے کو ماتھر کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہو لیکن وہ خواب نہیں حقیقت تھی' اسے حیرت تھی کہ وہ لاک اپ سے کس طرح آزاد ہوا اور انسپکٹر شرما اسے کہاں لئے جا رہا تھا کچھ دیر تک وہ اپنے ذہن پر زور دیتا رہا لیکن اسے اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں تھا کہ وہ لاک اپ میں گہری نیند سو گیا تھا وہ کب بیدار ہوا؟ انسپکٹر شرما نے اس تک کس طرح رسائی حاصل کی اور وہ پولیس کے سخت پہرے کے باوجود کس طرح گاڑی تک پہنچا؟ اسے ان باتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں ہوئی تھی' پھر اس نے شرما کو مخاطب کیا۔

"یہ سب کیا ہے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ ---- مجھے پولیس کے لاک اپ سے رہائی کس طرح ملی؟"

"باس ---- کیا آپ کو احساس ہے کہ ہم کتنے سنگین حالات سے دو چار ہونے کے بعد پولیس کے چنگل سے نکلے ہیں۔"

"کیا مطلب------ سنگین حالات سے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"سول لائنز کا پولیس اسٹیشن جہاں آپ کو رکھا گیا تھا اب اجڑے ہوئے کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔"

"تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟" ماتھر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "مجھے تفصیل سے بتاؤ سب کچھ۔"

"کچھ نامعلوم لوگوں نے تھانے کو بم سے اڑا دیا ہے۔"

"اور تم ------ تم وہاں کس طرح پہنچے تھے۔" ماتھر نے شرما کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"میں نے بل بیر سے آپ کی رہائی کی بات کی تھی۔" شرما نے سڑک پر نظریں جمائے جمائے جواب دیا۔ "پچاس ہزار کی آفر بھی دی تھی لیکن اس نے حقارت سے انکار کر دیا' میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ تھانے کے ساتھ ساتھ وہ بھی اڑ گیا ہو' بھگوان کی کرپا ہے کہ میں آپ کو بروقت وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا ورنہ------"

"کیا تم دھماکے سے پہلے ہی مجھے نکال لائے تھے۔"

"ہوں------ بس یہی کوئی دس پانچ منٹ کا آگا پیچھا ہوا ہو گا۔"

"تم مجھ سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔" ماتھر نے کہا "میں نہیں مان سکتا کہ ڈیوٹی پر تعینات نفری نے تمہیں آسانی سے------"

"آپ کا اندازہ درست ہے باس۔" شرما نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "مجھے آپ کو وہاں سے نکالنے میں دو پولیس والوں کو ٹھکانے لگانا پڑا تھا' ایک صرف معمولی زخمی ہوا ہے۔"

"لیکن تمہیں مجھے وہاں سے نکالنے کو کس نے کہا تھا۔" ماتھر سنجیدگی سے بولا۔ "اس طرح میرے جرم کی نوعیت اور زیادہ سنگین ہو جائے گی اور اگر کسی نے تمہیں شناخت کر لیا ہے تو پھر------"

"شرما نے کبھی کچا کام نہیں کیا باس------ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ میں نے اچانک آپ کو آزاد کرانے کا پلان بنا لیا ورنہ ہو سکتا ہے کہ تھانے کی تباہی کے ساتھ ساتھ ------"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن ڈی آئی جی مرتے دم تک میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

"ایک بات کہوں باس------ آپ برا تو نہیں مانیں گے"

"کوئی خاص بات؟"

"سسک سسک کر مرنے کے مقابلے میں ایک بار آزاد فضا میں مرجانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔" شرما نے گاڑی کو بائیں سمت موڑتے ہوئے کہا۔ "روپا کی موت اور اس کی لاش کی گمشدگی کے بعد------"

"کیا مطلب ------" ماتھر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ شنکر نے آپ کو ڈبل کراس کرنے کی کوشش کی ہے۔" شرما نے کہا۔ "روپا کا بیان آپ کو پھانسی کے پھندے سے نجات دلا سکتا تھا چنانچہ اسے صرف مارا نہیں گیا بلکہ اس کی لاش بھی غائب کر دی گئی' مجھے کسی اجنبی نے فون پر تفصیل بتائی تھی پھر پولیس سرجن کے دفتر سے اس ناگن کی موت اور لاش کی گمشدگی کے بعد ہی میں نے آپ کو لاک اپ سے اڑانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

"اب کیا سوچا ہے تم نے ------ میرا مطلب ہے کہ تھانے کی تباہی اور میری گمشدگی کے بعد ہم دونوں کی پوزیشن قانون کی نظروں میں پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔"

"میں نے سارا پروگرام طے کر رکھا ہے------ آج کی رات ہمیں شنکر کو موت کا مزہ چکھانا پڑے گا اور کل ہم یہ ملک چھوڑ دیں گے' میں نے ہر کام نہایت ہوشیاری سے کیا ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس اب کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ہے۔"

"اگر شنکر نے میرے ساتھ غداری کی ہے تو پھر اس کی موت بہت اذیت ناک ہو گی۔" ماتھر نے سرسراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا پھر غصے میں اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

شرما نے کوئی جواب نہیں دیا' وہ نہایت مستعدی سے گاڑی کی رفتار بتدریج بڑھاتا جا رہا تھا!!

ٹوٹو اچانک ظاہر ہوا تو اس کے ہونٹوں پر بڑی شوخ اور شریر مسکراہٹ کھیل رہی تھی' فیصل نے اسے دیکھا لیکن کوئی سوال نہیں کیا اس لئے کہ اس وقت سرجن ایک جونیئر ڈاکٹر اور نرس کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

"آپ کی مکمل رپورٹ اور ایکسرے وغیرہ دیکھنے کے بعد ہم نے دو روز بعد آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔" سرجن فیصل کو بتا رہا تھا۔ "کیس فائل اور رپورٹس کی روشنی میں ہمیں قوی امید ہے کہ آپ بہت جلد مکمل طور پر صحت مند ہو جائیں گے۔"

"مجھے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں ابھی اور کتنا عرصہ انتظار کرنا پڑے گا؟"

"ہمت سے کام لیں مسٹر فیصل۔" سرجن نے پیشہ ورانہ تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "ہم کوشش کریں گے کہ آپ جلد سے جلد چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں۔"

"شکریہ ڈاکٹر------"

"آپ کو یہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟"

"جی نہیں------" فیصل نے اطمینان کا اظہار کیا پھر سرجن وغیرہ کے جانے کے بعد ٹوٹو سے مخاطب ہوا خیرت تو ہے' تم اس وقت ضرورت سے زیادہ مسرور نظر آ رہے ہو؟"

"میں تمہارے دشمنوں کیلئے بڑا خوبصورت جال پھیلا کر آیا ہوں' بس ایک ہٹ کرنے کی دیر ہے۔"

"کیا تم نے ماتھر کو جیل سے آزاد کرا دیا؟"

"ماتھر کی آزادی میرے لئے کچھ زیادہ دشوار نہیں تھی البتہ شنکر کو اس کے طلسمی حصار سے باہر لانا مشکل تھا اگر اسے شبہ ہو جاتا کہ کوئی دشمن اسے ورغلانے کی کوشش کر رہا ہے تو پھر وہ اتنی آسانی سے منڈل سے باہر نہ آتا اور حصار کے اندر اسے نقصان پہنچانا میرے لئے بھی دشوار تھا۔" ٹوٹو نے کہا پھر فیصل کو ماتھر اور شنکر کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔

"تھانے کی تباہی میں کس کا ہاتھ تھا؟"

"ان دہشت گردوں کا جو پولیس والوں سے اپنا کوئی پرانا حساب چکتا کرنا چاہتے تھے۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "میں نے صرف شرما کو اکسا کر ماتھر تک اس کی رسائی ممکن بنا دی تھی البتہ لاک اپ پر تعینات دو پولیس والے شرما کی گولیوں کا نشانہ بنے تھے اس

وقت پولیس کے بیشتر اعلیٰ افسران اور سول حکام تھانے پر جمع ہیں۔ ڈی آئی جی ان دھماکوں کے پیچھے تخریب کاروں کا ہاتھ محسوس کرنے کے بجائے اسے ان لوگوں کا انتہائی اقدام سمجھ رہا ہے جو ایس پی ماتھر کو ہر قیمت پر پھانسی کے پھندے سے بچانا چاہتے تھے۔"

"ماتھر اور شرما کہاں ہیں ــــــ؟"

"میں انہیں شنکر کی خواب گاہ تک چھوڑ کر آیا ہوں۔" ٹوٹو نے شرارت سے کہا۔ "کچھ دیر میں شنکر بھی وہاں پہنچنے والا ہے"

"کیا شنکر ان دونوں کو قتل کر دے گا۔" فیصل نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"تم چاہو تو یہ بھی ممکن ہے ــــ ویسے میں نے ان سب کو حالات کے حوالے کر دیا ہے' ان کے درمیان جو بھی گزرے گی اس میں میرے اشارے سے زیادہ ان کی اپنی خباثتوں کا دخل ہو گا ــــــ البتہ ان کی آخری منزل بہرحال حوالات ہو گی اس لئے کہ شنکر کے وہاں پہنچنے کے کچھ دیر بعد ہی پولیس بھی وہاں پہنچ جائے گی ــــ"

"کیا مناسب نہ ہو گا کہ ہم اب شنکر کو اس کی پراسرار قوتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیں"

"اسے اپنی حسرتیں پوری کر لینے دو ــــــــ وہ بہت جلد اپنے ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنے پر مجبور ہو جائے گا۔" ٹوٹو نے لاپروائی سے جواب دیا پھر نظریں گھما کر یوں خلا میں گھورنے لگا جیسے کسی دور دراز کے منظر کو دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو ــــــ!!

شنکر کی گرفت سائلنسر لگے ہوئے ریوالور پر پوری طرح جمی ہوئی تھی وہ پنجوں کے بل چلتا ہوا اپنی خواب گاہ کی جانب بڑھ رہا تھا اس نے اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے ماتھر اور شرما کو دیکھ لیا تھا جو اس کی خواب گاہ میں گھات لگائے بیٹھے تھے' کالی کی آواز نے بھی اسے یہی بتایا تھا وہ اگر چاہتا تو اپنے منتر کے بیروں کے ذریعے بھی ماتھر اور شرما کو بے بس کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کالی نے اپنے چرنوں کے لئے ماتھر کے جیون کی بھینٹ طلب کی تھی اس لئے شنکر اسے اپنے بازوؤں کی طاقت کے بل پر ٹھکانے لگانے کا خواہشمند تھا۔

راہداری کی لائٹ اس نے پہلے ہی آف کر دی تھی صرف ایک نائٹ بلب اپنی مدھم

روشنی بکھیر رہا تھا خواب گاہ کے دروازے پر پہنچ کر شنکر نے گھٹنے زمین ٹیک کر چابی کے سوراخ سے آنکھ لگا دی' ماتھر اور شرما دونوں سامنے بالکونی کے قریب کرسیوں پر موجود تھے اس نے دروازے کے ہینڈل کو الٹے ہاتھ سے گھمایا پھر آندھی اور طوفان کی مانند دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اپنے دشمنوں کو ریوالور کی زد پر لیتا ہوا سرد لہجے میں غرایا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو ورنہ جسم چھلنی کر دوں گا۔"

ماتھر اور شرما نے حکم کی تعمیل میں دیر نہیں لگائی شاید انہیں توقع نہیں تھی کہ موت اتنے دبے قدموں ان کو اچانک گھیر لے گی۔

"تم نے شیر کی کچھار میں گھس کر اچھا نہیں کیا ماتھر جی ــــــ کیا تم شنکر کی شکتی بھول گئے تھے۔"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔" ماتھر نے تیزی سے کہا۔ "میں جیل سے فرار ہو کر تم سے کچھ مشورہ کرنے ــــــ"

"نہیں چلے گی ماتھر ــــــــ" شنکر نے سفاکی سے کہا۔ "تم اس سے شنکر سے بات کر رہے ہو جو من کا بھید بھی پڑھ سکتا ہے اب شنکر کو ختم کرنے کی آشا بھی تمہارے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔"

ٹھیک اسی وقت اچانک پوری عمارت کی لائٹ چلی گئی شنکر نے فائر کرنے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا ہلکی "ٹچ" کی آواز کے ساتھ ہی ماتھر کی کربناک چیخ فضا میں بلند ہو کر ڈوبتی چلی گئی تھی کسی کے دھپ سے فرش پر گرنے کی آواز بھی سنائی دی تھی' شنکر نے اندازے سے دو فائر اور جھونک دیئے لیکن اس کے جواب میں دوسری جانب سے بھی فائر شروع ہو گیا' شاید شرما نے اندھیرے میں پوزیشن سنبھال لی تھی شنکر نے بڑی تیزی سے نیچے بیٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر بھی تاریکی میں سنسناتی ہوئی گولی اس کے الٹے کان کی لو اڑاتی ہوئی نکل گئی اس کی قسمت اچھی تھی جو بچ گیا ورنہ وہی گولی اس کی کھوپڑی میں بھی پیوست ہو سکتی تھی۔ شنکر نے برق رفتاری سے قالین پر لیٹ کر قلابازی کھائی اور اپنی پوزیشن تبدیل کر لی اسی لمحے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے کرخت آواز میں ایک اعلان کی آواز ابھری۔ "اندر جو کوئی بھی ہے باہر آ کر خود کو پولیس کے حوالے کر دے' عمارت کو چاروں طرف سے گھیرا جا چکا ہے......"



ٹوٹو نے فیصل کا ہاتھ تھام رکھا تھا اور وہ اس طرح اپنے پیروں پر چل رہا تھا جیسے اسے زندگی میں کبھی کوئی مرض لاحق نہ رہا ہو' ٹوٹو حیرت انگیز قوتوں کا مالک تھا' فیصل لوگوں کے ہجوم کے درمیان خراماں خراماں چل رہا تھا لیکن وہ اسے دیکھنے سے قاصر تھا' دو روز بعد فیصل کا آپریشن ہونے والا تھا' سرجن نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ بہت جلد اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے گا' اس وقت اگر اسی سرجن نے فیصل کو چہل قدمی کرتے دیکھ لیا ہوتا تو وہ یقیناً بے ہوش ہو جاتا۔

"فیصل اس تھانے سے زیادہ دور نہیں تھا جہاں شنکر اور انسپکٹر شرما کو آہنی سلاخوں کے پیچھے سرکاری مہمان رکھا گیا تھا۔ ایس پی ماتھر زندگی کی قید و بند سے نجات پا چکا تھا لیکن ابھی یہ فیصلہ ہونا باقی تھا کہ وہ کس کی گولی سے ہلاک ہوا تھا' فیصل کو بخوبی علم تھا کہ ماتھر شنکر کے ہاتھوں مرا ہے لیکن شنکر کے بیان نے وقتی طور پر پولیس حکام کو عجیب شش و پنج میں مبتلا کر دیا تھا' اس نے ماتھر کی موت کی ذمہ داری شرما پر عائد کی تھی' اس نے کہا تھا کہ شرما ایک تیر سے دو شکار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا' یہ محض اتفاق تھا کہ تاریکی کے سبب اس کا نشانہ خطا ہو گیا اور گولی صرف شنکر کے کان کی لو چاٹ کر رہ گئی ورنہ اس نے شنکر اور ماتھر دونوں کو ایک ہی چھت کے نیچے ہلاک کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ شنکر کے بیان کی اہمیت انسپکٹر بل بیر کے بیان کی روشنی میں کم از کم قانون کی نگاہوں میں زیادہ اہمیت حاصل کر گئی تھی' بل بیر ہرچند کہ زخموں کی تاب نہ لا کر زندگی سے رشتہ توڑ چکا تھا لیکن اپنی موت سے پہلے اس نے ایک مجسٹریٹ کی موجودگی میں یہ بیان ریکارڈ کرا دیا تھا کہ تھانے پر حملہ ہونے سے پیشتر انسپکٹر شرما نے اسے فون کر کے ماتھر کے فرار میں مدد کرنے کی درخواست کی تھی اور انکار کی صورت میں ہولناک نتائج سے دوچار ہونے کی دھمکی دی تھی' بل بیر کے ماتحت اجیت نے مرنے والے کے بیان کی تصدیق کی تھی' شنکر کا بیان اس اعتبار سے بھی تفتیش کرنے والوں کو الجھا رہا تھا کہ اس کے اور شرما کے پستول ایک ہی ساخت اور طاقت کے تھے اور ان دونوں ہی سے فائرنگ کی گئی تھی' بہرحال وقتی طور پر شنکر آہنی سلاخوں کے پیچھے قید

تھا اور فیصل اپنی نگاہوں سے اس کی بے بسی اور جھلاہٹ کا تماشہ دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

"ٹوٹو ...." فیصل نے تھانے کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے اچانک کچھ سوچ کر ٹوٹو کو مخاطب کیا۔ "کیا یہ ممکن ہے کہ میں آپریشن کے تکلیف دہ مراحل سے گزرے بغیر ٹھیک ہو جاؤں' میرا مطلب ہے کہ کیا تمہاری پراسرار قوت میری بیماری کا علاج نہیں کر سکتی؟"

"مجھے افسوس ہے کہ تمہاری اس خواہش کو پورا کرنے سے قاصر ہوں البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تمہارا آپریشن حیرت انگیز طور پر کامیاب ہو گا اور تم بہت جلد کسی کے سہارے کے بغیر دوڑنے بھاگنے کے قابل ہو جاؤ گے۔"

" میرے کاروباری نقصانات کے بارے میں تم نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔" فیصل نے پوچھا "کیا میرے کلیم کی رقمیں منظور ہو جائیں گی۔"

"تمہارے تمام کلیم میری کوشش کے بغیر ہی منظور ہو چکے ہیں۔" ٹوٹو نے کہا "تمہارے ملازم بہت زیادہ دیانتدار اور وفادار ہیں' وہ دونوں تمہاری ساکھ کو دوبارہ برقرار کرنے کی خاطر دن رات محنت کر رہے ہیں .... اس کے باوجود تم اگر میری ضرورت محسوس کرتے ہو تو میرے ساتھ چلو' تم جس بنک سے جتنی رقم چاہو سمیٹ لو' میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہو گی' میں اس شہر کے ایسے بہت سارے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جنہوں نے ناجائز ذرائع سے کروڑوں روپے اور قیمتی زر و جواہرات اپنی تجوریوں کے خفیہ خانوں میں بند کر رکھے ہیں تم جس تجوری کی طرف اشارہ کر دو اس کی تمام دولت پلک جھپکتے میں تمہارے قدموں میں ڈھیر کی جا سکتی ہے۔"

"نہیں .... مجھے صرف اس نقصان سے سروکار ہے جو مجھے میرے دشمنوں نے پہنچایا ہے' دوسروں کی دولت پر ڈاکہ ڈالنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"مجھے یقین تھا پرنس کہ تمہارا جواب یہی ہو گا' شاید یہی وجہ ہے جو تم مجھے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ورنہ ...."

"ورنہ کیا ...." فیصل نے چونک کر پوچھا۔ "تم کچھ کہتے کہتے خاموش کیوں ہو گئے۔"

"تمہیں علم ہے کہ خون آلود روئی تمہارے ہاتھ سے بھی نکل گئی تھی لیکن اس کے باوجود میں تمہارا ہر حکم ماننے کو تیار ہوں۔"

"میں نے ایک بار پہلے بھی تم سے اس کا سبب دریافت کیا تھا لیکن تم ٹال گئے

تھے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہاں' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سفید ریش بزرگ نے مجھ سے خون آلود روئی کا پیکٹ طلب کیا تھا مگر میں نے انکار کر دیا تھا' اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا تھا پھر جب مجھے ہوش آیا تو وہ پیکٹ میرے پاس موجود نہیں تھا' شنکر نے مجھے بتایا تھا کہ اگر روئی کے چراغ کو ایک مخصوص مدت تک روشن رکھا جائے تو تمہیں جیتے جاگتے روپ میں دیکھا جا سکتا ہے' میں نے اس روئی کو روشن نہیں کیا تھا' حالات کے پیش نظر مجھے اچانک جزیرے سے راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی اور پھر اس کے بعد ...."

"میں اچانک تمہیں جیتی جاگتی شکل میں مل گیا۔" ٹوٹو نے اس کا جملہ مکمل کیا۔" پھر بڑی خوبصورتی سے بات ٹالتے ہوئے بولا۔ "تمہارے لئے میرے پاس ایک خوشخبری بھی ہے' جاوید کو ڈاکٹروں نے چلنے پھرنے کی اجازت دے دی ہے' زخم بھرنے میں کچھ وقت لگے گا لیکن اب وہ خطرے سے باہر ہے۔"

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ "فیصل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔ "کیا تم ازخود میرے پاس آ گئے ہو یا ...."

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا جواب قبل از وقت نہیں دیا جا سکتا۔" ٹوٹو نے کہا۔ "تمہیں وہ پرچھائیں بھی ضرور یاد ہو گی جس نے آڑے وقتوں میں تمہارا ساتھ دیا ہے .... کیا تم یقین کرو گے کہ اگر اس نے تمہاری مدد نہ کی ہوتی تو تم آج اس دنیا میں نہ ہوتے"۔

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون تھی؟"

"ہاں .... میں اسے بھی جانتا ہوں اور اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں کہ اس نے کسی بڑی طاقت کو ناراض کرنے کے بعد تمہاری مدد کی تھی۔"

"ٹوٹو .... میرا تجسس بڑھ رہا ہے' کیا تو مجھے اس کے بارے میں بتانا پسند کرو گے۔" فیصل نے بے چینی سے کہا۔

"پریشان مت ہو پرنس .... تم بہت جلد ساری باتوں سے واقف ہو جاؤ گے۔"

"تم نے بھی مجھے پرنس کہنا شروع کر دیا ...."

"شاکا اور شوالا کی نحوستیں اگر تمہاری زندگی میں نہ شامل ہوتیں تو تم واقعی پرنس ہی رہتے"۔

"انہوں نے میرے اوپر بہت ظلم ڈھائے ہیں' میں ان کی خباثتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

"زندگی نشیب و فراز ہی کا نام ہے۔" ٹوٹو نے سمجھایا۔

"ترشولی کی مثال لے لو' وہ بھی تمہاری ہی طرح حالات کا شکار ہوئی تھی' تمہیں یاد ہو گا' کسی زمانے میں بلیومون کے ممبران اسے قسمت کی دیوی کے نام سے یاد کرتے تھے' اسے شوالا جیسے بدکردار شیطان کی محبت اور شاکا کی پراسرار قوتوں کی پشت پناہی حاصل تھی لیکن اس کا انجام کیا ہوا' کیا تمہیں یقین تھا کہ شوالا جیسا مرد میدان میں اپنی ناکامی کا انتقام لینے کی خاطر اس کے حسین وجود کو پلک جھپکتے میں موت کی وادیوں میں گم کر دے گا' وہ اس دنیا میں نہیں ہے لیکن اس کی روح آج بھی تمہارے ارد گرد بھٹک رہی ہے' وہ فنا ہو جانے کے باوجود اپنے مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہے' اسی مقصد کا نام تو زندگی ہے' تم خوش قسمت ہو جو ابھی تک زندہ ہو' مایوسی گناہ ہے پرنس .... جو لوگ دولت اور شہرت کے لالچ میں بھٹکتے رہتے ہیں وہ زندگی کے حسن سے کبھی فیض یاب نہیں ہوتے' ہو سکتا ہے وہ اوپر سے بہت مطمئن اور خوشحال نظر آتے ہوں لیکن اندر سے بہت سہمے سہمے اور کھوکھلے ہوتے ہیں۔"

"تم شاید ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن نکا ہے جو درپردہ مجھے تباہی کے راستوں کی سمت دھکیلتا رہا ہے۔"

"لیکن قدرت نے تمہارا ساتھ دیا .... مجذوب کے تسبیح کے دانوں کو یاد کرو جس کے معجزے تمہاری زندگی کی ضمانت بنے رہے' اس نیک دل بزرگ کو یاد کرو جس نے تمہارے بزرگوں سے کئے ہوئے وعدوں کی خاطر آخری وقت تمہارا ساتھ دیا اور اب .... میں تمہارے ساتھ ہوں' تم میری قوتوں سے ابھی تک ناواقف ہو' میں وہ کچھ کر سکتا ہوں تم جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے' شنکر تو محض ایک راستے کا پتھر ہے' تم ایک اشارہ کرو میں اسے ٹھوکر مار کر تمہارے راستے سے ہمیشہ کے لئے ہٹا دوں گا لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا .... قدرت نے فرعون کے لئے ایک موسیٰ بھی پیدا کیا ہے۔ قناعت اچھی چیز ہے لیکن انسان کو جدوجہد بھی جاری رکھنی چاہئے' جمود موت کا دوسرا نام ہے"

"خیریت تو ہے ...." فیصل نے ٹوٹو کے چہرے پر طاری **گمبھیر** سنجیدگی کو بغور محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "آج تم بڑے بڑے جملے بول رہے ہو' زندگی کے فلسفے

سے متعلق تمہارا مطالعہ بھی خاصا معلوم ہوتا ہے' کہاں سے سیکھی ہیں یہ باتیں۔"

"تجربات اور حادثات انسان کو ہر فلسفے سے آگاہ کر دیتے ہیں' میں نے تو ابھی ابتداء کی ہے۔"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ میں تمہاری بے پناہ قوتوں کا تصور بھی کرنے سے قاصر ہوں" فیصل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا تم میری ایک فرمائش پوری کر سکتے ہو ...."

"تم حکم دو پرنس ...."

"جب سے میری ماں کا انتقال ہوا ہے میں نے انہیں ایک بار خواب میں بھی نہیں دیکھا .... کیا تم مجھے میری ماں کا دیدار کرا سکتے ہو۔"

ٹوٹو نے فیصل کو حیرت سے دیکھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شریر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔" فیصل نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "کیا میری خواہش کی تکمیل تمہارے اختیار سے باہر ہے۔"

"ماں اس مقدس رشتے کا نام ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا' مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے' ماں مر سکتی ہے لیکن اس کی ممتا ہمیشہ اپنے پیاروں کے ساتھ سائے کی مانند رہتی ہے' تم اسے دیکھ نہیں سکتے یہ اور بات ہے۔"

"ٹوٹو .... کیا میری ماں کی ممتا بھی میرے ساتھ ہے ...."

"تمہیں یقین نہیں آتا تو اپنی نظروں سے دیکھ لو۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

فیصل نے یوں ہی نظریں گھما کر دیکھا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اسے اپنی بصیرت پر شبہ ہو رہا تھا وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اپنی مرحوم ماں کو دیکھ رہا تھا جو اس کے قریب کھڑی اسے ممتا بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔"

"امی حضور ...." فیصل نے رندھی ہوئی آواز میں کہا "یہ .... آپ ہیں"

جواب میں ماں نے زبان سے کچھ نہیں کہا' اثبات میں گردن کو ہلا دینے پر اکتفا کیا اس کے ساتھ ہی ممتا کے جذبے آنسو کی شکل اختیار کر کے پلکوں پر تھرتھرانے لگے' ان نگاہوں میں دنیا جہاں کی محبت سمٹ آئی تھی' وہ نظریں والہانہ انداز میں فیصل کے چہرے پر بھٹک رہی تھیں' ان خاموش نگاہوں میں ان گنت سوالات تھے۔

"امی .... آپ مجھ سے خفا تو نہیں ہے۔" فیصل نے رقت آمیز لہجے میں پوچھا۔

اس بار بھی ماں نے گردن کے اشارے سے نفی میں جواب دیا' اس کی ممتا بھری نگاہوں میں پیار کے سینکڑوں چراغ روشن تھے پھر آنسوؤں کے قطرے اس کی پلکوں سے ڈھلنے لگے' فیصل پلکیں جھپکائے بغیر ماں کے چہرے کے تقدس کو دیکھ رہا تھا کہ ایک گرجدار آواز اس کے کانوں میں گونجی ....

"بدبخت .... ناہنجار .... ہاتھ میں ڈگڈگی آ گئی ہے تو اسے بجانے کا سلیقہ بھی سیکھ لے .... کھال سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو دم سے پکڑ کر آسمان پر الٹا لٹکا دوں گا۔"

آواز کے ساتھ ہی ماں کی شکل فیصل کی نگاہوں سے اوجھل ہو گی' اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہی مجذوب جس نے اسے سفید تسبیح سے نوازا تھا ٹوٹو کو شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہا تھا اور ٹوٹو بری طرح سہا سہا نظر آ رہا تھا۔

"اب نانی کیوں مر گئی ...." مجذوب نے ہاتھ میں دبی ہوئی آڑی ترچھی لکڑی کو ہوا میں نچاتے ہوئے کہا'

"آسمانوں پر اڑنے کی کوشش کر رہا تھا مردود .... مقدس روحوں کو پریشان کرتا ہے ناہکار .... پٹاری میں دبا بیٹھا رہ ورنہ ٹانگ پکڑ کر جھر سے چیر دوں گا۔"

سڑک پر رواں دواں لوگوں کا ہجوم تھم گیا' وہ دیوانے کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جو ان کے خیال کے مطابق ہوا سے باتیں کر رہا تھا' ٹوٹو نے بدستور فیصل کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ دونوں ہجوم کی نظروں سے اوجھل تھے۔

"چیڑ قناتی .... اب سانپ سونگھ گیا .... لپک لپک کر بڑی باتیں کرنی سیکھ گیا ہے .... نجاست کے کیچوے .... بلبلانا چھوڑ دے ورنہ نمدہ کس کے کھونٹی سے باندھ دوں گا ...."

"م .... میں معافی چاہتا ہوں۔" ٹوٹو نے جلدی سے ایک ہاتھ سے کان پکڑ کر کہا۔ "دوبارہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔"

"بابا ...." فیصل نے مجذوب کو مخاطب کیا۔ "مجھے اپنی لکڑی عنایت کر دو .... مجھے سہارے کی ضرورت ہے۔"

"کلام مت کر ...." مجذوب نے پوری قوت سے لکڑی کو زمین پر مارتے۔

ہوئے کہا۔ "ریت کے ٹیلے پر چڑھ کر نابدان میں چھلانگ لگا دے .... تیرنا سیکھ لے الو کی دم فاختہ .... کب تک کنارے پر کھڑا غوطے کھاتا رہے گا۔"

"بابا .... تم میری رہنمائی کر دو .... میں رستے سے بھٹک گیا ہوں' مجھے ایک بار پھر اپنی تسبیح بخش دو' اس بار میں اسے بہت سنبھال کر آنکھوں سے لگا کر رکھوں گا .... مجھ پر اعتماد کرو بابا' حالات نے مجھے بہت دکھ دیئے ہیں .... میرا ہاتھ تھام لو۔"

مجذوب نے کوئی جواب نہیں دیا' ہاتھوں کی دوربین بنا کر فیصل کو اس طرح غور سے گھورنے لگا جیسے اس کے جملوں کی صداقت کو پرکھ رہا ہو' ٹوٹو بدستور سہما سہما نظر آ رہا تھا۔

"ملنگ بابا ...." اچانک ایک شخص اپنی کار سے اتر کر تیزی سے مجذوب کے قریب جاتے ہوئے بولا۔ "کل کی ریس میں میرا بلیک روز ٹرائی ہو رہا ہے' اس کے حق میں دعا کرو۔"

"تو بھی لنگوٹی کس لے .... تھوبڑے پر سیاہی تھوپ کر بگ ٹوٹ دوڑ لگا دے .... جہاں ستیاناس وہاں سوا ستیا ناس ....یا حق .... یا حق۔" مجذوب نے ایک نعرۂ قلندرانہ بلند کیا پھر دوڑتا ہوا ایک گلی میں داخل ہو گیا۔

"خدا کا شکر ہے کہ آج جان بچ گئی۔" ٹوٹو نے مجذوب کے جانے کے بعد اطمینان کا سانس لیا۔

"کیا تم واقعی اس مجذوب سے خوفزدہ ہو گئے تھے۔" فیصل نے ٹوٹو کو ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا۔

"تم اس کے رتبے کی بلندی کو نہیں دیکھ سکتے .... میں اس کے قدموں کی دھول بھی نہیں ہوں۔" ٹوٹو نے بدستور سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ پھر بولا۔ "کوئی اور بات کرو پرنس ...."

"فیصل نے ٹوٹو کو مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا' پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے تھانے میں داخل ہوئے جہاں شنکر کسی زخمی آدم خور درندے کی مانند لاک اپ کے اندر ٹہل رہا تھا' اس کے چہرے پر غصے اور جھلاہٹ کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے' وہ بار بار رک کر یوں خلاء میں گھورنے لگتا جیسے اس کی پراسرار دور رس نگاہیں آنے والے کل کے حالات دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں' انسپکٹر شرما کو لاک اپ کے دوسرے حصے میں رکھا گیا تھا۔

"فیصل ٹوٹو کا ہاتھ تھامے آہنی سلاخوں کے پیچھے چلا گیا' ٹوٹو کے کہنے پر اس نے بس

ایک لمحے کو آنکھیں بند کی تھیں اور سلاخوں کی رکاوٹ کو عبور کر گیا تھا' لاک اپ کے باہر ایک مسلح پولیس مین کرسی پر آرام سے بیٹھا اپنے دوسرے ساتھی سے گپ لڑانے میں مصروف تھا۔

"رسی جل گئی پر بل ابھی تک نہیں گیا۔" فیصل نے ٹوٹو سے کہا۔ "تم نے دیکھا .... گندے علم کا یہ گندا شخص لاک اپ میں ہونے کے باوجود کس طرح سینہ تانے چہل قدمی کر رہا ہے۔"

کیا تم جانتے ہو کہ اس وقت اس کے دل میں کیا ہے۔" ٹوٹو نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "یہ اس وقت صرف اور صرف تمہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبوں پر غور کر رہا ہے .... اندرونی طور پر اس نے اپنی شکست قبول کر لی ہے لیکن اب یہ تمہیں ساتھ لے کر ڈوبنے کے خواب دیکھ رہا ہے"۔

"کیا اس کی ترکش کے سارے تیر بیکار ہو گئے۔" فیصل نے زہرخند سے پوچھا۔ "کیا اس کا سفلی کا علم' اس کی پراسرار ناپاک قوتیں اور کالی کا آشیرباد بھی اب اس کے کسی کے کام نہیں آئے گا۔"

"کالی نے اس سے منہ موڑ لیا ہے۔" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "شنکر نے میرے بہکاوے میں آ کر منڈل سے نکل کر کالی کا **اپمان** کیا تھا اس لئے کالی کی مہان شکتی بھی اس سے روٹھ گئی ہے ...."

"پھر ٹوٹو نے فیصل کے ایما پر اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے اسے شنکر پر ظاہر کر دیا' شنکر فیصل کو خلاف توقع لاک اپ کے اندر اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر اس طرح اچھلا تھا جیسے اس نے اپنی موت کو دیکھ لیا ہے۔"

"تم ...." اس نے فیصل کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ .... کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی۔" فیصل نے کہا۔ "کبھی تو تم بڑے پیار سے مجھے متر (دوست) کہا کرتے تھے۔"

"پرنس ...." ٹوٹو نے فیصل کو ٹوکا۔ "تم بھول رہے ہو کہ تم شنکر کے لئے فیصل نہیں بلکہ اس کے ہم زاد ہو۔"

"کون ہو تم ...." شنکر نے فیصل کے جملے پر چونکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم فیصل ہو؟"

"تم مجھے فیصل سمجھ رہے ہو تو فیصل ہی سہی" فیصل نے بڑی خوبصورتی سے بات

بناتے ہوئے کہا "ورنہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں وہ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو اور میں کون ہوں یہ راز تمہیں کالی مائی نے اس وقت بتا دیا تھا جب تم منڈل میں بیٹھے اسے راضی کرنے کی خاطر اس کا من پسند جاپ کر رہے تھے ...."

"تم نے میرے ساتھ فریب کیا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہو سکے گا۔" شنکر نے ٹھوس آواز میں جواب دیا۔

"محبت اور جنگ میں سب چلتا ہے' تم نے کبھی فیصل کو اپنی گندی قوتوں کے جال میں پھانس کر اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کی تھی' آج تم میرے چنگل میں پھنس کر بے بس نظر آ رہے ہو۔"

"اس دھیان کو من سے نکال دو۔" شنکر نے تڑپ کر جواب دیا۔ "ایک بار ڈور کا سرا میرے ہاتھ میں آجانے دو پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ جال میں پھنسنا کسے کہتے ہیں۔"

"تمہارا یہ سپنا اب کبھی پورا نہیں ہوگا" فیصل نے حقارت سے کہا پھر اسے گھورتے ہوئے بولا "تمہارے من میں کیا ہے میں یہ بھی جانتا ہوں .... کیا یہ غلط ہے کہ ابھی تم صرف اور صرف مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کے منصوبوں پر اپنا سمے برباد کر رہے تھے۔"

"شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' فیصل کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا۔

"تمہیں روپا یاد ہے نا .... اس نے میرے اشارے پر تمہاری مرضی کے خلاف بیان دے کر فیصل کے دوست کو عدالت سے باعزت طور پر بری کرایا تھا .... اب روپا اس دنیا میں نہیں ہے لیکن تم اگر چاہو تو میں تمہیں پولیس کے آہنی پنجرے سے دودھ کی مکھی کی طرح باہر نکال سکتا ہوں ...."

"تم شاید میرے ساتھ ٹھٹھول کر رہے ہو۔" شنکر نے مسکرا کر جواب دیا۔

"پرنس ...." ٹوٹو نے مجھے خبردار کیا۔" یہ مکاری سے کام لے کر تمہیں چڑھانے کی کوشش کر رہا ہے ...."

"قانون کی نظروں سے بھاگا ہوا مجرم زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ اسے فرار کا موقع فراہم کر دوں .... اصل کھیل کا لطف اس کے بعد ہی آئے گا۔"

"کیا سوچ رہے ہو مسٹر ہمزاد۔" شنکر نے کہا۔ "ابھی تو تم مجھے پولیس کے پنجرے سے آزاد کرانے کی بات کر رہے تھے' اب کس وچار میں گم ہو۔"

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیا تم میری سہائتا لینی پسند کر لو گے۔" فیصل نے کہا اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "ایسی صورت میں کہ جب ہم دونوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں' فرق بہت تھوڑا سا ہے' تم مجھے دھوکے اور فریب سے موت کے گھاٹ اتارنے کے بارے میں اپنے گندے طلسم کا جال تیار کر رہے ہو جبکہ میں تمہیں وچن دیتا ہوں کہ جب بھی تمہیں ماروں گا للکار کر ماروں گا کسی خارش زدہ کتے سے بدتر حالات سے دوچار کر کے تمہارا کریا کرم کروں گا۔"

شنکر کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا' اس کی آنکھوں سے دہکتے شعلے ابل رہے تھے لیکن وہ خاموش کھڑا غصے میں اپنا نچلا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"نراش مت ہو میری جان۔" فیصل نے اس کی کیفیت پر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں پنجرے میں قید کسی بے زبان پنچھی کو بھی مارنا مردانگی کے خلاف سمجھتا ہوں تم تو پھر منش ذات ہو' میں تمہیں کھل کر مقابلہ کرنے کا موقع ضرور دوں گا۔" پھر فیصل نے آگے بڑھ کر ٹوٹو کے مشورے پر شنکر کا ہاتھ تھام لیا اور سنجیدگی سے بولا "اب اپنی آنکھیں بند کر لو اور جب تک میں نہ کہوں خاموشی سے میرے ساتھ قدم ملا کر چلتے رہنا .... گھبراؤ نہیں .... میں نے تمہیں وچن دیا ہے اس لئے فریب نہیں کروں گا۔"

شنکر نے ایک لمحے کے لئے پس و پیش کیا۔ پھر فیصل کا ہاتھ تھام کر قدم آگے بڑھانے لگا' اسے یقین نہیں تھا کہ آہنی سلاخوں کی رکاوٹ کو پار کر سکے گا لیکن جب تھوڑی دیر بعد اس نے فیصل کے کہنے پر آنکھ کھولی تو وہ تھانے کے عقبی حصے میں موجود تھا لیکن اسے اس بات کی مطلق خبر نہیں تھی کہ لاک اپ سے باہر آتے وقت ٹوٹو نے کچھ سوچ کر اس کا وزنی تالا توڑ کر کنڈے میں پھنسا دیا تھا۔

"اب تم آزاد ہو شنکر ...." فیصل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں زندگی کی کچھ سانسیں ادھار دے رہا ہوں لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ تمہاری حقیقت میرے لئے اس حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں ہے جسے جب چاہے جوتے کی نوک تلے روندا جا سکتا ہے۔

شنکر کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ٹوٹو نے فیصل کو اس کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا تو وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا پھر اچانک تھانے کے اندر کھلبلی مچی اور پولیس کی سیٹیوں کی آواز ابھرنی شروع ہوئی تو شنکر نے خطرے کی بو سونگھ کر فرار ہونے کی خاطر سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔

فیصل کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ پھیل گئی ٹوٹو شریر نظروں سے شنکر کو قانون کی دسترس سے فرار ہوتے دیکھ رہا تھا!

○

تھانے کی حدود سے دور نکل کر اس نے اپنا رخ غریبوں کی بستی کی جانب کر دیا اب وہ دوڑنے بھاگنے کے بجائے تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا اسے یقین تھا کہ پولیس فوری طور پر اس کی تلاش کے سلسلے میں اس کے مکان کا رخ کرے گی پولیس کی نگاہوں سے بچنے کی خاطر ہی اس نے بستی کا رخ کیا تھا جہاں زیادہ تر کم تر درجہ کے ملازم پیشہ افراد رہتے تھے اس علاقے میں نیم پختہ سڑکوں پر ٹریفک بھی بہت کم تھا پھر بھی وہ بہت محتاط انداز میں سڑک سے ہٹ کر ناہموار راستے پر آگے بڑھ رہا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کی رگوں میں گردش کرنے والے خون کی حدت بھی بڑھتی جا رہی تھی اس کے ذہن میں صرف ایک ہی خیال صدائے بازگشت بن کر گونج رہا تھا "فیصل کی موت" ایسی ہولناک اور بھیانک موت جو اس کے انتقام کی آگ کو ہمیشہ کے لئے سرد کر دیتی ۔ پے درپے ناکامیوں نے اس کے اندر کے شیطان کو زیادہ خطرناک بنا دیا تھا اس نے اپنی تمام قوتوں کو آزما کر دیکھ لیا تھا لیکن ابھی تک اس طاقت کا سرغ نہیں لگا سکا تھا جو فیصل کی مدد کر رہی تھی۔

دو گھنٹے تک متواتر پیدل سفر کرنے کے بعد اس نے بستی کے ایک اسٹور میں قدم رکھا جہاں کاؤنٹر پر ایک بوڑھا شخص تنہا بیٹھا تھا اس کے برابر رکھے ہوئے فون نے شنکر کی توجہ اپنی جانب مبذول کی تھی اسٹور کے باہر رک کر اس نے اطراف کا جائزہ لیا پھر اس بات سے مطمئن ہونے کے بعد کہ قرب و جوار میں اس کے لئے کوئی خطرہ موجود نہیں تھا وہ کاؤنٹر کے قریب جا کر بوڑھے سے مخاطب ہوا۔

"کیا میں آپ کا فون استعمال کر سکتا ہوں۔"

"بڑے شوق سے ۔ لیکن فون کے استعمال سے پیشتر آپ کو کم از کم بیس روپوں کی خریداری کرنی ہوگی۔"

بوڑھے نے خشک لہجے میں کہا۔ پھر بڑ بڑاتے ہوئے بولا۔ "دوپہر سے اب تک صرف فون کرنے والے آ جا رہے ہیں اسٹور کھولنے سے تو بہتر تھا کہ میں ایک میز کرسی پر صرف

فون لے کر بیٹھ جاتا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں بڑے صاحب مجھے بیس روپے سے زیادہ کی خریداری کرنی ہے لیکن اس سے پہلے ایک کال بہت ضروری ہے۔" شنکر نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ پھر جیب سے پچاس کا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا تو بوڑھے کی جھلاہٹ پل بھر میں کافور ہو گئی اس نے جلدی سے فون شنکا کی طرف کھسکا دیا اور پچاس کے نوٹ کو للچائی نظروں سے دیکھنے لگا۔

شنکر نے اپنے گھر کے نمبر ڈائل کئے تھے دوسری جانب سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر پانچویں گھنٹی پر اس کے خاص ملازم گنگولی نے کال ریسیو کی۔

"میں اس وقت ایک اسٹور سے فون کر رہا ہوں میری کار راستے میں پنکچر ہو گئی ہے۔" شنکر نے محتاط انداز میں پوچھا۔ "کیا کچھ مہمان تو نہیں آئے تھے۔"

"آدھے گھنٹے پیشتر پوری کوٹھی کھنگال کر گئے ہیں۔"

گنگولی نے تفصیل دہراتے ہوئے کہا۔ "پولیس نے سارے شہر کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔"

"نہیں۔ یہاں دور دور تک کوئی پنکچر بنانے والا دستیاب نہیں ہے اور مجھے فوری طور پر ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے۔" شنکر نے تیزی سے کہا۔ "تم کوئی دوسری کار اور ضروری فائل لے کر آ جاؤ میرا کانفرنس ہال تک پہنچنا بہت ضروری ہے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ اس وقت غالبا اسٹور کا مالک یا دوسرے گاہک آپ کے قریب موجود ہیں۔"

"ہاں .... جلدی کر میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں .... گنگولی نے آپ کا نمک کھایا ہے میں آندھی اور طوفان کی طرح آپ تک پہنچنے کی کوشش کروں گا اور ضروری سامان بھی ساتھ لیتا آ آپ مجھے صرف اشاروں میں پتہ سمجھا دیں۔"

"بچوں کا خیال رکھنا کوئی تمہارے ساتھ آنے کی کوشش نہ کرے۔"

"آپ گنگولی پر بھروسہ کر سکتے ہیں مالک میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلی ہیں۔"

شنکر نے محتاط انداز میں اسٹور کا پتہ سمجھایا پھر ریسیور رکھ کر پچاس روپے کی دوچار چیزیں خریدیں اور باہر آ کر اس سڑک کی جانب تیز تیز قدم بڑھانے لگا جس کا پتہ اس نے گنگولی کو سمجھایا تھا شام کا جھٹپٹا ہو جانے کی وجہ سے اب خطرے کے امکانات بھی نسبتا"

گم ہو گئے تھے' مقررہ مقام پر پہنچنے کے بعد اسے زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرنا پڑا گنگولی نے شنکر تک پہنچنے میں واقعی حیرت انگیز طور پر بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا۔" شنکر نے پچھلی نشست پر بیٹھنے کے بعد اطمینان سے دریافت کیا۔

"آپ خود بھی تسلی کر سکتے ہیں مالک .... دور دور تک گاڑی تو کیا کسی چڑیا کے بچے کا نام و نشان بھی نہیں۔"

"وقتی طور پر تم نے میری رہائش کا کیا بندوبست کیا ہے۔"

"آپ چاہیں تو میں اپنے اعتماد کے دوستوں کے ہاں انتظام کر سکتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ آپ کے لئے ہوٹل براڈوے زیادہ مناسب رہے گا۔" گنگولی نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔ "اس کا مالک نہ صرف میرا دوست ہے بلکہ پولیس کی مٹھی گرم کرنے میں بھی کنجوسی نہیں کرتا' دنیا جانتی ہے کہ براڈوے میں کس قماش کے لوگ بسیرا کرتے ہیں اور ہوٹل کی آمدنی کا اصل ذریعہ کیا ہے لیکن آج تک کسی پولیس پارٹی نے بھولے سے بھی ادھر کا رخ نہیں کیا۔"

"ٹھیک ہے براڈوے ہی مناسب رہے گا لیکن تم وہاں وکرم کے نام سے کمرہ بک کرو گے۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہی بیٹھے اپنے حلیے میں ضروری تبدیلی کرنے لگا میک اپ کے ساتھ ساتھ اس نے اپنا لباس بھی تبدیل کر لیا تھا پھر آدھے گھنٹے بعد ہی براڈوے کے تھرڈ فلور کے ایک آرام دہ کمرے میں بیٹھا گنگولی سے کہہ رہا تھا۔ "تم اپنے لئے بھی ایک کمرہ بک کر لو لیکن فرضی نام سے وہاں تم اپنے کسی قابل اعتماد آدمی کو ٹھہراؤ گے جو پولیس کے سلسلے میں میرے لئے مخبری کا کام سرانجام دے گا ہوٹل کے باہر ہر وقت ایک گاڑی کی موجودگی بھی ضروری ہے اور وہاں اپنے آدمی کو اس بات کی ہدایت بھی کر دینا کہ خطرے کے وقت وہ آتشیں اسلحہ کے استعمال میں کسی جھجک یا بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔"

"آپ فکر ہی نہ کریں مالک پولیس ہماری لاشوں پر سے گزرنے کے بعد آپ تک پہنچ سکے گی۔" گنگولی نے سینہ ٹھونک کر جواب دیا پھر سرسراتے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اگر آپ کا اشارہ ہو تو اس مسلے (مسلمان) کو ٹھکانے لگوا دوں جو ...."

"نہیں ...." شنکر نے تیزی سے کہا۔ "تم سے جتنا کہا گیا ہے صرف اسی حد تک محدود رہنا۔"

"جو حکم مالک ...."

پھر شنکر نے صبح کے اخبارات منگوائے اور ضروری ہدایات دے کر گنگولی کو رخصت کر دیا۔ گنگولی کے جانے کے بعد شنکر نے ایک منتر کا جاپ کر کے کمرے کے چاروں طرف دائرے کی شکل میں انگلی گھمائی پھر صبح کے اخبار میں ماتھر کی موت اور اس کی اور انسپکٹر شرما کی گرفتاری کی خبریں شائع ہوئی تھیں ایک اخبار میں شرما کی تصویر بھی چھپی تھی جسے دیکھ کر شنکر کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی اس نے بریف کیس کھول کر ایک خنجر نکالا پھر شرما کی تصویر سامنے رکھی اور فرش پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔ خاصی دیر تک وہ پلکیں جھپکائے بغیر آنکھیں پھاڑے۔ شرما کی تصویر کو دیکھتا رہا پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اس کے ہونٹوں نے مشینی انداز میں کسی منتر کا جاپ شروع کر دیا تھا جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے ہونٹوں کی جنبش میں تیزی آتی جا رہی تھی منتر کے پڑھنے کے دوران وہ بار بار "جے درگا" .... "جے کالی" اور "جے گنیش" کے نعرے بھی بلند کر رہا تھا اس کے چہرے پر دنیا جہان کی خباثت منڈلا رہی تھی وہ اس وقت سفلی کے ایک ایسے خطرناک عمل میں مصروف تھا جس میں خبیث ارواح کی شیطانی قوتوں سے مدد لی جاتی ہے عمل کے دوران غلیظ اور نجس حرکتیں بھی کرتا جا رہا تھا مگر اس نے اپنی آنکھیں بدستور سختی سے بھینچ رکھی تھیں۔ نصف رات گئے تک وہ عمل میں گم رہا پھر اس نے آنکھیں کھول دیں جو خون میں ڈوبی نظر آ رہی تھیں آنکھیں کھول کر اس نے قریب رکھا ہوا خنجر اٹھا کر اس کے دستے پر گرفت مضبوط کی پھر دوبارہ شرما کی تصویر پر نظریں جما دیں اس کی آنکھیں بتدریج پھیلتی جا رہی تھیں اس کے چہرے پر ہولناک سنجیدگی طاری تھی پھر اس کا خنجر والا ہاتھ آہستہ آہستہ فضا میں بلند ہونا شروع ہوا وہ بدستور قہر آلود نظروں سے شرما کی تصویر کو گھور رہا تھا ہاتھ پوری طرح فضا میں بلند کرنے کے بعد اس نے بڑی کریہہ آواز میں "جے بھوانی" اور "جے درگا" کا نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی نہایت قاتلانہ انداز میں تصویر پر پیٹ کے مقام پر خنجر کے وار کرنے لگا پے درپے تین بار قاتلانہ حملے کر کے اس نے خنجر ایک سمت رکھ دیا پھر اس مقام پر نظریں جما دیں جہاں اس نے وار کیا تھا اس کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں وہ آنکھیں پھاڑے تصویر کو گھور رہا تھا پھر جب تصویر کے پھٹے ہوئے حصوں پر خون کی رنگت آہستہ آہستہ ابھر کر گہری ہونے لگی تو اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹیں جاگ اٹھیں' ایک طویل عرصے کے بعد اس نے سفلی کے اس خطرناک عمل کو آزمایا تھا اور اسے اپنے ارادے میں مایوسی نہیں ہوئی تھی۔ خوشی کے اظہار کے لئے شنکر نے

دوبارہ گندی قوتوں کی دیوی اور دیوتاؤں کے نام کے نعرے بلند کئے پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے خلاء میں گھورنے لگا۔ اب اس کے ذہن میں فیصل اور اس کے ہم زاد کا تصور کلبلا رہا تھا۔

○

ڈیوٹی پر موجود مسلح گارڈ نے راہداری کا آخری راؤنڈ لیا رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی رات کا ڈیوٹی افسر بھی میز پر ٹانگ رکھے لمبے لمبے خراٹے لے رہا تھا اس خیال سے کہ اس کی نیند میں خلل نہ ہو اس نے حسب معمول فون کا ریسیور اٹھا کر میز کے ادھ کھلے دراز میں الگ رکھا تھا۔ تھانے کے صدر دروازے پر بیٹھے ہوئے دونوں نائٹ واچ مین بھی کرسی پر بیٹھے اونگھ رہے تھے گارڈ نے اپنا راؤنڈ پورا کرنے کے بعد لاک اپ کے سامنے آ کر اندر جھانکا جہاں زیرو پاور کا نیلا بلب ٹمٹما رہا تھا لاک اپ کا واحد قیدی انسپکٹر شرما فرش پر بچھے کمبل پر ٹانگیں پسارے گہری نیند میں غرق تھا۔

گارڈ نے کھڑے ہی کھڑے منہ پھاڑ کر ایک طویل جمائی لی۔ پھر رائفل کندھے سے اتار کر دیوار کے سہارے کھڑی کی اور اسٹول پر بیٹھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دل ہی دل میں وہ اس ڈیوٹی افسر کو مغلظات سنا رہا تھا جس نے اپنی منہ مانگی رقم نہ ملنے پر اسے انتقاماً" رات کی ڈیوٹی پر لگا دیا تھا۔ خاصی دیر تک وہ تصور ہی تصور میں ڈیوٹی افسر کے ساتھ الجھتا رہا پھر اس پر غنودگی کے بوجھل اثرات طاری ہونے شروع ہو گئے۔ اس کا سر بار بار ایک جانب ڈھلکنے لگا تھا تین چار بار اس نے نیند پر حاوی آنے کے لئے خود کو بیٹھے بٹھائے اٹینشن پوزیشن میں لانے کی کوشش کی لیکن پھر وہ بھی نیند کی وادیوں میں ڈوب کر خراٹے بھرنے لگا مگر شاید پرسکون نیند اس کی قسمت میں نہیں تھی ابھی اس کو سوئے بمشکل دس پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ وہ کسی چیخ کی آواز سنکر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا فوری طور پر اس نے رائفل پر قبضہ کیا۔ پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے چیخ کی دوسری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے پلٹ کر لاک اپ کے اندر کی سمت دیکھا جہاں انسپکٹر شرما فرش پر پڑا خوف زدہ انداز میں چیخ رہا تھا۔

"بچاؤ .... بچاؤ .... بھگوان کے لئے میری مدد کرو"۔

"ستیاناس جائے تیرا ...." ڈیوٹی گارڈ نے حقارت سے کہا سرا سوتے میں

بھی کسی ڈرامے کی ریہرسل کر رہا ہے۔"

"نہیں .... نہیں .... مجھے مت مارو .... مجھ پر دیا کرو .... بچاؤ .... بچاؤ" انسپکٹر شرما نے اب باقاعدہ بچاؤ بچاؤ کی رٹ لگانی شروع کر دی تھی اس کی آواز سے خوف جھلک رہا تھا فرش پر پڑے پڑے وہ یوں ہاتھ پیر کو جنبش دینے کی کوشش کر رہا تھا جیسے اٹھنے کی جان توڑ کوشش کر رہا ہو لیکن طاغوتی قوتوں نے اسے جکڑ رکھا ہو۔

چیخ پکار کی آواز سن کر دونوں نائٹ واچ مین بھی ادھر آ گئے پھر ڈیوٹی افسر بھی آنکھیں ملتا ہوا قریب آ کر غرایا۔ "یہ سب کیا ہے .... کیوں .... شور کر رہا ہے"

"سر ...." گارڈ نے لاک اپ کے اندر کی جانب اشارہ کیا۔ "ہمارے شرما جی کو شاید مچھر اور کھٹمل پریشان کر رہے ہیں۔"

"شٹ اپ ...." ڈیوٹی افسر نے گارڈ کو جھڑک دیا پھر اندر دیکھنے لگا جہاں انسپکٹر شرما بدستور کرب کی حالت سے دوچار تھا وہ اٹھنے کے لئے ساری جان سے مچل رہا تھا لیکن ہاتھ پیروں کو جنبش دینے سے قاصر تھا۔

"بھگوان کے لئے .... نہیں نہیں .... بچاؤ بچاؤ .... اوغ .... غو ...."

پھر اس وقت ڈیوٹی افسر کے علاوہ سب ہی کے اوسان خطا ہو گئے جب انہوں نے شرما کے پیٹ سے خون کا فوارہ بلند ہوتے دیکھا لاک اپ میں شرما کے سوا کوئی اور نہیں تھا لیکن ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کوئی نادیدہ قاتل اسے بے دردی سے قتل کر رہا ہو شرما کی کربناک چیخ کی آوازیں رات کے سناٹے میں دور دور تک پھیل رہی تھیں اس کے تڑپنے کا انداز ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ خود کو موت کے چنگل سے بچانے کی خاطر پوری جدوجہد کر رہا ہے پھر یکے بعد دیگرے تین بار وہ کمر کے بل زمین سے اچھلا اس کے پیٹ پر تین مقام سے خون کے چھینٹے بلند ہوئے پھر شرما کے جسم نے اچھلنا بند کر دیا اس کی چیخ و پکار کی آوازیں بھی بتدریج اس کے ڈوبتے وجود کے اندر گھٹنے لگی تھیں اس کا جسم اب تشنج کی اذیت ناک کیفیتوں سے دوچار تھا کچھ دیر تک وہ فرش پر پڑا ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر اس کا جسم ساکت ہو گیا اور گردن ایک سمت ڈھلک گئی۔

"ڈیوٹی افسر اور اس کے ساتھی لاک اپ کے باہر کھڑے اس طرح آنکھیں پھاڑے

سب کچھ دیکھ رہے تھے جیسے شرما کی دردناک موت اور فرش پر جمتا ہوا گاڑھا گاڑھا انسانی خون ان کے لئے محض ایک خواب تھا۔ ایک بھیانک اور ہولناک خواب ایسا لگ رہا تھا جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا تھا پھر سب سے پہلے ڈیوٹی افسر کی بوکھلائی ہوئی آواز ابھری۔

"گارڈ .... لاک اپ کا دروازہ کھولو............... جلدی .... ہمیں اسے فوری طور پر ہسپتال لے جانا ہوگا .... تم لوگ اسے اٹھا کر باہر لاؤ میں ایمبولینس کے لئے فون کرتا ہوں .... ایس ایچ او صاحب کو خبر دینی بھی ضروری ہے۔" پھر وہ ضروری کارروائی کی خاطر بوکھلایا ہوا اپنے کمرے کی جانب لپکا تھا۔

"ایک گھنٹے کے اندر اندر پولیس اور انتظامیہ کے بیشتر اعلیٰ حکام تھانے کے اندر جمع ہو چکے تھے پولیس سرجن نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوانے سے پہلے اس کا بغور معائنہ کیا تھا شرما کی پیٹ کی کھال تین جگہ سے ایک ہی انداز میں چاک تھی اور شگاف کی پیمائش بھی ایک ہی جیسی نظر آ رہی تھی لاش کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے کہا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ اسے کسی تیزدھار خنجر سے قتل کیا گیا ہے۔"

"لیکن تھانے پرموجود عملے کا بیان ہے کہ وہ پوری طرح چوکس تھے اور انہوں نے کسی کو لاک اپ کے اندر جاتے نہیں دیکھا تھا۔" ڈی آئی جی نے سنجیدگی سے کہا۔ "ڈیوٹی افسر نے ایس ایچ او کی موجودگی میں لاک اپ کا تالا کھولا تھا۔"

"جو کچھ ہو رہا ہے وہ ناقابل یقین ہے۔" کمشنر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ "شنکر کے فرار کے وقت بھی آن ڈیوٹی اسٹاف پوری طرح الرٹ تھا لیکن وہ سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کرفرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور سب انسپکٹر شرما کو کسی نادیدہ قوت نے عبرت انگیز طور پر خنجر کے وار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ کیا عدالت ان پر اسرار کہانیوں پر یقین کر لے گی؟ اخبارات کو پولیس کے خلاف بات کا بتنگڑ بنانے کے لئے موقع کی تلاش رہتی ہے وہ تو ان خبروں کو اور زیادہ نمک مرچ لگا کر شائع کریں گے ہمیں جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔"

"سر..............." ایس ایچ او نے ڈی آئی جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے مخبروں نے بتایا ہے کہ شنکر کالے علم اور سفلی کا بھی ماہر ہے اور سفلی کے گندے عمل کے ذریعے اس قسم کی وارداتوں کا ارتکاب ممکن بھی ہو سکتا ہے۔"

"ڈونٹ بی فولش۔" کمشنر نے تلملا کر کہا۔ "یہ سب کتابی باتیں ہیں مجھے شبہ ہے کہ ان دونوں وارداتوں میں ہمارا کوئی ضمیر فروش آدمی بھی ضرور ملوث ہے۔"

ڈی آئی جی نے ایس ایچ او کو خشمگیں نظروں سے دیکھا لیکن اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور ایس ایچ او نے جلدی سے ریسیور اٹھا لیا پھر اس نے ریسیور کمشنر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا "آپ کی کال ہے سر..............."

"ہیلو ...." کمشنر نے ریسیور لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا اس کے لہجے سے بدستور جھلاہٹ عیاں تھی۔

"تم جنہیں کتابی باتیں سمجھ رہے ہو وہ آج بھی اتنی ہی سچ ہیں جتنی یہ بات سچ ہے کہ تم گھر سے جلدی میں روانگی کے وقت اپنی بیوی کا وہ رومال جیب میں رکھ لائے ہو جس سے وہ تمہارے گال پر لگی اپنی لپ اسٹک صاف کر رہی تھی۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔"

"کون ہو تم ....؟" کمشنر نے حیرت سے پوچھا پھر اس کا ہاتھ غیر اختیاری طور پر جیب میں رینگ گیا جہاں اس کی بیوی کا رومال موجود تھا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے میری بات کی تصدیق بھی کر لی۔" دوسری جانب سے چبھتے لہجے میں کہا گیا۔ "مجھے اپنا دوست ہی سمجھو۔ ہو سکتا ہے کہ میں صبح تک تمہیں شنکر کے اس پتے سے بھی آگاہ کر دوں جہاں وہ روپوش ہے وہاں سے تمہیں شرما کے قتل کے ثبوت بھی مل جائیں گے لیکن شاید شنکر ایک بار پھر تمہارے ہاتھوں سے بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو جائے۔"

"ہیلو............... ہیلو..............." کمشنر نے کریڈل پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا لیکن دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کیا جا چکا تھا...............!!"



ٹوٹو سنجیدگی سے بیٹھا خلا میں دیکھ رہا تھا پھر اس کے ہونٹوں پر ایک شریر سی مسکراہٹ پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی۔ اس نے فیصل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہی ہوا جس کا مجھے یقین تھا۔ شنکر نے انسپکٹر شرما پر اپنا سفلی کا عمل آزمایا ہے اور اسے اپنے ارادے میں ناکامی نہیں ہوئی"۔

"کیا شرما ...."

"ہاں" ٹوٹو نے تیزی سے کہا پھر اس عمل کی تفصیل دہرانے لگا جس کے بعد شنکر نے شرما کو قتل کیا تھا۔

"نہیں........" فیصل نے حیرت سے کہا۔ "کیا آج کے دور میں بھی یہ سب کچھ ممکن ہے؟"

"تمہاری سائنس بہت زیادہ ترقی کر گئی ہے پرنس لیکن اب بھی ہزاروں ایسی پراسرار باتیں ہی جن کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کی جا سکتی لیکن وہ اپنی جگہ زندہ حقیقت ہیں' میرے وجود ہی کو لے لو .... کیا تم محض پیاس کی شدت سے کسی بھٹکتی ہوئی روح کی دنیا میں واپسی تسلیم کر سکتے تھے ....؟" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے کہا "کمشنر بھی ان باتوں کو وہم سمجھ رہا ہے لیکن بہت جلد اسے بھی قائل ہونا پڑے گا میں نے گنگولی کے ذریعہ اسے فون پر ایک ایسا دلچسپ ثبوت پیش کرایا ہے کہ اس کی عقل بھی خبط ہو رہی ہے۔"

"شنکر کے حوصلے تو شرما کی موت سے بہت بلند ہو گئے ہوں گے؟"

"ہاں .... وہ بہت اونچی ہواؤں میں اڑ رہا ہے ...." ٹوٹو نے لاپروائی سے کہا۔ "ٹھیک چوبیس گھنٹے بعد وہ تمہارے اوپر بھی وہی عمل کرے گا جس کے ذریعہ اس نے شرما کو ہلاک کیا ہے۔"

"پھر........" فیصل نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "تم نے کیا سوچا ہے؟"

"تم شنکر کو میری مرضی پر چھوڑ دو .... میں بہت جلد اسے اس کی

صلاحیتوں سے محروم کر دوں گا۔" اس بار ٹوٹو نے سفاک لہجے میں کہا۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حالت تمہاری موجودہ کیفیت سے بھی زیادہ اذیت ناک اور عبرت انگیز ثابت ہو۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ اس کی بربادی کا تماشہ دیکھوں گا"۔

"تمہارا آپریشن قریب ہے پرنس .... تم اس سے نپٹ لو میں شنکر کو ایک جھٹکا اور پہنچانا چاہتا ہوں۔" ٹوٹو نے کہا پھر بولا۔

"اگر تم برا نہ مانو تو میں اس بار ترشولی کو ساتھ لے جاؤں ...."

"کیا شنکر کی پراسرار قوتوں کو بھی روپا کی اصلیت کا علم نہیں ہو سکے گا۔"

"تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں روپا کے ہمراہ رہوں گا"

"لیکن وہ اس وقت کہاں ہو گی؟"

"ٹوٹو نے جواب دینے کے بجائے دروازے کی سمت دیکھا جہاں سے روپا برقع کا نقاب پلٹے اندر داخل ہو رہی تھی' فیصل کے قریب آ کر اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "پرنس .... میں نے طے کر لیا ہے کہ جب تمہارا آپریشن ہو گا تو میں تمہارے بہت قریب رہوں گی۔"

"کیوں؟ کیا تمہیں میرے آپریشن کی کامیابی کی امید نہیں ہے۔"

"حالات نے میری روح کو بھی خوفزدہ کر دیا ہے........... میں آخری وقت تک تم سے قریب رہنا چاہتی ہوں لیکن.......... کیا تم میری اس خواہش کو پسند کرو گے۔"

"مجھے آج بھی تمہاری موت کا غم ہے لیکن روپا کے روپ میں تمہارا کسی کے سامنے آنا مناسب نہیں ہوگا۔ پولس آج بھی روپا کی گمشدہ لاش کی تلاش میں تمام ممکنہ ٹھکانوں کی کڑی نگرانی کر رہی ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو میں نے ایک بہت ہی آسان طریقہ سوچ لیا ہے۔" روپا نے ترشولی کے لہجے میں کہا۔ "اسپتال کی ایک نرس محبت میں دھوکا کھانے کے بعد خود کشی کا ارادہ کر چکی ہے' میں اس کے جسم کو اپنانے کے بعد ہروقت تمہارے قریب رہوں گی۔"

"اس کو اس کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کرو پرنس ...." ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہارے پیار کی شدت نے اس کی روح کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے .... اگر اس نے نرس کو مارا تو اس کا خون تمہاری گردن پر ہوگا"۔

"کیا تم اسے نہیں روک سکتے۔" فیصل نے دل ہی دل میں ٹوٹو سے سوال کیا۔

"روک سکتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے اس کی روح سے روپا کے جسم کو چھینا پڑے گا اور روپا کے جسم سے نکلنے کے بعد یہ میری دسترس سے پھر آزاد ہو جائے گی۔" ٹوٹو نے سوچتے ہوئے جواب دیا "تم اسے یقین دلانے کی کوشش کرو کہ یہ روپا کی شکل میں بھی آپریشن تھیٹر میں تمہارے قریب رہ سکتی ہے میں ایسے حالات پیدا کر دوں گا کہ وہ کسی اور کو نظر نہ آ سکے گی۔"

"کیا تم ایسا کر سکتے ہو ....؟" فیصل نے حیرت سے دریافت کیا۔

"ٹوٹو نے جواب میں ہونٹوں کو دائرے کی صورت دے کر پھونکا تو دھوئیں کی ایک لکیر لہراتی ہوئی نکلی اور کچھ دیر تک روپا کے اطراف گردش کرنے کے بعد غائب ہو گئی۔ "اب یہ میری مرضی کے بغیر کسی کو نظر نہیں آ سکے گی۔" ٹوٹو نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم کس سوچ میں گم ہو پرنس .... کیا تم اپنی ترشولی کی روح کو تسکین کی خاطر اس سے جھوٹی محبت کا اظہار بھی نہیں کر سکتے۔" ترشولی کے لہجے میں درد تھا۔

"میں تمہیں خود سے قریب رکھنے کی خاطر ہی ایک عمل کر رہا تھا" فیصل نے کہا۔

"اب تم جہاں چاہے آ جا سکتی ہو۔ تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔"

"سچ ...." وہ خوشی سے بولی "تم کہیں ترشولی سے مذاق تو نہیں کر رہے ہو۔"

اس وقت عنبرین جاوید کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تو روپا کے چہرے پر خوف پھیل گیا' ایک لمحے کو فیصل بھی بوکھلا گیا تھا لیکن ٹوٹو نے غلط نہیں کہا تھا' روپا کا جسم عنبرین اور جاوید کو نظر نہیں آ رہا تھا' جاوید کو قریب دیکھ کر فیصل کی مسرتوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ بہت کمزور ہو گیا تھا لیکن اپنے قدموں پر کھڑا تھا۔

"تم بہت کمزور ہو گئے ہو ...." فیصل نے بڑی اپنائیت سے کہا۔ "تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے ...."

"خدا کرے تمہارا آپریشن کامیاب ہو جائے اس کے بعد میں آرام بھی کر لوں گا۔" جاوید نے فیصل کا ہاتھ تھام کر جواب دیا۔

"اگر جناب نے ساری محبت پرنس کے لئے وقف کر دی تو میرا کیا بنے گا؟" عنبرین نے اتنی معصومیت سے جاوید سے شکوہ کیا کہ سب ہی مسکرا دیئے۔

"پرنس ...." ٹوٹو نے کہا۔ "میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں تم جاوید کے جانے کے بعد ترشولی کو اس بات پر آمادہ کر لینا کہ وہ کل ٹھیک اسی وقت ہوٹل براڈوے

کی تیسری منزل پر پہنچ جائے جہاں شنکر مقیم ہے' باقی کام میں سنبھال لوں گا۔"

"فیصل نے اثبات میں سر کو خفیف جنبش دی تو ٹوٹو نظروں سے اوجھل ہو گیا' ترشولی روپا کی صورت میں بدستور کمرے میں موجود تھی اور فیصل' جاوید اور عنبرین کی باتوں میں دلچسپی لے رہی تھی ....!!"

○

شنکر فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھا اپنے گندے عمل میں مصروف تھا' اس کے سامنے فرش پر فیصل کی تصویر رکھی تھی اور تصویر کے ساتھ ہی وہ خنجر رکھا تھا جس کے ذریعہ اس نے سفلی کے عمل سے انسپکٹر شرما کو پراسرار طور پر ٹھکانے لگایا تھا لیکن ابھی تک اس نے خنجر کے پھل سے خون نہیں صاف کیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور ہونٹ مشینی انداز میں اسی آزمودہ منتر کا جاپ کر رہے تھے جسے وہ ایک بار پہلے بھی آزما چکا تھا اسکے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ عمل شروع کئے اسے پندرہ منٹ گزر چکے تھے لیکن پھر وہ محویت برقرار نہ رکھ سکا۔ کمرے میں گونجنے والی ایک مانوس آواز سن کر اس کا ذہن بار بار بھٹک رہا تھا پھر اس نے جھلا کر آنکھیں کھول دیں۔ خلاف توقع روپا کو اپنے سامنے دیکھ کر ایک لمحے کو شنکر کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں مگر دوسرے ہی لمحے اس کی پیشانی پر آڑھی ترچھی سلوٹیں نمودار ہونی شروع ہو گئیں' وہ سفلی کا عمل بھول کر روپا کو گہری نظروں سے گھورنے لگا اس کا ذہن تیزی سے کام کر رہا تھا۔ روپا کے بارے میں اسے یہی معلوم تھا کہ وہ ماتھر کی گولیوں کا نشانہ بنی تھی پھر آپریشن سے پیشتر ہی وہ موت کی گہری نیند سو گئی تھی اس کے بعد شنکر کو معتبر ذرائع سے روپا کی لاش کی گمشدگی کی خبر ملی تھی لیکن اس وقت روپا زندہ حالت میں سامنے کھڑی اسے شکایت بھری نظروں سے گھور رہی تھی۔

یہ بھی ممکن تھا کہ پولیس نے اس کی موت اور لاش کی گمشدگی کی جھوٹی خبر اڑا دی ہو' روپا کو شنکر نے لازوال قوتوں سے لیس کیا تھا ممکن ہے وہ مری نہ ہو' صرف زخمی ہوئی ہو اور آپریشن تھیٹر میں ہوش آ جانے کے بعد وہ کسی خاص مصلحت کی بناء پر اسپتال سے روپوش ہو گئی ہو۔ شنکر کو اچھی طرح یاد تھا کہ وہ فیصل کے سلسلے میں سفلی کا عمل شروع کرنے سے پہلے دروازے کو اندر سے بولٹ کرنا نہیں بھولا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ روپا کسی ایسی قوت کی مالک نہیں تھی کہ بند دروازے سے گزر کر اندر آ سکتی' کسی خیال کے

تحت شنکر نے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں' دروازے کے بولٹ نیچے گرے ہوئے تھے جس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ یا تو وہ دروازہ بند کرنا بھول گیا تھا یا کسی پراسرار طاقت نے دروازہ کھول دیا تھا۔ "وہ پراسرار قوت کون ہو سکتی ہے؟" شنکر کے ذہن میں ایک سوال تیزی سے ابھرا پھر اسے گنگولی کے اس نائب کا خیال آگیا جو دوسری منزل پر رہائش پذیر تھا' شنکر نے اسے بطور خاص ہدایت دی تھی کہ کسی کو بھی اس کے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے.............. پھر.............. روپا کی موجودگی کس طرح ممکن ہوئی؟؟؟"

ٹوٹو خاموشی سے ایک طرف کھڑا شنکر کی بدحواسی کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا' روپا بدستور شنکر کو گھور رہی تھی۔

"تم.............." شنکر نے تھوڑے توقف کے بعد سنجیدگی سے کہا زندہ ہو.............."

"کیا تمہیں مجھے زندہ دیکھ کر خوشی نہیں ہوئی۔" روپا کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی' اس وقت اس کے بولنے کا لب و لہجہ اور انداز حیرت انگیز طور پر روپا ہی سے ملتا جلتا تھا' شنکر کی نظروں میں تجسس کا رنگ کچھ اور گہرا ہو گیا۔

"تمہاری غلطی بھی ہے روپا رانی!" شنکر کے ہونٹوں پر مکارانہ مسکراہٹ ابھری۔" تم نے اسپتال سے فرار ہونے کے بعد مجھے اطلاع بھی نہیں دی۔"

"کیا تم اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعہ میرے بارے میں معلوم نہیں کر سکتے تھے؟" روپا نے سپاٹ آواز میں پوچھا پھر تلخ لہجے میں فرش پر رکھی ہوئی فیصل کی تصویر کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "تمہیں شاید اپنے دشمنوں سے اتنی فرصت نہیں مل سکی کہ دوستوں کو یاد کر سکتے۔"

"تم کچھ دیر آرام کرو.............." شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں اس سمے ایک ضروری عمل کر رہا ہوں' اس سے نپٹنے کے بعد تم سے آرام سے باتیں ہوں گی۔"

"نہیں.............." روپا نے تیزی سے کہا "جب تک میں زندہ ہوں تم پرنس کو نہیں مار سکو گے۔"

"روپا.............." شنکر سرسراتے لہجے میں بولا۔ "کیا تم بھول گئیں کہ میں کون ہوں؟"

"پرنس نے مجھے موت کے منہ سے نکالا تھا اسپتال سے وہی مجھے اپنے ساتھ لے گیا

تھا اگر وہ میری سہائتا نہ کرتا تو شاید.............."

"تو جسے فیصل سمجھ رہی ہے وہ فیصل نہیں ہے.............. وہ اس کا ہم شکل شیطان ہے۔" شنکر نے جھلا کر کہا پھر چونک کر بولا۔ "شاید اسی نے تجھے میرا منتر کھوٹا کرنے کے کارن یہاں بھیجا ہے۔"

"ہاں.............. اب تم ٹھیک راستے پر سوچ رہے ہو۔" روپا کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ ابھری۔ "وہ اس کی شکتی ہے جس نے مجھے ایک نیا جیون دان کیا ہے' اسی کے کارن میں اس سمے تمہارے سامنے موجود ہوں' تمہارا وہ آدمی جو دوسری منزل پر کسی شکاری کتے کی طرح منڈلا رہا ہے وہ بھی میرا راستہ نہیں کاٹ سکا اور تمہارے کمرے کا دروازہ بھی اسی مہان شکتی نے میرے لئے کھولا ہے"

"لیکن اب وہ راکھشش تجھے شنکر کے ہاتھ سے نہیں بچا سکے گا۔" شنکر اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے تیور اچانک خطرناک ہو گئے تھے۔

"رک جا شنکر۔" روپا نے بل کھا کر سفاک آواز میں کہا۔ "میرے من میں اب بھی تیرا کچھ پیار باقی ہے اس لئے میری بات دھیان سے سن' اس ہوٹل کو پولیس نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے' کمشنر کی نگرانی میں بڑے بڑے افسر تجھے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کو اپنا گھیرا تنگ کر رہے ہیں۔ تیرے ایک یا دو آدمی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے.............. صرف روپا تیری سہائتا کر سکتی ہے۔"

"تو.............. میری سہائتا کرے گی؟" شنکر نے گرج کر کہا۔

"کیول ایک شرط پر.............." روپا نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "تجھے مجھے وچن دینا ہو گا کہ تو اپنی کالی اور پلید قوتوں کو میرے خلاف استعمال نہیں کرے گا۔"

"تو.............. شنکر سے ٹھٹھول کر رہی ہے۔" شنکر نے اسے حقارت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا ہوں کہ تو یہاں کس کارن آئی ہے' شرما کے بھیانک انجام نے فیصل کے ہم شکل کو میری شکتی کا اندازہ دلا دیا ہو گا.............. پر تو یاد رکھ' میں اسے کسی قیمت پر معاف نہیں کروں گا۔"

شنکر کا جواب سن کر ٹوٹو بے اختیار ہنسنے لگا لیکن ننکا اور ترشولی دونوں ہی کمرے میں اس کی موجودگی سے بے خبر تھے۔

"شنکر.............." میری بات مان لے۔" روپا نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "اسی میں تیری مکتی ہے' پرنس کے چرن چھو کر دیا کی بھیک مانگ کر تو بہت ساری کٹھنائیوں سے

چھٹکارا پا سکتا ہے۔"

"کلنکنی .... تو اب شنکر کو جیون کا بھید بھاؤ بتانے کی کوشش کر رہی ہے' میں ابھی تجھے بتاتا ہوں کہ میری مہان شکتی..........."

باہر سے اچانک گولیاں چلنے کی آواز ابھری تو شنکر اپنا جملہ پورا نہ کر سکا' اس لمحے گنگولی کا نائب خون میں لت پت اندر داخل ہوا۔"

"مہاراج' پولیس نے چاروں طرف سے ہوٹل کو .... اور .... اور..................." وہ اپنا جملہ پورا کرنے سے پہلے ہی چکرا کر فرش پر گرا پھر اس کی خوف سے کھلی ہوئی آنکھیں کھلی کی کھلی ہی رہ گئیں۔

"اب بھی سمے ہے شنکر .... تجھے اگر جیون پیارا ہے تو پرنس سے چھل کپٹ کا ناٹک ختم کر دے ...."

شنکر نے خونخوار نظروں سے روپا کو دیکھا لیکن اس بار بھی اسے کچھ کہنے کا موقع نہ مل سکا' پلک جھپکتے میں پولیس کے دس بارہ رائفل بردار سپاہی اسے للکارتے کمرے میں گھس آئے تھے' شنکر نے فوری طور پر دونوں ہاتھ بلند کر کے جان بچانے میں ہی بہتری سمجھی تھی' پولیس والوں کے پیچھے ڈی آئی جی اور کمشنر بھی اندر آ گئے پھر اس خون آلود خنجر کو احتیاط سے قبضے میں لے لیا گیا۔ جو فرش پر پڑا تھا' فیصل کی تصویر حیرت انگیز طور پر غائب ہو چکی تھی کمرے کی تلاشی لینے پر شرما کی وہ تصویر بھی مل گئی جس پر تین جگہ خنجر مارنے کے نشانات موجود تھے اور ان نشانات کے کونوں پر خون جمع تھا' کمشنر اور ڈی آئی جی دونوں ہی نے ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھا لیکن پولیس والوں کی موجودگی میں تبادلہ خیال مناسب نہیں سمجھا' شرما کی تصویر کو بھی تحویل میں لے لیا گیا پھر ہوٹل کے مینجر کو طلب کیا گیا جو بری طرح خائف تھا' اس نے رجسٹر کے اندراجات دیکھ کر بتایا کہ شنکر کہاں وکرم کے نام سے ٹھہرا تھا اور رجسٹر پر اس نے وکرم ہی کے نام کے دستخط کئے تھے شنکر ہاتھ اٹھا کے خاموش کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا' اس کے پاس فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا' روپا اس کے قریب کھڑی معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی' اس کی نگاہوں میں حقارت تھی' شنکر نے اس کی مسکراہٹ دیکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا تھا کہ فیصل کے ہم شکل نے اسی کے ذریعے پولیس کو مخبری کرائی ہوگی۔

"تمہارا کیا خیال تھا' تھانے سے فرار ہونے کے بعد تم پولیس کے ہاتھوں سے محفوظ رہ سکتے تھے۔" ڈی آئی جی نے غراتے ہوئے شنکر کو گھورا پھر تحکمانہ لہجے میں اپنے ماتحت

سے بولا۔ "اسے ہتھکڑی لگا دو۔"

"میں تجھے ایک آخری موقع اور دے رہی ہوں۔" روپا نے شنکر کو مخاطب کیا۔ "اگر تو میرا کہاں مان لے تو میں تجھے پولیس کے ہاتھوں سے بچاسکتی ہوں' جلدی کر شنکر' ہتھکڑی لگنے کے بعد کھیل ختم ہو جائے گا۔"

شنکر نے تعجب سے روپا کو دیکھا' اس نے خاصی اونچی آواز میں شنکر کو مخاطب کیا تھا لیکن نہ تو کسی نے اس کی آواز سنی تھی نہ ہی اس کی طرف توجہ دی تھی' پولیس کا ایک انسپکٹر اپنے ساتھ کھڑے ہوئے سپاہی سے ہتھکڑی لے کر شنکر کی طرف بڑھا' شنکر کے پاس وقتی طور پر بچاؤ کا ایک ہی راستہ تھا۔ "میں تیرا کہا ماننے کو تیار ہوں۔" اس نے روپا سے کہا۔

ڈی آئی جی اور کمشنر دونوں ہی شنکر کا جملہ سن کر چونکے تھے' پولیس انسپکٹر نے شنکر کے قریب پہنچ کر اسے ہتھکڑی پہنانے کی کوشش کی تھی لیکن ٹھیک اسی وقت روپا نے بھی آگے بڑھ کر شنکر کا ہاتھ تھام لیا دوسرے ہی لمحے پولیس انسپکٹر کے علاوہ ڈی آئی جی اور کمشنر کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ شنکر اچانک ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا' پولیس کے دوسرے کارندے بھی ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ روپا بدستور شنکر کا ہاتھ پکڑے کھڑی معنی خیز انداز میں مسکرا رہی تھی۔

"یہ ناممکن ہے ...." کمشنر نے ہاتھ ملتے ہوئے ڈی آئی جی سے کہا۔

"تم لوگ چاروں طرف پھیل جاؤ۔" ڈی آئی جی نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ "جلدی کرو۔"

"اب بھاگ دوڑ سے کیا فائدہ" کمشنر نے سپاٹ آواز میں کہا پھر کچھ سوچ کر بولا "اس نے بھی یہی کہا تھا کہ شرما کے قتل کا ثبوت مل جائے گا لیکن قاتل شاید پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے۔"

"یہ کس نے کہا تھا سر..............." ڈی آئی جی نے تعجب سے پوچھا۔

"اسی نامعلوم نے جس نے شرما کے پراسرار قتل والی رات کو تھانے کے نمبر پر مجھے فون کیا تھا۔" کمشنر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"گویا ایس ایچ او کا خیال درست ہی تھا۔"

"آپ کو اب سب سے پہلے پریس والوں سے رابطہ قائم کرنا ہے۔" کمشنر نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔ "اپنے آدمیوں کو سختی سے ہدایت کر دیں کہ وہ قاتل کے پراسرار

طور پر نظروں سے غائب ہو جانے کے واقعہ کو کسی کے سامنے زبان پر نہ لائیں' پریس کو یہ بیان دیجئے کہ قاتل کو کسی طرح پولیس ریڈ کی اطلاع مل گئی تھی چنانچہ وہ فرار ہو گیا لیکن اسے بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا .... پریس کو کسی قیمت پر اصل صورتحال کا علم نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ اس کی آڑ لے کر پولیس کے محکمے کا مذاق اڑانے کی کوشش کریں گے۔"

"میں سمجھ رہا ہوں سر.................. آپ مطمئن رہیں' پریس میں وہی خبر چھپے گی جو ہم چاہیں گے۔"

"شنکر کی گرفتاری کے بارے میں اب آپ نے کیا سوچا ہے۔" کمشنر نے ہوٹل سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھتے ہوئے دریافت کیا۔

"فی الحال میرا ذہن بھی کام نہیں کر رہا ہے سر.................."

ڈی آئی جی نے دبی زبان میں جواب دیا۔ "میں کسی گیانی پنڈت یا پجاری سے رابطہ کرتا ہوں' ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری مشکل حل کر دے۔"

"جو جی میں آئے کیجئے لیکن قاتل کی گرفتاری اب ہماری عزت کا مسئلہ بن گئی ہے" کمشنر نے سنجیدگی سے کہا پھر کار کا دروازہ بند کر لیا۔

"میں پوری کوشش کروں گا جناب ...." ڈی آئی جی نے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر کمشنر کے جانے کے بعد اس انداز میں اپنی کھوپڑی سہلانے لگا جیسے شنکر کے اچانک نگاہوں سے غائب ہوجانے والے واقعہ نے اس کی عقل بھی خبط کر دی ہو ....

روپا نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور وہ مسلح پولیس والوں کے درمیان سے گزرتا ہوا تیزی سے لفٹ کی جانب لمبے لمبے قدم اٹھا رہا تھا' موت کے منہ میں جاتے جاتے اچانک اسے زندگی واپس مل گئی تھی' وقتی طور پر شنکر نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا تھا لیکن اسے اس بات کا ملال بڑی شدت سے ہو رہا تھا کہ روپا جو کبھی اس کاسب سے کارآمد حربہ تھی اب فیصل کے ہم شکل کے لئے کام کر رہی تھی' اسے روپا کے طرز عمل پر بھی حیرت تھی وہ بڑی سنجیدگی سے فیصل کے ہمزاد کے بارے میں سوچ رہا تھا' یہ دوسرا موقع تھا جب اس نے شنکر کو قانون کی دسترس سے نجات دلائی تھی وہ اگر چاہتا تو پولیس کے ہاتھوں اسے ختم بھی کرا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا' شاید وہ اسے سسکا سسکا کر مارنا چاہتا تھا۔

شرما کو سفلی عمل کا شکار بنانے کے بعد شنکر کو وشواس تھا کہ وہ فیصل کو بھی موت کے

گھاٹ اتار دے گا لیکن روپا نے عین وقت پر وہاں آ کر اس کا کام کھوٹا کر دیا تھا .... لیکن' اگر وہ بروقت وہاں نہ آتی تو کیا ہوتا ....؟ اور .... فیصل کا ہم زاد اس کے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کیوں کھیل رہا تھا؟ وہ پراسرار اور لازوال قوتوں کا مالک تھا لیکن اب تک اس نے شنکر کو موت کے منہ میں دھکیلنے کی کوشش نہیں کی تھی ....؟ آخر کیوں ....؟

"کس وچار میں گم ہو ...." لفٹ میں سوار ہونے کے بعد روپا نے شنکر سے پوچھا' ٹوٹو خاموش کھڑا شنکر کے چہرے کے تاثرات پڑھ رہا تھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ اگر تم نے مری سہایتا نہ کی ہوتی تو کیا ہوتا.................."

"وہی ہوتا جو گنگولی نے سوچا تھا ...."

"کیا مطلب ....؟" شنکر گنگولی کا نام سن کر چونکا۔

"وہ گنگولی ہی تھا جس نے پولیس کمشنر کو براڈوے میں تمہارے روپوش ہونے کی مخبری کی تھی۔"

"گنگولی ...." شنکر کے تیور خطرناک ہونے لگے۔ "آستین کا سانپ ...."

"ہاں ...." روپا نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اسی پاپی نے ڈی آئی جی سے تمہارے جیون کا مول کیا تھا' تمہیں ٹھکانے لگانے کے بعد وہ تمہاری جائیداد کو ہڑپ کر جانے کے سپنے دیکھ رہا تھا لیکن میں نے اسے کامیاب نہیں ہونے دیا .... اب نہ سہی' لیکن کبھی میں نے بھی تم سے ٹوٹ کر پیار کیا تھا' آج وہی پریم تمہارے کام آ گیا ...."

"اپنے من کو میلا نہ کرو .... تم اب بھی شنکر کے من مندر کی رانی ہو' شنکر آج بھی تمہارے رنگ روپ کی پوجا ...."

"نہیں ...." روپا نے تیزی سے کہا "اب روپا پر تمہارا کوئی جادو کامیاب نہیں ہوگا۔ میرے روپ کی پوجا کرنے کے بجائے اپنے بھوش کے بارے میں سوچو .... گنگولی اس سے تمہاری ہی چھت کے نیچے تمہاری موت کی خبر سننے کو بے چین ہے۔"

"میں اسے گندی نالی میں رینگنے والے کیڑے کی مانند مسل کر پھینک دوں گا۔ اس نے شنکر سے دھوکہ کر کے اپنی موت ہی کو دعوت دی ہے۔" شنکر نے لفٹ سے باہر آتے

ہوئے بڑے سفاک لہجے میں کہا ہوٹل کے باہر بھی جگہ جگہ پولیس کے مسلح افراد موجود تھے لیکن ننکا ان کے سامنے سے گزرتا ہوا اس گاڑی تک پہنچ گیا جو اس کے لئے مخصوص تھی وہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا جب ٹوٹو نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر ٹوٹو کی ایما پر قریب کھڑے ہوئے ایک سپاہی نے چونک کر رائفل سیدھی کی اور گولی داغ دی' شنکر کو ایسا لگا جیسے اس کی الٹی ٹانگ کی پنڈلی میں لوہے کی گرم سلاخ آر پار ہو گئی ہو' وہ ایک لمحے کو لڑکھڑایا' پھر برق رفتاری سے گاڑی میں بیٹھ گیا' ٹوٹو نے فوری طور پر سپاہی کی توجہ دوسری جانب مبذول کر دی اور شنکر اتنی دیر میں انجن سٹارٹ کر کے گاڑی ہوٹل سے باہر نکال لے گیا' ٹوٹو کے ہونٹوں پر بڑی سفاک مسکراہٹ کھیل رہی تھی .... اس نے دوبارہ گاڑی کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

"کیا ہوا ...." روپا نے شنکر کے چہرے پر پھیلنے والے کرب کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم لڑکھڑائے کیوں تھے۔"

"تم نے گاڑی میں بیٹھنے کے لئے میرا ہاتھ چھوڑ دیا تھا' اسی سے کسی پولیس والے کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور اس .... کی گولی نے میرے بائیں پیر کی پنڈلی ادھیڑ کر رکھ دی ہے ...." شنکر نے گاڑی کی اسپیڈ تیز کرتے ہوئے کہا' اس کی نظریں بار بار عقبی شیشے کی جانب اٹھ رہی تھیں لیکن اسے جلد ہی اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا تھا۔

"گاڑی کسی ویرانے کی طرف لے چلو تاکہ میں تمہارے زخم پر پٹی کر دوں۔" روپا نے سپاٹ آواز میں کہا " خون زیادہ بہہ جانے کی صورت میں تمہاری حالت خراب بھی ہو سکتی ہے۔"

"تم چنتا نہ کرو روپا رانی .... شنکر اپنے زخم پر پٹی باندھنے سے پہلے اپنے دشمن کے خون سے اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کرے گا' گنگولی کے گندے شریر کو گولیوں سے چھلنی کرنے کے بعد ہی مجھے چین نصیب ہو گا' شنکر نے خونخوار لہجے میں جواب دیا پھر ایکسیلیٹر پر اس کے پیر کا دباؤ اور بڑھ گیا۔

"تم چاہو تو روپا اس پاپی کا کریا کرم کر سکتی ہے۔"

"نہیں ...." شنکر نے تیزی سے کہا "ہاتھی مرنے کے بعد بھی سوا لاکھ کا ہوتا ہے' گنگولی میرا شکار ہے اسے میں اپنے ہاتھوں سے ٹھکانے لگاؤں گا۔"

"فیصل کے بارے میں اب تمہارے من میں کوئی کھوٹ تو نہیں ہے

................؟" روپا نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"میرے زخموں پر نمک نہ چھڑک روپا .... مجھے شانتی سے رہنے دے۔" شنکر نے ہاتھ ملتے ہوئے جواب دیا پھر اپنا نچلا ہونٹ کاٹنے لگا ....!!



گنگولی نہایت سکون سے ایک صوفے پر نیم دراز اپنے پسندیدہ مشروب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا جب فون کی گھنٹی بجی اور اس نے جلدی سے لپک کر ریسیور اٹھا لیا اس کے چہرے پر یک لخت سنجیدگی طاری ہو گئی تھی۔

"ہیلو ...." اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں نمبر دو بول رہا ہوں" دوسری جانب سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"پولیس کی بھاری تعداد نے اچانک ہوٹل کو گھیرے میں لے کر کارروائی شروع کر دی ہے۔ نمبر ایک نے ایک پارٹی کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ مار دیا گیا۔"

"مالک کا کیا بنا ....؟" گنگولی نے تیزی سے دریافت کیا۔ "کیا پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ہے؟"

"میں پورے وشواس سے کچھ نہیں کہہ سکتا .... تھرڈ فلور پر پولیس کے مسلح افراد ٹڈی دل کی طرح پھیلے ہوئے ہیں' کوئی پرندہ بھی ادھر پر نہیں مار سکتا' ڈی آئی جی اور کمشنر صاحب بھی موجود ہیں۔"

"ریڈ کتنی دیر پہلے ہوا ہے؟"

"ایک گھنٹہ پہلے کی بات ہے"

"کیا ابھی تک مالک کو نیچے نہیں لایا گیا۔" گنگولی نے شنکر کے بارے میں معلوم کیا۔

"نہیں ...." دو نمبر والے نے جواب دیا۔ "پولیس کے درمیان کچھ افراتفری نظر آ رہی ہے' حقیقت کیا ہے اس کا ابھی تک کوئی علم نہیں ہو سکا۔"

"پھر .... تم نے مجھے فون کس کارن کیا ہے۔" گنگولی نے جھلا کر سوال کیا۔

"میرے لئے اب کیا حکم ہے۔"

"مالک کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کرو .... جلدی مجھے تمہاری

دوسری کال کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔"

گنگولی نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر بے چینی سے ٹہلنا شروع کر دیا' وہ شنکر کا دست راست تھا اور سچا نمک خوار تھا' دو نمبر کی جانب سے ملنے والی رپورٹ نے اس کا سکون درہم برہم کر دیا تھا .... دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی اس بار بھی دو نمبر کی کال تھی۔

ڈی آئی جی اور کمشنر صاحب واپس جا چکے ہیں .... مالک کے بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہیں ہے لیکن آپ کے لئے ایک اہم خبر ہے۔"

"وہ کیا ...."

"وہ گاڑی جو کسی فوری آپریشن کے لئے یہاں موجود تھی اس وقت اپنی جگہ نہیں ہے .... ایک بیرے کا بیان ہے کہ اس نے ایک پولیس والے کو گاڑی کی سمت فائر کرتے دیکھا تھا لیکن گاڑی صاف بچ کر نکل گئی .... وہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ گاڑی کون ڈرائیو کر رہا تھا"

"تم وہیں ٹھہرو .... میں آ رہا ہوں۔" گنگولی نے کہا پھر وہ رابطہ منقطع کر کے تیزی سے دروازے کی جانب لپکا تھا لیکن اسی وقت ٹوٹو دروازے پر نمودار ہوا اور گنگولی کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے' ٹوٹو کے آگے آتے ہی ایک خیال بڑی سرعت سے اس کے ذہن میں ابھرا تھا کیا میرا ہوٹل براڈوے کی طرف جانا مناسب ہوگا ....؟

"نہیں ...." ٹوٹو نے گنگولی کو گھورتے ہوئے سرگوشی کی۔ "تم براڈوے نہیں جاؤ گے' تم نے شنکر کا نمک کھایا ہے' تمہیں ہر قیمت پر اسے قانون کے شکنجوں سے بچانا ہوگا' براڈوے سے گاڑی غائب ہونے کی اطلاع کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ شنکر وہاں سے پولیس کی آنکھوں پر دھول جھونک کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پولیس اس کی تلاش میں ایک بار پھر ادھر کا رخ کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس مکان سے پولیس کو کوئی ایسا ثبوت مل جائے جو شنکر کو پھانسی کے پھندے تک لے جائے .... مکان کی قیمت زندگی سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتی 'تمہیں اس مکان کو آگ لگا دینی چاہئے .... پیٹرول چھڑک کر اسے جلا کر بھسم کر دو ...."

"یہ .... یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔" گنگولی نے چونکتے ہوئے خود سے سوال کیا۔ "میں اس عالی شان کوٹھی کو بھلا کس طرح نذر آتش کر سکتا ہوں .... نہیں .... نہیں' .... شاید میرا ذہن کام نہیں کر رہا ہے مجھے ایسا نہیں

سوچنا چاہئے ...."

"گنگولی ...." ٹوٹو نے اسے بدستور گھورتے ہوئے سحر آلود لہجے میں کہا "تجھے مکان کو آگ لگانی ہے .... اسی میں شنکر کی بہتری ہے وقت کی قدر کرو' وقت گزر جائے تو پچھتاووں کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا' تمہیں علم ہے کہ شنکر آڑے وقتوں کی خاطر گیراج سے ملحق اسٹور میں پیٹرول کا ذخیرہ رکھتا ہے' وہ آڑا وقت تمہارے سر پر آ گیا ہے' جلدی کرو گنگولی' پیٹرول کے تمام ڈبے اٹھا لاؤ انہیں شنکر کی خواب گاہ' ڈرائنگ روم اور اسٹڈی میں چھڑکو اور ماچس دکھا دو .... شنکر کی گرفتاری کی صورت میں آگ کے شعلے بھڑک کر تمہارے دامن تک بھی پہنچ سکتے ہیں' مکتی چاہتے ہو تو سمے مت برباد کرو .... پولیس کسی لمحے بھی یہاں پہنچ سکتی ہے' ایک بار کوئی قانون کے ہاتھ آ گیا تو پھر سارا کھیل چوپٹ ہو جائے گا ...."

"ہاں .... ہاں .... یہ ٹھیک ہے' مجھے سارے ثبوت جلا کر راکھ کر دینے چاہئیں" گنگولی نے کہا پھر وہ گیراج کی سمت لپکا جہاں پیٹرول کے فاضل ڈبے موجود تھے' اس نے بہت تیزی کا مظاہرہ کیا' شنکر کی خواب گاہ ڈرائنگ روم اور اسٹڈی کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی پیٹرول وافر مقدار میں چھڑکا پھر ایک محفوظ مقام پر کھڑے ہو کر ماچس جلائی اور جلتا ہوا تنکا پیٹرول کی سمت اچھال دیا' اچانک شعلے لپکے اور پل بھر میں عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا' گنگولی آہستہ آہستہ کوٹھی سے باہر کی جانب نکل رہا تھا' اس کی آنکھیں بڑی حیرت سے شنکر کی شاندار کوٹھی کے قیمتی سازوسامان کو جلتا دیکھ رہی تھیں اور ٹوٹو خوشی سے قہقہے بلند کر رہا تھا' مسرت سے ناچ رہا تھا' اس نے شنکر کے اطراف اپنی پراسرار لازوال قوتوں کا گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا تھا' اس نے شنکر کو کیفرکردار تک پہنچانے کی خاطر جو منصوبہ تیار کیا تھا اس کی ابتداء ہو چکی تھی۔

گنگولی کو جب شعلوں کی تپش نے پریشان کیا تو وہ کوٹھی سے نکل کر باہر لان پر آ گیا' اسی لمحے شنکر گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا پھاٹک سے اندر داخل ہوا' وہ وحشت زدہ نظروں سے اپنی شاندار عمارت کو بھیانک شعلوں کی لپیٹ میں دیکھ رہا تھا پھر وہ سیٹ کے نیچے سے خودکار رائفل نکال کر گاڑی سے نیچے آ گیا' روپا پہلے ہی نیچے اتر چکی تھی' بھڑکتے شعلوں کا عکس اس کی آنکھوں میں رقص کر رہا تھا' اگر وہ روپا ہوتی تو شاید شنکر کے نقصان پر دھاڑیں مار مار کر چلانا شروع کر دیتی لیکن وہ ترشولی کی بے چین روح تھی جو شنکر کی بربادی پر خوش ہو رہی تھی پھر اسی نے شنکر کی توجہ گنگولی کی طرف مبذول کرائی جو روش سے تھوڑے فاصلے پر

لان پر کھڑا عمارت کو جلتے دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر دیوانگی طاری تھی شاید اب اسے اپنی غلطی اور حماقت کا احساس ہو رہا تھا۔

"گنگولی ...." شنکر نے اسے سفاک آواز میں للکارا اس کے ساتھ ہی اس نے رائفل کا رخ بھی اس کی جانب تان لیا تھا۔

"مالک ...." گنگولی نے شنکر کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ "بھگوان کی دیا ہے کہ تم زندہ ہو۔"

"مکان کو آگ کس نے لگائی ہے؟" شنکر نے غراتے ہوئے سوال کیا' اس کی بائیں پنڈلی سے خون بدستور رس رس کر اس کے لباس کو خون آلود کر رہا تھا' ٹوٹو اچانک شنکر کے قریب نمودار ہو کر اسے حقارت بھری نظروں سے گھور رہا تھا۔

"مالک .... وہ .... مم میں نے تمہارے خلاف ثبوت مٹانے کی خاطر................"

"یہ جھوٹا ہے شنکر ...." روپا نے نفرت سے کہا۔ "یہ تمہیں تباہ کر دینے کا خواہش مند ہے۔"

گنگولی نے شنکر کے چہرے پر نہ جانے کون سی خطرناک علامت پڑھ لی تھی جو اس کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے پھر اس نے پلٹ کر موت کے بھیانک تصور سے فرار حاصل کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ شنکر نے دو برسٹ مارے اور گنگولی کے جسم سے خون کے ان گنت فوارے ابل پڑے .... "مم .... مما .... ما .... لک" اس نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے ہچکولے لیتے ہوئے کہا پھر شنکر کو پھٹی پھٹی نظروں سے گھورتا ہوا لان پر ڈھیر ہو گیا۔

شنکر کی اپنی حالت بھی غیر ہو رہی تھی' خون زیادہ مقدار میں بہہ جانے کی وجہ سے اس کو بڑی شدت سے کمزوری محسوس ہو رہی تھی دو برسٹ چلانے کے بعد اس کی نگاہوں کے سامنے بھی اندھیرا پھیلنے لگا تھا' اس نے خود کو سنبھالنے کی خاطر کار سے ٹیک لگا لی لیکن غنودگی بڑی سرعت سے اس کے احساس کو شل کر رہی تھی' پہلے رائفل اس کے ہاتھ سے چھوٹی پھر وہ کار کے سہارے ہی زمین پر بیٹھتا چلا گیا' اس کی پلکیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھیں اور بے ہوشی کا غلبہ تیزی سے طاری ہو رہا تھا ....!

○

آپریشن تھیٹر میں پہنچنے کے بعد فیصل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' ٹوٹو اور ترشولی روپا کے روپ میں اس کے قریب موجود تھے لیکن تھیٹر کے ماحول نے اس کے اعصاب میں تناؤ پیدا کر دیا تھا۔

"پرنس ...." روپا نے ترشولی کی آواز میں کہا۔ "میں تمہارے چہرے پر پریشانی کے بادل منڈلاتے دیکھ رہی ہوں' کاش میرے اختیار میں ہوتا اور میں تمہارے کسی کام آ سکتی۔"

"ہمت سے کام لو ...." ٹوٹو نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "خدا نے چاہا تو تمہارا آپریشن کامیاب ہو گا اور تم اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہو سکو گے۔"

"شنکر کا کیا بنا ...." فیصل نے ٹوٹو سے دریافت کیا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو .... وہ بہت جلد اپنے عبرتناک انجام کو پہنچنے والا ہے' میں نے اس کی بربادی کی ابتداء کر دی ہے۔" ٹوٹو نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ "اس وقت وہ اپنے ملازم کے کوارٹر میں بے ہوش پڑا ہے' اس کی جس ٹانگ میں گولی لگی تھی وہ ابھی تک اسی حالت میں ہے' ایک دو روز اگر وہ اسی کیفیت سے دوچار رہا تو زہر پھیلنے کے امکانات زیادہ روشن ہو جائیں گے اور پھر................"

"نہیں ...." فیصل نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "اس کی بربادی کا تماشہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھنا پسند کروں گا' میرے آپریشن تک تمہیں ہر حال میں زندہ رکھنا ہو گا .... البتہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اسے اس کی پراسرار اور گندی قوتوں سے محروم کر دو' اس کی بے بسی اور بربادی کا تماشہ میرے لئے دلچسپ ثابت ہو گا .... وہ بدکردار کسی رحم کا مستحق نہیں ہے۔"

"جو تم چاہو گے وہی ہو گا پرنس لیکن اس وقت اپنے ذہن پر کوئی بوجھ مت ڈالو' تمہیں سکون اور آرام کی ضرورت ہے۔"

ترشولی کی بے چین نگاہیں بھی فیصل کے چہرے پر منڈلا رہی تھیں پھر ایک نرس نے قریب آ کر کوئی انجکشن دیا تو فیصل کے ذہن پر نیند کا خمار طاری ہونے لگا اس کے بعد جب بڑے ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کرنے کے عمل سے گزارا تو اس کا ذہن تمام تفکرات سے یکسر آزاد ہو گیا' وہ خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا' یوں لگ رہا تھا جیسے وہ بادلوں کے درمیان پرواز کر رہا ہو۔ اس کی آنکھوں کے دریچے بند ہو چکے تھے' اودے اودے بادلوں کے

درمیان وہ ایک عجیب فرحت بخش تازگی اور مسرت محسوس کر رہا تھا پھر ان بادلوں کے درمیان سے ایک بزرگ کا ہیولا نمودار ہوا جو بتدریج واضح ہوتا چلا گیا' فیصل کی نگاہیں بزرگ کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھیں' وہ شکل جانی پہچانی لگ رہی تھی۔

"اتنے غور سے کیا دیکھ رہے ہو فیصل میاں' کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا۔" بزرگ کے لب و لہجے میں شفقت بزرگی اور محبت کا سمندر موجزن تھا۔ "میرا نام زاہد ناصر ہے' میں تمہارا پرداوا ہوں۔"

"بڑے میاں کا آستانہ ...." فیصل نے اپنے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا "اس رحم دل سفید ریش بزرگ نے مجھے یہی بتایا تھا لیکن پھر انہوں نے مجھ سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔"

"ان کا تعلق جنات کے قبیلے سے ہے' میری فرمائش پر وہ تمہاری دیکھ بھال کر رہے تھے لیکن جب تم نے سیدھا راستہ ترک کیا تو تم سے علیحدہ ہو گئے۔" بزرگ نے بڑے پیار سے کہا۔ "کیا تمہیں وہ نسوانی پرچھائیں یاد ہے جس نے بعد میں ر موقعوں پر تمہاری مدد کی تھی۔"

"ہاں .... دھوئیں کا وہ کپکپاتا اور لہراتا ہیولا آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اس نے کہا تھا کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی مقدس رشتہ قائم ہے کون تھی وہ ؟ "فیصل نے پرتجسس انداز میں ہی دریافت کیا۔

"وہ انہی سفید ریش بزرگ کی بیٹی ہے .... عاشی .... میں نے اس وقت اس کا علاج کیا تھا جب وہ چھوٹی تھی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کر دیا تھا ...." بزرگ نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں نے اسے بیٹی بنایا تھا اور اس رشتے سے وہ تمہاری عزیزہ بھی ہوتی ہے۔"

"میرے محترم ...." فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "آپ کی عنایتیں مجھ پر بے شمار ہیں لیکن کیا آپ میری ایک درخواست پوری کر سکیں گے"۔

"مجھے علم ہے میرے بچے' تم مجھ سے اسی سفید دانوں والی تسبیح کی فرمائش کرو گے جو مجذوب نے تمہیں دی تھی۔" بزرگ نے فیصل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "وہ جو دنیا کو ترک کر دیتے ہیں اور اس کے عشق میں ڈوب جاتے ہیں انسانی سوچ سے بہت بلند ہو جاتے ہیں' دنیا کے ہنگاموں میں کچھ نہیں رکھا' یہاں شیطان ہمیں قدم قدم پر بہکاتا رہتا ہے میں تم سے یہی کہنے کے لئے آیا ہوں' سب کچھ بھول کر اس کی ذات سے لو لگا لو' سجدوں

میں انسان کی عظمت کا راز پنہاں ہے' دوسروں کی انگلی پکڑ کر چلنا چھوڑ دو' اپنے قدموں پر کھڑا ہونا سیکھو' زلف دراز کر لو تو تاریکیاں خود بخود چھٹتی چلی جائیں گی' کسی آستانے سے خود کو وابستہ کر لو اور .... وہ معصوم روحیں جو سکون کی تلاش میں بھٹک رہی ہیں انہیں زمین کے حوالے کر دو' وہ زمین کی امانت ہیں انہیں دنیا کے ہنگاموں میں زیادہ ملوث نہ کرو۔"

"آپ کا اشارہ شاید ٹوٹو کی جانب ہے۔" فیصل نے نرمی سے دریافت کیا پھر کچھ سوچ کر کہا۔ "میں نے اسے بہت کچھ کھونے کے بعد پایا ہے۔"

"خیال ہے تمہارا" بزرگ نے مسکرا کر کہا۔ "اس کی مرضی کے بغیر ایک حقیر ذرہ بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا' سود و زیاں کا چکر انسان کو اس کے راستے سے گمراہ کر دیتا ہے .... ٹوٹو کو تم نے نہیں پایا' میرے دوست سفید ریش بزرگ نے ایک خاص وقت تک لئے اسے تمہارے تابع کر دیا ہے لیکن میری خواہش ہے کہ تم اسے آزاد کر دو .... "ریش دراز کر لو' اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرو' اس کے دربار سے اپنی مغفرت اور اس کے کرم کی بھیک مانگو .... اپنے آپ کو گم کر دو تو سب کچھ پا لو گے۔ حق اللہ .... حق اللہ .... حق اللہ۔"

بزرگ نے تین بار حق اللہ کا نعرہ بلند کیا پھر بادلوں میں ڈوب گئے۔

"نہیں میرے محترم نہیں ...." فیصل نے بزرگ کو آواز دی۔ "مجھے یوں چھوڑ کر نہ جائیے' مجھے آپ کی رہبری اور آپ کے سائے کی ضرورت ہے' میرا ہاتھ تھام کر مجھے صحیح راستے پر لگا دیجئے ...."

فیصل بار بار بزرگ کو آوازیں دیتا رہا' وہ اپنے وجود کے اندر ایک ہلچل سی محسوس کر رہا تھا' ایک عجیب کرب سے دوچار تھا' اسے یوں محسوس کر رہا تھا' ایک عجیب کرب سے دوچار تھا' اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک حقیر تنکے کی مانند سمندر کی بپھری ہوئی موجوں پر ہچکولے کھا رہا ہو پھر سفید بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا جس نے آگے بڑھ کر اس کے وجود کو اپنے نرم اور ٹھنڈے حصار میں لے لیا۔

فیصل کا ذہن ایک بار پھر غنودگی کے عالم میں ڈوبتا چلا گیا......



شنکر نے کروٹ لینے کوشش کی تو تڑپ کر رہ گیا' اس کا پورا جسم کسی پھوڑے کی مانند دکھ رہا تھا اور بائیں ٹانگ نے تو اس انداز میں حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا جیسے وہ پتھر کی بن گئی ہو' اسے اپنا وجود بھی ایک بوجھ محسوس ہو رہا تھا' حلق میں پیاس کی شدت سے کانٹے پڑ رہے تھے' ذہن پر اس درجہ غنودگی کی کیفیت طاری تھی کہ وہ پوری طرح آنکھ کھولنے سے بھی قاصر تھا۔ اس کا پورا جسم دہکتے انگارے کی مانند تپ رہا تھا شاید وہ شدید بخار میں مبتلا تھا۔

کچھ دیر تک وہ پلکوں کے درمیان ہلکی سی جھری کئے سوچتا رہا پھر اسے یاد آنے لگا' وہ ہوٹل براڈوے سے روپا کے ساتھ پولیس کا گھیرا توڑ کر فرار ہو رہا تھا' گاڑی میں بیٹھتے وقت روپا نے ایک لمحے کو اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اور وہی ایک لمحہ اس پر قیامت بن گیا تھا کسی پولیس مین کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔ پھر ایک سنسناتی ہوئی گولی اس کی بائیں پنڈلی میں گرم سلاخ بن کر اتر گئی تھی' چوٹ گرم تھی اس لئے شنکر کو فوری طور پر تکلیف کا احساس نہیں ہوا تھا' روپا نے اسے گنگولی کی غداری کی کہانی سنائی تھی چنانچہ انتقام کی آگ نے اس کو پنڈلی کے زخم سے بے نیاز کر دیا تھا' وہ آندھی اور طوفان کی مانند گاڑی اڑاتا ہوا اپنی کوٹھی تک پہنچا تھا لیکن اسے دیر ہو چکی تھی' اس کی حسین اور عالیشان کوٹھی پوری طرح آگ کے خطرناک شعلوں کی لپیٹ میں تھی اور گنگولی لان میں کھڑا اسے جلتا دیکھ رہا تھا' روپا نے اس کی توجہ گنگولی کی طرف دلائی تھی اور اس نے گنگولی کے وجود کو خود کار رائفل کے دو برسٹ مار کر پوری طرح چھلنی کر دیا تھا پھر اس کے ذہن پر بھی بے ہوشی طاری ہونے لگی تھی' شنکر کو پہلی بار احساس ہوا تھا کہ پنڈلی سے خون زیادہ مقدار میں نکل جانے کے بعد وہ کمزوری کا شکار ہو رہا ہے لیکن وہ اپنی کیفیت پر قابو نہیں پا سکا تھا' اس کا ذہن اور سوچنے سمجھنے کی تمام قوتیں گھپ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی تھیں اور اس وقت وہ ایک نیم روشن کمرے میں کسی سخت سی چیز پر بے سدھ پڑا تھا' وہ کہاں تھا اور کس طرح اس کمرے تک پہنچا تھا اسے کچھ یاد نہیں تھا۔

"سرکار۔۔۔۔۔ آنکھیں کھولو سرکار ۔۔۔۔۔۔" شنکر کے کانوں میں ایک مانوس سی آواز گونجی۔ "ہے رام ۔۔۔۔۔۔ اب میں کیا کروں۔" کوئی اسے مدہم لہجے میں مخاطب کر رہا تھا' وہ آواز کے بارے میں غور کرتا رہا پھر اسے یاد آگیا وہ آواز اس کے ملازم ہری رام کی تھی لیکن۔۔۔۔۔۔

"سرکار' بھگوان کے لئے اب تو ہوش میں آ جاؤ۔۔۔۔۔۔ اپنے سیوک کو بتاؤ کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔۔۔"

"ہر۔۔۔۔۔۔ رر۔۔۔۔۔۔ ری۔۔۔۔۔۔ رام" شنکر نے آنکھیں کھول کر دیکھا' ہری رام اس کے قریب ہی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

"سس ۔۔۔۔ سرکار۔" ہری رام کی آواز خوشی سے کانپنے لگی۔ "بھگوان کی بڑی کرپا کہ تم ہوش میں آگئے۔۔۔۔۔۔"

"مم۔۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔ کہاں ہوں؟" اس نے ہری رام کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"میں آپ کو اپنے کوارٹر میں اٹھالایا تھا سرکار.............." ہری رام نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "پولیس کے شکاری کتے گلی کوچوں میں آپ کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں.............. آپ چوبیس گھنٹے سے زیادہ بے ہوش ہیں سرکار۔"

"پپ.............. پپ.............. نی۔" شنکر نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ پھر پانی کے دو گلاس حلق کے نیچے اتار لینے کے بعد ہی وہ اس قابل ہوا تھا کہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں گفتگو کر سکتا۔ "ہری رام.......... میں شاید بخار سے تپ رہا ہوں.......... کیا تمہارے پاس بخار اتارنے کی کوئی گولی نہیں ہو گی.........."

"آپ کا حکم ہو تو لپک کر ڈاکٹر کو پکڑ لاؤں سرکار؟" ہری رام بولا۔ "آپ کے پیر کا زخم بھی خراب ہو رہا ہے۔"

"ڈاکٹر.............." شنکر نے سوچا' اسے فوری طور پر کسی ڈاکٹر کی ضرورت تھی لیکن کیا ایسی حالت میں جبکہ شہر بھر کی پولیس اس کی تلاش میں تھی وہ کسی ڈاکٹر پر بھروسہ کر سکتا تھا۔

"آپ کوئی چنتا نہ کریں سرکار۔" ہری رام نے بڑی رازداری سے کہا۔ "پڑوس کا ڈاکٹر اپنے بھروسے کا ہے......... چار پیسے اس کی مٹھی میں زیادہ رکھ دیں گے تو اس کی زبان تالو سے چپک کر رہ جائے گی.........."

"کوارٹر میں تمہارے علاوہ اور کوئی ہے؟" شنکر نے پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں ہے سرکار............ آپ پریشان نہ ہوں' جب تک سیوک زندہ ہے آپ پر کوئی آنچ نہیں آنے دے گا۔"

"میری بات دھیان سے سنو......... تم جا کر ڈاکٹر پرکاش کو بلا لاؤ۔ میں اس پر وشواس کر سکتا ہوں۔"

ہری رام نے اثبات میں سر کو جنبش دی لیکن ٹھیک اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اور شنکر کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا' ہری رام نے کمرے کے دروازے کو آہستہ سے بھیڑ دیا پھر باہر چلا گیا' دو منٹ بعد جب وہ واپس لوٹا تو تنہا نہیں تھا' شنکر نے خلاف توقع ڈاکٹر پرکاش کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن پھر اس نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر................ تمہیں میرے بارے میں کس نے اطلاع دی تھی؟"

"کیوں کیا تم نے مجھے فون نہیں کرایا تھا؟"

"نہیں............"

"حیرت ہے................" ڈاکٹر پرکاش نے تعجب سے کہا۔ "بہرحال' وہ جو کوئی بھی تھا اس نے مجھے تمہارے بارے میں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا تھا' اسی لئے میں ایمبولینس اور اپنے بھروسے کے دو آدمی بھی ساتھ لایا ہوں' تم اب کوئی فکر نہ کرو۔" ڈاکٹر نے شنکر کے پنڈلی کے زخم کا معائنہ کیا پھر تشویش سے بولا۔ "مجھے فوری طور پر تمہارا آپریشن کرنا پڑے گا' ٹھہرو.............. میں اپنے آدمیوں کو بلاتا ہوں۔"

"ڈاکٹر........... کیا تم مجھے..........."

"ہاں..........." پرکاش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "تمہارا اسپتال چلنا ضروری ہے' ڈونٹ وری' میں نے یہاں آنے سے پیشتر ہی تمہارے لئے اسپتال کی پچھلی سمت ایک پرائیوٹ روم مخصوص کر دیا تھا۔"

"لیکن پولیس.........."

"اس کی بھی چنتا چھوڑ دو .... کچھ تعلقات میں نے بھی بنا رکھے ہیں پولیس افسروں سے۔" پرکاش نے مسکرا کر جواب دیا پھر تیزی سے اپنے آدمیوں کو بلانے کی خاطر کمرے سے باہر چلا گیا.......... آدھے گھنٹے بعد ہی شنکر' پرکاش کلینک کے آپریشن تھیٹر میں موجود تھا جہاں ٹوٹو پہلے سے موجود تھا' ایک ریوالونگ چیئر پر آرام سے بیٹھا وہ شنکر کو

بڑی خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا' ایک دوبار اس نے پرکاش کو بھی تیکھی نظروں سے دیکھا تھا۔

شنکر کے چہرے پر کرب اور تشویش کے گہرے تاثرات موجود تھے' اس کا ذہن اس وقت بھی اس نامعلوم شخص کے بارے میں غور کر رہا تھا جس نے ڈاکٹر پرکاش کو اس کے بارے میں مطلع کیا تھا' اگر وہ اپنا ہی کوئی آدمی تھا تو کھل کر سامنے کیوں نہیں آیا تھا اور اگر اس کا تعلق دشمنوں سے تھا تو اس نے ڈاکٹر کو اطلاع دینے کی زحمت کیوں گوارا کی تھی؟

ڈاکٹر پرکاش لباس تبدیل کر کے تھیٹر میں داخل ہوا تو اس کے ماتحت پوری طرح مستعد تھے' ٹوٹو نے پرکاش کی سمت پوری توجہ سے گھورتے ہوئے کہا۔ "شنکر کا زخم اندر ہی اندر پھپھوندی کی شکل میں پھیل چکا ہے' تمہیں اس کی زندگی بچانے کی خاطر اس کی ٹانگ کو گھٹنے کے قریب سے کاٹنا ہو گا................"

"ہو سکتا ہے مجھے بحالت مجبوری ایسا ہی کرنا پڑے لیکن میں یہ بات آپریشن سے پیشتر کیوں سوچ رہا ہوں۔" ڈاکٹر پرکاش نے اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال سے چونک کر سوچا۔ "یہ بھی ممکن ہے کہ زخم کی صفائی کے بعد اور اندرونی کیفیت دیکھنے کے بعد................"

"نہیں ...." ٹوٹو کا لہجہ سفاک ہو گیا۔ "حالات خواہ کچھ ہوں تمہیں ہر قیمت پر اسے ٹانگ سے محروم کرنا ہو گا۔"

"آپ کیا سوچ رہے ہیں ڈاکٹر................" پرکاش کے ساتھی سرجن نے کہا۔

"کک .... کچھ نہیں................ آئی ایم ریڈی۔" پرکاش نے تیزی سے کہا پھر اس نے نرس کو اشارہ کیا جو انجکشن لئے تیار کھڑی تھی۔

"پرکاش................" شنکر نے مدھم آواز میں اسے مخاطب کیا۔ "تم کیول ڈاکٹر ہی نہیں میرے متر بھی ہو۔"

"ریلیکس .... جسٹ ریلیکس اینڈ ٹیک اٹ ایزی۔" پرکاش نے شنکر کے بازو کو آہستہ سے تھپتھپاتے ہوئے کہا پھر نرس نے شنکر کو انجکشن لگایا تو ٹوٹو کے چہرے پر ایک خوفناک مسکراہٹ ابھر کر گہری ہوتی چلی گئی۔

"یہ انجکشن تمہارے جنتر منتر اور تمام کالی قوتوں کیلئے زہر قاتل سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہو گا۔" ٹوٹو نے شنکر کو حقارت سے گھورتے ہوئے انتہائی نفرت سے کہا۔ "تم جب ہوش میں آؤ گے تو صرف اپنی ایک ٹانگ ہی سے نہیں اپنی تمام پراسرار اور گندی

قوتوں سے بھی محروم ہو چکے ہو گے۔"

شنکر کے ذہن میں اضطراب کی لہریں بجلی بن کر کوندنے لگیں' اس نے ڈاکٹر پرکاش کی جانب تشویش بھرے انداز میں دیکھا شاید وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے ٹوٹو نے اشارہ کیا اور شنکر کی پشت پر کھڑے ہوئے ڈاکٹر نے اسے بے ہوش کرنے کی خاطر اپنا عمل تیزی سے شروع کر دیا' شنکر ایک ثانئے تک پرکاش کو پھٹی پھٹی نظروں سے دیکھتا رہا' اس کی نگاہوں میں حسرتیں تڑپ رہی تھیں لیکن وہ زبان سے اپنی الجھن کا اظہار نہ کر سکا' ٹوٹو نے اپنی لازوال قوت سے اس کے اعصاب کو پوری طرح جکڑ دیا تھا پھر شنکر کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئیں' ایک منٹ بعد ہی وہ بے ہوشی کی کیفیتوں سے دو چار ہو کر ذہنی طور پر مفلوج ہوتا جا رہا تھا.................!!

○

ڈی آئی جی کے کمرے کے باہر سرخ لائٹ جل رہی تھی کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی' راہداری میں مسلح پولیس کا دستہ بہت چاق و چوبند نظر آ رہا تھا اور اندر پولیس کے چار بڑے آفیسر ڈی آئی جی کے ساتھ سر جوڑے بیٹھے تھے' براڈوے ہوٹل سے شنکر کے فرار کے مسئلے نے پولیس کی ساری مشینری کو ہلا کر رکھ دیا تھا' اگر شنکر پولیس مقابلے کے بعد دو چار پولیس والوں کو گولی مار کر فرار ہوا ہوتا تو اور بات تھی لیکن وہ پوری طرح پولیس کے چنگل میں پھنس چکا تھا' ایک پولیس انسپکٹر اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانے کو بالکل تیار تھا لیکن پھر جو کچھ ہوا اس نے سب ہی کو مبہوت کر دیا تھا' شنکر اپنی جگہ ہاتھ اٹھائے اٹھائے اس طرح غائب ہو گیا تھا کہ یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ اسے زمین نگل گئی ہے یا آسمان...... اگر کمشنر وہاں بنفس نفیس موجود نہ ہوتا تو شاید وہ بھی شنکر کی اچانک گمشدگی پر کبھی یقین نہ کرتا۔ اس وقت کمشنر کا ایک نمائندہ بھی پولیس افسروں کے درمیان موجود تھا جہاں شنکر کی گرفتاری کا مسئلہ زیر غور تھا۔

ٹوٹو سب سے الگ تھلگ ایک کرسی پر بیٹھا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔

"سب سے پہلے میں آپ لوگوں سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا شنکر کے سلسلے میں آپ حضرات کو کوئی سراغ ملا ہے؟"

"جی نہیں................" سب ہی نے تقریباً یک زبان ہو کر جواب دیا "بہرحال' ہماری طرف سے کوششیں بدستور جاری ہیں۔"

"مسٹر سنہا۔" ڈی آئی جی نے ایک سینئر ایس پی کو مخاطب کیا۔ "حالات کی تفصیل آپ کے علم میں بھی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے' مجرم کو گرفتار کرنے کی خاطر ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے؟"

"لوہے کو ہمیشہ لوہا ہی کاٹ سکتا ہے سر۔" ایس پی سنہا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگر یہ خیال درست ہے کہ مجرم کالے علم کا ماہر ہے اور اسی علم کے زور سے پولیس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو پھر ہمیں بھی کسی ایسے پنڈت یا پجاری کی خدمات حاصل کرنی ہوں گی جو مجرم کے جنتر منتر کا توڑ کر سکے' اس کے بغیر مجرم کی نشاندہی مشکل نظر آتی ہے۔"

"جو کچھ ہوا ہے وہ ناقابل یقین ہے لیکن میں نے اور کمشنر نے اس چمتکار کو اپنی نظروں سے دیکھا ہے۔"

"سر................" ایس پی کشور نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "دنیا میں آج بھی ایسے شمار ناقابل یقین واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی لیکن ان معموں کا کوئی نہ کوئی حل بھی ضرور ہوتا ہے' میرا مشورہ ہے کہ مجرم کی تصویر کو اخبارات میں چھپوا دینا چاہئے اور اس کی گرفتاری پر پولیس ڈپارٹمنٹ کی طرف سے ایک معقول رقم بطور انعام دیئے جانے کا اعلان بھی ہونا چاہئے۔"

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر کشور؟" ایس پی نریندر نے مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "کیا تصویر اور انعام کی رقم میں کوئی ایسی کشش ہو گی جو مجرم کو سامنے آنے پر مجبور کر دے گی؟ میرا مطلب ہے کہ اگر وہ سفلی یا کالے علم کا ماہر ہے تو اتنی شرافت سے پولیس کی نظروں میں نہیں آجائے گا................"

"آپ اس کیس کے اہم نکتے کو فراموش کر رہے ہیں مسٹر نریندر۔" ایس پی کشور نے تیزی سے کہا۔ "ہمارے ایک پولیس مین نے براڈوے سے فرار ہوتے ہوئے ایک ایسے شخص پر گولی چلائی تھی جس کا حلیہ اور قدو قامت شنکر سے ملتا جلتا ہے' جائے واردات پر خون کے دھبوں کا پایا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ شخص پولیس کی گولی سے زخمی ہوا ہے................ اگر وہ مجرم نہ ہوتا تو کسی قریبی تھانے میں پولیس کی جانب سے کی جانے والی فائرنگ کی رپورٹ ضرور درج کراتا لیکن میری معلومات کے مطابق اس حلقے کے

کسی تھانے میں ابھی تک ایسی کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی گئی جو اس شبے کی تصدیق کرتی ہے کہ فرار ہونے ہونے والا شخص ہمارا مطلوبہ مجرم ہی ہو سکتا ہے اور اگر یہ خیال درست ہے تو پھر اسے اپنے زخم کے علاج کی خاطر اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہونا بھی لازم ہے' بصورت دیگر کم از کم وہ ڈاکٹر جس نے مجرم کی مرہم پٹی کی ہو گی اس بات کی گواہی ضرور دے سکتا ہے کہ ...."

"میں آپ کا مقصد سمجھ رہا ہوں۔" ڈی آئی جی نے ایس پی کشور سے کہا۔ "آپ کی دلیل میں وزن ہے لیکن مجرم کی تصویر کی اشاعت اسے چوکنا بھی کر سکتی ہے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ہمیں ایک بار پھر اپنے علاقے کے تمام سرکاری اور نجی اسپتالوں کی چھان بین کر لینی چاہئے تفتیش کے دوران ہوٹلوں اور ایسے ٹھکانوں کو بھی کھنگالنا ہو گا جہاں مجرم کے قیام کے امکانات ہو سکتے ہیں۔"

"ایک بات ابھی تک الجھن کا سبب بنی ہوئی ہے سر۔" ایس پی راجن نے کہا۔ "براڈوے سے مجرم کے فرار کے فوراً ہی بعد اس کی کوٹھی کو آگ لگنے کی واردات کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اگر وہ کالے علم کا ماہر تھا تو اس کے لئے سب سے بہترین پناہ گاہ اس کی اپنی کوٹھی ہی ہو سکتی تھی جہاں وہ مرہم پٹی کے بعد بھی پولیس کی دسترس سے محفوظ رہ سکتا تھا۔"

"ہو سکتا ہے کہ مجرم نے پولیس کو غلط راستے پر ڈالنے کی خاطر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی کوٹھی کو پھونک ڈالا ہو۔" ایس پی نریندر نے کہا۔ "عین ممکن ہے کہ اس کوٹھی میں بہت سارے ایسے ثبوت موجود رہے ہوں جو پولیس کے لئے کارآمد ثابت ہوتے اور ...."

"آپ دونوں حضرات ایک اہم بات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔" ایس پی سنہا نے نریندر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "شنکر کی کوٹھی کے لان سے ہمیں اس کے قابل اعتماد ملازم گنگولی کی لاش ملی تھی جسے کسی خودکار رائفل سے برسٹ مار کر چھلنی کر دیا گیا تھا' اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ وہ شخص کون ہو سکتا ہے جس نے گنگولی کو موت کے گھاٹ اتارا!.........؟ اگر وہ بذات خود مجرم ہی تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس نے اپنے اعتماد کے آدمی کو کیوں مارا اور اگر وہ مجرم کے علاوہ کوئی دوسرا شخص تھا تو..............."

"میرا خیال ہے کہ ہم اپنے ٹریک سے ہٹتے جا رہے ہیں۔" ڈی آئی جی نے بات کو درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ "فوری طور پر ہمیں صرف اور صرف شنکر کی جلد از جلد

گرفتاری کا مسئلہ درپیش ہے جس کے لئے اوپر سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔"

"میں مسٹر سنہا کے مشورے کے حق میں ہوں سر۔" ایس پی نریندر نے سنجیدگی سے کہا۔ "ہمیں مجرم کی گرفتاری کی خاطر سب سے پہلے کسی ایسے پنڈت یا پجاری کو تلاش کرنا ہو گا جو اس کے کالے علم کا توڑ کر سکے۔"

ٹوٹو کے ہونٹوں پر بڑی خطرناک مسکراہٹ کھیل رہی تھی' وہ تیکھی نظروں سے ایس پی نریندر کو گھور رہا تھا جو ڈاکٹر پرکاش کے نہ صرف بہترین دوستوں میں سے تھا بلکہ کسی زمانے میں اس کا کلاس فیلو بھی رہ چکا تھا' گزشتہ رات ہی اس نے گشت کے دوران پرکاش کلینک کے کمروں میں بھی جھانکا تھا اور پشت کی جانب واقع اس پرائیویٹ روم تک بھی پہنچ گیا تھا جہاں شنکر کو آپریشن کے بعد منتقل کیا گیا تھا' شنکر کو دیکھنے کے فوراً بعد اس نے کلینک ہی سے ڈاکٹر پرکاش سے فون پر رابطہ کیا تھا' ڈاکٹر پرکاش اس کی کال ملنے کے پندرہ منٹ بعد ہی کلینک پہنچ گیا تھا پھر نریندر نے پرانی دوستی کو بالائے طاق رکھ کر پچاس ہزار روپے کے عوض زبان بند رکھنے کی بات طے کی تھی اور دس ہزار روپے ایڈوانس وصول کئے تھے اس کے ساتھ ہی یہ بات طے کر لی تھی کہ پرکاش اسے چار روز کے اندر اندر اپنے کلینک سے کسی اور جگہ منتقل کر دے گا لیکن اس سے پیشتر وہ باقی چالیس ہزار کی ادائیگی بھی کر دے گا۔

"کیا آپ کسی ایسے پنڈت یا پجاری سے واقف ہیں جو ہماری مشکل حل کر دے..........؟"

"موقع غنیمت ہے نریندر..............." ٹوٹو نے جلدی سے کہا۔ "ڈی آئی جی سے حامی بھر لو' پھر چار روز بعد جب شنکر تمہارے علاقے سے دوسرے علاقے میں چلا جائے تو تم کسی بھی نقلی پنڈت کو پیش کر کے اس کے ذریعے حکومت سے منہ مانگی رقم وصول کر سکتے ہو' اس طرح شنکر بھی گرفتار ہو جائے گا اور تمہاری قلعی بھی نہیں کھلنے پائے گی' یہ بھی ممکن ہے کہ اسی بہانے تمہاری ترقی کے امکانات بھی روشن ہو جائیں۔"

"ہاں............... ٹھیک ہے۔" نریندر نے دل ہی دل میں سوچا پھر ڈی آئی جی سے بولا۔ "میں ایک پنڈ . سے واقف ہوں سر لیکن وہ ان دنوں شہر سے باہر گیا ہوا ہے' اس کی واپسی چار روز بعد ہو گی.............. ایک دو موقع پر میں پہلے بھی اس کی خدمات حاصل کر چکا ہوں' میرا خیال ہے کہ ہماری مدد کر سکتا ہے لیکن..............."

"لیکن کیا..............." ڈی آئی جی نے پوچھا۔

"جو لوگ ایسے کام جانتے ہیں وہ اس کی منہ مانگی قیمت بھی لیتے ہیں سر۔" نریندر نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے مکاری سے کہا۔ "بات اگر پنڈت پجاری کی نہ ہوتی تو میں اس پر سختی بھی کر سکتا تھا لیکن کسی سخت کارروائی کے بعد وہ ہمارا کام کھوٹا بھی کر سکتا ہے۔"

"جب گھی سیدھی انگلی سے نکل سکتا ہو تو اسے ٹیڑھا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" ڈی آئی جی نے کہا۔ "آپ پہلی فرصت میں اس پنڈت سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں اس کے پے منٹ کا مسئلہ میرے اوپر چھوڑ دیں۔"

"ٹھیک ہے سر..................." نریندر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "میں پنڈت کے آتے ہی اس سے معاملہ کی بات طے کر لوں گا۔"

"سر..................." ایس پی راجن نے ڈی آئی جی کو مخاطب کیا۔ "میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اس معاملے کو یہیں ختم کر دینا چاہئے اور اپنے اپنے طور پر تفتیش جاری رکھنی چاہئے۔"

"سر................... اگر مجرم کالے علم کا ماہر ہے اور ہماری ں سے اوجھل رہ سکتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اس وقت بھی ہمارے درمیان بیٹھا ہماری باتیں سن رہا ہو اور ایسی صورت میں ہماری کامیابی کے امکانات روشن نہیں ہو سکتے۔"

"یو آر رائٹ..................." ٹوٹو نے ڈی آئی جی کے دماغ میں داخل ہو کر کہا۔ "کیا یہ ممکن نہیں کہ اس وقت تمہارے کانفرنس روم میں جو پانچ افراد موجود ہیں ان ہی میں سے ایک شخص شنکر کے بارے میں سب کچھ جانتا ہو اور کسی ذاتی وجہ سے بڑی معصومیت سے تمہیں الو بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔"

"نہیں .... یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔" ڈی آئی جی نے دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہا "یہ ہمارے محکمے کے سینئر آفیسر ہیں، یہ بھلا میرے ساتھ دھوکا کیوں کریں گے۔"

"اسی نقد نرائن کے کارن جو تمہارے سامنے آ جائے تو آج بھی تمہاری رال ٹپکنے لگتی ہے۔"

"ہاں یہ ممکن ہے لیکن میں اپنے چاروں آفیسرز میں سے کس پر شبہ کر سکتا ہوں؟"

"چاروں کو رسیوں سے جکڑ کر الٹا لٹکا دو، جس نے بھی جو کھایا پیا ہو گا۔" ٹوٹو نے پھر اس کے دماغ کو جھنجوڑا۔

"نہیں .... میں اپنے افسروں کے خلاف اتنا سخت اقدام بغیر کسی ٹھوس

ثبوت کے نہیں کر سکتا۔"

"میں جانتا ہوں۔" ٹوٹو نے حقارت سے کہا۔ "اگر اس وقت تمہارے افسروں کی جگہ بے گناہ عوام کے آٹھ افراد ہوتے تو شاید انہیں الٹا لٹکانے کے بارے میں اب تک فیصلہ کر چکے ہوتے .... کوئی بات نہیں، میں نے اگر تمہارے ہی ہاتھوں تمہارے سینئر افسر کو ذلیل نہ کرایا تو میرا نام بھی ٹوٹو نہیں۔"

"آپ کیا سوچ رہے ہیں سر..................." ایس پی سنہا نے دریافت کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔" ڈی آئی جی نے جلدی سے کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "آپ حضرات اسی وقت سے اپنے اپنے علاقے کا سروے شروع کر دیجئے میں اب آپ لوگوں سے فون پر رابطہ رکھوں گا۔"

ڈی آئی جی کے ساتھ افسران بھی اٹھ گئے، ایس پی نریندر دل ہی دل میں اپنی کامیابی پر مسکرا رہا تھا لیکن وہ ٹوٹو سے بے خبر تھا جو اسے قہر آلود نگاہوں سے گھور رہا تھا!!

○

فیصل کا آپریشن بے حد کامیاب ثابت ہوا تھا وہ اس وقت اپنے کمرے میں پورے ہوش و حواس کے ساتھ بیٹھا جاوید اور عنبرین کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اس کے قانونی مشیر افضال احمد اور بزنس منیجر وقار حسین بھی موجود تھے۔ ٹوٹو اور روپا بھی موجود تھے لیکن وہ فیصل کے علاوہ کسی اور کو نظر نہیں آ رہے تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ آپ کا آپریشن بہت کامیاب ہوا ہے۔" عنبرین نے فیصل کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر بتا رہا تھا کہ دو روز بعد سے آپ کو چلنے پھرنے کی پریکٹس شروع کرا دی جائے گی اور مہینے بھر کے اندر اندر آپ بغیر کسی سہارے کے چلنے لگیں گے۔"

فیصل نے مسکرا کر عنبرین کا شکریہ ادا کیا، وہ بظاہر اسپتال کے کمرے میں تھا لیکن اس کے ذہن میں اس وقت بھی اپنے پردادا کے الفاظ گونج رہے تھے۔ جنہوں نے اسے زندگی گزارنے اور کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہونے کا ایک نیا گر سکھایا تھا۔

"کس سوچ میں گم ہو؟" جاوید نے اسے کرید نے کی کوشش کی۔

"تمہارے بارے میں غور کر رہا ہوں۔" فیصل نے عنبرین کو کن انکھیوں سے دیکھتے

ہوئے جاوید سے کہا۔ "تم نے میرے ساتھ دوستی کی جو انمول مثال پیش کی وہ میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہے' سوچ رہا ہوں تمہیں اس کا کیا انعام دوں؟"

"تم اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑے ہو کر زندگی کے معمولات میں حصہ لینا شروع کر دو' میرے لئے یہی سب سے بڑا انعام ہو گا۔" جاوید کے لہجے میں بے پناہ خلوص تھا۔

"لیکن میں تمہیں کوئی خوبصورت اور حسین سا ہنستا بولتا انعام دینا چاہتا ہوں۔ کیوں عنبرین تمہارا کیا مشورہ ہے؟" فیصل نے عنبرین سے دریافت کیا تو اس کے چہرے پر حیا کی سرخی پھیل کر گہری ہوتی چلی گئی وہ فیصل کا مقصد سمجھ کر شرما سی گئی تھی' کچھ دیر تک فیصل اور جاوید کے درمیان اشاروں کنایوں میں عنبرین کے بارے میں دلچسپ گفتگو ہوتی رہی پھر فیصل نے اپنے بزنس مینجر سے دریافت کیا۔

"کیوں وقار صاحب' میرے کاروبار اور عمارتوں کی تعمیرات کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔"

"خدا کے فضل سے ہر کام تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے۔" وقار حسین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "دو مہینے کے اندر اندر ہمارے دفاتر دوبارہ پہلے کی طرح کام شروع کر دیں گے۔"

"آپ کے تمام کلیم نہ صرف منظور ہو گئے ہیں بلکہ مطلوبہ رقم ہمارے بینک اکاؤنٹ میں بھی منتقل ہو چکی ہے۔" افضال احمد نے کہا۔ "سارے ہی کام خلاف توقع حیرت انگیز تیزی کے ساتھ طے پا گئے ہیں۔"

"افضال صاحب آپ کو اب فوری طور پر ایک اہم دستاویز تیاری کرنی ہے' میں چاہتا ہوں کہ ہفتے دس روز کے اندر اندر اس کی پوری طرح تکمیل ہو جائے۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "میں اپنے تمام کاروبار میں جاوید کو باقاعدہ اپنا ورکنگ پارٹنر بنانے کا خواہشمند ہوں۔"

"فیصل!" جاوید نے چونک کر کہا۔ "تم مجھے جو انعام دینے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"پلیز جاوید................" فیصل نے تیزی سے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے اگر تم نے انکار کیا تو مجھے دکھ ہو گا۔"

"اور مجھے دکھ اس بات کا ہو رہا ہے کہ میں کیوں پیچھے رہ گئی۔" عنبریں نے شوخی سے کہا۔ "اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں بھی سر پر کفن باندھ کر افریقہ کے سفر میں آپ کے ساتھ پیش پیش رہتی۔"

"پریشان مت ہو................ تم اب زندگی کے سفر میں جاوید کے ساتھ ساتھ رہو گی۔" فیصل نے برجستہ کہا تو عنبرین کے چہرے کی رنگت ایک بار پھر گلابی ہو گئی ٹوٹو اور روپا بھی ان کی باتوں پر مسکرا رہے تھے لیکن روپا بھی ٹوٹو کی موجودگی سے بے خبر تھی۔

فیصل نے افضال احمد اور وقار حسین کو ضروری ہدایات دینے کے بعد رخصت کر دیا ان کے جانے کے کچھ دیر بعد جاوید اور عنبرین بھی چلے گئے تو روپا نے قریب آ کر ترشولی کی آواز میں کہا۔

"پرنس .... کاش میں زندہ ہوتی اور تمہارے آپریشن کی کامیابی پر ایک شاندار جشن کا اہتمام کر سکتی۔"

"ترشولی .... تم میرے دل اور ذہن کے گوشوں میں ہمیشہ زندہ رہو گی۔"

"سچ پرنس................" روپا کی آنکھوں میں حسرتیں تڑپ اٹھیں۔

"کیا تم ترشولی کو ہمیشہ یاد رکھو گے۔"

"ہاں .... ایک دوست کی حیثیت سے میں تمہیں کبھی فراموش نہیں کروں گا۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ "ترشولی کیا میں تم سے ایک درخواست کر سکتا ہوں۔"

"حکم دو پرنس................ ترشولی تمہارے اشارے پر اپنی روح بھی قربان کر سکتی ہے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔" فیصل نے اپنے پردادا کے جملے دہراتے ہوئے کہا۔ "کسی بزرگ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ روحیں جو سکون کی تلاش میں بھٹک رہی ہوں انہیں زمین کے حوالے کر دینا چاہئے اس لئے کہ وہ زمین کی امانت ہوتی ہیں' میری خواہش ہے کہ اب تم بھی روپا کے جسم کو چھوڑ کر واپس آسمانوں پر لوٹ جاؤ۔"

"اگر یہی تمہارا حکم ہے تو ایسا ہی ہو گا پرنس لیکن اس سے پہلے میں شنکر سے اپنا حساب ضرور بے باق کروں گی۔" روپا نے ٹھوس لہجے میں کہا پھر پلٹ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ ٹوٹو اسے تیز نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کے جانے کے بعد فیصل سے بولا۔

"میں ترشولی کا ارادہ بھانپ چکا ہوں' یہ شنکر کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گی۔"

"شنکر کے بارے میں تمہاری کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ اپنی ٹانگ اور تمام گندی قوتوں سے محروم ہو چکا ہے۔" ٹوٹو نے فیصل کو مکمل

تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ "بس ایک آخری دھکے کی ضرورت باقی رہ گئی ہے لیکن شنکر کے ساتھ ساتھ میں نریندر کو بھی جہنم رسید کر دوں گا ایسے ہی افسران ہمارے معاشرے کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔"

"کیا میں اس حالت میں بھی تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں۔"

"تم پھر بھول گئے پرنس کہ میرا نام ٹوٹو ہے اور ٹوٹو کیلئے دنیا کا کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔" ٹوٹو نے انتہائی لاپروائی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج رات تمہارے ساتھ شنکر کی مزاج پرسی کو ضرور چلوں گا۔"

ٹوٹو کے چہرے پر شریر مسکراہٹیں رقص کر رہی تھیں وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک اس نے سنجیدگی سے پلٹ کر خلاء میں کچھ دیکھا اور پل بھر میں نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' فیصل ابھی اس کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ ایک مانوس آواز سن کر چونک اٹھا اس نے پلٹ کر دوسری جانب دیکھا تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں' اس کی نگاہوں کے سامنے سفید ریش بزرگ کھڑے اسے شفقت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے' بزرگ کے قریب ہی ایک خوبصورت سی معصوم لڑکی بھی موجود تھی جس کی نگاہوں میں محبت کی پاکیزگی جھلملا رہی تھی۔

"آپ ...." فیصل نے بزرگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے اپنی شفقت سے محروم نہیں کریں گے لیکن ...."

"جو کچھ بیت گیا اسے بھول جاؤ فیصل میاں۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم نے بڑے میاں صاحب کی باتوں کو دل میں جگہ دی ہے۔"

"میں ٹوٹو کے سلسلے میں آپ کا شکر گزار ہوں' وہ نہ ہوتا تو شاید............"

"کفر کی باتوں سے پرہیز کی عادت ڈالو میرے بچے۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔

"سب سے بڑی ذات اس کی ہے' جو کچھ ہوتا ہے اسی کے اشارے پر ہوتا ہے۔"

"یہ ...." فیصل نے معصوم لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں تو یہ آپ کی صاحبزادی عاشی ہیں۔"

"ہاں .... یہ وہی نافرمان لڑکی ہے جس نے میری اجازت کے بغیر تمہاری مدد کی تھی لیکن میں اس سے خفا نہیں ہوں اس لئے کہ اس نے جو کچھ کیا اس میں خدا کی رضا اور بڑے میاں صاحب کا اشارہ بھی شامل تھا۔"

"آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں میرے محترم ...." فیصل نے کہا۔ "اب

آپ کبھی میری رہنمائی سے نگاہیں نہیں پھیریں گے۔"

"کل کیا ہونے والا ہے یہ بجز خدا کے کسی کو نہیں معلوم لیکن میری ایک نصیحت یاد رکھنا راستی پر چلنے والے کبھی مصیبتوں سے ہراساں نہیں ہوتے' جیت ہمیشہ ان کی ہوتی ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔"

"اب آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔" عاشی نے پہلی بار زبان کھولی تو ایسا لگا جیسے فضا میں لاتعداد نقرئی گھنٹیاں بج اٹھی ہوں' اس کی آواز میں نہ جانے کیا سحر تھا کہ فیصل کے ذہن پر غنودگی کے گہرے اثرات مرتب ہونے لگے' وہ آہستہ آہستہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا جا رہا تھا............!!



بے ہوشی کے اثرات اس کے ذہن سے بتدریج چھٹ رہے تھے' گزری ہوئی باتیں اس کے شعور میں آہستہ آہستہ تازہ ہو رہی تھیں' نرس کے انجکشن لگانے سے پیشتر اس کے دماغ میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا تھا۔ "اگر وہ آپریشن کے مرحلے سے گزرا تو اپنی تمام پراسرار قوتوں اور ایک ٹانگ سے محروم ہو جائے گا۔" کسی نے اس کے شعور کو جھنجھوڑ کر تنبیہ کی تھی' شنکر اس وارننگ کو محسوس کر کے تڑپ اٹھا تھا اس نے ڈاکٹر پرکاش کو آنکھیں کھول کر بہت غور سے دیکھا تھا' وہ ڈاکٹر کو اس خطرے سے آگاہ کرنے کا خواہشمند تھا' کہ کچھ پراسرار قوتیں اسے لاشعوری طور پر تخریبی کارروائی پر مجبور کریں گی لیکن طاغوتی طاقتوں نے اس کے اعصاب کو پوری طرح جکڑ لیا تھا' جملے زبان کی نوک تک آ رہے تھے لیکن اس کی ادائیگی شنکر کے اختیار میں نہیں تھی' وہ پھٹی پھٹی نظروں کے ذریعے ڈاکٹر پرکاش کو آنے والے خطروں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا لیکن مایوسی اس کا مقدر بن چکی تھی پھر اس پر بے ہوش کرنے کا عمل شروع ہوا تو اس کے دل کی دھڑکنیں ڈوبنے لگیں' اسے شدید گھٹن کا احساس ہو رہا تھا' اس نے کوشش کی تھی کہ بے ہوش ہونے سے پیشتر کسی طرح پرکاش کو آپریشن کے ارادے سے روک دے لیکن اسے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اس کے پپوٹے بوجھل ہو کر بند ہونے لگے اور گھپ اندھیروں نے چاروں طرف سے گھیر کر اسے ہر احساس سے بے خبر کر دیا تھا اور اب وہ دوبارہ ہوش میں تھا۔

کچھ دیر تک آنکھیں بند کئے وہ حالات پر غور کرتا رہا پھر اس نے ڈرتے ڈرتے

آنکھیں کھول دیں وہ اس وقت آپریشن تھیٹر میں نہیں اسپتال کے کسی کمرے میں بستر پر دراز تھا اور ڈاکٹر پرکاش اس کی نظروں کے سامنے موجود تھا پرکاش کے قریب ہی سفید لباس میں ملبوس ایک خوبصورت سی نرس کھڑی تھی۔

"ڈاکٹر............" شنکر نے دھڑکتے ہوئے دل سے پرکاش کو مخاطب کیا۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں۔" پرکاش نے تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "تمہارا آپریشن کامیاب ہوا ہے۔"

"اور میری ٹانگ..............؟"

"آئی ایم سوری مائی ڈیئر۔" ڈاکٹر نے دبی زبان میں کہا۔ "تمہاری زندگی بچانے کی خاطر مجھے تمہاری ٹانگ کاٹنی پڑی لیکن زخم بھر جانے کے بعد تم مصنوعی ٹانگ کے ذریعے با آسانی چل پھر سکو گے .... میں نے جو کچھ کیا انتہائی مجبوری کی حالت میں کیا' زہر پھیل جانے کی وجہ سے............ ......"

"بس کرو ڈاکٹر...... بس کرو۔" شنکر نے تڑپ کر کہا۔ "مجھے معلوم تھا کہ یہی سب کچھ ہوگا۔ میرے ذہن میں اس کا تصور ابھرا تھا لیکن اس وقت بہت دیر ہوچکی تھی اور اب ...." شنکر نے اپنا جملہ پورا کئے بغیر اپنی آنکھیں بند کرلیں پھر اس کے ہونٹ متحرک ہوگئے وہ کالی کی دی ہوئی طاقت کو آزمانا چاہ رہا تھا لیکن اسے مایوسی کا شکار ہونا پڑا' اس کے ذہن میں روشنی کی کوئی کرن نہیں پھوٹی۔ چاروں سمت گھپ اندھیرے تیر رہے تھے۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا جو کچھ اس نے سوچا وہی ہوا تھا' وہ اپنی ٹانگ اور اپنی تمام کالی قوتوں سے محروم ہوچکا تھا۔

"نرس ...." پرکاش کی مدھم آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "اسے نیند کا انجکشن لگا دو' میں تھوڑی دیر میں راؤنڈ لے کر واپس آتا ہوں۔"

پرکاش کے قدموں کی آواز ابھر کر دور ہوتی چلی گئی' وہ آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔ اندر ہی اندر گھٹتا رہا۔ پھر جب نرس نے انجکشن لگانے کی خاطر اس کے بازو سے کپڑا ہٹانے کی کوشش کی تو اس نے تلملا کر آنکھیں کھول دیں۔

"دفع ہو جاؤ میری نگاہوں کے سامنے سے۔" اس نے نرس کو خونخوار نظروں سے گھورا۔ "مجھے نیند کی نہیں تنہائی کی ضرورت ہے' گٹ آوٹ۔" وہ کرخت لہجے میں بولا تو نرس سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ پھر انجکشن ہاتھ میں لئے لئے تیز تیز قدم اٹھاتی باہر چلی گئی۔

شنکر نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں وہ حالات کی ستم ظریفی پر غور کر رہا تھا اسے یقین تھا کہ

فیصل کے ہم زاد نے اسے ایک ٹانگ سے محروم کر دیا تھا' وہ آنے والے کل کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ ایک سرگوشی خاموشی کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری اور پگھلتے سیسے کی مانند اس کے کانوں میں اترتی چلی گئی۔

"کس و چار میں گم ہو مہاراج............ آنکھیں کھولو............ دیکھو تو سہی کون آیا ہے۔"

شنکر نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں' فیصل اس کے سامنے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا' ٹوٹو نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا لیکن نتکا کی نگاہوں سے اوجھل تھا۔

"تم ...." شنکر نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔ "کیوں آئے ہو یہاں۔"

"تم نے شاید مجھے پہچانا نہیں شنکر جی۔" فیصل نے حقارت سے مسکراتے ہوئے کہا "غور سے دیکھو میں تمہارا وہی سیوک ہوں جسے تم نے اپنی ناپاک خواہشوں کی بھینٹ چڑھانے کے کارن ایک لمبا ناٹک کھیلنے کی کوشش کی تھی۔ اتنی جلدی بھول گئے مجھے۔"

"تم .... تم وہ نہیں ہو۔" شنکر نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "تم اس کے ہمزاد ہو............"

"سمے سمے کی بات ہے مہاراج............" فیصل کے لہجے میں گہرا طنز تھا "تمہاری مہان اور کالی **شکتیوں** نے مجھے خود اپنے ہم زاد کا روپ دھارنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن اب مجھے کوئی ڈر نہیں ہے اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں ہی فیصل ہوں' وشواس نہیں آتا تو یہ دیکھو............" فیصل نے اسے اپنے پیروں پر بندھی پٹیاں اور پلاسٹر دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ سب تمہاری ہی کرپا سے ہوا ہے شنکر جی............ لیکن تمہارا کھیل اب ختم ہو چکا' اب میری باری ہے۔"

شنکر نے جواب میں کچھ نہیں کہا' اپنے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا لیا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' پیروں پر چڑھے پلاسٹر نے تصدیق کر دی تھی کہ اس کے سامنے فیصل ہی کھڑا تھا لیکن............"

"تم اپنے ذہن پر بوجھ مت ڈالو............ میں تمہاری الجھن دور کئے دیتا ہوں۔" فیصل نے سنجیدگی سے کہا۔ "تمہیں وہ خون آلود روئی کا پیکٹ تو یاد ہو گا مہاراج جسے حاصل کرنے کی خاطر تم نے میرے کندھے پر بندوق رکھ کر چلانے کی ٹھان رکھی تھی۔"

"مم .... میں' سمجھا نہیں۔" شنکر نے چونک کر کہا۔ "وہ پیکٹ تو تمہارے

پاس سے گم ہو گیا تھا۔"

"لمبی کہانی ہے.............. تم نہیں سمجھ سکو گے لیکن تم اگر چاہو تو میں تمہیں اس معصوم بچے کے درشن کرا سکتا ہوں جس کی مہان شکتی حاصل کرنے کے بعد تم بلو... بننے کے سپنے دیکھ رہے تھے۔" فیصل نے نفرت سے جواب دیا پھر اس کے اشارے پر ... نے خود کو ظاہر کیا تو شنکر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' وہ پلکیں جھپکائے بغیر ٹوٹو کو بڑی حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے برعکس ٹوٹو کی نگاہوں میں شنکر کے لئے قہر ہی قہر آ رہا تھا۔ اسی لمحے روپا کمرے میں داخل ہوئی تو شنکر نے پلٹ کر اس کی جانب بڑی امیدوں سے دیکھا۔

"تم جسے روپا رانی سمجھ رہے ہو یہ وہ نہیں ہے۔"فیصل نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "... ترشولی کی بے چین روح ہے جس نے تمہاری روپا کے جسم کو اپنا لیا ہے۔"

"اور اب اس کی لاش کو چوری کرنے کا الزام بھی تمہارے ہی سر ہو گا۔" ٹوٹو نے حقارت سے شنکر کو مخاطب کیا۔ "اپنی کالی اور پلید قوتوں کو آواز دو لیکن شاید اب وہ بھی تمہیں یہ نہ بتا سکیں گی کہ تمہارے بھوش میں کیا لکھا ہے۔ تمہارا انجام کیا ہو گا۔"

"ڈور کا سرا اب بھی میرے ہاتھ میں ہے شنکر۔" فیصل نے اسے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم ہی بتاؤ' مجھے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔"

"تم مجھے اجازت دو پرنس۔" روپا نے ترشولی کی آواز میں کہا۔ "میں پل بھر میں اس کا حساب کر سکتی ہوں۔"

"نہیں............. "فیصل نے ترشولی سے کہا۔ "یہ میرا مجرم ہے اسے میں سزا دوں گا' میں اسے زندہ رکھوں گا لیکن اس طرح کہ یہ مردوں سے بھی بدتر حالت میں رہے گا لیکن اس کا منحوس اور ناپاک وجود لوگوں کے لئے عبرت کی جیتی جاگتی مثال پیش کرتا رہے گا .... تم آسمانوں پر واپس لوٹ جاؤ ترشولی میں نے بھی اپنی منزل کا تعین کر لیا ہے لیکن ابھی مجھے دو چار کام نپٹانے ہیں۔"

روپا نے فیصل کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر وہ خاموشی سے آگے بڑھی اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر چلی گئی' فیصل نے ٹوٹو کی جانب وضاحت طلب نظروں سے دیکھا تو اس نے دبی زبان میں کہا "میں نے تم سے کہا تھا کہ ترشولی شنکر کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گی۔ اب پولیس روپا کی سڑی گلی لاش کو اسی باتھ روم سے برآمد کرے گی۔"

"تم کس و چار میں گم ہو مہاراج۔"فیصل نے ایک بار پھر شنکر کو گھورتے ہوئے طنز کیا "تم نے ابھی تک مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا مجھے بتاؤ شنکر جی کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں۔"

"تم .... تم اس بالک سے کہو کہ یہ مجھے اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتار دے۔"شنکر نے ٹوٹو کو گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس کے ہاتھوں سے مرنے کے بعد شاید میری آتما کو شانتی مل جائے۔"

"اب ایسا بھی کیا مہاراج۔" فیصل نے زہر خند سے جواب دیا۔ "تم میرے لئے اس دنیا میں سب سے مشکل آدمی ثابت ہوئے تھے' میں تم کو اتنی آسان موت کیسے مار سکتا ہوں...... .... تم کھیل کو اتنی جلدی کیوں ختم کرنا چاہتے ہو.............. کھیل تو اب شروع ہو گا۔"

اسی لمحے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو شنکر کے علاوہ فیصل کی توجہ بھی دروازے کی طرف مبذول ہو گئی۔ پھر فیصل نے پلٹ کر ٹوٹو کی جانب دیکھا۔

ٹوٹو کے معصوم ہونٹوں پر بڑی سفاک مسکراہٹ رقص کر رہی تھی......!!



کمرے میں سب سے پہلے جو شخص داخل ہوا وہ ایس پی نریندر کے سوا کوئی اور نہیں تھا اس کے ساتھ اسپتال کے دو وارڈ بوائے تھے۔ نریندر خاصا بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس وقت اس نے گہرے چاکلیٹی کلر کا سفاری سوٹ پہن رکھا تھا ٹوٹو نے بدستور فیصل کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اس لئے وہ شنکر کے سوا کسی اور کو نہیں نظر آ رہا تھا۔

"ڈاکٹر پر کاش کہاں ہے؟" نریندر نے وارڈ بوائے سے دریافت کیا۔ "اسے بلاؤ............... جلدی کرو............. ہری اپ۔"

"خیریت تو ہے؟" ڈاکٹر نے کمرے میں اندر آتے ہوئے دریافت کیا۔ "تم بہت پریشان دکھائی دے رہے ہو؟"

"کیا اس وقت اسپتال میں کوئی ایمبولنس موجود ہے؟" نریندر نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہاں....... لیکن آخر بات کیا ہے.......... کیا کوئی..........."

"باتوں میں سے مت برباد کرو پرکاش۔" نریندر نے شنکر کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "جتنی جلدی ممکن ہو سکے اسے ایمبولنس میں ڈال کر کہیں اور شفٹ کر دو۔ کسی نے ڈی آئی جی کو مخبری کر دی ہے۔ تمہارے اسپتال پر کسی وقت بھی ریڈ ہو سکتی ہے۔ اگر وقت گزر گیا تو ہمیں پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔"

"لیکن تم نے تو چار روز کی ذمہ داری لی تھی اور آج۔"

"ڈونٹ بی سلی .... حماقت کی باتیں مت کرو۔" نریندر نے جھلا کر کہا۔ "اپنے آدمیوں سے کہو کہ اس بلا کو پہلی فرصت میں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ تمہارے اسپتال میں اس مریض کی موجودگی کا کوئی سراغ نہیں ملنا چاہئے ورنہ ہم دونوں ہی مارے جائیں گے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن اس وقت ہم جائیں گے کہاں؟" پرکاش نے اپنی مجبوری ظاہر کی۔

"جہنم میں ...." نریندر چیخ کر بولا۔ "اگر تم نے دس منٹ کے اندر اندر اس مصیبت کو میرے علاقے سے دور نہ کیا تو پھر مجبوراً مجھے ہی کوئی ایکشن لینا پڑے گا۔ میرے پاس بچاؤ کا صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے۔ میں تمہیں ایک خطرناک مفرور قیدی کی مدد کرنے اور پولیس کو حالات کی اطلاع نہ دینے کے جرم میں گرفتار کر لوں۔"

"تم شاید اس وقت اپنے ہوش میں نہیں ہو۔" پرکاش کا لہجہ بھی تیز ہو گیا۔ "یہ مت بھولو کہ میں بھی ایک ڈاکٹر ہوں اور اوپر کے لوگوں سے تھوڑے بہت تعلقات میرے بھی ہیں۔"

"پلیز پرکاش"۔ نریندر نے دانت پیستے ہوئے منت کی۔ "وقت کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ یہ میری عزت اور تمہاری شہرت دونوں کا معاملہ ہے۔"

"اسے روکنے کی کوشش کرو"۔ فیصل نے ٹوٹو سے کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ یہ بددیانت ایس پی بھی شنکر کے ساتھ ہی۔"

ایسا ہی ہوگا پرنس۔" ٹوٹو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "تم بس تماشا دیکھتے رہو' میں نے اپنا جال پھیلا رکھا ہے۔ ایک اشارے کی دیر ہے۔"

پھر وہی ہوا جو ٹوٹو نے کہا تھا نریندر اور پرکاش ابھی کسی فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہی رہے تھے کہ پولیس کے چار مسلح افراد تیزی سے لپکتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے شنکر اور پرکاش دونوں پر رائفلیں تان لیں۔ اس کے ساتھ ڈی آئی جی' ایس ایس پی' سنہا اور علاقے کے انسپکٹر کے ساتھ سامنے آ گیا وہ نریندر کو قہر آلود نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

"مجھے خوشی ہے مسٹر نریندر کہ تم یہاں پہلے سے موجود ہو۔"

"یس سر..................." نریندر نے فوری طور پر خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ "مجھے اپنے مخبروں کے ذریعے اطلاع مل چکی تھی کہ ہمارا مفرد مجرم اس کلینک میں موجود ہے۔"

"اور تم نے مجھے اطلاع دینے کی بجائے فوری طور پر ریڈ کر دی اور وہ بھی تنہا"۔ ڈی آئی جی زہر خند سے بولا۔ "کیا میں تمہاری بہادری کی ! دیھا پھر کرخت لہجے میں بولا۔ نہیں لے رہا۔" ہی رکھو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہو

"مم .... میں آپ کو فون کر۔"

"شٹ اپ.................." ڈی آئیـ...... " فیصل نے انسپکٹر کی بات کو نظر انداز بھیڑوں ہی نے پولیس کے محکمہ کو بدنام ی سنوں کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے۔"

"ریس کا گھوڑا جب بیکار ہو جاتا ہے تو اسے گولی مار دی جاتی ہے۔ جانتے ہو کیوں۔" شنکر نے بڑی حسرت سے کہا۔ "لوگوں کی نظروں میں وہ بہت قیمتی ہوتا ہے اس پر لاکھوں اور کروڑوں کا داؤ لگایا جاتا ہے اس لئے اس کا مان رکھنے کے کارن اسے اس کے چاہنے والوں کی نظروں کے سامنے گولی مار دی جاتی ہے۔ اس کا اپمان کرنے کی خاطر اسے تانگے والوں کے ہاتھ نہیں بیچا جاتا۔ تم بھی اس میدان کے کھلاڑی ہو جس کا کبھی میں چیمپئن رہ چکا ہوں۔ اسی ناتے میں تم سے بنتی کرتا ہوں کہ مجھے موت کے حوالے کر دو۔ ڈور کا سرا تمہارے ہاتھ ہے اسے پھانسی کا پھندہ بنا کر ایک ہی جھٹکے میں میری آتما کو شریر کی قید سے آزاد کر دو۔ میری ٹانگ باندھ کر مت گھسیٹنا .... یہ شنکر کا اپمان ہو گا۔"

"اتنی جلدی ہمت ہار گئے مہاراج .... تم تو بڑے اونچے وچاروں کے مالک تھے۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے موت کی پرارتھنا کرنے کی۔" فیصل نے سرد لہجے میں کہا پھر ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ "ان دنوں کو یاد کرو شنکر جب ڈور کا سرا تمہارے ہاتھ میں تھا' تم نے تو مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے سنہرے سپنے دیکھے تھے' اپنی باری آئی تو گھٹنے ٹیک دیئے............ مرد بنو شنکر............ ابھی تو تمہاری ایک ٹانگ باقی ہے۔" فیصل کے انداز میں حقارت اور نفرت کا ملا جلا احساس چھلک رہا تھا پھر وہ جانے کے ارادے سے مڑا تو شنکر چیخ اٹھا۔

"مجھے نراش نہ کرو پرنس............ میری بنتی سویکار (قبول) کر لو۔"

"ٹوٹو نے پلٹ کر شنکر کو دیکھا پھر انسپکٹر کو گھورتے ہوئے بولا۔"

"یہ مجرم ایک بار پہلے بھی قانون کی نظروں میں دھول جھونک کر فرار ہو چکا ہے۔ اگر دوبارہ ایسا ہوا تو ساری ذمہ داری تمہارے سر ہو گی یہ شور و غل مچا کر خود کو پاگل ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کے ہاتھ پلنگ سے جکڑ دو اور .... جلدی کرو ورنہ تمہیں ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔"

"ہاں............ مجھے یہی کرنا چاہئے۔" انسپکٹر نے اپنے آپ سے کہا پھر اس نے وہی کیا جس کا مشورہ ٹوٹو نے دیا تھا شنکر کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس نے اس کے دونوں ہاتھ پوری مضبوطی سے پلنگ سے بندھوا دیئے تھے اس کے باوجود وہ اس کی طرف سے غافل نہیں تھا قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھا اسے پوری توجہ سے گھورے جا رہا تھا۔

ڈی آئی جی نے شنکر کے کیس کو نپٹانے میں کچھ زیادہ ہی عجلت کا ثبوت پیش کیا تھا ایس پی نریندر کے پاس سے دس ہزار کی رقم چونکہ خود ڈی آئی جی اور دوسرے ذمہ دار افسروں کی موجودگی میں برآمد ہوئی تھی اس لئے اسے فوری طور پر معطل کر دیا گیا۔ عدالت نے دوسری ہی پیشی پر گواہوں کے بیانات کی روشنی میں نریندر کو قید بامشقت اور جرمانے کی سزا سنا دی تھی۔ نریندر نے اپنے ساتھ ڈاکٹر پرکاش کو بھی گھسیٹنے کی پوری پوری کوشش کی تھی لیکن ٹوٹو کی مداخلت نے اسے دودھ کی مکھی کی طرح سزا اور جرمانے سے بچا لیا تھا لیکن عدالتی کارروائی کے دوران نریندر اور اس کے وکیل نے اس پر جو جرح کی تھی اس سے پرکاش کو دانتوں پسینہ آ گیا تھا خاص طور پر روپا کی لاش کے سلسلے میں بہت زیادہ لے دے ہوئی تھی اگر ٹوٹو نے عدالتی نشیب و فراز کے دوارن اپنی پراسرار قوتوں کا استعمال نہ کیا ہوتا تو پرکاش کا بچ نکلنا بھی مشکل ہی تھا۔

شنکر کے سلسلے میں ڈی آئی جی نے بڑے سخت انتظامات کئے تھے۔ ایک بار کے تلخ تجربے نے اسے بہت زیادہ محتاط کر دیا تھا۔ وہ دن رات میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد اسپتال میں شنکر کی موجودگی کی تصدیق کرتا رہتا اور ذاتی طور پر بھی اچانک راؤنڈ لے کر اطمینان کر لیتا تھا کہ اس کے کارندے پوری طرح چوکس ہیں۔

ڈاکٹر پرکاش کے مشورے کے بعد شنکر کو ایک ہفتے بعد پولیس اسپتال میں منتقل کر دیا گیا لیکن ڈی آئی جی نے پرکاش کو ہدایت کی تھی کہ چونکہ آپریشن اس نے کیا ہے اسلئے وہ برابر پولیس سرجن کا ہاتھ بٹاتا رہے گا اس دوران کیس کی تیاری میں پولیس کے ماہرین نے نہایت دوراندیشی سے کام لیا تھا۔ انہوں نے انسپکٹر شرما اور ایس پی ماتھر کے قتل کی ذمہ داری کے علاوہ شنکر کو دوبارہ پولیس کی حراست سے فرار ہونے کا مجرم ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اور اسی نوعیت کے دو چار ملتے جلتے کیس جو عدم ثبوت کی بناء پر پہلے ہی داخل دفتر ہو چکے تھے۔ شنکر کے ذمہ تھوپنے کی نہایت کامیاب کاغذی کارروائی کی تھی۔

پولیس اسپتال میں منتقل ہونے کے دس ہفتے بعد جس روز شنکر کو عدالت کے روبرو پیش کیا گیا تھا۔ اس روز بھی ڈی آئی جی نے اپنے خاص افسروں کو پولیس کے مسلح دستوں کے ساتھ قدم قدم پر مورچہ بند کر دیا تھا اسے سوتے جاگتے اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت یہی خطرہ لاحق رہتا تھا کہ شنکر کسی وقت بھی اچانک چھومنتر ہو جائے گا بلکہ اسے حیرت تھی کہ اب تک اس کی جانب سے اس قدر خاموشی کیوں ہے اور اس نے فرار ہونے کی خاطر اپنی ان

پراسرار کالی قوتوں کا استعمال کیوں نہیں کیا جس کا تماشہ ایک بار ہوٹل براڈوے میں ڈی آئی جی اور کمشنر نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

شنکر کو وہیل چیئر پر بٹھا کر عدالت کے روبرو پیش کیا گیا' عدالت میں پولیس کے اعلیٰ افسروں کے علاوہ فیصل اور ٹوٹو بھی موجود تھے' فیصل کے چہرے پر داڑھی کے خوبصورت اضافے نے اس کی شخصیت کو خاصا پر وقار بنا دیا تھا' وہ صحت مند ہونے کے بعد پوری طرح چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تھا لیکن اس وقت چونکہ ٹوٹو نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ شنکر کے علاوہ اور کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

"تمہارا کیا حکم ہے پرنس.................." ٹوٹو نے عدالت کی کارروائی شروع ہونے سے پیشتر فیصل سے دریافت کیا۔ "کہو تو ایک دو پیشی کے بعد ہی شنکر کو پھانسی کے پھندے تک پہنچا دوں.................."

"نہیں ...." فیصل نے شنکر کو نفرت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں اس کہانی کو ختم نہیں کرنا چاہتا' میری خواہش ہے کہ یہ قانون کی گرفت سے آزاد ہو کر بنی نوع انسانوں کی عدالت سے عمر قید کی سزا کا مستحق قرار دیا جائے' یہ زندہ رہے اور زندگی کے آخری سانسوں تک اپنے کئے کی عبرت ناک سزا بھگتتا رہے.................."

"تمہارا اشارہ کافی ہے ...." ٹوٹو نے اطمینان سے کہا۔ "میں اسے عدالت سے رہائی ملنے کے بعد دوسری ٹانگ سے بھی محروم کردو گا تاکہ یہ اپنے ناپاک وجود کو کہنیوں کے بل گھسیٹا پھرے اور کوڑی کوڑی کی خاطر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہے' میں اس کی زندگی کے تمام راستے اتنے تنگ اور محدود کر دوں گا کہ اسے سکون کا ایک سانس بھی لینا دوبھر ہو جائے گا' لوگ اسے نفرت سے دھتکارتے رہیں گے اور یہ زندگی کی خاطر ان کے پیروں پر لوٹتا رہے گا.................."

"جاوید کے سلسلے میں تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے.................."

"وہ تمہارا سچا دوست ہے.................." ٹوٹو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "قانونی دستاویز کی تیاری اور رجسٹری کے باوجود اس کی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ تمہارے کاروبار میں نصف کا حقدار بن جائے اور تمام سیاہ و سفید پر اسی کے حکم سے عمل درآمد ہو' میں نے بڑی مشکلوں سے اسے تمہاری خواہش کے عین مطابق تمام کاروباری امور سنبھالنے کی ذمہ داری پر رضامند کیا ہے۔"

"میں نے اس کے لئے جو کچھ کیا ہے شاید وہ ان قربانیوں کے مقابلے میں کچھ بھی

نہیں جو اس نے میری خاطر پیش کی تھیں۔" فیصل نے جذباتی انداز میں کہا

"پرنس ...." ٹوٹو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ "تم نے خود اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟"

"کیوں؟ کیا تمہیں میرے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"میں نے ایک دوبار کوشش کی تھی لیکن درمیان میں ایک دھند ایسی پھیل جاتی ہے جس کی دوسری طرف دیکھنا میرے اختیار سے باہر ہے۔" ٹوٹو نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ کوئی روحانی قوت تمہاری رہنمائی کر رہی ہے.................. کوئی ایسی ایمانی طاقت جس نے میری نگاہوں کے سامنے بھی دبیز پردے ڈال دیئے ہیں' پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔"

"زندگی کے تمام رشتے ناتے ایک دن ٹوٹ جاتے ہیں.................. ایک دوسرے کے ساتھ تا دیر نہیں چلتے۔" فیصل نے ٹوٹو کو پیار بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "کون جانے میرا اور تمہارا ساتھ کب چھوٹ جائے.................."

"کیا مطلب.................." ٹوٹو نے حیرت سے دریافت کیا ہے۔ "تم نے میرے اور اپنے تعلق کی بات کیوں چھیڑ دی۔ کیا تم کو میرے مستقبل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے۔"

"کل کیا ہو گا یہ بجز خدا کے کون جان سکتا ہے؟" فیصل نے بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "شنکر کی مثال تمہارے سامنے ہے' کل تک میں اس کی گندی قوتوں کے رحم و کرم پر تھا لیکن آج وہی مجھ سے موت کی بھیک مانگتا ہے' ہے نا عجیب بات؟"

ٹوٹو نے کوئی جواب نہیں دیا' ایک لمحے تک وہ فیصل کی آنکھوں میں جھانکتا رہا پھر شنکر کی سمت دیکھنے لگا جو کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند وہیل چیئر پر خاموش بیٹھا اپنے مقدمے کی کارروائی دیکھ رہا تھا' پولیس کی جانب سے باقاعدہ چالان پیش کیا گیا' وکیلوں اور گواہوں کے درمیان جرح ہوتی رہی' سرکاری وکیل شنکر کو پھانسی کے پھندے تک لے جانے کی خاطر بڑی دھواں دھار دلیلیں اور حوالے پیش کر رہا تھا' عدالت کا وقت ختم ہوا تو مجسٹریٹ نے دو روز بعد کی تاریخ دے دی' دو روز بعد پھر گواہی اور شہادتوں پر جرح جاری رہی' اسی طرح چار دن تک مقدمے کی کارروائی جاری رہی' ٹوٹو اس دوران اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے شنکر کے خلاف پولیس کے کیس کو بتدریج کمزور کرتا رہا پھر نتیجہ وہی نکلا جو

فیصل نے چاہا تھا پانچویں پیشی پر مجسٹریٹ نے اپنا فیصلہ محفوظ کر لیا اور چھٹی پیشی پر پولیس کی جانب سے ناکافی ثبوت اور کمزور دلائل پیش کئے جانے کے پیش نظر عدالت نے شنکر کو باعزت طور پر رہا کرنے کا حکم جاری کر دیا' ڈی آئی جی اور پولیس کے دوسرے حکام اور دکیل ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ فیصل اس روز ٹوٹو کے ساتھ شنکر کے قریب ہی موجود تھا' عدالت کا فیصلہ صادر ہونے کے بعد اس نے شنکر سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے سنا مہاراج.................. عدالت نے تمہیں باعزت طور پر رہا کر دیا ہے.................."

"اور اب تمہاری عزت افزائی کس طرح ہو گی؟ اس کا فیصلہ ہم کریں گے۔" ٹوٹو نے شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورا' جواب میں شنکر نے اپنا نچلا ہونٹ پوری شدت سے دانتوں تلے بھینچ لیا' شاید وہ اپنے انجام کے بارے میں خوفزدہ تھا۔

عدالت برخاست ہونے کے بعد ڈی آئی جی نے قانون کا احترام کرتے ہوئے اپنے ماتحت کو حکم دیا کہ وہ شنکر کو کھلی فضا میں لے جا کر آزاد کر دے' پولیس انسپکٹر نے ایڑیاں جوڑ کر ڈی آئی جی کو سیلوٹ کیا پھر اس نے شنکر کو نفرت سے گھورتے ہوئے دریافت کیا۔

"تم کہاں جانا پسند کرو گے.................."

"مجھے کسی بھی مندر کے دوارے اتار دو.................. تمہاری بڑی کرپا ہو گی۔" شنکر نے انسپکٹر سے کہا۔

"آج اپنے اوپر پڑا تو تمہیں بھگوان کی شرن (حفاظت) کا دھیان آ گیا گرو دیو۔" ٹوٹو نے حقارت سے کہا۔ "کالی اور بھیروں کے روپ کو اتنی جلدی بھلا دیا' ان ہی کے کارن تو تم نے مہان شکتی پراپت کی تھی' اونچے سروں میں بولنا سیکھ لیا تھا' خود کو گنیش سمان سمجھ بیٹھے تھے۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' انسپکٹر کے اشارے پر دو پولیس والوں نے اس کی وہیل چیئر دھکیل کر پولیس وین میں چڑھا دی فیصل اور ٹوٹو بھی ساتھ ساتھ تھے۔

"کچھ بولو مہاراج۔" فیصل نے شنکر کے چہرے پر طاری کرب کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اپنے بھوش کے بارے میں کچھ ہمیں بھی بتاؤ.................. یاد ہے تمہیں' بحری عقاب کے سفر کے دوران تم راجہ اندر بنے ہوئے تھے' بڑی بڑی پیش گوئیاں کیا کرتے تھے تمہیں بہت ساری زبانیں آتی ہیں' تمہاری آنکھیں تو من کے بھیتر کا بھید بھاؤ بھی جان لیتی ہیں' تم یہی کہا کرتے تھے نا؟.................. اب اتنے نراش کیوں ہو' کوئی ایسا چمتکار دکھاؤ

کہ ڈور کا سرا ایک بار پھر تمہارے ہاتھوں میں چلا جائے.................. تمہیں تو بہت سارے جنتر منتر یاد تھے.................."

"یہ.................. یہ تم نہیں بول رہے میرے متر.................." شنکر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا پھر ٹوٹو کی سمت دیکھ کو بولا۔ "اس بالک کی مہان شکتی بول رہی ہے' اسے بیچ سے ہٹا دو.................."

"لیکن ننکا اپنا جملہ مکمل نہیں کر سکا تھا ٹوٹو کا ہاتھ گھوما تو وہ اچھل کر اس لوہے کی جالی سے ٹکرا گیا جو ڈرائیور کے پشت پر اسے قیدیوں اور خطرناک مجرموں سے محفوظ رکھنے کے لئے موجود تھی'

ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیڈ کانسٹیبل نے پلٹ کر کہا۔ "ایک ٹانگ کٹ گئی پھر بھی دم خم دکھا رہا ہے' سیدھی طرح کھال کے اندر رہو نہیں تو مار مار کر بھر کس نکال دوں گا.................."

"خان.................. میری مانو تو اسے ادھر ہی اتار کر پھینک دو۔" ڈرائیور نے شنکر کی شان میں ایک بھونڈی گالی دیتے ہوئے کہا۔ "کسی مندر کے پاس چھوڑا تو یہ.................. اس کی پوترتا کو بھی گندا کرتا رہے گا۔"

ضرب اتنی شدید تھی کہ شنکر کے ہونٹوں سے خون کی ایک دھار بہہ نکلی' ٹوٹو کے ایک ہی تھپڑ نے اسے دوبارہ گم صم رہنے پر مجبور کر دیا تھا' پھر کچھ دیر بعد پولیس وین ایک مصروف شاہراہ کے قریب رک گئی۔

"یہ جگہ ٹھیک ہے.................." ہیڈ کانسٹیبل نے کہا۔ "اس خدائی خوار کو ادھر ہی فٹ پاتھ پر ڈال دو' گزر اوقات کے لئے بھیک میک ملتا رہے گا.................." پھر اس نے نیچے اتر کر وین کی پشت کی جانب بیٹھے ہوئے مسلح سپاہیوں کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو انہوں نے پل بھر میں شنکر کو گھسیٹ کر نیچے اتارا اور فٹ پاتھ پر چھوڑ کر چلے گئے' فیصل اور ٹوٹو بھی ساتھ ساتھ تھے۔

"تقدیر اب بھی تمہارا ساتھ دے رہی ہے مہاراج۔" فیصل زہر خند سے بولا۔ یہاں چاروں طرف رونق ہی رونق ہے' تمہیں پیٹ پالنے کے لئے بھکشا بھی ملتی رہے گی اور من بھی بہلتا رہے گا۔"

"مم.................. میں' تم سے موت کی پرارتھنا کروں گا۔" شنکر نے درد بھرے لہجے میں ہاتھ باندھ کر کہا۔ "مجھے ایسا جیون نہیں چاہیے"

"ٹوٹو .... کچھ سنا تم نے۔" فیصل نے ٹوٹو سے شنکر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا "مہاراج کو جیون نہیں چاہئے..............."

"چنتا نہ کرو شنکر جی تمہاری دوسری ٹانگ کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔" ٹوٹو کا لہجہ سفاک تھا۔ "دونوں ٹانگیں ایک جیسی ہو جائیں گی تو تمہیں اپنے گندے شریر کو سڑکوں پر گھسیٹنے میں زیادہ آسانی ہو گی۔"

"نن............... نہیں............... نہیں، بھگوان کے لئے ایسا نہ کرو۔" شنکر تڑپ اٹھا۔ "میں بنتی کرتا ہوں۔"

لیکن ٹوٹو کی نگاہوں سے شعلے ابلنے شروع ہو گئے تھے، اس نے اشارہ کیا تو شنکر کسی حقیر تنکے کی طرح گھسیٹتا ہوا سڑک کے کنارے آ گیا اس کی سیدھی ٹانگ سڑک پر پھیلی ہوئی تھی اور عقب سے ایک لوڈنگ ٹرک فراٹے بھرتا چلا آ رہا تھا، شنکر نے اپنا پاؤں موڑنے کی کوشش کی مگر ٹوٹو کی پراسرار قوت نے اسے جکڑ رکھا تھا، ٹرک اگر اس کے پاؤں کے اوپر سے گزر جاتا تو وہ یقیناً چکنا چور ہو جاتا، شنکر ساری جان سے لرز اٹھا اس نے خوفزدہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر پہیوں کی چرچراہٹ کی آواز سن کر اس نے دوبار آنکھیں کھولیں تو اسے اپنی قوت بصارت پر شبہ ہونے لگا، لوڈنگ ٹرک جو پوری رفتار سے قریب آ رہا تھا اس کے پیر سے محض تین فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا تھا، راہ گیروں کی اچھی خاصی تعداد وہاں جمع ہو گئی، ٹوٹو عجیب انداز میں نظریں اٹھائے خلاء میں گھور رہا تھا، اس کی پراسرار نگاہوں میں الجھن اور حیرت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے، فیصل کی نگاہیں ٹوٹو پر مرکوز تھیں، اسے تعجب تھا کہ ٹوٹو کی مرضی اگر متوقع حادثے میں شامل تھی تو پھر ٹرک اچانک کیوں رک گیا اور اگر ایسا نہیں تھا تو پھر ٹوٹو نے شنکر کی دوسری ٹانگ کو محفوظ رکھنے کا فیصلہ کیونکر کیا تھا............... ؟

"ٹوٹو..............." اس نے ٹوٹو کو مخاطب کیا "یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں....... ...."

"خاموشی سے نکل چلو پرنس۔" ٹوٹو نے بدستور خلاء میں گھورتے ہوئے سنجیدگی سے کہا "میں کچھ پراسرار طاقتوں کو سر پر منڈلاتا محسوس کر رہا ہوں، میری نظروں کے سامنے پھر وہی سفید دھند پھیل رہی ہے..............."

"اگر ہم یہاں سے چلے گئے تو شنکر اسے ہماری بزدلی سے تعبیر کرے گا۔" فیصل نے فیصلہ کن لہجہ اختیار کیا۔ "میں ہر قیمت پر اسے دوسری ٹانگ سے بھی محروم دیکھنا چاہتا ہوں"

"میں............... میں کوشش کرتا ہوں لیکن ...." ٹوٹو نے اپنا جملہ نامکمل چھوڑ دیا اور سہمے ہوئے انداز میں اپنے وجود میں سمٹنے کی کوشش کرنے لگا، اس کی نگاہوں سے خوف جھانک رہا تھا پھر ایک مانوس آواز نے فیصل کے علاوہ ہجوم کی توجہ بھی اپنی سمت مبذول کر لی، وہ دیوانہ مجذوب تھا جو ہاتھ میں آڑی ترچھی لکڑی دبائے ٹوٹو کو پلکیں جھپکا جھپکا کر دیکھ رہا تھا، شنکر کی نظریں بھی مجذوب کے چہرے کی جھریوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ مجذوب کے گلے میں پڑی ہوئی سفید تسبیح کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا، ٹوٹو اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔

"بابا ...." فیصل بڑی عاجزی سے بولا۔ "یہ وہی نابکار ہے جس نے میرے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا..............."

"تو بھی بانگ دینے لگا..............." مجذوب نے فیصل کو لال پیلی نظروں سے گھورا۔ "تو کون ہوتا ہے آسمان میں پیوند لگانے والا............... زبان کو تالو سے چپکا لے............... آسمان کی طرف دیکھ .... قلا بازی لگائے گا تو دم نلبدان میں اٹک کر رہ جائے گی۔"

"یہ بدکار میری ماں کا قاتل ہے..............." فیصل نے احتجاج کیا۔ "اس نے مجھے سسکا سسکا کر موت کے گھاٹ اتارنے کے خواب دیکھے تھے۔"

"ناک پکڑ کر ڈبکی لگا دے............... پوبارہ ہو جائیں گے۔" مجذوب نے اپنے چہرے کے زخموں کو کھرچتے ہوئے کہا پھر دیدے نچا کر بولا۔ "ٹھمکے لگانے چھوڑ دے............... ہو حق............... ہو حق............... ہو..............."

وہ دونوں پاؤں پر اچھل اچھل کر نعرے بلند کرنے لگا۔

"بابا............... تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں"

"پلٹ گیا............... پلٹ گیا" مجذوب نے دیوانوں کی طرح قہقہہ لگاتے ہوئے کہا پھر یکلخت سہم کر بولا۔ "کبوتر کی ٹانگ پکڑ کر ہواؤں میں اڑنا شروع کر دے، لال لال انگارے گھی میں ڈبو کر کھایا کر .... لکڑی چاہئے تجھے..............."

"ہاں............... ہاں بابا، یہ لکڑی مجھے دے دو، میں نے پہلے بھی درخواست۔"

"لکڑی کا کیا کرے گا............... کیچڑ میں گھسیٹے گا............... چھوڑ دے، میں کہتا ہوں بلبل کو آزاد کر دے، کب تک پر کاٹتا رہے گا۔" دیوانے نے لکڑی گھماتے ہوئے کہا۔

"ہو حق................... ہو حق................... ہو حق۔"

"بزرگ کے اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کرو پرنس۔" ٹوٹو نے دبی زبان میں کہا۔

"تمہیں شنکر کو اس کے حال پر چھوڑنا ہو گا اور ...."

"دفع ہو جا .... بھاگ جا۔" مجذوب نے ٹوٹو کو قہر آلود نظروں سے گھورا۔

"سورج کو چراغ دکھا رہا ہے مردود.................. کبڈی کبڈی کھیلنا چھوڑ دے.................. قبر میں چھلانگ لگا دے .... ہو حق.................. ہو حق.................. ہو حق"

لوگوں کی دلچسپی مجذوب میں بڑھتی جا رہی تھی' شنکر اسے بڑی سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا لیکن ٹوٹو کی حالت غیر ہو رہی تھی' وہ فیصل کا ہاتھ تھام کر اس کو مجمع سے باہر لے گیا مجذوب کے نعرے دور تک ان کا تعاقب کرتے رہے پھر اسی رات فیصل نے سفید ریش بزرگ کو خواب میں دیکھا' ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی' انہوں نے ٹوٹو کی سمت دیکھتے ہوئے کہا

"فیصل میں .... میں ٹوٹو کو واپس لے جا رہا ہوں۔"

"نہیں .... " فیصل نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہا "ٹوٹو نے میری زندگی کو سہارا دیا ہے' ٹوٹو کے بغیر میری زندگی ادھوری رہ جائے گی' اسے میرے وجود سے علیحدہ نہ کریں ورنہ ...."

"تم کفر کے کلمات ادا کر رہے ہو فیصل میاں .... سنبھلنے کی کوشش کرو۔" سفید ریش بزرگ نے کہا۔ "انسان کا سب سے بڑا سہارا خدا کی ذات ہے جس کے قرب کے بغیر انسان ہمیشہ نامکمل رہتا ہے .... اس کے حضور میں جھکنے کی عادت ڈال لو وہی سب سے بڑا کارساز ہے۔"

"آپ بجا ارشاد فرما رہے ہیں میرے محترم لیکن ...."

"تم شاید بھول رہے ہو کہ تمہارے پردادا نے کیا کہا تھا' زمین کی امانت کو زمین ہی کے حوالے کر دینا چاہئے۔" سفید ریش بزرگ نے ٹوٹو کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بڑے میاں کا آستانہ تمہاری راہ دیکھ رہا ہے .... میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

فیصل ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' اس نے پلٹ کر دیکھا ٹوٹو کا بستر خالی تھا' قریب رکھا ہوا جگ پانی سے خالی تھا' شاید سفید ریش بزرگ یا پھر قدرت نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت ٹوٹو

کی روح کو اتنی طاقت عطا کر دی تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی پیاس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بجھا سکے ....

ٹوٹو کی جدائی کے غم میں فیصل بڑی دیر تک ٹہلتا رہا۔ پھر سفید ریش بزرگ کی نصیحت اس کے ذہن میں گونجی تو اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ وضو کیا اور بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا ....!!



ٹوٹو کی جدائی کے بعد فیصل نے اپنی تمام کاروباری ذمہ داریاں جاوید کو سونپیں اور خود بڑے میاں کے آستانے سے وابستہ ہو کر رہ گیا' شروع شروع میں آستانے کی دنیا اور وہاں کا ماحول اسے عجیب سا لگا' وہاں ہر وقت عقیدت مندوں اور حاجت مندوں کا ہجوم جمع رہتا تھا مرد و زن جوق در جوق بڑے میاں کے مزار پر حاضر ہوتے' گھنٹوں عبادت میں مصروف رہتے' فاتحہ پڑھتے۔ پھر الٹے قدموں واپس لوٹ جاتے۔ فیصل شب و روز اس آستانے کے نشیب و فراز کو بہت قریب سے دیکھتا رہا۔ پھر ایک دن اس نے آستانے کے عقب میں واقع ایک مختصر سے کمرے کو اپنا مسکن بنا لیا اور اللہ کی ذات سے لو لگائی۔ سفید ریش بزرگ اور عاشی کی رہنمائی میں فیصل نے چھوٹے چھوٹے وظیفے شروع کر دیئے اور فیض حاصل کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اس کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی کے بادل چھٹنے لگے اور روشنی کی کرن پھوٹنے لگی پھر سفید ریش بزرگ کی عنایتیں اور بڑھیں تو اس نے ان کی ہدایت پر چلے کھینچنے شروع کر دیئے' تین ماہ کے اندر اندر وہ بہت سارے عملیات کا ماہر بن گیا' وہ دن رات چلوں اور جلالی و جمالی وظیفوں میں مشغول رہتا' پھر یہ مشغولیت بڑھ کر بے خودی میں تبدیل ہوئی تو فیصل کو اپنی ذات کا ہوش بھی باقی نہ رہا .... آٹھ ماہ تک وہ اسی ایک کمرے میں دھونی رمائے بیٹھا رہا' رات و دن عملیات میں ڈوبا رہا' اس نے اپنی خواہشات اور جذبوں کو مار دیا تھا خدا کی وحدانیت اور رشدو ہدایت کی منزلوں میں گم ہو کر رہ گیا تھا' سفید ریش بزرگ قدم قدم پر اس کی رہنمائی کر رہے تھے عاشی بڑی لگن سے اس کے خورد و نوش کا خیال رکھتی تھی' فیصل کے بدلے ہوئے حلیے اور لمبی داڑھی کو دیکھ کر اکثر سفید ریش بزرگ کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو جاتی پھر وہ آنکھیں بند کر کے مراقبے میں چلے جاتے اور خاصی دیر تک سینے سے ٹھوڑی لگائے کسی اور دنیا میں غرق رہتے۔ عاشی کی

نگاہوں میں رفتہ رفتہ فیصل کے لئے عقیدت اور احترام کے جذبے گہرے ہونے لگے۔ پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آستانے کے اندر مدفون عظیم المرتبت بزرگ کے حسب و نسب سے تعلق رکھنے والا ایک شخص دنیا سے قطع تعلق کئے خدائے بزرگ و برتر سے لو لگائے بیٹھا ہے تو عقیدت مندوں نے فیصل کے کمرے کے باہر بھی حاضری دینی شروع کر دی۔

فیصل دنیا کے ہنگاموں سے بے نیاز دن رات اپنے چلوں اور وظیفوں میں ڈوبا رہتا' ایک رات وہ عاشی کے اصرار پر کھانا کھا رہا تھا تو عاشی نے دبی زبان میں کہا۔

بابا جانی کو بہت خوشی ہے کہ اب آپ کا مرتبہ بھی بلند ہو گیا ہے۔"

"نہیں عاشی ...." اس نے نظر اٹھا کر بارگاہ خداوندی میں نذرانہ شکر پیش کرتے ہوئے بڑے انکسار سے کہا۔ "میں بہت گناہ گار ہوں' تمام زندگی سجدہ ریز رہوں' تب بھی کفارہ ادا نہیں کر سکتا' یہ تمہارے والد کی مہربانی ہے کہ وہ میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں۔"

"آپ کو شاید علم نہیں لیکن میں روز دیکھتی ہوں کہ اب حاجت مندوں کی ٹولیاں آپ کے دروازے کے باہر بھی جمع ہونے لگی ہیں۔"

"انہیں روک دو عاشی۔" فیصل نے کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ "وہ جو خود اپنے لئے توبہ کی خاطر ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرمندہ ہو جاتا ہے بھلا دوسروں کے لئے کیا کر سکتا ہے ...."

عاشی اس کے قریب بیٹھی عقیدت مندانہ نگاہوں سے دیکھتی رہی' فیصل نے دو چار لقمے لے کر ہاتھ دھوئے پھر آنکھیں بند کر کے بڑے انہماک سے اپنی عبادت و ریاضت میں غرق ہو گیا' اسی رات وہ ایک پل کے لئے کمر سیدھی کرنے کی غرض سے لیٹا تو سفید بادلوں کا ایک ٹکڑا نمودار ہو کر اس کی نگاہوں کے سامنے ٹھہر گیا پھر نرم بادلوں کی اوٹ سے اس کے پردادا نکل کر سامنے آ گئے' ان کے نورانی چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے اور انگلیاں تسبیح کے دانوں پر پھسل رہی تھیں' ایک ثانئے تک وہ فیصل کو بڑی شفقت بھری نظروں سے گھورتے رہے پھر ان کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"میرے بچے .... میں بہت خوش ہوں کہ تم نے اندھیروں کا سفر ترک کر کے اجالوں کو گلے لگا لیا ہے۔"

"یہ سب آپ کی نظر کرم کا صدقہ ہے میرے محترم .... مجھے آج بھی آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔" فیصل نے بڑی عقیدت سے کہا۔ "عاشی کے والد نے

قدم قدم پر میری خضر منزلت کی ہے۔"

"میں سب جانتا ہوں میرے بچے .... مجھے ایک ایک بات کا بخوبی علم ہے۔" بزرگ نے بڑے پیار سے کہا۔ "آج میں تم کو یہی بتانے آیا ہوں کہ تم نے اپنی منزل پا لی ہے' نفس کشی کا عمل بڑا کٹھن اور دشوار گزار ہوتا ہے' وہ جو اس راہ سے سرخرو گزر جاتے ہیں خدا کے محبوب بندے کہلاتے ہیں لیکن صرف اپنی ذات میں گم ہو کر رہ جانا عبادت نہیں .... انسانیت کی خدمت اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کا عمل بھی خدا کے نزدیک بڑا محبوب ہے .... میں تم کو یہی سمجھانے آیا ہوں۔"

"میرے محترم .... آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میں ابھی اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا۔"

"تم کیا ہو .... کس قابل ہو .... یہ میں تم سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں' میری خواہش ہے کہ تم اپنی عبادت اور ریاضت کے ساتھ ساتھ ارادت مندوں کے لئے بھی کچھ وقت مخصوص کر دو ...."

"میں ڈرتا ہوں میرے محترم۔" فیصل نے بڑی عاجزی اور انکساری سے جواب دیا "آپ مجھے اسی خلوت میں پڑا رہنے کی اجازت عطا فرما دیں۔"

"فیصل میاں .... میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم اب بھی کسی بات سے خوفزدہ ہو ...."

"میں ہنگاموں سے دوری کا خواہش مند ہوں ...." فیصل نے رقت آمیز انداز اختیار کیا۔ "اگر اجالوں میں میرے قدم کہیں پھر ڈگمگا گئے تو ...."

"ڈرو مت میرے بچے .... تمہارے سر پر خدا کی رحمتوں کا سایہ ہے۔" بزرگ نے کہا پھر مسکراتے ہوئے بولے۔ "تم نے ایک بار مجھ سے مجذوب کی تسبیح کی فرمائش کی تھی' آج میں تمہیں اپنی تسبیح بخش رہا ہوں .... اسے اپنے گلے میں ڈال لو فیصل میاں' یہ تمہیں برائیوں سے محفوظ رکھے گی۔"

فیصل نے نہایت عقیدت سے تسبیح لے کر اسے چوما پھر بسم اللہ پڑھ کر گلے میں ڈال لیا' مسرتوں کے جذبے اس کی پلکوں پر آنسوؤں کی شکل اختیار کر کے دمک اٹھے' بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر شفقت اور محبت سے ہاتھ رکھ دیا۔

"میرے بچے" انہوں نے فیصل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "عاشی کے والد نے میری ہدایت پر ٹوٹو کی قبر بھی اسی آستانے کے ایک حصے میں بنا دی ہے' اس کی حفاظت

کی ذمہ داری میں تمہیں سونپتا ہوں، کبھی کبھی اس کی قبر پر پانی ڈالتے رہنا اور میری ایک نصیحت ہمیشہ یاد رکھنا، تم جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے ہو اس کی جانب پلٹ کر کبھی نہ دیکھنا، میری دعا ہے کہ خدا تمہیں تمہارے مقصد میں سرخرو کرے .... فی امان اللہ"

بزرگ نظروں سے اوجھل ہوئے تو فیصل ہڑبڑا کر جاگ اٹھا، اس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ خواب نہیں حقیقت تھی، اس کے پردادا زاہد ناصر میاں نے اسے جو تسبیح بخشی تھی وہ اس کے گلے میں موجود تھی۔ دوسری صبح فیصل نے سفید ریش بزرگ کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، عاشی بھی بہت مسرور تھی کہ فیصل نے ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا۔ پھر فیصل کے گرد بھی ارادت مندوں کا ایک ہجوم جمع رہنے لگا، خدا نے اس کی زبان میں ایسی تاثیر پیدا کر دی تھی کہ لوگوں کے حق میں اس کی دعا قبول ہونے لگی۔

عاشی کسی سائے کی طرح ہر وقت فیصل کے ساتھ ساتھ رہتی اور اس کی تمام ضرورتوں کا خیال رکھتی تھی، ایک دن فیصل صبح صادق کے وقت ٹوٹو کی قبر پر پانی ڈالنے کے ارادے سے اپنے حجرے سے باہر آیا تو عاشی بھی اس کے ہمراہ تھی، ٹوٹو کی قبر آستانے کے صدر دروازے کے بائیں جانب چہار دیواری کی جالیوں کے قریب مولسری کے درخت کے نیچے بنی تھی، فیصل قبر کے نزدیک پہنچا تو اس کی نظر کمبل میں لپٹے ہوئے ایک فقیر پر پڑی جو جالیوں کی دوسری طرف بیٹھا تھا، فقیر کا صرف چہرہ نظر آ رہا تھا جس پر کوڑھ کے سفید دھبے جابجا موجود تھے، فقیر اور جالیوں کے درمیان ایک سیاہ رنگ کی بلی موجود تھی جس کے حلق سے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد غرانے کی بڑی خوفناک آواز بلند ہو رہی تھی، فیصل ٹوٹو کی قبر پر پانی چھڑکنے کے بعد پلٹا تو عاشی نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا آپ نے اس کوڑھی فقیر کو نہیں پہچانا.......... یہ آپ کا بدترین دشمن شنکر ہے جو قدرت کے عتاب کا شکار بنا بیٹھا ہے۔"

فیصل نے چونک کر شنکر کی سمت دیکھا، اسی لمحے شنکر کے جسم کو ایک ذرا حرکت ہوئی تو سیاہ رنگ کی بلی زمین پر پنجہ مار کر غرانے لگی، فیصل نے اپنی نظروں کو بلی پر مرکوز کر دیا، چند ثانئے تک وہ بلی کو گھورتا رہا پھر دبی زبان میں بولا۔

"میں نے تمہیں آسمانوں کی جانب واپس لوٹ جانے کو کہا تھا لیکن تم نے ایک نیا روپ اختیار کر لیا۔"

فیصل نے وہ جملہ بڑی مدھم آواز میں کہا تھا لیکن اس کے باوجود کالی بلی نے غرانا

چھوڑ کر زمین پر لوٹنا شروع کر دیا اس نے کچھ دیر عجیب انداز میں لوٹنے پوٹنے کا عمل جاری رکھا پھر دوبارہ پچھلے پیروں پر بیٹھ کر شنکر کو قہر آلود نظروں سے گھورنے لگی۔

"عاشی ...." فیصل نے بلی پر نظر جمائے عاشی کو مخاطب کیا۔ "تم نے اس بلی پر غور نہیں کیا.................. یہ ترشولی ہے جس کی روح نے بلی کے جسم پر قبضہ جما رکھا ہے ...."

"لیکن یہ بار بار شنکر پر کیوں غراتی ہے۔" عاشی نے تعجب سے پوچھا۔

"دولت اور طاقت کا لالچ جب انسان کو اندھا کر دیتا ہے تو خدا ایسے لوگوں پر توبہ کے دروازے بند کر دیتا ہے .... شنکر اذیت ناک جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے باوجود ایک بار پھر اس خون آلود روئی کے حصول کے خواب دیکھ رہا ہے جس کے اندر ٹوٹو کی پیاسی روح موجود ہے اور ترشولی، شنکر اور ٹوٹو کے درمیان دیوار بن کر حائل ہے لیکن شاید وہ یہ نہیں جانتی کہ شنکر بڑے میاں کے آستانے کی چوکھٹ کبھی عبور نہیں کر سکے گا .... کفر کی ناپاک اور طاغوتی قوتیں ایمان کی طاقت سے جب بھی ٹکرائیں گی پاش پاش ہو جائیں گی۔" فیصل اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد لاپروائی سے اپنے حجرے کی طرف لوٹ گیا ....

عاشی بدستور اپنی جگہ کھڑی سیاہ بلی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی ....!!

(ختم شد)



Uploaded By:

-A Z A M-